فہرست ابواب کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ

ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات كانت لهم جنات الفردوس نزلا
بفضل ایزد منان درین زمان خجسته اوان نسخه هدایت نشان مسمی به
بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی
ترجمہ اردو برائے نفع عوام بسعی نمایان و کوشش بی پایان معہ
در مطبع فاروقی دهلی باهتمام محمد معظم طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
وصلى الله على رسوله محمد خاتم النبيين و
على جميع الانبياء والمرسلين وعلى عباده
الصالحين من اهل السموات واهل الارضين
قال الشيخ الامام الفقيه الزاهد ابو الليث
نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي رحمة الله
عليه اني قد جمعت في كتابي هذا فنونا
من العلم ما لا يسع جهله للعالم
ولا التخلف عنه للخاص والعام واستخرجت
ذلك من كتب كثيرة فاوردت فيه
ما هو اوضح للناظرين والراغبين وبينت
الحجج فيما يحتاج الى الحجة بالكتاب والاخبار
والنظر والاثار وتركت الغوامض من

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفوں کا مستحق خدا ہے جو دونوں جہانکی پرورش
کرتا ہے اور خوبیاں آخرت کی متقیونکی لئے ہیں اور نہیں ہے
طاقت بچنے کی اور نہ طاقت غالب ہونیکی مگر اللہ کی مدد سے
جو بزرگ اور برتر ہے اور رحمت ہو خدا کی اُسکے رسول محمد پر جو
تمام نبیونکا خاتم ہے اور تمام نبیوں پر اور رسولوں پر اور اُسکے
نیک بندوں پر جو آسمانوں اور زمینوں پر ہیں + فرمایا
شیخ امام فقیہ زاہد ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے جمع کئے ہیں اپنی اس کتاب میں
تھوڑے سے ایسے فنون علم کے کہ عالم کو بغیر انکے جانے
کوئی چارہ نہیں اور نہ عام و خاص کو بغیر سیکھے اُنکے
کوئی علاج اور نکالا میں نے اُنکو بہت سی کتابوں سے اور
بڑھا دیں میں نے ایسی چیزیں جو ناظرین اور شائقین کو خوب حسب
کا فائدہ بخشیں اور جو چیزیں دلیل کے محتاج تھیں اُنکی دلیلیں بیان کر دیں
قرآن مجید اور حدیث اور صحابہ کی عمل درآمد سے اور چھوڑ دیا میں نے باریک باتوں کو

الكلام وحذفت اسانيد الاحاديث
تخفيفا على الراغبين فيه والتماسا لمنفعة
الناس وسميته كتاب **البستان** وارجو
الثواب من الرحمن واسأله التوفيق للصواب
فانه عليه يسير **الباب الاول في**
فضل طلب العلم قال الفقيه ابو الليث
رحمة الله عليه **اعلم** ان طلب العلم فريضة
على كل مسلم ومسلمة على قدر ما يحتاج
اليه لامر دينه مما لا بد منه من احكام
الوضوء والصلوة وسائر الشرائع وامور
معاشه يعني البيع والشراء والنكاح والطلاق
وما وراء ذلك ليس بفرض خاص فان
تعلم الزيادة فهو افضل وان تركه فلا اثم
عليه وانما قلنا ان مقدار ما يحتاج اليه
فريضة لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون وقال في آية اخرى حكاية عن الكفار
وقالوا لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في
اصحاب السعير فاخبر الله تعالى بانهم
صاروا من اهل النار بجهلهم وروى مكحول

اور حدیثونکی سندونکو بھی چھوڑدیا اسلئی کہ اس کتاب کے
دیکھنے والونپر تخفیف ہو اور مخلوق کو فائدہ بآسانی پہونچے
اور نام رکھا مین نے اس کتاب کا **بستان** اور ثواب کے
امیدرکھتا ہون مین خدا سے اور مانگتا ہون اُسی سے
توفیق راہ صواب کے اسلئی کہ وہ اُسپر آسان ہے پہلا باب
طلب علم کی **فضیلت کے بیان مین** * فرمایا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے **جاننا چاہیئی** کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے
ہر مسلمان مرد و عورت پر موافق احتیاج کے امر
دین مین مثلا احکام وضو اور نماز اور باقی عبادات
کے جو اُسپر فرض ہین سیکھنے فرض ہین اور موافق
احتیاج کے امور معاش مین مثلا بیع و شرا نکاح و
طلاق کے احکام سیکھنے اُسپر فرض ہین اگر وہ ان امور کو کرتا
ہی اور سوا انکی اور کوئی فرض نہین اب اگر کوئی مسلمان
اس سے زیادہ سیکھی تو افضل ہے اگر نہ سیکھے تو کچھ گناہ نہین *
اور یہ بات کہ موافق احتیاج کے علم کا سیکھنا فرض ہے ہمنے کیون
کہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچھو جاننے والون سے اگر تم انجان ہو
اور دوسرے آیت مین کفار کی حکایت مین فرماتا ہے اور کہا اُنھون نے اگر ہم
کان رکھتے ہوتے یا ہمکو عقل ہوتی تو ہم دوزخیون مین سے کیون ہوتے پس خبر کی
اللہ تعالی نے کہ کفار اپنی جہل کے سبب دوزخی ہوے * اور مکحول روایت کرتے

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه ان النبی علیه
الصلوة والسلام قال طلب العلم فریضة علی کل
مسلم ومسلمة وفی خبر اٰخر قال اطلبوا العلم ولو
بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم و
مسلمة وعن عبد الله بن مسعود رض قال علیکم
بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب اصحابه
وعلیکم بالعلم فان احدکم لا یدری متی یفتقر
الیه ثم ان الناس تکلموا فی زیادة طلب العلم قال
بعض العلماء اذا تعلم مقدار ما یحتاج الیه
فینبغی ان یشتغل بالعمل به وترك التعلم وقال
بعض الناس اذا اشتغل بزیادة العلم فهو
افضل بعد ان لا یدخل النقصان فی فرائض
الله تعالی وهذا القول اصح القولین اما حجة الطائفة
الاولی فما روی جعفر بن برقان عن میمون بن مهران
عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال ویل للذی لا یعلم ولا یعمل مرة وویل
للذی یعلم ولا یعمل به سبع مرات وتروی
عن فضیل بن عیاض انه قال من عمل بما یعلم
شغله عما لا یعلم وقال لان العمل لنفسه

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور
دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ چین
مین ہو کیونکہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر
اور عبداللہ بن مسعود رض سے مروی ہے کہ انہون نے کہا طلب
کرو علم کو اسکے قبض ہونے سے پہلے اور قبض ہونا علم کا یہ ہے
کہ اسکے جاننے والے نرہین اور طلب کرو علم کو اسلیے کہ کوئی
تم مین سے نہین جانتا کہ کسوقت اسکا محتاج ہوگا بعد اسکے لوگون
نے اختلاف کیا ہے بقدر حاجت سے زیادہ سیکھنے مین بعض
علما نے کہا کہ جب بقدر حاجت کے سیکھ لے تو لائق ہے کہ اسپر عمل
کرنے مین مشغول ہو جاے اور سیکھنا چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ
زیادہ سیکھے تو افضل ہے بشرطیکہ ادا ے فرائض مین نقصان آنے
اور یہ قول صحیح ہے پس پہلے لوگون کی حجت یہ ہے جو روایت کیے
جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے انہون نے ابو الدرداء
انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا جو
شخص نہین جانتا اور نہ عمل کرتا ہے تو اسکے لیے ہلاکت ہے
ایکبار اور جو جانتا ہے اور پھر عمل نہین کرتا اسکے لیے ہلاکت ہے
سات بار اور فضیل بن عیاض سے مروی ہے کہ انہون نے کہا جو کوئی
عمل کرے اسپر جو جانتا ہے اسے فرصت نہ ہوگی اسکے اٹی جو

یعنی جو باتین نہین جانتا [illegible]

وطلب الزيادة لاجل غيره فالاشتغال بامر نفسه اولى لان فكاك رقبة نفسه اهم اليه من غيره واما حجة الطائفة الاخرى فقال الله عز وجل فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين الاية وقال في اية اخرى قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون وقال في اية اخرى ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون قال اهل التفسير يعني كونوا علماء فقهاء وروى ثوبان عن انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال فضل العلم خير من فضل العمل وملاك دينكم الورع وعن الحسن البصري رحمة الله عليه انه قال من العمل ان يتعلم الرجل ليعلم الناس وعن انس بن مالك رحمة الله عليه انه قال افضل العمل ان يتعلم الرجل العلم فيعلمه الناس وعن عبد الله بن عباس رضي الله عنه انه قال مذاكرة العلم ساعة من الليل احب الى الله من احياءها وعن عوف بن عبد الله

اور زیادہ سیکھنا غیر کے لیئے ہے تو اپنی ذات کے نفع مین مشغول ہونا بہتر ہے اسلیئے کہ اپنی گردن کو چھوڑانا (یعنی طوق وغیرہ سے) مُقدم ہے اور دوسرے لوگون کے حجت یہ ہے، جو اللہ تعالے سورۂ توبہ کے اخیر مین فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے، (سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے اُنکا ایک حصہ تاکہ سمجھہ پیدا کرین دین مین) آخر آیت تک اور سورۂ زمر مین ہے، (تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین سمجھہ والے اور بے سمجھہ) اور سورۂ آل عمران مین ہے، (لیکن ربّانی ہو جاوٗ جیسے تھے تم کتاب سکھاتے اور جیسے تھے تم پڑھتے) اہل تفسیر کہتے ہین ربّانی یعنی علماء اور فقہا ہو جاوٗ اور ثوبان رضو انس رض سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادتی علم کی بہتر ہے زیادتی عمل سے اور دارومدار دین کا پرہیزگاری ہے، اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ علم کا سیکھنا واسطے سکھانے کے یہ بھی عمل مین داخل ہے اور انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا بہتر عمل یہ ہے کہ سیکھے آدمی علم کو اسواسطے کہ لوگون کو سکھاوے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ ایک گہڑے رات علم کا مذاکرہ کرنا بہت پسند ہے اللہ تعالے کو ساری رات نماز وغیرہ پڑھنے سے اور عوف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے +

قال جاء رجل الی ابی ذر فقال انی ارید ان
اتعلّم العلم واخاف ان اضیعه ولا اعمل به
فقال له انك ان توسدت العلم خیر لك
من ان توسدت الجهل ثم ذهب الی ابی
الدرداء رضی الله عنه فسأله عن ذلك فقال
له ابو درداء ان الناس یبعثون یوم القیٰمة
من قبورهم علی ما ماتوا علیه یبعث العالم عالما
والجاهل جاهلا ثم ذهب الی ابی هریرة
فسأله عن ذلك قال له ابو هریرة کفی بترکه
ضیاعا وعن علی رضی الله عنه انه قال الناس رجلان عالم
ربانی ومتعلم علی سبیل النجاة وسائرهم همج رعاع واتباع
کل ناعق یمیلون مع کل ریح والعلماء باقون ما بقی
الدهر اعیانهم مفقودة وامثالهم فی القلوب موجودة
وعن غیره انه سأل رسول الله علیه الصلوٰة والسلام
وقال ای الاعمال افضل فقال العلم فسأله ثلث
مرات فاجابه مثل الجواب الاول فقال یا
رسول الله انی اسألك عن العمل فقال هل یقبل
العمل الا بالعلم العلم خیر من العمل و
لان منفعة العمل لنفسه خاصة ومنفعة

کہ انہوں نے فرمایا آیا ایک شخص حضرت ابو ذر کے پاس
اور کہا کہ میرا ارادہ علم سیکھنے کا ہے لیکن اسکا خوف ہے کہ کہیں
مین اُسکو ضایع کردون اور اُسپر عمل نکرون حضرت ابوذر نے
جواب مین فرمایا کہ اگر تو علم کو تکیہ بنالی تو بہتر ہے تیری واسطے
اس سے کہ جہل کو تکیہ بنائی پہر گیا وہی شخص خدمتمین حضرت
ابو درداء کے اور وہی سوال کیا حضرت ابو درداء نے فرمایا کہ مخلوق
اپنی قبرونسی اُسی حالتمین قیامت کو اُٹھیگی جس حالت پر
مری تھے اُٹھیگا عالم عالم اور جاہل جاہل + پہر گیا وہی شخص
حضرت ابو ہریرہ کی خدمتمین اور وہی سوال کیا حضرت ابو ہریرہ نے
جوابمین فرمایا کہ علم کا ترک کرنا ضایع ہونیکو کافی ہے + اور حضرت
علی رضی الله عنہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تمام مخلوق مین نجات
کی طریقہ پر دو طرح کے لوگ ہین یا تو عالم الله والے یا علم سیکھنے والے
اور باقی تو کمینے نالایق نابکار ہر آواز دینی والی کے ہین ہوا کے ہر جہوکے
کی ساتہ جہک جاتے مین + اور عالم باقی ہین جبتک زمانہ باقی ہے
ذاتین انکی مفقود ہین اور مثل اُنکے دلونمین موجود ہین + اور مروی ہے
کہ اور کسی نے رسول الله صلعم سے پوچھا اعمالمین کونسا عمل افضل ہے
آپنے فرمایا علم پہر سائل نے وہی سوال تین دفعہ کیا آپنی پہر وہی پہلا جواب
دیا پہر سائل نے عرض کیا یا رسول الله مین عمل کو پوچھتا ہون آپنے
فرمایا عمل تو بغیر علم کے قبول ہی نہین ہوتا + علم عمل سے بہتر ہے اسلئی

العلم یرجع الی نفسه والی الناس جمیعا فصار
هذا افضل لان النبی علیه الصلوة والسلام
قال خیر الناس من ینفع الناس وروی ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان افضل
ما یتصدق به العبد ان یتعلم العلم و یعلم
غیره والاخبار فی هذا کثیرة

الباب الثانی فی کتابة العلم

قال الفقیه
ابو اللیث رحمة الله علیه کره بعض الناس
کتابة العلم واباح ذلک اهل العلم اما حجة
من کره ذلک فما روی الحسن البصری ان عمر بن
الخطاب رض قال یا رسول الله ان ناسا من الیهود
یحدثون باحادیث یعجبنا افلا نکتب بعضها
قال فنظر الیه نظرة عرف الغضب فی وجهه وقال
امتهوکون یا عمر انتم کما تهوکت الیهود والنصاری
لقد جئتکم بیضاء نقیة ولو کان موسی حیا ما وسعه
الا اتباعی فقیل للحسن ما المتهوکون قال
المتحیرون وروی عن عطاء بن یسار عن
ابی سعید الخدری انه استاذن النبی علیه
الصلوة والسلام فی کتابة العلم فلم یاذن له

اپنی ہی بگانی سکی لئے ہی سو علم عمل سے افضل ہوا اسلئے کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جو لوگون کو
نفع پہنچاوے اور مروی ہے رسول اللہ صلعم سے کہ آپنے فرمایا افضل
صدقہ یہ ہے کہ آدمی علم کو سیکھکر اورونکو سکھاوے اور حدیثین اُسکے
علم کی فضیلت مین بہت سی ہین

دوسرا باب کتابت علم کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے مکروہ کہا ہے بعض عالمون نے کتابت علم کو اور مباح کہا
بعض نے دلیل اُن لوگونکی جنہون نے مکروہ کہا وہ روایت ہے حسن
بصری کی حضرت عمر رضہ سے کی ہے کہ اُنہون نے عرض کی یا رسول اللہ بعضے
یہود ہمسے ایسی باتین بیان کرتی ہین جو ہمکو اچھی معلوم ہوتی ہین کیا
بعضے باتین اُنمین سے نہ لکھ لین پس دیکھا آپنے حضرت عمر کیطرف
غصہ کی نظر سے اور کہا کیا متحیر و متردد ہو تم اے عمر جیسے یہود و نصاری
اپنے دین مین متحیر ہین بیشک لایا ہون مین تمہارے پاس دین
روشن و صاف اگر زندہ ہوتے موسی تو اُنکو بغیر میری
تابعداری کے کوئی چارہ نہو تا کسی نے حضرت حسن سے
پوچھا متہوکون کے معنے فرمایا متحیرون ہے + اور مروی
ہے عطاء بن یسار سے اُنہون نے روایت کیا ابو سعید خدری
سے کہ اُنہون نے اجازت مانگی تہی نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے کتابت علم کی سو آپ نے اجازت نہین دی تہی

عن حسن بن مسلم انه قال كان ابن عباس ينهى
عن الكتابة ويقول انما ضل من كان قبلكم
بالكتابة وروى ابن ابى الدرداء عن ابيه قال
جاء اصحاب عبد الله بن مسعود الى عبد الله
فقالوا انا قد كتبنا عنك علما افنعرضه
عليك فبين لنا فاتوه بذلك فاخذ الكتاب
فغسله بالماء ثم رده عليهم فقال لانهم
اذا كتبوا الكتاب اعتمدوا على الكتابة و
تركوا الجهد والحفظ فيعرض على الكتاب
عارض فيفوت عليهم علمهم ولان الكتاب
مما يمكن ان يزاد فيه ويغير والذى حفظ لا
يمكن فيه التغيير ولان الحافظ يتكلم بالعلم
والذى اخبر عن الكتابة اخبر بالظن من غير
حفظ واما حجة من قال انه يجوز فما روى
عن ابى هريرة رضى الله عنه انه قال ما كان
احد من اصحاب النبى عليه الصلوة والسلام اكثر
حديثا منى الا عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما فانه
كان يكتب وانا لا اكتب وعن ابن جريج انه قال قال
عبد الله بن عمرو رض يا رسول الله انا

اور حسن بن مسلم سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ابن عباس کتابت
علم سے منع کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ پہلی امتین اسی سبب
گمراہ ہوئین اور ابن ابی الدردا اپنی باپ ابی الدردا سے روایت
کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد انکے پاس آئے اور عرض
کی کہ ہمنے جناب سے علم لکہا ہے کیا اسکو دوبارہ انکے پیش کرین
کہ آپ اسکو پہر بیان کرین تاکہ ایسا نہ ہو کہ کہین غلطی نہ ہو گئی ہو تو جب
اسکو لائے تو عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کتاب کو پکڑ کر دہو ڈالا
اور انکو دیدی اور کہا کہ یہ مین نے اسلیے کیا کہ جب انکے پاس کتاب
لکہی ہوئی ہوگی تو اسپر اعتماد کرکے کوشش اور حافظہ کو چہوڑ دینگے
جب کتاب کسی عارضہ سے کہوئی گئی تو علم سے بے بہرہ رہجاینگے اور اسلیے
کہ کتاب مین زیادتی اور تغیر ممکن ہے اور جو یاد ہو اسمین کوئی زیادہ
اور تغیر نہین کرسکتا اور اسلیے کہ حافظ کلام کرتا ہے ساتہ یقین کے
اور جو خبر دیتا ہے کتاب سے تو خبر دیتا ہے ساتہ ظن کے سوائے حافظہ
کے اور جو شخص کہتا ہے کہ کتابت علم جایز ہے تو اسکی دلیل یہ ہے
جو ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کوئی صحابی مجہسے
زیادہ نہین جانتا تہا مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اسلیے
کہ وہ لکہا کرتا تہا اور مین نہین لکہتا تہا اور ابن جریج
رضہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو آپ سے

نسمع منك الحديث افنكتبه قال نعم قلت
فی الرضاء او فی السخط قال نعم فانی لا اقول
فیهما الا حقا و قال معاویة بن قرة من
لم یکتب فلا یعد علمه علما و قال الله عز و
جل قال علمها عند ربی فی کتاب و عن ربیع
بن انس عن جدیه زید و زیاد انهما قدما
و دخلا علی سلمان لیلا فلم یزل یحدثهما
و یکتبان حتی اصبحا و عن الحسین بن علی رضی
الله عنهما انه قال لا یعجزن احدکم ان یکون عنده
کتب من هذه العلوم و لان فیه بکو قال علیه السلام
لا تغتروا بالحدة ابصارکم و اکتبوا الکتب لاخر
اعمارکم فلو لم یکتب لذهب عنه العلم و لو کتب
لرجع الیه بما ینسی او یشکل علیه و هذا کما حکی
عن ابی یوسف انه عاتب محمدا فی کتابة العلم
و قال محمد انی خفت ذهاب العلم لان النساء
لا یلدن مثل ابی یوسف و لان الامة قد
توارثت کتابة العلم و لان صاحب الخط مسرور
و صاحب الحفظ مغرور و قد قال النبی
صلی الله علیه و سلم ما راٰه المسلمون

آپسے حدیثین سنتی ہین کیا اُنکو لکھہ لیا کرین فرمایا ہان
مین نے عرض کیا خوشی کے وقت کی اور غصہ کے وقت کی فرمایا ہان
دونونکی کیونکہ مین تو دونون وقتو نمین حق ہی کہتا ہون + اور کہا
معاویہ بن قرہ نے جسنے نہین لکھا تو اُسکا علم علم شمار نہین کیا جاتا
کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا کہا موسی نے علم اُنکا یعنے پہلی قرنونکا
میرے رب کے پاس ہے، کتاب مین لکھا ہوا + اور روایت کرتے ہین ربیع
بن انس اپنے دونون دادا زید اور زیاد سے کہ وہ دونون حضرت سلمان
کی خدمتمین رات کو حاضر ہوے اور حضرت سلمان رات بھر حدیثین بیان کرتے
رہے اور یہ دونون صبح تک لکھتے رہے - اور مروی ہے امام حسین رض سے
کہ آپنے فرمایا کہ نہ عاجز کرے کسیکو تم مین سے یہ امر کہ ہو وین اُسکی پاس
کتابین اُن علوم کے - اور اسکی کتابت مین سب مبتلا ہین - فرمایا
رسول اللہ صلعم نے نہ دہوکے مین پڑو تم اپنی بینائی کی تیزی کے وجہ سے اور
لکھہ لیا کرو کتابین اخیر عمر کے لئے + اب اگر کوئی شخص نہ لکھیگا تو
اُس سے علم جاتا رہیگا اور اگر لکھہ لیا کریگا تو بہول چوک جایا کریگا تو
کتاب دیکھہ لیا کریگا + اور یہ امر ایسا ہے، جیسے کہ حکایت امام ابو یوسف
کی مشہور ہے کہ وہ جب امام محمد پر خفا ہوے کتابت علم کے وجہ سے تو امام محمد
نے جوابمین کہا مین تو علم کے جاتے رہنے سے ڈرتا ہون اسلئے کہ
عورتین ہمیشہ ابو یوسف جیسے بچے نہ جنین گی - اور اسلئے کہ امت
ہمیشہ سے علم کو لکھتی چلی آئی ہے - اور اسلئے کتاب والا ہمیشہ

حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه المسلمون
سيئا فهو عند الله سيئ وقال لا يجتمع امتي
على الضلالة **باب الفتوى** قال الفقيه
الزاهد ابو الليث رحمه الله كره بعض
الناس الفتوى واجازه عامة اهل العلم اذا
كان الرجل ممن يصلح لذلك فاما حجة الطائفة
الاولى فما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال اجرأكم على النار اجرأكم على الفتوى
وروى عن سلمان الفارسي رض ان اناسا كانوا
يستفتونه فقال هذا خير لكم وشر لي وعن
عبد الرحمن بن ابي ليلى انه قال ادركت مائة
وعشرين نفرا من اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام فما كان منهم يحدث الا ودّ ان
اخاه كفاه الفتوى وعن ابن سيرين رض انه قال قال
حذيفة اليماني انما يفتي الناس احد ثلثة من يعلم ناسخ
من القرآن ومنسوخه او امير لا يجد بدا او احمق متكلف وكان
ابن سيرين اذا سئل عن شيء يقول انا لست باحد
من هذين واكره ان اكون الثالث واما حجة من
اباح ذلك فما روى في حديث ابي هريرة وزيد بن

اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو
مسلمان بُری سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے اور فرمایا
میری امت گمراہی پر جمع نہو گی **باب تیسرا فتوی دینے**
کی بیان میں کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علما
نے فتوی دینی کو مکروہ کہا ہے اور اکثروں نے اجازت دی ہے
جبکہ ہو کوئی شخص لائق فتوی دینے کے + دلیل پہلوں کے تو یہ ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا تم
مین زیادہ جرأت والا آگ پر وہ شخص ہے جو زیادہ جرأت والا
ہو فتوے دینے پر اور سلمان فارسی سے لوگوں نے فتوی پوچھا تو
آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے تو بہتر ہی اور میرے واسطے بُرا ہی
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا مین ایک سو
بیس صحابیونکو میں نے پایا کہ کوئی اُنمین سے حدیث روایت
نکرتا تھا اور اسکو پسند کرتا تھا کہ اُسکا بھائی فتوے
دینے کو کفایت کرتا ہے اور ابن سیرین روایت کرتے ہین
کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ فتوی دینا صرف تین شخصوں سے ایک کا کام
ہے یا تو وہ شخص جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کو جانے یا امیر کہ اسکو فتوی دینے بغیر
کوئی چارہ نہین یا احمق تکلف کرنیوالا + اور ابن سیرین سے جب کچھ پوچھا جاتا تھا
تو فرمایا کرتے تھے کہ مین ان دونو مین سے نہیں ہوں اور تیسرا ہونیکو برا سمجھتا ہوں
اور لوگوں کی دلیل جو فتوی کی اجازت دیتے ہیں یہ امر ہے جو مروی ہے ابوہریرہ اور زید بن

خالد وسهل بن معبد قالوا كنا عند النبي
عليه الصلوة والسلام فقام رجل فقال و
انشدك بالله اقض بيننا بكتاب الله تعالى
فقام خصمه وكان افقه منه فقال صدق اقض
بيننا بكتاب الله تعالى وائذن لي فاقول فاذن له
فقال ابني كان عسيفا لهذا الرجل يعني اجيرا
عنده وانه زنى بامرأته فافتديت منه بمائة
شاة وخادم ثم سألت رجالا من اهل العلم
فاخبروني ان على ابني مائة جلدة وتغريب عام
وعلى امرأته الرجم فقال النبي عليه الصلوة و
السلام اما والذي نفسي بيده لاقضين بينكما
بكتاب الله تعالى اما غنمك وخادمك فرد اليك
وجلد ابنه مائة جلدة وغربه عاما وامر ناجية
الاسلمي ان يأتي امرأة الاخرى فان اعترفت
فارجمها ففي هذا الحديث دليل على جواز الفتوى
لانه قال سألت رجالا من اهل العلم فافتوا
لي فلم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه و
سلم فتواهم وفي هذا الخبر دليل ايضا على
ان الفتوى يجوز وان كان غيره اعلم منه

خالد اور سہل بن معبد کی حدیث مین کہا اُن تینون نے کہ تھے ہم حضرت
مین نبی علیہ الصلوة والسلام کے سو کہڑا ہوا ایک شخص اور کہا کہ قسم دیتا
ہون مین تجھکو الله کی کہ فیصلہ کردے ہمارا موافق کتاب الله کی پس کہڑا
ہوا مخالف اُسکا اور وہ اُس سے زیادہ سمجھدار تہا اور کہا سچ کہا اُسنے
آپ حکم لگا دین ہمارے مقدمہ مین کتاب الله کی موافق اور اجازت دیتا
مقدمہ کا اصل حال بیان کرون آپ نے اُسکو اجازت عطا کی سو اُسنے بیان کیا میرا بیٹا
اس شخص کے پاس مزدور تہا اُسنے اسکی بی بی سے زنا کیا مین اسکی بدلے
مین سو بکریان اور ایک غلام اسکو دیا پھر مین نے عالمون سے اس مسئلہ کو پوچھا
اُنہون نے فرمایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک برس کا دیس نکالا ہے
اور اُسکی بی بی پر پتھراو ہے فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نے قسم ہے اُس ذات
کی جسکی قبضہ مین میری جان ہے کہ مین تمہارے مقدمہ مین کتاب الله کی موافق
حکم لگاؤنگا سو تیری بکریان اور غلام تو تیری طرف پہیر آئی اور سو
کوڑے لگائی اُسکے بیٹے پر اور ایک برس کو جلا وطن کیا اور حکم کیا ناجیہ
اسلمی کو کہ دوسرے شخص کے بی بی کے پاس جاکر پوچھے اگر وہ اقرار زنا کا کرے تو
اسکو پتھراو کرے ۔ اس حدیث مین فتویٰ دینے کی جواز پر دلیل ہے اسلئے کہ اس
شخص نے کہا پوچھا مین نے عالمون سے اور فتویٰ دیا انہون نے مجھکو سو نہین
انکار کیا اُن پر رسول الله صلعم نے اُنکے فتوے دینے کو ۔ اور
اس حدیث مین اسکی بھی دلیل ہے کہ فتویٰ دینا جائز ہے
اگرچہ اُس مفتی سے زیادہ علم مین کوئی اور شخص موجود ہو ۔

الا ترى انهم كانوا يفتون فى زمن النبى عليه الصلوة والسلام وقد روى عن على رضى الله عنه انه سئل عن محرم كسر بيض نعامة فامره على رضى الله عنه لكل بيضة ان ينحر ولد ناقة فجاء السائل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره بذلك فقال له قد قال لك على ما سمعت ولكن هلم الى الرخصة فعليك بكل بيضة اطعام مسكين وروى عن ابى هريرة رض انه سئل بالبحرين عن الحلال اذا ذبح صيدا فاكله محرم فقال يجوز فلما رجع ابو هريرة الى عمر رض فاخبره بذلك فقال له عمر لو قلت غير هذا لفعلت بك كذا وكذا ولان الصحابة كانوا يفتون فى الحوادث الواقعة وهكذا توارث المسلمون ولان الله عز وجل قال فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فلما امر الله تعالى الجهال بان يسألوا العلماء فقد امر العلماء ان يخبروهم اذا سألوهم عن ذلك

باب من يصلح له الفتوى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله لا ينبغى لاحد ان يفتى الا ان يعرف اقاويل الصحابة والعلماء

کیا تجھے خبر نہین کہ صحابہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین فتوے دیتے تھے۔ مروی ہے حضرت علی رضہ سے کہ کسی نے اُن سے پوچھا کہ مُحرِم نے شتر مُرغ کا انڈا توڑ دیا تو آپ نے اُسکو حکم کیا کہ ہر انڈے کے بدلے ایک بچہ اونٹ قربانی کرے پھر آیا وہی سائل رسول اللہ صلعم کی خدمتمین اور خبر دے اس قصہ کی فرمایا آپنے جو کچھ کہ علی نے کہا ہے وہ مینے سُن لیا ہے لیکن تو رخصت اور آسانی کی طرف آ تجھپر ہر انڈے کے بدلے ایک مسکین کو کھلانا ہے۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بحرین مین اُنسے کسی نے پوچھا کہ حلال نے شکار کو ذبح کیا اور محرم نے اُسکو کھایا اسکا کیا حکم ہے ابو ہریرہ نے کہا جایز ہے جب ابو ہریرہ حضرت عمر کی خدمت مین واپس آگئے تو اس قصہ کا ذکر کیا اسپر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو کچھہ اور کہتا تو مین تیرے ساتھ ایسا ایسا کرتا یعنے بُری طرح پیش آتا اور اسلئے کہ صحابہ ہمیشہ حادثونمین فتوے دیا کرتے تھے اور اسیطرح مسلمان کرتے چلے آئی ہین۔ اور اسلئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا پوچھو تم جاننے والونسے اگر تم انجان ہو جب اللہ تعالے نے جاہلونکو عالمونسے پوچھنے کا حکم فرمایا تو عالمونکو حکم کیا اسکا کہ جب کوئی اُنسے کچھہ پوچھے تو فوراً سوال کا جواب دین

چوتھا باب اس امر کے بیانمین کہ فتوی دینے کی لایق کون ہے اور کون نہین

کہا فقیہ ابو اللیث

اى اباحنيفة واصحابه ويعلم من اين قالوا و
يعرف معاملات الناس فان عرف اقاويل العلماء
ولم يعرف مذاهبهم فان سئل عن مسئلة يعلم ان
العلماء الذين ينتحل مذاهبهم قد اتفقوا عليه
فلا بأس بان يقول هذا جائز وهذا لا يجوز و
يكون قوله على سبيل الحكاية وان كانت مسئلة
قد اختلفوا فيها فلا بأس بان يقول هذا جائز
فى قول فلان ولا يجوز فى قول فلان ولا يجوز
له ان يختار قولا فيجيب بقول بعضهم ما لم
يعرف حجته روى الحسن بن زياد عن عمار و عن
عصام بن يوسف انه قال كنت فى مأتم فاجتمع
فيها اربعة من اصحاب ابى حنيفة رض زفر بن
هذيل وابو يوسف القاضى وعافية بن
يزيد وآخر قيل انه ابو مطيع فكلهم اجمعوا
على ان لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم
يعلم من اين قلنا ذلك وروى ابراهيم بن
يوسف عن ابى يوسف عن ابى حنيفة رض انه
قال لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم يعلم من
اين قلنا وروى عن عاصم بن يوسف عن ابى يوسف

یعنے ابو حنیفہ اور اُسکے شاگردوں کے اور یہ بھی جانتا ہو کہ علمانے
کہانسے کہا ہی اور جانتا ہو لوگوں کے معاملوں کو سو اگر علما کے اقوال کو
جانتا ہو اور اُنکے مذہبوں کو نجانتا ہو تو پھر اُس سے کوئی مسئلہ پوچھے
اگر وہ جانتا ہو کہ اِس مسئلہ پر وہ عالم جنکے مذہب منقول ہوتے
چلے آئی ہیں متفق ہیں تو اُسکو کچھ اندیشہ نہیں اگر وہ یوں کہے
کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے اور یہ قول اُسکا علی سبیل الحکایت
شمار ہوگا اور اگر وہ مسئلہ ایسا ہے جسمیں علمانے اختلاف کیا ہی تو
اگر وہ یوں کہے کہ یہ جائز ہے، فلان امام کے نزدیک اور یہ ناجائز ہے
فلان امام کے نزدیک اور اُسکو جائز نہیں کہ اختیار کرلے کسی عالم
کے قول کو بغیر اُسکے دلیل جانے۔ روایت کیا حسن بن زیاد نے
عصام بن یوسف سے کہ اُنہوں نے کہا تھا میں ماتم میں پس جمع
ہوئی اُسمیں ابو حنیفہ کے چار شاگرد زفر بن ہذیل اور ابو یوسف
اور عافیہ بن یزید اور ایک اور شخص جنھوں نے کہا
کہ وہ ابو مطیع ہیں پس سب نے بالاتفاق یہ فرمایا کہ
کسی شخصکو ہمارے قول پر فتویٰ دینا حلال نہیں جبتک کہ وہ یہ نجانے
کہ ہمنے کہانسے کہا ہے، اور روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف نے
ابو یوسف سے اُنہوں نے ابو حنیفہ سے کہ اُنہوں نے فرمایا کسی
شخصکو ہمارے قول پر فتویٰ دینا حلال نہیں جبتک نجانے کہ ہمنے
کہاں سے کہا ہے اور روایت کیا ہے عصام بن یوسف نے ابو یوسف سے

انه قيل له انك تكثر الخلاف لابي حنيفة قال
ان ابا حنيفة قد اوتي من العلم والفهم مالم نوته
فادرك بفهمه مالم ندركه ونحن لم نوت
من الفهم الا ما اوتينا ولا يسعنا ان نفتي بقوله
مالم نفهم قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي لمن
جعل نفسه مفتيا او تولى شيئا من امور المسلمين
وجعل وجه الناس اليه ان لا يردهم قبل
ان يقضي حوائجهم الا من عذر ويستعمل فيه
الرفق والحلم وقد روى القاسم بن مخيمرة
عن ابن ابي مريم وكانت له صحبة مع اصحاب
النبي عليه الصلوة والسلام ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال من ولي من امور المسلمين شيئا فاحتجب
دون خلتهم وحاجتهم وفاقتهم احتجب الله
يوم القيمة دون خلته وحاجته وفاقته و
ينبغي للمفتي ان يكون متواضعا لينا ولا يكون
جبارا عنيدا ولا فظا غليظا لان الله تعالى
قال فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

باب في الاختلاف

کہ کسی نے اُنسے یہ کہا کہ آپ ابو حنیفہ کا بہت خلاف کرتے ہین فرمایا
ہان اسلیئے کہ ابو حنیفہ کو جو علم تہا وہ ہمکو نصیب نہین اور جو انکو فہم تہے
وہ ہمکو میسر نہین ہمکو تو جتنی فہم دی گئی وہ ظاہر ہے اور جبتک کہ اُنکے
قولکو سمجہہ نہ لین فتوی نہین دی سکتی + کہا فقیہ ابو اللیث نے
جو شخص مفتی ہو یا مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو یا مخلوق
اسکی معتقد ہو اُسکو لایق ہے کہ مخلوق کی حاجت روائی
کرے اور اُلٹا نہ پہیرے مگر ہان کوئی عذر ہو اور نرمی
اور حلم کو برتے + روایت کیا ہے قاسم بن مخیمرہ نے
ابن ابی مریم سے اور اُنکو صحابہؓ کی صحبت تہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانون کے کسی
کام کا متولی ہو اور وہ لوگون کی حاجت اور تنگی اور فاقہ
کی تدبیر نکرے اور پردہ مین بیٹہا رہے تو قیامت کو
اللہ تعالے اُسکی تنگی تکلیف اور اُسکی حاجت کی
کچہہ پرواہ نکریگا + اور مفتی کو یہ لایق ہے کہ متواضع
اور نرم خو ہو جابر و تند خو و درشت رو و سخت دل نہو
اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سو کچہہ مہربانی ہے اللہ
کی جو نرم خو ملا تو اُنکو اور اگر ہوتا تو سخت گو سخت دل
تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد سے پانچوان

باب اختلاف کے بیان مین +

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه تكلم الناس
في المسئلة التي اختلف فيها العلماء قال بعضهم
كلاهما صواب وقال بعضهم احدهما صواب و
الآخر خطاء الا انه رفع عنه الاثم وهذا القول
اصح وقال بعضهم احدهما صواب وفي الخطاء
اجر اما حجة الطائفة الاولى فما روي عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه امر بقطع نخيل
بني النضير فكان ابو ليلى العامري المازني
يقطع العجوة وكان عبد الله بن سلام يقطع
اللين فقيل لابي ليلى لم تقطع العجوة قال
لان فيه كبتًا للعدو وقيل لعبد الله بن
سلام لم تقطع اللين قال لاني اعلم ان
هذه النخيل تصير للنبي عليه الصلوة والسلام
فاريد ان يبقى له العجوة فنزل قوله تعالى
ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة
على اصولها فباذن الله فالله تعالى
رضي بما فعل الفريقان جميعًا واما حجة
الطائفة الاخرى فما روي عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لعمرو بن العاص اقض

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نے مسئلہ مختلف فیہ مین
گفتگو کی ہے بعضون نے کہا دونون قول صواب ہین اور بعضون نے
کہا ایک قول صواب ہے اور دوسرا خطا ہے مگر خطا کرنیوالی پر گناہ نہین
اور یہی قول صحیح ہے اور بعضون نے کہا ایک قول تو صواب ہے
اور خطا مین ثواب ہے دلیل پہلے گروہ کی وہ روایت ہے جو
رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپنے بنی نضیر کے کہجور کے
باغ کو کاٹ ڈالنے کا ارشاد فرمایا تھا ابو لیلی عامری
مازنی تو چُن چُنکر عجوہ کہجور کو کاٹتے تھے اور عبد اللہ
بن سلام دوسرے قسم کو ابو لیلی سے کسی نے پوچھا آپ
عجوہ کو کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ اسمین دشمنون کا
نقصان زیادہ ہے اور عبد اللہ بن سلام سے کسی نے پوچھا
کہ آپ دوسرے قسم کی کہجور کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ یہ درخت
اب تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے سو امیرا جی یون چاہتا
ہے کہ عجوہ جو کہجور کی عمدہ قسم ہے باقی رہے پس اسباب مین
یہ آیت اُتری جو کاٹ ڈالا تمنے کہجور کا پیڑ یا کہڑا رہنے دیا انہی
جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ہے پس اللہ تعالے نے دونونکا فعل
پسند کیا + دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے جو مروی
ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے عمرو بن العاص
کو فرمایا کہ ان دونون مین فیصلہ کردو

بين هذين فقال اقضى وانت حاضر فقال نعم
فقال على ماذا اقضى قال على انك ان اصبت فلك
عشر حسنات وان اخطأت فلك اجر واحد فقد
بين النبي عليه الصلوة والسلام ان المجتهد
في اجتهاده قد يخطى به وقد يصيب ولان
الله تعالى قال وداؤد وسليمان اذ يحكمان في الحرث
الى قوله ففهمناها سليمان فمدح سليمان
بفهمه انه ادرك بفهمه ما لم يدرك به داؤد
صلوات الله عليهما ولو كان كلا الحكمين
سواء صوابا في اجتهاد الراى لكان لا يستوجب
المدح بفهمه فاذا كان احد القولين خطاء
فقد نفى الاثم عنه لانه كان ماذونا بالاجتهاد و
روى موسى الجهني عن طلحة بن مطرف انه كان
اذا ذكر عنده الاختلاف قال لا تقولوا
الاختلاف ولكن قولوا السعة وقد روى
عن عمر بن عبد العزيز رح انه قال ما احب
ان لى باختلاف اصحاب رسول الله عليه الصلوة
والسلام حمر النعم يعني ان اختلافهم حب الى من حمر
النعم لانهم لو لم يختلفوا لكان لا يجوز لاحد بعدهم الاختلاف

اُنہوں نے عرض کیا کہ آپکے ہوتے فرمایا ہاں اُنہوں نے پہر عرض کیا
کہ ہمین مجہے کیا فائدہ ہے آپنے فرمایا تیرا یہ فائدہ ہے کہ اگر تیرا فیصلہ
کیا ہوا واقع مین حق ہوگا تو دس نیکیاں ملینگی اور اگر واقع
مین غلط ہوگا تو ایک نیکی ملیگی سو نبی صلعم نے بیان فرمادیا کہ مجتہد
کبہی خطا کرتا ہے اور کبہی صواب * دلیل دوسری یہ ہی کہ اللہ
تعالے نے فرمایا (یاد کرای محمد داؤد اور سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے
کہیتی کا جہگڑا) یہانتک کہ فرمایا (پہر سمجہا دیا ہمنے وہ فیصلہ
سلیمانکو) پس اللہ تعالے نے حضرت سلیمانکی سمجہہ کے تعریف کی
اسلئے کہ حضرت سلیمان نے اپنے فہم سے وہ امر دریافت کیا جو حضرت
داؤد دریافت نکر سکے اور اگر دونوں حکم برابر صواب ہوتے تو حضرت
سلیمان کے سمجہہ لایق تعریف نہوتی - اور جب دونوں قولوں میں سے
ایک قول خطا ہو تو خطا کرنیوالے پر گناہ نہین کیونکہ اُسکو اجازت اجتہاد
کی شارع سے حاصل تہی * اور روایت کیا موسی بن جہنی نے طلحہ بن مطرف سے
کہ اُنکے سامنے جب کبہی اختلاف کا ذکر آتا تو کہتے کہ اختلاف نہ
کہو اسکو بلکہ وسعت کہو - اور حضرت عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ مجہکو صحابہ کا
اختلاف سرخ اونٹوں سے بہی زیادہ محبوب ہے
اسلئے کہ اگر صحابہ اختلاف نکرتے تو بعد صحابہ
رضی اللہ عنہم کے کسی کو اختلاف جایز نہوتا *

واذا لم يجز الاختلاف لضاق الامر على
الناس وروى عن القاسم بن محمد انه
قال اختلاف الصحابة كان رحمة للمسلمين

باب رواية الحديث بالمعنى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث بالمعنى قال بعضهم
لا يجوز الا بلفظه وقال بعضهم يجوز
وهذا هو الاصح اما حجة طائفة الاولى
فما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال نضر الله امرأ سمع حديثا فبلغه كما
سمع وروى عن براء بن عازب ان النبي
عليه الصلوة والسلام علم رجلا دعاء
فليقيه وكان في اخره امنت بكتابك انزلت
وبنبيك الذي ارسلت فقال الرجل وبرسولك الذي
ارسلت فقال النبي عليه الصلوة والسلام قل وبنبيك
الذي ارسلت فنهاه عن تغير اللفظ واما حجة الطائفة
الاخرى بانه يجوز فلان النبي عليه الصلوة والسلام قال
الا فليبلغ الشاهد الغائب فقد امر بالتبليغ عاما و
يبلغ كل قوم بلغتهم وروى عن واثلة ابن الاسقع كان

تو بعد صحابہ کے کسیکو بھی اختلاف جایز نہوتا اور جب
اختلاف جایز نہوتا تو عوام پر بڑی تنگی ہوتی + اور قاسم
بن محمد سے مروی ہے کہ اختلاف صحابہ کا مسلمانوں کے واسطے رحمت
ہے

چھٹا باب روایت بالمعنی کی بیان مین

کہا ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علما نے اختلاف
کیا ہے حدیث کے بالمعنے روایت کرنے مین بعضون نے
کہا کہ روایت بالمعنے جایز ہی نہین اور بعضون نے کہا
جایز ہے اور یہی صحیح ہے + پہلے گروہ کی تو وہ دلیل ہے
جو کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے
فرمایا کہ تر و تازہ رکھے اللہ تعالی اُس شخصکو کہ سُنا اُسنے
حدیث کو پھر پہنچا دیا اُسکو جیسا سُنا تھا اور مروی ہے براو
بن عازب سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایکی آدمی کو دعا سکھاتے
تھے اور اُس دعا کے اخیر مین یہ لفظ تھے جنکا ترجمہ ہے ایمان لایا مین اُس
کتاب پر جو تونے نازل فرمائی اور اُس نبی پر جو تونے بھیجا اُس آدمی نے
بنبیک کی جگہ برسولک کہا تو آپنے فرمایا کہ بنبیک پڑھ پس آپنے
لفظ بدلنے کو منع فرمایا + اور دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر غائب کو پہنچا دے
پس آپنے سبکو تبلیغ کا حکم فرمایا اور ظاہر ہے کہ ہر قوم اپنی
زبان مین تبلیغ احکام کریگی + اور روایت ہے واثلہ بن الاسقع سے کہ

من الصحابة قال اذا حدثناكم عن المعنى
فحسبكم وقال ابن عوف كان ابراهيم
النخعي والشعبي والحسن البصري رضي
الله عنهم يروون ويأتون بالحديث
على المعنى قال وكيع لو لم يكن الحديث
بالمعنى واسعا لهلك الناس وقال سفيان
الثوري رحمه الله اني لو قلت لكم اني
احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني ولان
الله تعالى قال فلولا نفر من كل فرقة منهم
طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا
قومهم اذا رجعوا اليهم فلو كان قوم لا يفقهون
بلفظة العربية فلا بد لهم من البيان والتفسير
بلغتهم فثبت ان العبرة للمعنى لا للفظ +

باب رواية الحديث والاجازة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث والاجازة لو قال مكان
حدثنا اخبرنا او قال مكان اخبرنا حدثنا
هل يجوز ام لا قال بعض اهل الحديث
اذا قرأت الحديث على محدث

صحابی سے کہ فرماتے تھے جب ہم تمسے حدیث کو بالمعنے روایت
کرین تو تمکو کافی ہے + اور کہا ابن عوف نے کہ ابراہیم نخعی
اور شعبی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم حدیث کو بالمعنے روایت
کیا کرتے تھے - اور کہا وکیع نے اگر حدیث بالمعنے کی گنجائش
نہوتی تو مخلوق ہلاک ہو جاتی - اور کہا سفیان ثوری
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر مین تمسے کہون کہ مین اسی طرح
حدیث بیان کرتا ہون جسطرح مین سنتا ہون تو میری
تصدیق نکرو - اور اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا سو کیون
نہ نکلے ہر فرقہ مین سے انکا ایک حصہ تا سمجھہ پیدا کرین
دین مین اور تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پھر آوین
انکی طرف پس اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ زبان عربی نسمجھے
تو ضرور ہے کہ انکی زبان مین بیان کیا جاے پس ثابت
ہوئی یہ بات کہ اعتبار معنونکا ہے نہ لفظونکا

ساتوان باب حدیث کی روایت کرنے مین اور اجازت مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے علماء نے اختلاف کیا ہے روایت حدیث مین
اور اجازت مین + اگر کہا حدثنا کی جگہہ اخبرنا یا کہا
اخبرنا کی جگہہ حدثنا کیا جایز ہے یا نہین + کہا بعض
محدثین نے جب تو نے کسی محدث کو حدیث پڑھکر سنائی

فاردت ان تروی عنه ينبغی ان تقول اخبرنا
فلان ولو كان المحدث قرأ عليك فقل حدثنا فلان
وقال اكثر اهل العلم كلاهما سواء وبه ناخذ و
قد روی عن ابی يوسف القاضی رحمه الله انه
قال اذا قرأت الحديث على فقيه او قرأ عليك
فان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وان شئت قلت سمعته من فلان وروی عن
ابی مطيع البلخی انه قال سألت اباحنيفة رضی الله
عنه فقلت لما اقول حدثنا او اقول اخبرنا قال
ان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وروی عن شعبة بن الحجاج انه قال ان شئتم قلتم اخبرنا وان شئتم
قلتم حدثنا وان شئتم قلتم انبأنا واذا قال
المحدث اجزت لك ان تحدث عنی فلا يجوز
لك ان تقول حدثنا ولا اخبرنا وجاز لك
ان تقول اجاز لی فلان قال الفقيه ابو الليث
رحمه الله سمعت الخليل بن احمد قال سمعت
ابا طاهر احمد بن سفيان الدباس يقول
اذا قال الفقيه اجزت لك بان تحدث
عنی فكانه قال اجزت لك بان

اور پھر تو نے روایت کا ارادہ کیا تو تجھکو اخبرنا فلان کہنا
چاہیے - اور اگر محدث تجھکو حدیث پڑھکر سنائی تو تجھکو
حدثنا فلان کہنا چاہیے اور اکثر علما دونوں کو برابر کہتے
ہین اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے + اور مروی ہے امام
ابو یوسف رح سے کہ اُنہوں نے فرمایا جب تو حدیث کو
پڑھکر سنائے یا سُنے تو تجھکو اختیار ہے جی چاہے حدثنا
کہہ جی چاہے اخبرنا کہہ جی چاہے سمعته من فلان کہہ
+ ابو مطیع بلخی کہتے ہین کہ مین نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا
کہ حدثنا کہوں یا اخبرنا کہوں فرمایا تیرا جی چاہے حدثنا کہہ
یا اخبرنا کہہ + اور شعبہ بن الحجاج سے روایت ہی کہ اُنہوں نے
کہا کہ تمہارا جی چاہے اخبرنا کہو تمہارا جی چاہے حدثنا
کہو جی چاہے انبأنا کہو - اور جب محدث نے کہا مین نے
تجھکو اجازت دی کہ تو حدیث کے روایت مجھسے کری تو تجھکو جائز
نہین کہ حدثنا یا اخبرنا کہے ہان یہ کہنا جائز ہے کہ
فلان محدث نے مجھکو اجازت دی ہے + کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلیل بن احمد سے مین نے سُنا ہے کہ
اُنہوں نے ابو طاہر احمد بن سفیان دباس کو کہتے سُنا ہے
جبکہ محدث نے کہا کہ مین نے اجازت دی کہ تو مجھسے حدیث
روایت کر تو گویا اُسنے کہا کہ مین نے اجازت دی تجھکو

بان يكذب علي ولو كتب اليك المحدث بحديث
اورفع اليك كتابه وقال حدثني فلان
بجميع ما فيه جاز لك ان تقول اخبرني فلان و
لا يجوز لك ان تقول حدثنا لان الكتابة خبر و
الحديث لا يكون الا بالمخاطبة الا ترى ان رجلا لو حلف
ان لا يخبر فلانا بكذا فكتب اليه فانه يحنث في يمينه ولو حلف ان
لا يحدث فكتب اليه لا يحنث ما لم يخاطبه روى
ابو حمزة عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال
رأيت ابن شهاب يوما يؤتى بالكتاب
فيقال له هذا كتابك عرفته فيقول نعم
فيرضون به بما قراء وكما قراء عليهم و
كما قراءوا عليه فينسخونه ويخبرونه
وروى عن عبد العزيز بن ابان عن
شعبة رض قال كتبت الى منصور بن المعتمر
بحديث فلقيته فسألته عن ذلك
فقال اليس قد كتبت اليك فقلت اذا
كتبت الى افاقول فقد حدثني به قال
نعم فذكرت ذلك لايوب فقال صدق
اذا كتب اليك فقد حدثك وروى

تجھکو جھوٹ بولنے کی اپنے اوپر + اگر کسی محدث نے حدیث
لکھہ بھیجی یا کتاب اپنی تجھے دیدی اور کہا مجھسے حدیث کی فلانے
نے ساری اُس چیز کی جو اس کتاب میں ہے جایز ہے تجھکو کہ اخبرنی
فلان کہے اور حدثنا کہنا تجھکو جایز نہین اسلئے کہ کتابت خبر ہے اور
حدیث آمنے سامنے ہوتی ہے + کیا تجھکو خبر نہین کہ اگر کسی شخص نے
قسم کہائی کہ فلانے کو فلانی خبر نہ دونگا پہر وہی خبر لکھہ بھیجی تو
اُس شخص کی قسم ٹوٹ جائیگی + اور اگر قسم کہائی کہ حدیث
نہین کرینگا پہر لکھہ بھیجا تو قسم نہین ٹوٹی کی جبتک کہ آمنے
سامنے ہوکر حدیث نکرے + اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے
کہ کہا انہون نے مین نے دیکھا ابن شہاب کو کہ اُنکے پاس کوئی کتاب لائے
پس کہا گیا یہ آپکی کتاب ہے آپ پہچانتے بہی ہین فرمایا ہان پس خوشی
ہوے اس سے ایسے جیسی اگر پڑہتے وہ اس کتاب کو انپر یا پڑہتے وہ لوگ
اُنپر اور پہر لکہتے وہ اسکو اور خبر دیتے اسکی اورونکو + اور روایت
کیا ہے عبد العزیز بن ابان نے شعبہ سے کہ کہا انہون نے لکھہ بھیجی منصور
بن معتمر نے ایک حدیث پہر ملا مین اُنسے اور سوال کیا اُس حدیث
سے تو کہا انہون نے وہ حدیث مین نے تجھکو لکھہ بھیجی تہی مین نے کہا
کیا لکھہ بھیجنا حدیث کرنے کے برابر ہے کہا اور کیا پہر
مین نے ایوب سے یہ ماجرا ذکر کیا تو انہون نے کہا سچ تو
ہے جب اُسنے حدیث لکھہ بھیجی تو گویا حدیث بیان کردی

عن محمد بن الحسن انه قال كتابة العالم اليك
وسماعك منه بمنزلة واحدة يعني يجوز
الرواية عنه اذ كتب العالم اليك كما يجوز
لو سمعت منه ولكن يختلفان في لفظ الرواية

باب اخذ العلم من الثقات

قال الفقيه رضي الله عنه وينبغي للمتعلم
ان لا ياخذ العلم الا من امين ثقة
لان قوام الدين بالعلم فينبغي ان لا
يأتمن الرجل على دينه الا من يجوز ان
يؤتمن عليه وروى عباد بن كثير عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا
تحدثوا عمن تقبلوا شهادته وعن محمد
ابن سيرين انه قال ان هذا العلم دين
فانظروا الى دينكم عمن تاخذونه و
عن الحسن انه قال من قال قولا حسنا وعمل عملا
سيئا فلا تأخذوا عنه علما الا تعلما ولا
تعملوا بعمله ولا تعتمدوا عليه فان
قيل اليس قد روى انس بن مالك
رضي الله عنه عن النبي عليه

اور امام محمد سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کسی عالم کا تجھکو
کچھ لکھ بھیجنا اور تیرا اس سے خود سننا برابر ہے یعنی تجھے
اس سے روایت کرنی جایز ہے اگر اس نے تجھے کچھ لکھ بھیجا ہے جیسے
جایز ہے اگر اس سے تو نے کچھ سنا ہاں یہ دونوں لفظ روایت میں
مختلف ہونگے *

باب آٹھواں اس بیان میں کہ علم کو ثقہ لوگوں سے سیکھنا چاہیے

* کہا فقیہ ابو اللیث رضی
اللہ عنہ نے لایق ہے سیکھنے والے کو کہ ہر شخص سے علم حاصل
کرے امانت دار دیانت دار سے سیکھے اسلئے کہ قیام دین کا علم
ہے سو آدمی کو لایق ہے کہ اپنے دین کو ایسے شخص کے پاس امانت
رکھے جسکو امانت دار سمجھے * اور عباد بن کثیر نے نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا نہ حدیث
روایت کرو اس شخص سے جسکے شہادت قبول کر سکو
اور محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ علم دین
ہے جس سے علم سیکھو پہلے انکو دیکھ بھال لو اور حضرت
حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص اوروں کو حق
بات بتائے اور خود بری عمل کرے اس سے علم کو سیکھ
تو لو مگر ویسے عمل نہ کرو اور نہ انکے
افعال پر اعتماد کرو * اور انس بن مالک رضی
اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام

عليه الصلوٰة والسلام انه قال العلم ضالة
المؤمن حيث ما وجده اخذه قيل له حيث
ما وجده اخذه اذا كان الذي اخبره به
ثقة واذا كان الذي اخبره به غير ثقة
فلا ياخذ منه ولو ان رجلا سمع حديثا
او سمع مسئلة فان كان موافقا للاصول
جاز له ان يعمل به فان لم يكن القائل ثقة
فلا يسعه ان يقبل منه الا ان يكون قولا
يوافق الاصول فيجوز العمل به ولا يقع به
العلم والا فلا وكذلك لو وجد حديثا مكتوبا
او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز له
ان يعمل به والا فلا - وروى عبد الرحمن
بن ابي ليلى عن على ابن ابي طالب رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوٰة والسلام
قال من حدث بحديث وهو يرى انه
كذب فهو احد الكاذبين ++

باب اباحة المجلس للعظة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله كره
بعض الناس الجلوس للعظة

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ علم مسلمان کی گم ہوئی چیز ہے سو جہان کہین اُسکو پاوے
لیلے - اور مُراد جہان کہین پانے سے یہ ہے کہ جو کوئی
ثقہ ہو اُس سے علم سیکھ لے اور جو ثقہ نہو تو نہ سیکھے +
اگر کسی شخص نے کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ سُنا اگر وہ حدیث
یا مسئلہ اصول دین کے موافق ہے تو اُسپر عمل کرنا جائز
ہے اگر قایل ثقہ نہو تو اُس شخص کو گنجایش نہین کہ
اُسکے قول کو قبول کرے ہان اگر وہ قول اصول دین
کے موافق ہو تو قبول کرے اور اُسپر عمل کرنا بہی جائز
ہے - اِسیطرح اگر کوئی حدیث لکھی ہوئی ملگئی یا
کوئی مسئلہ ملگیا تو اگر وہ حدیث و مسئلہ اصول کے
موافق ہو تو اُسپر عمل بہی جایز ہے نہین تو نہین +
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
جو مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ
یہ حدیث جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک جہوٹا
ہے +

نوان باب اس بیان مین ہے کہ مجلس وعظ کی جایز ہے

کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے بعضے علما نے لوگون کے جمع ہونیکو وعظ

وقال بعضهم لا بأس به اذا اراد به
وجه الله تبارك و تعالى وهذا القول اصح
فاما من كره ذلك فاحتج بما روى عن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا يعظ الناس الا
اميرا ومامورا او مراء وعن تميم الداري
انه استاذن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
انه يعظ الناس في كل سبت يوما قال وما
تصنع بذلك قال اذكر الناس فقال قل
ما شئت واعلم انه كالذبح وهذا كما قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من استقضى
فقد ذبح بغير سكين وعن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال القاص ينتظر
المقت والمستمع ينتظر الرحمة وعن ابي
قلابة انه انصرف عن الصلوة فجاء
رجل يقص و ينصح فقال له ابو قلابة
انما انت حمار ناهق و تروي
نهاقا ان عدت الينا لنوذينك
وعن ابراهيم النخعي انه قال اني

لئے مکروہ کہا ہے - اور بعضون نے کہا کچھہ ڈر نہین اگر
وعظ خدا کے واسطے ہو اور یہی قول صحیح ہے - جنہون نے
اِس مجلس کو مکروہ کہا ہے اُنکی حجت وہ روایت ہے جو عمر
بن شعیب نے اپنی سند سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
نقل کی ہے فرمایا کہ نصیحت نہین کرتا مخلوق کو مگر یا تو
امیر یا اُسکا نائب یا ریاکار + اور حضرت تمیم داری سے مروی
ہے کہ اُنہون نے حضرت عمر سے ہر ہفتہ کے دن وعظ کہنے
کی اجازت مانگی آپنے فرمایا اس وعظ سے تمہارا کیا مقصد
ہے کہا لوگون کا نصیحت کرنا فرمایا اچھا جو جی چاہے
کہو لیکن یہ سمجھہ لو کہ وعظ کہنا ذبح ہونے کے برابر ہے
اور یہ قول حضرت عمر کا ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جس شخص نے منصب قضا طلب کیا گویا وہ بے چھری
ذبح ہوا + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا واعظ انتظار کرتا ہے خدا کے غصہ کا اور سننے والا
منتظر ہے رحمت کا اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ
نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آکر وعظ کہنے لگا سو
ابو قلابہ نے کہا تو حمار ناہق ہے اور جو کچھہ کہ روایت کرتا ہے مجھے
گدھے کی آواز ہے اور اگر تو ہمارے ہاتھہ لگیگا تو ہم تجھے خوب سمجھین گے
اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مین

اکره القصص لثلاث آیات لقوله تعالی
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم
وقوله تعالی عز وجل لم تقولون ما لا
تفعلون وقوله تعالی وما ارید ان اخالفکم
الی ما انهکم عنه وفی الحدیث ان الله
تعالی اوحی الی عیسی علیه السلام ان عظ
نفسک فان اتعظت فعظ الناس والا
فاستحیی منی وما حجة من قال انه لا
بأس به فقول الله تعالی وذکر فان الذکری
تنفع المؤمنین وقال الله تعالی فی آیة
اخری ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم
یحذرون وعن عمر رض انه قال یا معشر
القصاص لا تقصوا فقد فقه الناس
ففی هذا الخبر دلیل علی ان القوم اذا
لم یعلموا فلا بأس به وروی عن عبد
الله بن مسعود انه کان یذکر الناس
کل عشیة الخمیس وهو قائم علی رجلیه
یدعو بدعوات وروی عطاء عن
ابی هریرة انه قال من کتم علما

وعظ کو تین آیتون کی وجہ سے مکروہ جانتا ہون اول تو
یہ آیت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کیا حکم کرتے ہو لوگونکو نیک کام
کا اور بھولتے ہو آپکو - دوسری آیت یہ ہے کیون کہتے ہو منہ
سے جو نہین کرتے - تیسری آیت یہ ہے اور مین نہین چاہتا
کہ پیچھے آپ کرون جو کام تمسے چھڑاون + اور حدیث
مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ پہلے اپنے
نفس کو نصیحت کر جب وہ نصیحت مان لے تب اورونکو نصیحت
کر اور اگر یون نکرے تو مجھسے حیا کر + اور دلیل اُن لوگون
کی جو کہتے ہین وعظ کہنے مین کچھہ حرج نہین یہ قول اللہ
تعالے کا ہے اور نصیحت کر بیشک نصیحت مسلمانونکو نفع دیگی +
اور فرمایا اللہ تعالے نے دوسری آیت مین اور تا خبر پہنچا وین اپنی
قوم کو جب پھر آوین اُنکیطرف شاید وہ بچتے رہین + اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اے گروہ واعظون کے اب وعظ نکہو اسلیے کے
لوگ سمجھدار ہوگئے + سو قول حضرت عمر کا اسکی دلیل ہے کہ اگر لوگ
انجان ہون تو وعظ کہنے کا کچھہ نقصان نہین + اور عبداللہ
بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ہر جمعرات کی شام کو
کھڑے ہو کر لوگون کو نصیحت کیا کرتے تھے اور
دعائین مانگا کرتے تھے + اور عطاء نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت
کی ہے کہ انھون نے فرمایا جو شخص علم کو چھپاویگا قیامت کو

يعلمه يلجم بلجام من النار يوم القيمة وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام مثله وعن
ابي هريرة انه قال لولا اية من كتاب
الله ما جلست للناس وهو قوله تعالى
ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات
والهدى الاية وروي عن عبد الله بن
عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال بلغوا عني ولو اية و
حدثوا عن بني اسرآئيل ولا حرج من
كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من
النار وقال الحسن لولا العلماء لصار
الناس مثل البهائم +

باب آداب المذكرين

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه
ان اول ما يحتاج اليه المذكر يجب
ان يكون صالحا لنفسه لانه لو لم يكن صالحا
فانه يهرب منه العقلاء ويقتدي به
السفهاء فيكون في ذلك فساد العالم و
كلامه لا ينجع في قلوب الناس والثاني ينبغي

اُسکے مونھہ مین آگ کی لگام دی جاویگی + اور مثل
اِس روایت کے نبی علیہ السلام سے بھی مروی ہے
اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اگر آیت
کتاب اللہ کی نہوتی تو لوگونکی تعلیم کے لیئے یون نہ بیٹھا کرتا
اور وہ آیت یہ ہے ۔ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھہ ہمنے اُتارے صاف
حکم اور راہ کے نشان آخر آیت تک اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری
طرف سے لوگونکو پہنچا دو اگرچہ تمہارے پاس ایک ہی آیت ہو
اور بنی اسرائیل سے حدیثین روایت کرو اور اسمین کچھہ حرج نہین اور
جو مجھپر جانکر جھوٹ بولے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین
کر لی + اور حضرت حسن نے فرمایا اگر علما نہوتے تو خلقت مثل
جانورون کے ہوجاتی +

دسوان باب آداب واعظین کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے اول تو نصیحت کرنے والیکو یہ ضرور ہے کہ وہ
فی نفسہ نیک ہو اسلیئے کہ اگر نیک نہوگا تو سمجھہ دار لوگ
اُسکے پاس نہ پھٹکینگے اور بیوقوف اُسکی پیروی
کرینگے اور اِس مین عالم مین فتنہ وفساد ہوگا اور
ایسے شخص کے کلام لوگون کے دلونمین تاثیر نہ کرینگے
دوسرے ہی بات نصیحت کرنے والے کو یہہ

للمذكر ان يكون ورعا فلا يحدث الناس
بحديث لم يصح عنده لانه روى عن
على بن ابى طالب رضى الله عنه عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال من حدث
بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد
الكاذبين والثالث ينبغى ان لا يطول
المجلس فيمل الناس فتذهب بركة المجلس
والعلم وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال ان للقلوب نشاطا واقبالا وان
لها تولية وادبارا فحدثوا القوم ما اقبلوا
عليكم وروى الزهرى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال روحوا القلوب ساعة
بعد ساعة وروى زيد بن اسلم عن ابيه
قال كان قاص فى بنى اسرائيل فيطول عليهم
فاملهم فلعن ولعنوا والرابع ينبغى للمذكر
ان يكون متواضعا لينا ولا ينبغى ان
يكون متكبرا فظا غليظ القلب لان التواضع
واللين من اخلاق النبى عليه الصلوة والسلام
قال الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو

یہ ضروری ہی کہ متقی ہو ایسی حدیث لوگون سی نکری جو صحیح
نہو اسلئی کہ حضرت علی رضی نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا
ہو کہ وہ جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک ہے اور تیسرے
بات اُسکو یہ ضروری ہے کہ مجلس دراز نکری اور لوگ گہبر الین
اور برکۃ مجلس اور علم کی بہی جاتی رہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی
سے مروی ہے کہ ایک وقت دلونکی خوشی ہونیے اور لگنے کا
ہوتا ہے اور ایک وقت دلونکے اُکتانی اور گہبرانی کا
ہوتا ہی پس لوگونکو نصیحت کیا کرو جبتک اُنکا جی لگا
رہے اور زہری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا راحت دو دلونکو تہوڑی دیر کے
بعد + اور زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
بنی اسرائیل مین ایک واعظ تہا کہ بہت دیر تک وعظ
کہا کرتا تہا یہانتک کہ لوگ اُکتا جایا کرتے تہے پس لعنت
کیا گیا وہ اور سب اُکتانے والے + اور چوتہے واعظ کو ضرور ہے
کہ متواضع ہو نرم دل ہو اور نہین لایق ہے اُسکو کہ متکبر
و سختگو سخت دل ہو اسواسطے کہ تواضع اور نرمی رسول
اللہ صلعم کے اخلاق مین سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے سو
کچھہ مہربانی ہے اللہ کی کہ نرم خو ہوا تو اُن کے لئی اور اگر

كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ
الخامس اذا اراد ان يخبر الناس بشئ من
الفضائل او من الصلوة او من الصدقة او
من الصوم فينبغي ان يعمل به اوّلا حتى
لا يكون من اهل هذه الاية اتأمرون الناس
بالبر وتنسون انفسكم وقال ابراهيم النخعي
انى اكره القصص لثلاث ايات من كتاب
الله وقد ذكرناها السادس ان يكون
عالما بتفسير القران والاخبار واقاويل
الفقهاء والعلماء وروى عن على رضى الله
عنه انه رأى رجلا يقص فقال له اتعرف
الناسخ من المنسوخ فقال لا فقال له هلكت
واهلكت والسابع ينبغي للمذكر اذا حدّث
الناس ان لا يقبل بوجهه على رجل واحد
ولكن يعمهم وقد روى عن حبيب بن ابى ثابت
انه قال من السنة ان لا يقبل الواعظ بوجهه على
رجل واحد ولكن يعمهم والثامن لا ينبغي
للمذكر ان يكون طامعا لان الطمع يذل
الانسان ويذهب بهاء الوجه والعلم

ہوتا تو سخت گو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد
سی + پانچوین واعظ کو ضرور ہے کہ جب فضائل نماز و روزہ
اور صدقہ وغیرہ کا لوگون سے بیان کرے تو پہلے اُسکو چاہیئے
کہ خود عمل کرے تاکہ اِس آیت کا مصداق نہ بنے کیا حکم کرتے
ہو اورونکو نیکی کا اور اپنے آپکو بہولتے ہو + اور ابراہیم نخعی
کہتے ہین کہ مین تو وعظ کہنے کو اچہا نہین سمجہتا اِن تین
آیتونکی وجہ سے اور اُنکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین + چہٹے واعظ
کو یہ ضرور ہے کہ تفسیر قرآن کو اور حدیثون اور اقوال فقہاء
اور علماء کو جانتا ہو + اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ
اُنہون نے ایک شخصکو وعظ کہتے ہوے دیکہا اور کہا
کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے اُسنے کہا نہین آپنے
فرمایا تو خود بہی ڈوبا اور اورونکو بہی ڈبویا + ساتوین
واعظ کو یہ ضرور ہے کہ جب لوگونکو نصیحت کرے تو کسی خاص
آدمی کی طرف نہ متوجہ ہو بلکہ سب کی طرف متوجہ ہو
اِسلئے کہ حبیب بن ابی ثابت سی مروی ہے کہ اُنہون نے
فرمایا مسنون ہے یہ بات کہ نہ متوجہ ہو واعظ خاص شخص
کی طرف بلکہ سب کے طرف متوجہ ہو + آٹہوین واعظ کو
یہ ضرور ہے کہ طامع نہو اسلئے کہ طمع آدمیکو ذلیل کر دیتی
ہے اور چہرہ کی رونق اور علم کی برکت کہو دیتی ہے

ولو اهدى اليه انسان بغير مسألة فلا
بأس بان يقبل هديته والتاسع ينبغي
للمذكر ان يذكر في المجلس الخوف
والرجاء ولا يجعل كله خوفا ولا كله
رجاء لانه نهي عن ذلك والعاشر ان
احتاج المذكر الى تطويل المجلس
فيستحب له ان يجعل في خلال مجلسه
كلاما يستظرفونه ويتنشطون و
يتبسمون وينشطون بذلك اي
يشتهون بذلك فلا يسامون فان
ذلك يزيد نشاطا واقبالا على السماع
وقد روي عن عمر رضي الله عنه انه
كان اذا جلس رغب الناس في الآخرة
وزهدهم عن الدنيا فاذا رآهم قد كسلوا اخذ
في ذكر الغرس والبناء والحيطان فاذا راهم قد
نشطوا اقبل في ذكر الآخرة **باب الحث على
طلب العلم وتفضيل الفقه على غيره** قال الفقيه
ابو الليث رحمه الله ينبغي للانسان ان يتعلم
العلم ولا يقنع بالجهل لان الله تعالى قال قل هل

اور اگر کوئی شخص تحفہ بھیجے تو اُسکے قبول کرنے مین
کچھہ بُرائی نہین + نوین واعظ کو یہ ضرور ہے کہ وعظ
مین مضمون خوف اور امید کے بیان کرے فقط خوف
کے یا فقط امید کے نہ بیان کرے اسلیئے کہ یہہ
ممنوع ہے + دسوین اگر واعظ کو اسکی احتیاج ہو
کہ مجلسِ وعظ دیر تک رہے تو اُسکو مناسب ہے کہ
کچھہ کلام ظریفانہ کرے جس سے لوگون کے دل
کھلین وعظ سے اُکتا نہ جائین اسلیئے کہ ایسے کلام سے
آدمی کا جی خوش ہو جاتا ہے اور وعظ کے سُننے کا
مُشتاق ہوتا ہے حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ جب وہ
لوگونکو آخرت کی طرف رغبت دلانے اور دُنیا سے نفرت
دلانے کو بیٹھا کرتے تھے تو اگر لوگونکو دیکھا اُکتائے ہوئے تو
درخت لگانے اور مکان بنانے کا ذکر کرنے لگتے تھے
پھر جب دیکھتے تھے کہ لوگونکا جی لگنے لگا ہے تو پھر آخرت کا
ذکر چھیڑ دیتے **گیارھوان باب آمادہ کرنے
مین طلب علم پر اور فضیلت بیان کرنیمین
فقہ کے اُسکی غیر پر** کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ
نے انسان کو لایق ہے کہ علم سیکھے اور جہل پر قناعت نکرے
اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہہ دے کیا

يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
ففضل اهل العلم على غيرهم وقال النبي صلى
الله عليه وسلم وعلى اله لا خير فيمن لم يكن عالما
او متعلما وقال ابو الدرداء ما لي ارى علماءكم
يموتون وجهالكم لا يتعلمون تعلموا العلم قبل
ان يرفع العلم فان رفع العلم بذهاب العلماء
وقال عروة بن الزبير لبنيه يا بني تعلموا فان
تكونوا اصغار قوم فعسى ان تكونوا كبار قوم
آخرين وما اقبح شيخ ليس عنده علم
وقال الشعبي لو ان رجلا سافر من اقصى الشام
الى اقصى اليمن فحفظ كلمة فينفعه فيما يستقبل
من عمره رأيت ان سفره لم يضيع قال الفقيه
ثم اعلم ان العلم على انواع وكل ذلك عند الله
حسن وليس كالفقه فينبغي للرجل ان يكون
تعلم الفقه اهم اليه من غيره لان من تعلم الفقه يتيسر
عليه سائر العلوم والفقه هو قوام الدين
وروى ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال ما عند الله بشيء افضل من فقه
في الدين وقال النبي عليه الصلوة والسلام فقيه

برابر ہین جاننے والی اور انجان پس فضیلت دی اہل علم
کو لوگون کے غیر پر ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سکھانے او
سیکھنے والے کے سوا کسی شخص مین خیر نہین + اور ابو الدرداء
فرماتے ہین مجھکو کیا ہوا کہ مین علما کو دیکھتا ہون کہ مرتے
جاتے ہین اور جاہل آگے کو علم سیکھتے نہین علم کو سیکھو اس
پہلے کہ علم اٹھ جاے اسلیئے کہ علم کا اٹھنا یہی ہے کہ عالم اٹھہ
جائین + اور عروہ بن الزبیر نے اپنے بیٹون کو فرمایا ای
بیٹو علم کو سیکھو اگر اپنے قوم مین چھوٹے ہوگے تو کبھی نہ کبھی کسی اور
قوم کے بڑے شمار ہوگے اور کتنا برا معلوم ہوتا ہے مجھکو وہ بوڑہا
جو عالم نہو + اور شعبی فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے انتہا ملک شام
سی انتہا ملک یمن تک سفر کیا اور ایسا کلمہ یاد کیا کہ جو آیندہ کو نفع دے
تو میرا یون گمان ہے کہ اس شخص کا سفر ضایع نہین ہوا + کہا فقیہ نے
پہر جان لے کہ علم کی کئی قسمین ہین اور ہر ایک اللہ کے نزدیک اچھا
ہے مگر کوئی مثل فقہ کے برابر نہین اسلیئے آدمیکو لایق ہے کہ فقہ کے
سیکھنے کی طرف زیادہ توجہ کرے اسلیے کہ جس شخص نے فقہ کو سیکھ لیا
تو آسان ہوگئے اسپر اور سب علم اور فقہ اصل دین کی ہے + اور
ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز افضل نہین اس شخص سے کہ
جسنے دین مین سمجھ حاصل کی ہو + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

واحد اشد على الشيطان من الف عابد وقال ابو هريرة لان اجلس بالفقه ساعة احب الي من ان احيي ليلة بلا فقه وروي عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه تفقهوا قبل ان تسودوا واذا اخذ الانسان حظا وافرا من الفقه فينبغي ان لا يقتصر على الفقه ولكن ينظر في علم الزهد وفي كلام الحكماء وشمائل الصالحين فان الانسان اذا تعلم الفقه ولا ينظر في علم الزهد والحكمة قسي قلبه وساء خلقه والقلب القسي بعيد من الله ولو تعلم من علم النجوم مقدار ما يعرف الحساب فلا بأس به ولا يزيد عليه اذا تعلم مقدار ما يهتدي به الى امر القبلة وامر الحساب وقال الله تعالى وهو الذي جعل لكم النجوم لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر وقال في اية اخرى وعلامات وبالنجم هم يهتدون

اکیلا شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے + اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فقہ سیکھنے کے واسطے ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک بہتر ہی ساری رات کی جاگنے سے بغیر فقہ کے + اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسکو اللہ ارادہ کرتا ہے بھلائی پہنچانے کا تو اُسکو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے + اور حضرت عمر رض نے فرمایا ہے سمجھ حاصل کرو دین مین پہلے اس سے کہ سردار بنائی جاؤ تم + اور جب انسان ایک حصہ کامل فقہ کا حاصل کرے تو اُسکو چاہیے کہ فقہ ہی پر بس نکرے بلکہ علم زہد کو دیکھے اور حکماء کے کلام پر نظر کرے اور صلحا کے احوال پر غور کرے اسلیے کہ انسان جب فقہ کو سیکھے اور علم زہد اور حکمت کو نہ حاصل کرے تو سخت دل اور بد اخلاق ہو جاتا ہے اور سخت دل اللہ سے دور ہوتا ہے اور اگر انسان علم نجوم کو اسقدر سیکھے جس سے رات دن کا حال معلوم ہو جائے اور قبلہ کا اندازہ سمجھ مین آجائے تو کچھ مضائقہ نہین لیکن اس سے زیادہ نہ سیکھے فرمایا اللہ تعالی نے اللہ وہ ہی جسنے پیدا کیا ستاروں کو تاکہ راہ پاؤ اُنسے اندھیروں مین خشکی اور تری کے اور فرمایا اور بنای پتے اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہین

وقال عمر بن خطاب رضی الله عنه انه قال
تعلموا من النجوم مقدار ما تعرفون به
امر قبلتکم و تعلموا من الانساب ما تصلون
به ارحامکم وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه نهی عن النظر فی النجوم وقال
عبد الله بن عباس لمیمون بن مهران رض
ان لا تتبع النجوم فانه یؤدی الی الکهانة

باب المناظرة فی العلم والجدال

قال الفقیه ابو اللیث رح کره بعض الناس
المناظرة والجدال فی العلم واحتجوا بقول
الله تعالی ما ضربوه لک الا جدلا وقال
فی الایة الاخری وکان الانسان اکثر شئ
جدلا فلامهم علی المجادلة وذمهم علیها
وروت عائشة عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال ان ابغض الناس الی الله تعالی
الالد الخصام وروی ابو امامة الباهلی ان
النبی علیه الصلوة والسلام قال ما ضل قوم بعد
هدی کانوا علیه الا اوتوا الجدال وروی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال دع المراء وان کنت محقا

اور فرمایا حضرت عمر رض نے علم نجوم کو اتنا سیکھو جتنا
قبلہ کے معلوم کرنے مین کام آئے اور علم انساب کو اتنا سیکھو
جس سے ارحام کو ملا لو + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے علم نجوم کے سیکھنے کو منع فرمایا ہے + اور حضرت
عبد اللہ بن عباس رض نے میمون بن مہران کو فرمایا کہ علم
نجوم کے پیچھے نہ لگ اسلیئے کہ وہ کہانت کی طرف پہنچا دیتا ہے

بارھوان باب مناظرہ کرنے مین اور جھگڑا کرنیمین بیچ علم کے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے
مکروہ کہا بعض علما نے مناظرہ کو اور جھگڑا کرنیکو علم مین
اور دلیل مین لاتے ہین وہ یہ قول اللہ تعالی کا نہین بیان
کرتے ہین اسکو تجھسے مگر واسطے جھگڑے کے اور دوسری آیت مین
فرمایا اور ہے انسان بڑا جھگڑالو پس ملامت کی انکو مجادلہ
پر اور مذمت کی انکی اسپر + اور حضرت عائشہ رض نبی علیہ السلام
سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا کہ مبغوض زیادہ اللہ کے
نزدیک سرکش جھگڑالو ہے + اور ابو امامہ باہلی نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین
گمراہ ہوے کوئی قوم بعد ہدایت کے کہ تھے وہ اوپر اسکے مگر یہ
کہ دیے گئے وہ جھگڑا + اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا چھوڑ دے جھگڑے کو اگرچہ ہو تو حق پر +

وروی بلفظ اخرانہ قال لا یجد احدکم
حقیقۃ الایمان حتی یدع المراء وھو
محق لان المراء یودی الی العداوۃ و
العداوۃ بین المسلمین حرام وقال عامۃ
اھل العلم لا بأس بھا اذا قصد بھا
ظھور العلم والحق یقول اللہ تبارک وتعالی وجادلھم
بالتی ھی احسن قال تعالی فلا تمار فیھم الا مراء
الآیۃ وقال اللہ تعالی الم تر الی الذی
حاج ابراھیم فی ربہ الی قولہ فبھت
الذی کفر وروی عن طلحۃ بن
عبد اللہ انہ قال تذاکرنا فی
لحم صید یاکلہ المحرم وقد
ذبحہ حلال والنبی علیہ الصلوۃ والسلام
نائم فارتفعت اصواتنا فاستیقظ وقال فیما
ذا تتنازعون فاخبرناہ فامرھم باکلہ
ولم ینکر علیھم جدالھم فی المسئلۃ ولان فی
المناظرۃ ظھور الحق من الباطل والنظر فی
طلب الحق مباح والآثار التی وردت
عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی النھی

اور دوسرے الفاظ سے یہ روایت یون ہے، فرمایا نہین
پانیگا تم مین سے کوئی حقیقت ایمان کو یہانتک کہ
چھوڑ دے جھگڑے کو حق پر ہوکر + اور اسلئے کہ جھگڑا
موجب عداوت ہوتا ہے اور عداوت آپس مین مسلمانون
کے حرام ہے - اور اکثر اہل علم کہتے ہین کہ اگر مناظرہ سے ظہار
حق منظور ہو تو کچھ ڈر نہین اللہ تعالی فرماتا ہے اور جھگڑا
کر تو اُنسے اُسطرح پر جو بہتر ہو اور فرمایا اللہ تعالی نے تونے
نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر یہانتک
کہ فرمایا تب بہوچکا رہگیا وہ منکر + اور طلحہ بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ ہم چند آدمی آپس مین اس میں
گفتگو کرتے تہے کہ جس شکار کو حلال نے ذبح کیا
ہے اُسکا گوشت کہانا محرم کو جایز ہے یا نہین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تہے جب
ہماری آواز بلند ہوئی تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور
فرمایا کس چیز مین جھگڑ رہے ہو ہمنے سارا حال بیان کیا آپنے
فرمایا کھاؤ اور اس مسئلہ مین جھگڑنے پر کسیکو نہین ڈانٹا
اور اسلئے کہ مناظرہ سے حق و باطل ظاہر ہوجاتا ہے اور
گفتگو طلب حق مین مباح ہے + اور جو حدیثین کہ مناظرہ کی
ممانعت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین انمین

معناها اذا جادل بغير حق واراد به المباهاة
فهو مكروه كما روي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من تعلم العلم لثلث
فهو في النار ان يباهي به العلماء او
يماري به السفهاء او يصرف به وجوه
الخلق الى نفسه +

باب آداب المتعلم

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله فاول ما
يحتاج اليه المتعلم ان يصحح نيته لينتفع
بما يتعلم و ينتفع به من ياخذ منه
فاذا اراد نيته يحتاج الى ان ينوي
ثلثة اشياء احدها ان ينوي بتعلمه الخروج
من الجهل لان الله تبارك و تعالى قال
قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
والثاني ان ينوي به منفعة الخلق لان النبي عليه
الصلوة والسلام قال خير الناس من ينفع الناس
والثالث ان ينوي به احياء العلم لان الناس
لو تركوا تعلم العلم لذهب العلم و كما روي عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال تعلموا العلم

اُنکا مطلب یہ ہے کہ آدمی خواہ مخواہ جھگڑا کیا کرے یا
مناظرہ سے اپنے آپکو بڑا عالم جتانا منظور ہو چنانچہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم کو ان تینون
کامون کے لئے سیکھے تو وُہ دوزخی ہے یا تو اسلئے کہ علمار مین
بڑائی کرے یا بیوقوفون سے جھگڑا کرے یا لوگون کو اپنا
معتقد بنائے + **تیرہوان باب بیچ بیان**
آداب سیکھنے والے کے کہا فقیہ
ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل علم کے سیکھنے والے
کو یہ لازم ہے کہ اپنی نیت درست کرے تا کہ خود
بھی نفع اُٹھاوے اور جو اُس سے سیکھین وہ بھی نفع
اُٹھائین اور جب نیت کرے تو تین چیزونکی نیت کرے
اول تو یہ کہ علم کو حاصل کرکے جہل سے نجات پاؤن
اسلئے کہ اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے کہہ تو کیا جاننے
والے اور انجان برابر ہین + اور دوسرے مخلوقکی نفع رسانی کی
نیت رکھے اسواسطے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اچھا آدمی
وہ ہے جو مخلوق کو نفع پہنچاوے + اور تیسرے علم کے
سیکھنے سے علم کے زندہ رکھنے کی نیت کرے اسلئے کہ اگر سب
لوگ علم کو چھوڑ دین گے تو علم جاتا رہیگا چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا ہے علم کو سیکھو + + +

قبل ان یرفع العلم ورفعه بذهاب
العلماء وینبغی للمتعلم ان یطلب به وجه
الله تعالی والدار الاخرة ولا ینوی به
طلب الدنیا لانه روی فی الخبر انه قال
من طلب العلم لغیر وجه الله لم یخرج
من الدنیا حتی یأتی علیه واذا طلب وجه
الله تعالی فانه ینال الامرین جمیعًا کما
قال الله تعالی من کان یرید حرث الاخرة
نزد له فی حرثه ومن کان یرید حرث
الدنیا نؤته منها وماله فی الاخرة من نصیب
وروی زید بن ثابت عن النبی
علیه الصلوٰة والسلام انه قال
من طلب العلم بنیة الدنیا فرق
الله تعالی علیه امره وجعل فقره
بین عینیه ولم یأته من الدنیا
الا ما کتب الله له ومن طلب العلم
بنیة الاخرة جمع الله شمله وجعل
غناءه فی قلبه واتت الدنیا وهی
راغمة فاذا لم یقدر علی تصحیح النیة

اُسکے اُٹھنے کے پہلے اور علم کا اُٹھنا یہ ہے کہ عالم اُٹھہ
جائین + اور سیکھنے والے کو لازم ہے کہ علم سے اللہ کی
رضا اور آخرت مقصود رکھے دنیا کا طالب نہو اسلیئے کہ حدیث
مین آیا ہے جو کوئی علم کو طلب کرے اللہ کی رضا کے سوا
کسی اور کام کے لیئے تو نہین مریگا وہ یہانتک کہ وہ
کام اُسکو حاصل نہو جاے جب وہ خدا کی خوشی و رضا کا
طالب ہوگا تو دین و دنیا دونون حاصل ہونگے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی جو شخص آخرت کی کہیتی کا ارادہ
کرتا ہے ہم اُسکو بڑہاتے ہین اور جو شخص دنیا کی کہیتی
کا ارادہ کرتا ہے تو ہم دنیا مین سے کچھہ دیدیتے ہین
مگر آخرت مین اُسکو کچھہ بہی حصہ نہین + اور زید بن
ثابت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جو کوئی علم کو دنیا کے واسطے طلب کرتا ہے اللہ
تعالی اُسکے سب کامونکو پریشان کر دیتا ہے اور مفلسی
کیسے اُسکا سامنا کر دیتا ہے اور دنیا تو اُتنی ہی ملتی
ہے جتنی لکھی ہے اور جو کوئی علم کو طلب کرے آخرت کے
لیئے تو اللہ تعالی اُسکو جمعیت عطا کرتا ہے اور اُسکا
دل غنی کرتا ہے اور دنیا ہاتھ باندہے کہڑی رہتی ہے
پس اگر سیکھنے والا نیت کو درست نکر سکے تو پہر بہی

فالتعلم افضل من ترکه لانه اذا تعلم العلم
فانه یرجی ان یصحح العلم نیته وقال
مجاهد مکثنا وطلبنا هذا العلم کثیرا
وما لنا فیه النية ثم رزقنا الله فیه النیة
للعلم واذا اراد الخروج الی الغربة
فالافضل له ان یستأذن ابویه فان لم
یأذنا فلا بأس بالخروج اذا کانا مستغنیین
عن خدمته ولا ینبغی ان یترك شیئا
من فرائض الله او یؤخرها عن وقتها
فتذهب برکة علمه ولا ینبغی للمتعلم
ان یؤذی احدا لاجل التعلم فیذهب
برکة علمه ولا ینبغی للمعلم ان یکون بخیلا
بعلمه اذا استعار منه انسان کتابا او
استعان منه فی تفهیم مسألة او نحوه و
لا ینبغی ان یبخل به لانه یقصد بتعلمه
منفعة الخلق فلا ینبغی ان یمنع المنفعة
فی الحال - وقال عبد الله بن
المبارك من بخل بعلمه ابتلی
باحدی ثلث اما ان یموت

علم کا سیکھنا افضل ہے اسلیئے کہ علم کے سیکھنے کے بعد
نیت کے درست ہونیکی امید ہے مجاہد کہتے ہین کہ مدتون
علم کو سیکھا اور ہماری نیت کچھہ بہی نہین تہی جب الله
نے دیا تو نیت بہی درست ہو گئی اور جب سیکھنے والے
کا ارادہ سفر کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ماں باپ سے اجازت
لیلے اگر اجازت نہ لے تو بہی مضائقہ نہین اگر وہ اسکے
خدمت کے محتاج نہون + اور سیکھنے والے کو یہ لایق
نہین کہ فرایض کو چہوڑ دے یا وقت پر ادا نکرے ورنہ
علم کی برکت سے ہاتہہ دہو ئے اور یہ بہی لایق نہین
کہ کسیکو علم کے سیکھنے میں تکلیف پہنچائے اور علم کی
برکت جاتی رہے اور یہ بہی لایق نہین کہ علم کے باب
مین بخل کرے کوئی شخص کوئی کتاب مستعار مانگے
تو نہ دے یا کوئی شخص مسئلہ یا اور کچھہ علم کی بات
پوچھے تو نہ بتائے اور یہ بہی لایق نہین کہ بتانے
مین بخل کرے اسلئے کہ علم کے سیکھنے سے جب یہ ارادہ
ہے کہ آیندہ کو مخلوق کو نفع پہنچے تو اب نفع پہنچانے
مین کیون کمی کرتا ہے + عبد الله بن مبارک
فرماتے ہین کہ جو کوئی علم مین بخل کرے وہ تین آفتون
مین سے ضرور ایک آفت مین مبتلا ہو گا یا تو جلدی مر جائیگا

فيذهب علمه او يبتلى بسلطان او ينسى
العلم الذي حفظه وينبغي للمتعلم ان
يوقر العلم ولا ينبغي للمتعلم ان يضع
الكتاب على التراب واذا خرج من
الخلاء واراد ان يمس الكتاب
يستحب له ان يتوضأ او يغسل يديه
ثم ياخذ الكتاب وينبغي للمتعلم ان يرضى
بالدون من العيش ويتزوى من النساء
من غير ان يترك حظ نفسه من الاكل
والشرب والنوم وينبغي للمتعلم ان يقل
معاشرة الناس ومخالطتهم ومباشرة
النساء ومخالطتهم والصبيان ولا
يشتغل بما لا يعنيه وقيل في المثل من
اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه وقيل
للقمان الحكيم بم نلت ما نلت قال
بصدق الحديث واداء الامانة و
ترك ما لا يعني وينبغي للمتعلم ان يدرس
الكتاب على الدوام ويتذاكر
بالمسائل مع اصحابه او وحده وقد روي

اور یون علم جاتا رہیگا یا بادشاہ کے غضب مین گرفتار
ہو جائیگا یا علم ہی کو بہول جائیگا اور لایق ہے سیکہنے والے
کو کہ عزت علم کی کیا کرے یہ لایق نہین کہ کتاب کو مٹی
کے ڈہیر پر رکہدیا کرے اور جب پاخانہ سے نکلے تو اسکو
مناسب ہے کہ پہلے وضو کر لے یا ہاتہہ دہو لے پہر کتاب کو ہاتہہ لگائے
اور سیکہنے والے کو یہ بہی لایق ہے کہ روکہی سوکہی
روٹی موٹے جہوٹے کپڑے پر قناعت کرے اور
عورتون سے دور بہاگے کہانا پینا سونا جسکے سبکو ضرورت
ہے بالکل نہ چہوڑے اور یہ بہی لایق ہے کہ لوگون
سے کم ملا کرے عورتون اور بچون سے حتی الوسع
الگ رہا کرے اور بے فائدہ باتون مین مشغول
نہو مثل مشہور ہے جو شخص بے فائدہ باتونمین
مشغول ہوتا ہے تو وہ فائدہ کی باتون سے محروم
رہجاتا ہے حکیم لقمان سے کسی نے پوچہا کہ آپ کو
یہ رتبہ کیونکر میسر آیا کہا سچی بات کہنے سے امانت
کے ادا کرنے سے اور بے فائدہ کامون کے چہوڑنے
سے اور سیکہنے والے کو یہ لازم ہے کہ ہمیشہ
کتاب کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے ہم سبقون
سے سبق وغیرہ کا تکرار کرتا رہے اور یزید الرقاشی

يزيد الرقاشي عن انس بن مالك قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا
بالحديث ثم يدخل بيته فنذاكر بيننا
فخرج الينا فكانما زرع فى قلوبنا فذكر
فى قول الله يا يحيى خذ الكتاب بقوة يعنى
بالدرس بجد ومواظبة ويقال فى المثل
عليك بالدرس فان الدرس غرس و
قيل لعبد الله بن عباس رحمه الله بم ادركت
ما ادركت هذا العلم قال بلسان
سول وقلب عقول وكف بذول و
فواد غير ملول وروى فى بعض الاخبار
زيادة العلم بالدرس والسهر وبدن
فى السراء والضراء صبور وقال الشعبى
من رق وجهه رق علمه وقيل لبوزرجمهر
بم نلت ما نلت قال من بكور كبكور الغراب
وحرص كحرص الخنزير وصبر كصبر الحمار و
تملق كتملق الهرة وضبط كضبط الاعمى و
ينبغى للمتعلم اذا وقعت بينه وبين الجاهل
منازعة او خصومة ينبغى ان يستعمل

انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم ہمسے
حدیث بیان فرماکر گہر مین تشریف لیگئے اور ہم آپسمین مذاکرہ
کر رہے تہے پس باہر تشریف لائے پس گویا کہ بیج بو دیا آپنے
ہمارے دلون مین پہر ذکر کیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالی
یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ یعنے کتاب کو ہمیشہ پڑہتے
رہو + مثل مشہور ہے لازم پکڑ پڑہنے کو اسلئے کہ
پڑہنا گویا درخت بونا ہے + عبد اللہ بن عباس سے
کسی نے پوچہا کہ آپکو علم مین یہ رتبہ کسطرح حاصل ہوا فرمایا
زبان پوچہنے والی سے اور دل سمجہدار سے اور ہاتہہ
خرچ کرنیوالی سے اور دل بے ملول سے + اور بعض حدیثون
مین آیا ہے زیادتی علم کی پڑہتے پڑہاتے رہنے اور جاگنے
سے اور اُس بدن سے جو رنج و راحت پر صبر کری حاصل ہوتی ہے
شعبی کہتے ہین جسکا مونہہ محنت کی وجہ سے نازک ہو جاتا ہے
اُسکا علم بہی نازک اور لطیف ہوتا ہے اور بزرجمہر سے کسی نے
پوچہا تجہکو یہ رتبہ کہانسے میسر ہوا کہا ایسے سویرے اُٹہنے سے
جیسا کوا سویرے اُٹہتا ہے اور ایسی حرص سے جیسے سوئر مین
ہوتی ہے اور ایسے صبر سے جیسا صبر گدہا کرتا ہے اور ایسی
خوشامد سے جیسی خوشامد بلی کرتی ہے اور ایسے تحمل سے
جیسا تحمل اندہا کرتا ہے + اور سیکہنے والے کو یہ لائق ہے کہ

الرفق والانصاف ليكون فرقا بينه و
بين الجاهل لان النبي عليه الصلوة
والسلام قال ما دخل الرفق في شئ
الا زانه وما دخل الخرق في شئ الا
شانه وينبغي للمتعلم ان يعظم استاذه
فان بتعظيمه يظهر فيه بركة العلم
فان استخف به ذهبت عنه بركة
علمه ويقال انما ينتفع المتعلم بكلام
العالم اذا كان فيه ثلث خصال +
التواضع في نفسه والحرص على التعلم
والتعظيم للعالم فان بتواضعه ينجح
فيه العلم وبالحرص يستخرج العلم و
وبتعظيمه يستعطف العالم +

باب قبول القضاء

قال الفقيه رضي الله عنه اختلف
الناس في قبول القضاء قال
بعضهم لا ينبغي ان يقبل القضاء
وقال بعضهم اذا ولي بغير طلب منه

نرمی اور انصاف کو برتے تاکہ اُسمین اور جاہل مین فرق
ہو اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے نہین
داخل ہوتی نرمی کسی چیز مین مگر اُسکو سنوار دیتی ہے
اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر اُسکو بگاڑ دیتی
ہے + اور سیکھنے والیکو یہ لایق ہے کہ اپنے اُستادون
کی تعظیم کرے تاکہ اُسکے سبب سے برکت علم کی حاصل ہو
اگر بے تعظیمی کی تو علم کی برکت جاتی رہیگی + اور یہ
بات مشہور ہے کہ سیکھنے والا عالم کے کلام سے جبھی
نفع پاتا ہے جب اُسمین تین خصلتین ہون ایک
تو اُسکے مزاج مین تواضع ہو دوسرے علم کا شوق
ہو تیسرے عالم کی اُسکے دلمین عظمت ہو اسلیئے کہ
تواضع کے سبب سے تو علم اُسکے دلمین اثر کریگا اور
شوق اور حرص کی وجہ سے علم کی باتین کھود کھود
کر پوچھیگا اور تعظیم کی وجہ سے اُستاد کے ساتھ محبت
و شفقت کریگا +

چودھوان باب قبول کرنے مین منصب قضا کے

کہا فقیہ
ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ہے علمانے
قبول قضا مین بعضون نے کہا قضا کا قبول کرنا
بہتر نہین بعضون نے کہا اگر بغیر طلب ملجاے اور

فلا باس بان يقبل اذا كان يصلح
لذلك الامر وهذا قول اصحابنا
رضی الله عنهم واما من كره ذلك
فاحتج بما روت عائشة رضي الله
عنها عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال يجاء بالقاضي العادل يوم
القيمة فيلقى من شدة الحساب
ما يود كان لم يكن قضى بين اثنين
وروى عن ابی هريرة رض عن النبي
عليه السلام انه قال من جعل قاضيا
فكانما ذبح بغير سكين وروى
شريك عن الحارث البصري قال كانت
بنو اسرائيل اذا استقضى الرجل منهم ايس له
من النبوة وروى ايوب عن ابي قلابة انه قال
دعي ابو قلابة للقضاء فهرب حتى اتى الشام فوافق
ذلك عزل قاضيها فهرب حتى اتى اليمامة فلقيته بعد ذلك
فقال ما وجدت مثل القضاء الا كمثل السابح في
البحر فكم من سابح عسى ان يسبح حتى يغرق وروى
عن سفيان الثوری انه اذا دعي للقضاء

اس منصب کی لیاقت بہی رکہتا ہو تو کچہہ مضائقہ
نہین اور یہی قول ہمارے علما کا ہے + لیکن جو لوگ
قضا کے قبول کرنیکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل حضرت
عائشہ رضی کی یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے
دن قاضی عادل کو حاضر کرینگے اور وہ قاضی سختی
حساب کے وجہ سے اسکو پسند کریگا کہ کیا اچہا ہوتا اگر مین
دو آدمیون پر بہی قاضی نہوتا + اور ابو ہریرہ نبی صلعم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی قاضی
بنایا گیا گویا وہ بے چہری ذبح کیا گیا + اور شریک
حارث بصری سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل
مین جب کوئی شخص قاضی ہوجاتا تہا تو وہ اُسکے
نبی ہوجانے سے نا امید ہوجاتے تہے + اور ایوب
ابو قلابہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنکو قاضی بنانیکی
تجویز ہوئی تو وہان سے بہاگ کر شام مین پہنچے وہان
اتفاق سے قاضی معزول ہوا تہا اسلئے وہان سے
بہاگ کر یمامہ مین آئے بعد اسکے مین اُنسے ملاقات کی فرمایا کہ
مین قاضی کو اس تیراک کی مانند جانتا ہون جو دریا
مین تیرتا پہرے مگر تیراک بہی اکثر ڈوبا کرتے ہین + اور
سفیان ثوری منصب قضا کے لئے بلائے گئے پس

فذهب الى البصرة واختفى فبعث امير
المؤمنين فى طلبه فلم يقدروا عليه
فمات وهو متوار وروى عن ابى حنيفة
رضى الله عنه انه ابتلى بالضرب و
الحبس فلم يقبل فمات فى الحبس و
اما حجة من قال انه لا باس فما روى
عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه قال من
ابتغى القضاء وسأل عليه الشفعاء وكل
الى نفسه ومن اكره عليه نزل
عليه ملك يأخذ بيده يسدده و
روى عن الحسن انه قال كان يقال
لاجر حكم عدل فى يوم واحد افضل
من اجر رجل يصلى فى بيته سبعين سنة
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال لعبد الرحمن بن سمرة لا تسأل الامارة
فانك ان اعطيتها عن غير مسألة اعنت عليها
وان اعطيتها عن مسألة وكلت اليها وروى
عن ابى موسى الاشعرى ان رجلين

پس بھاگ کر بصرہ مین پہونچے اور وہان روپوش ہوگئے
بادشاہ وقت نے لوگونکو تلاش مین بھیجا لیکن نہ ملی یہانتک کہ
حالت روپوشی مین مرگئے + اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
کو بادشاہ نے تازیانے بھی مارے اور قید بھی کیا مگر قاضی ہونے
کو قبول نہین کیا اور قید خانے مین انتقال کر گئے +
اُن لوگونکی دلیل جو کہتے ہین کہ قضا کی قبول کرنے مین
کچھہ ڈر نہین وہ روایت ہے جو انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے کرتے ہین آپنے فرمایا جو کوئی منصب قضا
کو خود طلب کرتا ہے اور لوگون سے سعی کراتا ہے تو اپنی
نفس کے سپرد کیا جاتا ہے اور جو کوئی زبردستی قبول
کرتا ہے تو اُسکی مدد کو فرشتہ آتا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑتا
ہے اور کام کو انصاف اور درستی سے کراتا ہے + اور امام حسن
بصری سے مروی ہے کہ ثواب حاکم عادل کا ایک دن مین بہتر ہے اُس
شخص کے ثواب سے جو اپنے گھر مین ستر برس نماز پڑھے +
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عبد الرحمن بن سمرہ کو فرمایا کہ حکومت کو
خود نہ مانگ اسلئے کہ اگر بے مانگے تجھکو حکومت ملیگی
تو تیری مدد عالم بالا سے ہوتی رہیگی اور اگر مانگنے
سے ملیگی تو حکومت ہی کے سپرد کر دیا جائیگا +
اور ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ دو شخص +

دخلا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وسالاه فقالا استعملنا علی بعض اعمالك فان عندنا خیرا وصدقا وامانة فقال النبی علیه الصلوة والسلام انا لانستعمل علی عملنا من اراده وطلبه +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین حاضر ہوے اور یہ عرض کیا کہ آپ کسی کام پر ہمکو بہیجیے کہ ہم بھی دیانت والے نیک ہین نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہم تو ایسے لوگون کو جو خود طلب کرین کسی کام پر مقرر نہین کیا کرتے +

باب آداب القاضی

پندرہوان باب قاضی کے آداب کے بیان مین

قال الفقیه رض ینبغی للقاضی ان یسوی بین الخصمین فی المجلس والاشارة والنظر وغیره کما جاء فی الاثر وهو ما روت ام سلمة عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال اذا ابتلی احدکم بالقضاء فلیسو بینهم فی المجلس والاشارة والنظر ولا یرفع صوته علی احد الخصمین اکثر مما علی الاخر وینبغی للقاضی ان یکون فی قضائه فارغ القلب وقد روی عن ابی سعید الخدری رض عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال لا یقضی القاضی الا وهو شبعان وریان وروی عن ابی بکرة انه کتب الی ابنه وکان قاضیا

کہا فقیہ رح نے قاضی کو چاہئے کہ مدعی مدعا علیہ کو بٹھہانے مین اور اشارہ کرنے مین اور اُنکی طرف دیکھنے مین برابری کا خیال رکہے جیسا حدیث مین آیا ہے حضرت ام سلمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین قاضی ہو جاوے تو اُسکو چاہئے کہ اہل مقدمات مین بٹہانے اور اشارہ اور نظر مین برابری کا خیال رکہے اور مدعی مدعا علیہ مین سے کسی ایک پہ بلند آواز نکرے بلکہ دونون کے ساتہہ برابر آواز سے بات چیت کرے + اور قاضی کو لائق ہے کہ فیصلہ کرتے وقت دلکو اور قصون سے خالی کرلے + ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہ فیصلہ کرے قاضی مگر جبکہ فارغ ہو بہوک اور پیاس سے + اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ اُنہون نے اپنے بیٹے کو یہ لکھا اور وُہ قاضی تہا

بسجستان ان لا تقضی بین اثنین وانت
غضبان فانی سمعت رسول الله علیه
الصلوة والسلام انه قال لا یقضی القاضی
بین اثنین وهو غضبان وقال الحسن
البصری رحمه الله اخذ الله تعالی علی
الحکام ثلثة اشیاء ان لا یتبعوا الهوی
وان یخشوا الله ولا یخشوا الناس ولا
تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا ثم قراء یا داؤد
انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی
فیضلك عن سبیل الله وقرأ ولا تخشو
الناس واخشونی ولا تشتروا بایاتی
ثمنا قلیلا وقرأ وداؤد وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث الی قوله ففهمناها
سلیمان ثم قال الحسن لولا ما ذکر
الله من امرین هذین لرأیت ان
القضاة قد هلکوا ولکن الله تعالی
اثنی علی هذا بعلمه وعذر هذا باجتهاده

باب فضل تعلم القرآن

سیستان مین کہ نہ قضیہ چکا تو دو کا حالت غصہ مین اسلئے
کہ مین نے نبی علیہ السلام کو یہی فرماتے سنا ہے کہ قاضی غصہ
کی حالت مین کسیکا قضیہ نہ چکائے + اور حسن بصری رح
فرماتے ہین اللہ تعالی نے حاکمون سے تین باتونکو لازم کیا
ہے ایک یہ کہ وہ اپنی ہوا وہوس کے نہ پابند ہون دوسرے
یہ کہ اللہ سے ڈرتے رہین اور مخلوق سے نہ ڈرین تیسرے
یہ کہ میری آیتونکو تہوڑی سی قیمت پر نہ فروخت کردین
پہر یہ آیت پڑہی ای داؤد بلاشبہ ہمنے تجہکو زمین کا
خلیفہ کیا پس فیصلہ چکا مخلوق مین حق حق اور پیروی
ہوا وہوس کی نکر کبہی یہ گمراہ کردے تجہکو اللہ کی راہ سے
+ اور پڑہی یہ آیت نہ ڈرو تم لوگون سے اور ڈرو تم مجہسے
اور نہ بیچو تم میری آیتون کو تہوڑے سے مال دنیا کے بدلے
اور پڑہی یہ آیت اور یاد کر قصہ داؤد اور سلیمان کا جب
قضیہ چکاتے تہے وہ کہیتی کا اس اللہ کے قول تک
پس سمجہا دیا ہمنے اس قضیہ کو سلیمان کو پہر کہا حسن نے
اگر یہ دونون امر جو اللہ تعالی نے ذکر کئے ہین نہوتے تو مین
جانتا کہ قاضی سب کے سب ہلاک ہوتے لیکن اللہ تعالی نے
تعریف کی اسکی علم کے سبب سے اور معذور رکہا اسکو
بسبب اجتہاد کے + سولہوان باب قرآن

وتعلیمه

قال الفقیه رحمه الله لا ینبغی للقاری
ان یترک حظه من قراءة القران فی
بعض الاوقات وکل ما کان هو اکثر
فهو افضل وروی عن النبی علیه الصلوة
انه افضل الناس الحال المرتحل قیل
وما الحال المرتحل قال الخاتم المفتتح
صاحب القران یقرأ القران من اوله
الی اخره کلما حل ارتحل وینبغی للقاری
ان یختم بالسنة مرتین وذلک ادناه اذ
لم یقدر علی الزیادة وقد روی الحسن
بن زیاد عن ابی حنیفة رض انه قال من قرأ
القران فی السنة مرتین فقد ادی حقه
لان النبی علیه الصلوة والسلام عرض علی
جبرئیل علیه السلام فی السنة التی توفی
فیها مرتین وروی ابن مالک عن النبی
علیه السلام انه قال عرضت علی اجور امتی
حتی القذاة یخرجها الانسان من المسجد
وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من

کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

کے بیان مین کہا فقیہ رح نے قرآن کے پڑھنے والے
کو یہ لایق نہین کہ قرآن کا ورد چھوڑ دے اور جتنا زیادہ
پڑھے سو بہتر ہے - اور نبی علیہ السلام نے فرمایا سب مین
افضل حال مرتحل ہے لوگون نے پوچھا مرتحل کون ہے
فرمایا قرآن کا ختم کرنے والا اور پھر فوراً شروع کرنیوالا
قرآن کا پڑھا ہوا قرآن کو اول سے آخر تک پڑھتا ہے
جب ختم کرتا ہے جبھی شروع کر دیتا ہے + قرآن پڑھنے والے
کو لایق ہے کہ اگر زیادہ نہو سکے تو کم سے کم ایک برس مین
دو قرآن تو پڑھ لیا کرے + اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ رح
سے روایت کرتے ہین کہ جسنے سال بھر مین قرآن
کو دو دفعہ پڑھ لیا تو اُسنے قرآن کا حق ادا کر دیا اسلئے
کہ نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اُس سال جسمین
آپنے وفات پائی تھی دو دفعہ قرآن سنایا تھا + اور انس
بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا میری
امت کی نیکیان میرے سامنے پیش کی گئین یہانتک کہ
وہ کوڑا جو انسان نے مسجد سے باہر نکال پھینکا ہے اور
گناہ بھی میری امت کے میرے سامنے پیش ہوے مین نے
نہین دیکھا کسی گناہ کو جو بڑا ہو اُس گناہ سے

آية اوسورة اوتيها رجل فنسيها وروى عبد الرحمن السلمى عن عثمان بن عفان عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال خيركم من تعلم القران وعلمه غيره فقال ابو عبد الرحمن فذلك الذى اقعدنى هذا المقعد يعنى به جلوسه ليعلم الناس قال الفقيه ابو الليث رحمه الله التعليم على ثلثة اوجه احدها ان يعلم للحسبة ولا يأخذ به عوضا والثانى ان يعلم بالاجر والثالث ان يعلم بغير شرط فاذا اهدى اليه قبل ولا يطلب عليه اجرا فاما اذا علم بالحسبة فهو ماجور وعمله عمل الانبياء عليهم السلام واما اذا علم بالاجر فقد اختلف الناس فقال اصحابنا المتقدمون لا يجوز اخذ الاجرة لان النبى عليه الصلوة والسلام قال بلغوا عنى ولو باية فوجب على امته التبليغ كما وجب الله تعالى عليه التبليغ فكما لم يجز للنبى عليه الصلوة والسلام اخذ

جو کسی شخص کو آیت یا سورت کے بھلانے سے ہوا ہے اور ابو عبد الرحمن سلمی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا ہے تم مین اچھا وہ شخص ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور اونکو سکھاے پس ابو عبد الرحمن نے کہا کہ اسینے تو مجھکو یہان بٹھایا ہے یعنی لوگون کو قرآن کی تعلیم کے لئے + کہا فقیہ ابو اللیث نے تعلیم تین طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خدا کے واسطے لوگون کو تعلیم دے اور کچھہ عوض نہ لے اور دوسرے یہ کہ تعلیم دے اُجرت پر تیسرے یہ کہ تعلیم بغیر شرط کی دی اگر کسینے تحفۃً کچھہ دیدیا تو لے لیا ورنہ کچھہ طلب نہین سو اگر تعلیم خدا کی واسطے دی تو اسکو بڑا ثواب ہوگا اور اسکا یہ عمل انبیاء علیہم السلام کے عمل کے مانند ہوگا اور اگر تنخواہ پر تعلیم دی تو اسمین علماء نے اختلاف کیا ہے ہمارے اصحاب متقدمین تو کہتے ہین اجرت لینی جایز نہین اسلئے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا پہنچا دو تم میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت کیون نہو پس امت پر تبلیغ کو واجب کردیا جسطرح اللہ تعالی نے آپ پر تبلیغ کو واجب کیا ہے پس جیسے نبی علیہ السلام کو مزدوری لینی جایز نہین ایسے ہی

الاجرة فكذلك لا يجوز لا منه وقال
جماعة من علماء المتاخرين انه يجوز مثل
عصام بن يوسف ونصير بن يحيى و
ابى نصر بن محمد بن سلام وغيرهم فالا فضل
للمعلم ان لا يشترط الاجر للحفظ بل
لتعليم الهجاء وتعليم الكتابة فلو شرط
لتعليم القرآن ارجو ان لا باس به لان
الناس قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه
ولانه لو لم يجز ذلك فى زماننا ادى
ذلك الى رفع الكتاب من بلاد المسلمين
واما الوجه الثالث انه اذا علم بغير
شرط فلو اهدى اليه يقبل الهدية فانه
يجوز فى قولهم جميعا لان النبى عليه الصلوة والسلام
كان معلما وكان يقبل الهدية وروى ابو المتوكل
الناجى عن ابى سعيد الخدرى ان اصحاب النبى عليه الصلوة
والسلام كانوا فى غزاة فمروا بحى من احياء العرب
فقالوا هل فيكم من راق فان سيد الحى قد لدغ فقيد
رجل بفاتحة الكتاب فبراء فاعطى قطيعا من الغنم
فابى ان يقبله فسأل عن ذلك رسول الله عليه الصلوة

آپکی امت کو جایز نہین + اور متاخرین مین سے
ایک جماعت نے کہا کہ اجرت لینی جایز ہے مثل عصام
بن یوسف ونصیر بن یحیی وابی نصر بن محمد بن سلام
کی + پس افضل معلم کو یہ ہے کہ قرآن کے پڑہانے پر
مزدوری نہ مقرر کرے بلکہ الف بے تے پڑہانے
اور لکہنا سکہانے پر مقرر کرے اور اگر قرآن ہی پر
مزدوری مقرر کرلے تو مین یہ جانتا ہون کہ کچہہ مضائقہ
نہین اسواسطے کہ تمام مخلوق یون ہی کرتی چلی آئی
اور اسکی احتیاج بہی ہے اور اسواسطے کہ اگر یہ صورت جایز نہو
تو اس زمانہ مین قرآنکا علم مسلمانون کے یہان سے بالکل اُٹہہ جاے
اور تیسری صورت اور وہ یہ ہے کہ کسی سے کچہہ تنخواہ مقرر نہین
کی ہے کسینے کچہہ دیا تو لیلیا نہین تو خیر اسکو سب جایز کہتے ہین
اسلئے کہ نبی علیہ السلام لوگونکو علم دین سکہایا کرتے تہے اور
ہدیہ وتحفہ بہی قبول کیا کرتے تہے + اور ابو متوکل الناجی
ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ جہاد مین تہے
انکا گذر ایک قبیلہ پر عرب کے ہوا ان لوگون نے پوچہا
تم مین کوئی منتر پڑہنے والا ہے کیونکہ اس قبیلہ کے سردار کو
سانپ نے کاٹ لیا ہے سو ایک صحابی نے سورہ فاتحہ پڑہکر پہونکدی
اور وہ سردار اچہا ہوگیا اور اُسنے ریوڑ بکریونکا منتر کے

آية اوسورة اوتيها رجل فنسيها وروى
عبد الرحمن السلمى عن عثمان بن عفان
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال خيركم من تعلم القران وعلمه غيره
فقال ابو عبد الرحمن فذلك الذى اقعدنى
هذا المقعد يعنى به جلوسه ليعلم الناس
قال الفقيه ابو الليث رحمه الله التعليم
على ثلثة اوجه احدها ان يعلم للحسبة
ولا يأخذ به عوضا والثانى ان يعلم
بالاجر والثالث ان يعلم بغير شرط
فاذا اهدى اليه قبل ولا يطلب عليه
اجرا فاما اذا علم بالحسبة فهو ماجور
وعمله عمل الانبياء عليهم السلام واما
اذا علم بالاجر فقد اختلف الناس فقال
اصحابنا المتقدمون لا يجوز اخذ الاجرة
لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
بلغوا عنى ولو باية فاوجب على امته التبليغ
كما اوجب الله تعالى عليه التبليغ فكما
لم يجز للنبي عليه الصلوة والسلام اخذ

جو کسی شخص کو آیت یا سورت کے بہلانے سے ہوا ہے
اور ابو عبد الرحمن سلمی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہین کہ
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے تم مین اچہا وہ شخص ہے جو
خود قرآن کو سیکہے اور اورونکو سکہاے پس ابو عبد الرحمن
نے کہا کہ اسینے تو مجہکو یہان بٹہایا ہے یعنی لوگون
کو قرآن کی تعلیم کے لئے + کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے تعلیم تین طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خدا کے واسطے
لوگون کو تعلیم دے اور کچہہ عوض نہ لے اور دوسرے
یہ کہ تعلیم دے اجرت پر تیسرے یہ کہ تعلیم بغیر شرط کی دی
اگر کسینے تحفۃً کچہہ دیدیا تو لے لیا ورنہ کچہہ طلب نہین
سو اگر تعلیم خدا کی واسطے دی تو اسکو بڑا ثواب ہوگا اور
اسکا یہ عمل انبیاء علیہم السلام کے عمل کے مانند ہوگا
اور اگر تنخواہ پر تعلیم دی تو اسمین علماء نے اختلاف کیا
ہے ہمارے اصحاب متقدمین تو کہتے ہین اجرت
لینی جایز نہین اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا پہنچا دو تم میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت
کیون نہو پس امت پر تبلیغ کو واجب کردیا جسطرح
اللہ تعالی نے آپ پر تبلیغ کو واجب کیا ہے پس جیسے
نبی علیہ السلام کو مزدوری لینی جایز نہین ایسے ہی

الاجرة فكذلك لا يجوز لا منه وقال
جماعة من علماء المتاخرين انه يجوز مثل
عصام بن يوسف ونصير بن يحيى و
ابى نصر بن محمد بن سلام وغيرهم فالافضل
للمعلم ان لا يشترط الاجر للحفظ بل
لتعليم الهجاء وتعليم الكتابة فلو شرط
لتعليم القرآن ارجو ان لا باس به لان
الناس قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه
ولانه لو لم يجز ذلك فى زماننا ادى
ذلك الى رفع الكتاب من بلاد المسلمين
واما الوجه الثالث انه اذا علم بغير
شرط فلو اهدى اليه يقبل الهدية فانه
يجوز فى قولهم جميعا لان النبى عليه الصلوة والسلام
كان معلما وكان يقبل الهدية وروى ابو المتوكل
الناجى عن ابى سعيد الخدرى ان اصحاب النبى عليه الصلوة
والسلام كانوا فى غزاة فمروا بحى من احياء العرب
فقالوا هل فيكم من راق فان سيد الحى قد لدغ فقيد
رجل بفاتحة الكتاب فبراء فاعطى قطيعا من الغنم
فابى ان يقبله فسأل عن ذلك رسول الله عليه الصلوة

اگرچہ اجرت کو جایز نہیں کہا ہے اور متاخرین میں سے
ایک جماعت نے کہا کہ اجرت لینی جائز ہے مثل عصام
بن یوسف و نصیر بن یحیی و ابی نصر بن محمد بن سلام
کی + پس افضل معلم کو یہ ہے کہ قرآن کے پڑھانے
مزدوری نہ مقرر کرے بلکہ الف بے تے پڑھانے
اور لکھنا سکھانے پر مقرر کرے اور اگر قرآن پڑھانے پر
مزدوری مقرر کرلے تو مین یہ جانتا ہون کہ کچھہ مضائقہ
نہین اسواسطے کہ تمام مخلوق یون ہی کرتی چلی آئی
اور اسکی احتیاج بہی ہے، اور اسواسطے کہ اگر یہ صورت جایز نہو
تو اس زمانہ مین قرآن کا علم مسلمانون کے یہان سے بالکل اٹھہ جاے
اور تیسری صورت اور وہ یہ ہے کہ کسی سے کچھہ تنخواہ مقرر نہین
کی ہے کسی نے کچھہ ہدیہ دیا تو لیلیا نہین تو خیر اسکو سب جایز کہتے ہین
اسلئے کہ نبی علیہ السلام لوگون کو علم دین سکھایا کرتے تہے اور
ہدیہ و تحفہ بہی قبول کیا کرتے تہے + اور ابو متوکل الناجی نے
ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ صحابہ جہاد مین تھے
انکا گذر ایک قبیلہ پر عرب کے ہوا ان لوگون نے پوچہا
تم مین کوئی منتر پڑھنے والا ہے کیونکہ اس قبیلہ کے سردار کو
سانپ نے کاٹ لیا ہے سو ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پہونکدیا
اور وہ سردار اچہا ہوگیا اور اسنے ریوڑ بکریون کا منتر کے

والسلام فقال بم رقيته قال بفاتحة الكتاب قال فما يدريك انها رقية فخذوها واضربوا لي معكم فيها بسهم فاعطاه فدل ان اخذه مباح وكره بعض الناس النقط والتعشير في المصاحف وهو قول ابي حنيفة رحمه الله وحجته ما روي عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه انه قال جردوا القرآن ولا تكتبوا شيئا مع كلام الله تعالى ولا تعشروا ولا تنقطوا وزينوه باحسن الاصوات واعربوه فانه عربي ونحن نقول ولكن النقط والتعشير لو فعل فلا باس به لان المسلمين قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه خاصة للعجم لانه لا بد لهم من النقط والعلامات لانهم متكلفون ولا يجوز للجنب ولا للحائض ان يقرأ القرآن ولا يمس المصحف الا ان يكون في غلافه ولو كان محدثا فلا باس بان يقرأ القرآن ولا ينبغي ان يمس المصحف الا ان يكون في غلافه

سے آپنے فرمایا کس چیز سے جھاڑا تھا تو نے عرض کیا سورہ فاتحہ سے فرمایا تجھکو کسنے بتایا کہ وہ منتر ہے پس فرمایا ریوڑ کو لیلو بلکہ اپنے ساتھہ میرا حصہ بھی لگا لیجیو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لے لینا مزدوری کا جایز ہے ✦ اور مکروہ کہا ہے بعض علماء نے قرآن شریف مین نقطے لگانے اور عشرہ بنانے اور یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل انکی وہ روایت ہے جو عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن تنہا لکھو اور اُسکے ساتھہ اور کچھ نہ لکھو اور نہ عشر بناؤ تم اُسمین اور نہ نقطے لگاؤ اور زینت دو اُسکو اچھی آواز و ن سے اور زیر زبر لگاؤ تم اُسمین اسلئے کہ وہ عربی ہے ✦ اور ہم تو یہ کہتے ہین کہ نقطے لگانے اور عشر بنانیکا کچھہ مضائقہ نہین اسلئے کہ تمام مسلمان یون ہی کرتے چلے آئے ہین اور محتاج ہین اسکے خاصکر عجمی لوگ اسلئے کہ اُنکے واسطے تو نقطے اور علامتیں ضرور ہی چاہئیں ✦ اور نہین جایز ہے بے غسل اور حائضہ کو پڑہنا قرآن کا اور ہاتھہ لگانا مگر جبکہ وہ غلاف مین ہو ✦ اور اگر کوئی بے وضو ہو تو اُسکو قرآن کے پڑہنے کا کچھہ مضائقہ نہین اور وہ قرآن کو ہاتھہ نہ لگائے مگر غلاف ہو تو مضائقہ نہین اسلئے

لقوله تعالى لا يمسه الا المطهرون ولما روى
عن على رض ان النبى عليه الصلوة والسلام كان
يقرأ القرأن وهو محدث وقال النبى عليه
الصلوة والسلام لا يمس القرأن الا طاهر
فاما القرأة فلا بأس به اذا كان على غير وضوء
لما روى عن على بن ابى طالب كرم الله وجهه
ان النبى عليه الصلوة والسلام كان يقرأنا
القرأن بعد ما يخرج من الخلاء وكان لا يحجزه
او لا يحجبه شئ سوى الجنابة ولا بأس بان
يقرأ الجنب والحائض اقل من اية واحدة
فلو كانت المرأة معلمة فحاضت فارادت
ان تعلم الصبيان ينبغى لها ان تلقن نصف
اية ثم تسكت ثم تلقن نصف اية تامة بدفعة
واحدة ولا يجوز للحائض والجنب ان يدخلا
فى المسجد ولا بأس للمحدث ان يدخل المسجد
ولا بأس للجنب والحائض بالتهليل والتسبيح
والدعوات ولا يجوز قراءة القران خاصة

باب تفسير سبع المثانى

روى سعيد بن جبير وابو سعيد الخدرى

کہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہ چھوئیں قرآنکو مگر طہارت والے
اور اسلیئے کہ حضرت علی رض فرماتی ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام قرآن شریف کو پڑہ لیا کرتے تھے اور بے وضو
ہوتے تھے + اور نبی علیہ السلام نے فرمایا قرآن کو کوئی
نہ چہووے مگر پاک + مگر بے وضو قرآنکے پڑہنے مین مضائقہ
نہین اسلئے کہ حضرت علی رض فرماتے ہین کہ نبی علیہ السلام
ہمکو قرآن پڑہایا کرتے تھے پاخانہ سے آکر اور آپکو قرآن
کے پڑہنے پڑہانے سے کوئی چیز نہین روکتی تھی مگر
بے غسلا ہونا روکتا تھا + اگر بے غسلا یا عورت
حیض والی ایک آیت سے کم پڑہ لی تو مضائقہ نہین اگر
عورت معلمہ کو حیض آجائے اور بچونکو تعلیم دینا چاہیے، تو
اُسکو مناسب ہے کہ آدہی آیت بتادی پہر چپکی ہو رہے پہر
نصف آیت بتاوے مگر پوری آیت ایکدفعہ نہ پڑہے + بے غسلے
اور حائضہ کو مسجد مین جانا جایز نہین - اور بے وضو کا
مسجد مین جانا جایز ہے + بے غسلی اور حائضہ کو
کلمہ شہادت پڑہنا یا سبحان اللہ یا دعائین پڑہنا جائز
ہین فقط قرآن کا پڑہنا منع ہے

ستر ہوان باب تفسیر سبع مثانی کے بیان مین

روایت کیا ہے سعید بن جبیر رح اور ابو سعید خدری رض نے

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما
الله قال فی قول الله تعالی ولقد اتیناك
سبعا من المثانی والقرآن العظیم قال
البقرة وآل عمران والنساء والمائدة
والانعام والاعراف وقال الراوی ونسیت
السابع وقال بعضهم السابع یسئلونك
عن الانفال مع البراءة وروی عن ابن
عباس فی روایة اخری انه قال السبع
المثانی فاتحة الکتاب وقال ابن مسعود رض السبع المثانی
فاتحة الکتاب وروی الربیع بن انس عن ابی العالیة الریاحی فی
قوله تعالی ولقد آتیناك سبعا من المثانی
والقرآن العظیم لے فاتحة الکتاب
فقیل له انهم یقولون هی السبع
الطوال قال لقد انزل علیه هذه
الآیة وما نزل شیء من الطوال و
روی ابو هریرة عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال هی فاتحة الکتاب
ویقال انما سمیت فاتحة الکتاب
السبع المثانی لانها نزلت مرتین مرة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اُنہون نے
فرمایا اللہ تعالی کے اِس قول کی تفسیر مین اور ہمنے
دین ہین تجھکو سات آیتین وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا
کہ اِس سے مُراد سورۂ بقر سورۂ آل عمران سورۂ نسا سورۂ
مائدہ سورۂ انعام سورۂ اعراف ہین اور کہا راوی نے ساتوین
کو مین بھول گیا ہون اور بعضون نے کہا ساتوین سورت
یسئلونک عن الانفال مع سورۂ برأت کے ہے + اور ابن
عباس سے دوسری روایت یہ ہے کہ سبع مثانی سے سورۂ
فاتحہ مُراد ہے + اور عبد اللہ بن مسعود فرماتی ہین سبع مثانی
سورۂ فاتحہ ہے اور ربیع بن انس ابو العالیہ سے روایت کرتے
ہین کہ اُنھون نے اِس آیت ولقد آتیناک سبعًا من المثانی
کی تفسیر مین یہ فرمایا ہے، کہ سبع مثانی سورۂ فاتحہ ہے کسی نے
کہا یہ علما تو سبع مثانی سے سبع طوال مراد لیتے ہین
فرمایا کہ یہ آیت جب اُتری تہی تب سبع طوال مین سے
ایک سورت بہی نہ اُتری تہی + اور ابو ہریرہ نبے
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ سبع
مثانی سورۂ فاتحہ ہے اور فاتحہ کو سبع مثانے
اسلئے کہتے ہین کہ وہ دو دفعہ نازل ہوئی
ہے ایک دفعہ + + + + + + + + + + + +

بمكة ومرة بالمدينة تعظيما لها ويقال انما سميت فاتحة الكتاب السبع المثانى لانها سبع ايات ويثنى بالقراءة فى الصلوة

باب ما نزل من القرأن بمكة او المدينة

روى عبد الرزاق عن معمر عن قتادة قال نزل من القرأن بالمدينة البقرة وال عمران والنساء والمائدة والانعام والانفال والتوبة والرعد والنحل والحج والنور والاحزاب والذين كفروا والفتح والحجرات والحديد والمجادلة والحشر والممتحنة والصف والجمعة والمنافقون والتغابن والطلاق والتحريم ولم يكن واذا جاء نصر الله وقل هو الله احد والمعوذتان ونزل سائر القرأن بمكة وقال بعضهم ست ايات من سورة الانعام وبعض الايات من النحل وبعضها من بنى اسرائيل وبعض من سورة القصص وبعض من سورة هل اتى على الانسان واخر سورة الشعراء من قوله والشعراء يتبعهم الغاوون ۰ وسورة العاديات

مکہ مین ایک دفعہ مدینہ مین + اور بعض اسکی وجہ یہ کہتے ہین کہ اسکی سات آیتین ہین اور نماز مین بار بار پڑہی جاتی ہے +

اٹھارہوان باب اس بیان مین ہے کہ کتنا قرآن مکہ مین اُترا اور کتنا قرآن مدینہ مین +

عبد الرزاق نے بواسطہ معمر کے قتادہ سے روایت کی ہے قرآن مین سے مدینہ مین سورۂ بقر اور آل عمران اور نسا اور مائدہ اور انعام اور انفال اور توبہ اور رعد اور نحل اور حج اور نور اور احزاب اور الذین کفروا اور فتح اور حجرات اور حدید اور مجادلہ اور حشر اور ممتحنہ اور صف اور جمعہ اور منافقون اور تغابن اور طلاق اور تحریم اور لم یکن اور اذا جاء نصر الله اور قل ہو الله احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اُتری ہین اور باقی قرآن مکہ مین اُترا ہے اور بعضون نے کہا چھہ آیتین سورۂ انعام کی اور چند آیتین نحل اور بنی اسرائیل کی اور چند آیتین سورۂ قصص اور سورۂ ہل اتی علی الانسان کی اور آخر سورۂ شعرا و کا والشعراء یتبعهم الغاوون سے آخر سورت تک + اور سورۂ عادیات + + + + +

مدنية وقال المجاهد فاتحة الكتاب نزلت
بالمدينة وقال ابن عباس فی رواية ابی صالح
نزلت بمكة وقيل نزلت بمرتين مرة بمكة ومرة
بمدينة والله اعلم

باب الكلام فی سورة البراة

قال الفقيه ابو الليث
اختلفوا فی حذف بسم الله الرحمن الرحيم من
اول سورة براءة قال بعضهم كان النبی صلی
الله عليه وسلم اذا نزل عليه القرآن املأه
علی كاتب يكتبه فلما املأ عليه سورة براءة
نسی الكاتب كتابة بسم الله الرحمن الرحيم فبقی
هكذا بغير بسم الله الرحمن الرحيم وقال بعضهم
سورة براءة انزلت لنقض العهد الذی كان بين
المسلمين وبين الكفار فلم يكتب لان فی كتابة بسم الله
الرحمن الرحيم يكون امانا فتركت كتابته لئلا يكون
امانا واصح التاويل ما روی عن ابن عباس انه سأل
عثمان بن عفان رضی الله عنه فی ذلك فقال عثمان بن
عفان رضی الله عنه لان سورة الانفال نزلت اول ما قدم
رسول الله صلی الله عليه وسلم المدينة وسورة براءة
نزلت آخر القرآن وقصتها يشبه بعضها بعضا

مدینہ مین اُتری ہین + اور مجاہد کہتے ہین کہ سورۂ فاتحہ
مدینہ مین اُتری + اور ابو صالح ابن عباس سے روایت
کرتے ہین کہ مکہ مین اُتری بعضے کہتے ہین دو دفعہ اُتری
ایکبار مکہ مین ایکبار مدینہ مین اور اصل حال اللہ کو
معلوم ہے

انیسوان باب اُس گفتگو کے بیان مین جو سورۂ برات مین ہوئی ہے

کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے علمانے سورۂ برات پر بسم اللہ نہ لکہے جانیکی وجہ
مین اختلاف کیا ہے بعضون نے تو یہ وجہ بیان کی
ہے کہ رسول اللہ صلعم پر قرآن اُترا کرتا تہا اور آپ کاتب
کو لکہوا دیا کرتے تہے جب سورۂ برات لکہوائی اتفاقا
کاتب بسم اللہ لکہنی سہو لگیا اسلئے سورۂ برات بے
بسم اللہ رہگئی + اور بعضون نے کہا سورۂ برات اُس
عہد کے توڑنیکے لئے اُتری تہی جو مسلمانون اور کافرون
مین تہا اور بسم اللہ سو جب امن ہے اسلئے اُسکو نہین
لکہا گیا + اور تاویل صحیح وہ ہے جو ابن عباس سے منقول
ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت عثمان سے یہی
بات پوچہی اُنہون نے فرمایا سورۂ انفال تو رسول اللہ
صلعم کے مدینہ مین تشریف لاتے ہی اُتری تہی اور سورۂ
برات سب قرآن کے آخر مین اُتری اور مضمون دونون

ولم يبين لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
قصتها فاشتبه امرهما علينا ففصلنا بينهما
وتركنا كتابة بسم الله الرحمن الرحيم وروى
عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه سئل
عن ذلك فقال علي لانها نزلت بالسيف
يعني لنقض العهد

باب الكلام في قراءة النبي عليه الصلوة والسلام

قال الفقيه رضي الله روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قراء القرآن على ابي بن كعب فتكلم
الناس في ذلك فقال بعضهم انما قراء عليه
ليعلم الناس التواضع لكيلا يانف احد من التعلم
والقراءة على من دونه في المنزلة وقال بعضهم
انما قراء عليه لان ابي بن كعب كان اسرع باخذ
الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاراد النبي صلى الله
عليه وسلم بقراءته عليه ان ياخذ الفاظ رسول الله ابي بن
كعب رضي الله عنه ويقراءه كما يسمع منه ويعلم غيره وقال بعضهم
حتى يصير ذلك توارثا لقراءة القرآن على المتقدمين

باب انشاد الشعر

قال الفقيه رضي الله عنه قد تكلم الناس في انشاد الشعر

کے ملتے جلتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسبابمین کچھہ فرمایا نہتھا اسلئے یہ امر مشتبہ ہوگیا پس ان
دونون سورتونمین جدائی توکردی مگر بسم اللہ نہین لکھے
اور حضرت علی سے کسینے یہی بات پوچھی توآپنے فرمایا اسلئے
بسم اللہ نہین لکھی گئی کہ یہ سورت جہاد کے حکم کیلئے ہوئی
ہے یعنی عہد صلح کو توڑنے کے لئے

بیسوان باب رسول اللہ صلعم کی قراءۃ قرآن کے بیانمین

کہا فقیہ ابو اللیث رحنے کہ رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
کہ آپنے ابی ابن کعب کو قرآن سنایا اسلئے علماء نے اسمین
گفتگو کی ہے بعضون نے تو اسکی وجہ یہ بیان کی کہ آپکا
مقصود اس سے لوگونکو تواضع کیکے تعلیم کرنی تھی تاکوئی
شخص اپنے سے کم درجے آدمی سے بھی سیکھنے اور پڑھنے کو
عیب نسمجھے اور بعضون نے کہا اسلئے کہ ابی ابن کعب
رسول اللہ صلعم کے لفظونکو جلدی یاد کرلیتے تھے اسلئے
آپنے انکو پڑھکر سنایا تا جلد الفاظ کو بعینہ یاد کرلین اور
اوسیطرح پڑھین اور اورونکو سکھائین اور بعضون نے
کہا اسلئے آپنے پڑھکر سنایا تا یہ طریقہ آگے کو جاری ہو

اکیسوان باب اشعار کے پڑھنے کے بیانمین

کہا فقیہ رضنے کہ علماء نے شعرون کے

الشعر کرہ ذلك بعض الناس ورخص فیه الآخرون
فاما من کرہ ذلك فقد احتج بما روی
الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة رضی الله
عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال لان یمتلی جوف احدکم قیحا حتی یریه
خیرا من ان یمتلی شعرا ولان الله تبارك
وتعالی قال والشعرآء یتبعهم الغاوون ای
الضالون بانشاد الشعر وروی عن الشعبی
انه قال کانوا یکرهون ان یکتبوا امام
الشعر بسم الله الرحمن الرحیم وروی عن
مسروق انه کان یتمثل ببیت من الشعر
فقطعه فقیل له لو اتممت البیت فقال انی
لا کرہ ان اجد فی کتابی بیتا من الشعر وروی
ابراهیم بن یوسف عن کثیر بن هشام فقال
سئل عبد الکریم من قوله تعالی ومن الناس
من یشتری لهو الحدیث قال الغناء والشعر و
روی عن عطاء ان ابلیس لعنة الله علیه قال یا رب
اخرجتنی من الجنة من اجل آدم فاین
بیتی فقال الحمام فقال این مجلسی قال

کے پڑہنے مین گفتگو کی ہے بعضون نے تو مکروہ کہا ہی اور
بعضون نے اجازت دی ہے، جو مکروہ کہتی ہین اُنکی دلیل وہ
روایت ہے، جو اعمش نے بوسطۂ ابوصالح کے ابوہریرہ سے کی
ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ
کو پیپ سے بہرے اور ہلاک ہوجاے اس سے بہتر ہے کہ شعرون
سے بہرے + اور ایک دلیل یہ ہے، کہ اللہ تعالے نی فرمایا اور شعرا
لگتے ہین اُنکے پیچہے گمراہ . . . . . اور شعبی کہتے ہین کہ
ہمارے زمانہ کے علما اشعار سے پہلے بسم اللہ لکہنے
کو مکروہ سمجہتے تہے + اور مسروق سے منقول ہے
کہ اُنکی کتاب مین ایک شعر لکہا تہا اُنہون نے اُسکو
کاٹ دیا کسی نے کہا اگر آپ شعر لکہہ لیتے تو خوب ہوتا
فرمایا مین تو اپنی کتاب مین شعر لکہا ہوا پسند نہین
کرتا اور ابراہیم بن یوسف کثیر بن ہشام سے روایت
کرتے ہین کہ کسی نے عبد الکریم سے اس آیت کے
معنی پوچہے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث
کہا لہو الحدیث سے غنا اور شعر مراد ہے اور عطا
کہتے ہین کہ شیطان ملعون نے عرض کیا الہی اور درگاہ
آدم کی وجہ سے تو نے مجہے جنت سے نکالا اب میرے لیے کونسا
گہر ہے فرمایا حمام پہر عرض کی میری نشست کی جگہہ کونسی فرمایا

السوق قال فما قرأتی قال الشعر قال وما
کتابی قال الوشم واما حجة من اباح ذلك
فما روی عن هشام بن عروة عن ابیه عن
النبی علیه الصلوٰة والسلام ان من
الشعر لحکمة وعن هشام عن ابیه قال
ما رأیت امرأة اعلم بشعر ولا بطب و
لا بفقه من عائشة رضی الله عنها وروی
سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال کان
اصحاب النبی علیه الصلوٰة والسلام یتناشدون
الشعر والنبی علیه السلام جالس بینهم
یتبسم وروی عکرمة عن ابن عباس رضی الله
عنهما قال اذا قرأ احدکم شیئا من القرآن
فلا یدری ما تفسیره فالتمسوه فی الشعر فان
الشعر دیوان العرب وقیل لابی الدرداء
کل الانصار قالوا الشعر غیرك قال وانا
اقول ایضا الشعر یرید المرء ان یعطی مناه +
ویابی الله الا ما اراد + یقول المرء فائدتی
ومالی + وتقوی الله افضل ما استفاد + فان
الموت طالبکم فجیئوا + لهذا الموت راحلة

بازار ہے پہر عرض کیا میرے پڑہنے کی کونسی چیز ہے فرمایا
نقش ونگار + اور دلیل انکی جو شعر پڑہنے کو جایز
کہتے ہین وہ روایت ہے جو ہشام بن عروہ نے بواسطہ
اپنے باپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی ہی آپنے
فرمایا بعضے شعر حکمت کے بہرے ہوتے ہین + اور ہشام
اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ مین نے کسی عورت کو شعر
کے جاننے مین اور طب کے اور فقہ کے حضرت عائشہ سے زیادہ
نہ دیکہا + اور سماک بن حرب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے
ہین کہ صحابہ اشعار پڑہا کرتے تہے اور نبی علیہ السلام
سُن سُنکر تبسم فرمایا کرتے تہے + آور عکرمہ نے ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن
مین سے کچہہ پڑہے اور اُسکی تفسیر نہ معلوم ہو تو اسکو
لازم ہے کہ اشعار مین تلاش کرے اسلیئے کہ اشعار
عرب کے دیوان ہین + اور ابو الدرداء سے کسی نے پوچہا
کیا کل قوم انصار کی شاعر ہے سو آپکی فرمایا مین بہی شعر کہتا
ہون جسکا ترجمہ یہ ہے + ارادہ کرتا ہے آدمی کہ سب کام ہوا فق
اُسکی خواہش کے ہون اور ہوتا ہے وہی جو اللہ چاہے + کہتا ہے
آدمی میرا فائدہ مال ہے + اور تقوی پرہیزگاری افضل
فائدے سی + تحقیق موت تمہاری تلاش مین ہے پس

وزاد وروى عن الكلبى عن ابى صالح عن ابن
عباس رض ان عائشة لما بلغها خبر ابى هريرة
قال رحم الله ابا هريرة انما قال النبى عليه الصلوة
والسلام لان يمتلى جوف احدكم قيحا حتى يريه
خيرا من ان يمتلى شعرا من الشعر الذى هجيت به
وقيل ايضا ان معنى النهى فى الشعر اذا اشتغل به
فشغله عن قراءة القرآن والذكر واما اذا لم يشغله
عن ذلك فلا بأس به وروى عائشة رضى الله عنها
انها قالت لست افهم غرائبك يا رسول الله فقال
عليه الصلوة والسلام استظهرى اشعار
لبيد قال الشيخ الامام ابو يعقوب يوسف بن
عاصم رح سمعت بالمدينة ان عائشة رضى الله
عنها يحفظ اثنا عشر الف قصيدة وروى ان
حسان بن ثابت رضى الله عنه كان شاعر رسول
الله عليه الصلوة والسلام وكان ينشد له الشعر
فى الحرب وروى عن عبد الله بن عباس انه قال
الشعر اول علم العرب فتعلموا الشعر عليكم بشعر الحجاز
وان كان فى الجاهلية قد عفى عنه وقيل
ما من بنى عبد المطلب الا وقد قال الشعر

اور کلبی بواسطۂ ابوصالح کے ابن عباس سے روایت کرتا ہے
کہ جب حضرت عائشہ کو ابوہریرہ کی خبر پہنچی فرمایا ابوہریرہ
پر اللہ رحم کرے نبی صلعم نے تو یہ فرمایا تھا کہ آدمی کو یہ بہتر ہے
کہ اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے یہانتک کہ پیٹ بالکل خراب
ہو جاوے اس سے کہ اشعار ہجو سے بھرے + اور بعضون نے کہا ہے
کہ شعر مین اتنا مشغول ہونا ممنوع ہے کہ آدمی قرآن شریف
کے پڑہنے سے اور ذکر اللہ سے غافل ہو جاوے ورنہ ممنوع نہین
اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے ایک
دن عرض کیا کہ مین آپکے کلام معجز نظام کو پوری طور
نہین سمجھتی یعنے آپکے کلام مین نئے نئے لغت ہین
آپنے فرمایا کہ لبید شاعر کے کلام سے مدد لے + شیخ امام ابو یعقوب
ابو یوسف بن عاصم کہتے ہین کہ مین نے مدینہ مین لوگون
سے یہ سُنا ہے کہ حضرت عائشہ رض کو بارہ ہزار قصیدے
یاد تھے + اور مروی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ
صلعم کے شاعر تھے اور آپکے سامنے لڑائیون مین شعر
پڑہا کرتے تھے + اور عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ اُنہون نے فرمایا شعر پہلا علم عرب کا ہے سو سیکھو شعر کو
اور لازم پکڑو اشعار ملک حجاز کو اور کہا گیا ہے کہ عبد المطلب
کے اولاد مین سے کوئی ایسا نہین جسنے شعر نہ کہا ہو

غیر النبی علیه السلام و ابوبکر رض قال شعراً و عمر رض قال شعراً و علی رض کان شاعراً

باب ما قیل فی اشعار النبی صلی الله علیه وسلم

قال الفقیه رضی الله عنه تکلم الناس فی روایة الشعر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال بعضهم لم یثبت عنه الشعر واحتجوا بما روی عن عائشة رضی الله عنها انه قیل لها اکان النبی صلی الله علیه وسلم یتمثل بالشعر قالت کان ابغض الحدیث الیه الشعر غیر انه اتمثل مرة ببیت اخی بنی قیس بن طرفة فجعل اٰخره اوله وقال الشعر ستبدی لک الایام ما کنت جاهلا + ویاتیک بالاخبار مالم تزود + فجعل یقول ویاتیک من لم تزود بالاخبار فقال له ابوبکر لیس هکذا یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انا بشاعر وما علمناه الشعر وما ینبغی له ان هو الا ذکر و قران مبین

سوا نبی صلعم کے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی شعر کہے ہین اور حضرت علیؓ تو بڑے شاعر تھے

بائیسوان باب اس بیان مین ہے کہ رسول الله صلعم نے بھی شعر کہے ہین یا نہین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی الله عنہ نے علما نے کلام کیا ہے روایت شعر مین نبی علیہ السلام سے بعضون نے کہا آپ سے شعر کہنا ثابت نہین اور دلیل مین یہ روایت حضرت عائشہؓ کی پیش کرتے ہین کسی نے اُنسے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کبھی شعر پڑھتے تھے فرمایا شعر تو آپکو نہایت مبغوض تھا مگر ہان ایکدفعہ مثلاً قیس بن طرفہ کا شعر پڑھا تھا سو اُسکے اوّل کو آخر کر دیا تھا اور وہ شعر یہ تھا ترجمہ ظاہر کر دیگا تجھپر زمانہ اُس چیز کو جسکو تو نہین جانتا اور لاویگا تیرے پاس خبرین اون لوگون کی جنہون نے توشہ ساتھ نہین لیا + پس کہنے لگے ۔ ویاتیک من لم تزود بالاخبار + ابوبکر نے کہا یا رسول الله اسطرح نہین پس فرمایا رسول الله صلعم نے مین تو شاعر نہین اور یہ آیت پڑھی ترجمہ نہین سکھایا ہمنے اُسکو شعر اور اُسکے لایق بھی نہین وہ جو کچھ کہتا ہے ذکر اور قرآن صاف ہے

وقال بعضهم يجوز منه الشعر كما يأتي عنه
في الاخبار وهو ما روي ابن طاؤس
عن ابيه ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال يوم الخندق ؎ اللهم لا عيش الا
عيش الاخرة ÷ فارحم الانصار والمهاجرة
÷ فاجابت الانصار بهذا الشعر ؎ نحن
الذي بايعوا محمدا ÷ على الوفاء ما بقينا
ابدا ÷ وروي عثمان النهدي عن سلمان
الفارسي ان النبي صلى الله عليه وسلم ضرب
في الخندق المعول فقال ؎ بسم الله وبه بدينا
÷ ولو عبدنا غيره شقينا ÷ وروي البراء
بن عازب ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال انا النبي لا كذب ÷ انا ابن عبد المطلب
وروي اسود بن جندب ان النبي صلى الله عليه
وسلم كان يمشي في طريقه فعثر فاصاب
حجر اصبعه فدميت فقال ؎ هل انت الا
اصبع دميت ÷ وفي سبيل الله ما لقيت ÷
ويروي في كتاب الله ما لقيت قال الفقيه
رضي الله تعالى عنه هذه الاخبار صحيحة

اور بعضون نے کہا آپنے شعر کہے ہین جیسا حدیثون
مین آیا ہے آبن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہین
کہ نبی علیہ السلام نے خندق کی لڑائی کے دن یہ شعر
کہا تہا ترجمہ یا اللہ نہین زندگی قابل اعتبار کے
مگر زندگی آخرت کی ÷ پس رحم کر تو انصار اور مہاجرین
پر ÷ پہر جواب دیا انصار نے اس شعر سے (ترجمہ) ہم وہ لوگ
کہ بیعت کی محمد سے وفا پر جبتک دم مین دم رہے
اور ابو عثمان نہدی سلمان فارسی سے روایت کرتے ہین
کہ جب نبی علیہ السلام نے خندق کہودنے کے لئے کدال زمین
پر ماری تو فرمایا (ترجمہ) شروع اللہ ہی کے نام پر شروع
کرتے ہین ہم اس کام کو اور اگر ہم سوا خدا کے اور کسی کو پوجین
تو ہلاک ہوجائین ÷ اور براء بن عازب روایت کرتے ہین
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) مین نبی ہون اور اس
مین کچھ جہوٹ نہین ÷ اور مین اولاد مین عبد المطلب کے ہون
اور اسود بن قیس جندب سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایکدن
رستہ مین چلتے ہوے پہسل گئے اور پتہر انگلی مین لگا پس فرمایا نہین ہے
تو مگر ایک انگلی جو خون آلودہ ہوگئی ہے اور اللہ کی راہ مین وہ
تکلیف جو تجھکو پہونچی ہے اور ایک روایت مین بجائے سبیل اللہ کی جگہ
فی کتاب اللہ آیا ہے ÷ کہا فقیہ رحمۃ نے یہ حدیثین صحیح ہین ÷

ولكنه يحتمل انه لم يقصد به الشعر ولكنه
كلام خرج موافقا للشعر من غير ان يقصد
به شعرا او لان هذه الابيات التي رويت
عنه انما هي رجز والرجز لا يكون شعرا وانما
يكون مثل السجع من الكلام

باب عبارة الرؤيا

قال الفقيه رضي
الله تعالى عنه من تعلم علم الرؤيا فلا باس
به بعد ما تفقه في الدين وهو علم حسن
وقد من تعالى على يوسف عليه السلام بعلم
الرؤيا وهو قوله عز وجل وكذلك مكنا
ليوسف في الارض ولنعلمه من تاويل
الاحاديث يعني به علم الرؤيا وروي عن
عمر بن الخطاب انه قال عليكم بالتفقه في
الدين والتفهم في العربية وحسن العبارة
يعني عبارة الرؤيا ولو كان ذلك يشغله
عن الفقه فالكف عنه افضل لان علم
الفقه معرفة احكام الله تعالى وعلم الرؤيا
بمنزلة فال يتفاءل به وروي عن ابي يوسف
انه سئل عن مسئلة الرؤيا فقال حتى نفرغ

مگر یہ احتمال ہے کہ آپنے قصدا شعر تصنیف نفرمایا ہو اتفاق
سے آپکا کلام موزون مثل شعر کے ہوگیا ہو یا یون کہا جاے
کہ یہ بیتین رجز ہین اور رجز شعر شمار نہین ہوتا بلکہ وہ مثل
نثر مقفے کے ہے

بائیسوین باب مین خواب کی تعبیر کا بیان ہے ✦

کہا فقیہ رح نے جسنے علم رویا سیکھا بعد اسکے کہ
دین مین سمجھہ حاصل کرچکا ہے تو کچھہ مضائقہ
نہین اور یہ علم خوب ہے اور احسان جتلایا ہے اللہ
تعالی نے رویا سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اور
وہ قول اللہ عز وجل کا یہ ہے (اور اسطرح جگہہ دی
ہمنے یوسف کو اُس ملک مین اور اسواسطے کہ اُسکو
سکہا دین کچھہ کل بٹہانی) مراد تاویل احادیث سے
علم رویا ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین اپنے اوپر لازم کرو
دین میں سمجھہ اور زبان عرب اور تعبیر خواب میں فہم حاصل
کرنا ✦ اور اگر سیکہنا علم رویا کا فقہ فی الدین کے
حصول میں مانع ہو تو اُسکا نہ سیکہنا افضل ہے کیونکہ
علم فقہ معرفت احکام الہی کا نام ہے اور علم رویا
بمنزلہ فال کے ہے ✦ اور ابو یوسف رح سے کسی نے
مسئلہ رویا کا پوچھا فرمایا پہلے بیداری کی امور سے فرغ ہو چکے

من امر اليقظة وروى عن محمد بن سيرين
انه ربما كان يقص عليه الرؤيا فيقول اتق الله
في اليقظة فانه لا يضرك ما رأيت في النوم
وروى اسماعيل بن علية عن ايوب قال بلغ
محمد بن سيرين ان الناس يقولون انه
يقول في الرؤيا ولا يقول في الفتوى فامسك
عن القول في الرؤيا ثم قال فيها وقال انما
هو ظن اظنه فمن ظننت له في رؤياه خيرا
حدثته اياه وروى ابو قتادة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال اصدقكم رؤيا
اصدقكم حديثا ففي هذه الاحاديث
دليل على ان تركه لا يضر وانما هو بمنزلة
الفال **باب الرؤيا** الصالحة و
حسن العبارة قال الفقيه رضي الله تعالى
عنه روى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة قالت اول ما بدي به رسول الله
صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة
فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق
الصبح وروى ابو سعيد الخدري عن

اور محمد بن سیرین سے جب کبھی کوئی خواب بیان
کرتا تو آپ یہ فرماتے کہ اللہ سے بیداری مین ڈر
جو تو نے خواب مین دیکھا وہ اسوقت ضرر نديگا
اور اسماعیل بن علیہ ایوب سے روایت کرتے ہین کہ جب
محمد بن سیرین کو یہ خبر پہونچی کہ لوگ اُنکے باب مین
یہ تذکرہ کرتے ہین کہ وہ خواب کی تعبیر دیتے رہتے
ہین کبھی کوئی مسئلہ یا فتوی نہین بتاتے تو اُنہون نے تعبیر دینی
موقوف کردی پہر تعبیر دینے لگے اور فرمایا کہ تعبیر امر ظنی ہے جسکے خواب کی تعبیر
میرے ظن مین اچھی ہوتی ہے بیان کردیتا ہون اور ابو قتادہ
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا تم مین صادق
الرویا وہ ہوگا جو صادق القول ہوگا + ان حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ علم رویا کے ترک مین کچھہ ضرر نہین کیونکہ
وہ بمنزلہ فال کے ہے **تیئیسوین باب مین رویا صالحہ**
اور تعبیر نیک کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ نے روایت
کی ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ رض
سے کہ اُنہون نے فرمایا کہ ابتداء وحی رسول اللہ صلعم کی
خواب صالح تہی آپ کوئی خواب نہ دیکھتے تہے مگر
اسکی تعبیر مثل صبح روشن کے ظاہر ہوجاتی تہی
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلعم سے

النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا رأى
احدكم رؤيا يحبها فانما هي من الله تعالى
فليحمد الله عليها وليحدث بها واذا راى غير
ذلك مما يكره فانما هي من الشيطان فليستعذ
بالله من شرها ولا يذكرها لاحد فانها لا تضره
وروى ابو قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال الرؤيا الصالحة من الله تعالى والحلم
من الشيطان فمن راى شيئا يكرهه
فلينفث عن شماله ثلثا وليتعوذ بالله من
الشيطان الرجيم فانها لا تضره وروى
عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت رأيت
ثلثة اقمار سقطن في حجرتي فقصصت
بها على ابي بكر فلما توفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ودفن في بيتها فقال ابو بكر هذا
احد اقمارك وهو خيرها فلما مات ابو بكر
رضي الله تعالى عنه ودفن في بيتها فقيل
هو القمر الثاني فلما مات عمر رضي الله عنه
ودفن في بيتها قيل لها هو القمر الثالث
وعن محمد بن سيرين عن النبي صلعم انه

روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین اچھا
خواب دیکھے تو وہ الله تعالی کی طرف سے ہے الله
کا شکر کرے اور اُسکو بیان کرے اور جب کوئی بُرا خواب
دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے الله سے پناہ مانگے
اور اُسکو کسی سے ذکر نکرے وہ ضرر نہ دیگا + اور ابو قتادہ
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
اچھا خواب الله کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطانی
وسوسہ ہے جو کوئی بُری بات دیکھے اُسکو چاہئے
کہ اپنی بائین جانب تین دفعہ تہوکدے اور شیطان
مردود سے پناہ مانگے یعنی اعوذ بالله پڑہے بلا شبہ وہ خواب
ضرر نہ دیگا + اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے وہ فرماتے
ہین کہ مینے ایکدفعہ یہ دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ مین اگر پڑے ہین
سو مینے اسکو ابوبکر رض سے بیان کیا پھر جبکہ رسول الله صلعم نے وفات
پائی اور میرے حجرہ مین دفن ہوے تو ابوبکر نے کہا ایک چاند تو یہ
ہے اور یہ تینو نمین اول درجہ کا ہے پھر جب ابوبکر کا انتقال ہوا
اور اسی حجرہ مین دفن ہوے تو کسی نے کہا یہ دوسرا
چاند ہے پھر جب عمر رض کا انتقال ہوا اور اسی
حجرہ مین دفن ہوے تو کہا گیا یہ تیسرا چاند ہے
اور محمد بن سیرین نبی صلعم سے روایت کرتے ہین

یکرہ الغل فی النوم وکان یعجبہ القید وقال
القید ثبات فی الدین وروی ذلک عن
ابی ھریرۃ وقال محمد بن سیرین کان یقال
الرؤیا ثلث حدیث النفس وتخویف الشیطان
وبشری من اللہ تعالی فمن رای شیئا یکرھہ
فلا یقصہ علی احد ولیقم فلیصل وروی
سفیان عن عمرو بن دینار عن عطاء قال
جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وزوجھا غائب وقالت رأیت کان جائزۃ
بیتی انکسرت فقال خیرا یکون انشاء اللہ
یرد اللہ علیک غائبک فرجع زوجھا
ثم غاب فرأت مثل ذلک فجاءت الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعبرھا بمثل ذلک
فرجع زوجھا ثم غاب فرأت مثل ذلک
فجاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم
تجدہ ووجدت ابابکر وعمر رضی اللہ
تعالی عنھما فاخبرتھما بذلک فقالا لھا یموت
زوجک فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال لھا ھل قصصتھا علی احد قالت نعم فقال

طوق پہننے کو خواب مین برا فرماتے تہے اور بیڑی کو پسند
فرماتے تہے اور فرماتے تہے کہ بیڑی سے دین کی
ثابت قدمی مراد ہے اور ابو ہریرہ سے بہی یون ہی مروی ہے
اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ خواب تین طرح کے ہوتے
ہین ایک تو حدیث النفس دوسرے شیطان کا ڈرانا تیسرے اللہ تعالی کی
طرف سے بشارت جو کوئی بری بات دیکہے اسکو لازم ہے کہ کسی
سی بیان نکرے بلکہ اٹہہ کہڑا ہو اور نماز پڑہنے لگے + اور سفیان
بواسطہ عمرو بن دینار کی عطا سے روایت کرتے ہین کہ ایک عورت
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اسکا خاوند سفر مین تہا اور
عرض کیا کہ مینے خواب مین یہ دیکہا کہ میرے گہر کا شہتیر
ٹوٹ پڑا ہے آپنے فرمایا بہتر ہوگا اللہ چاہے تیرا خاوند آجاویگا
سو اسکا خاوند آگیا پہر وہ چلا گیا پہر اس عورت نے یہی خواب
دیکہا اور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے پہر یہی تعبیر
دی پہر اسکا خاوند آگیا پہر چلا گیا پہر اسنے وہی خواب دیکہا
اور آپکی خدمت مین حاضر ہوئی مگر آپکو نہ پایا اسنے
ابو بکر اور عمر کو پایا اور ان سے تعبیر پوچہی انہون
نے فرمایا تیرا خاوند مر جائیگا پہر وہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پوچہا
تو نے اس خواب کو کسی سے ذکر کیا ہے کہا ہان فرمایا

هى كما قيل لك فما مضے زمان الاقد نعى
اليها وفاة زوجها وقال عطاء كان يقال
الرؤيا علے ما اولت وكان يقول لا تقص
الرؤيا الا علے حكيم او واد فقد احتج بعض
الناس بهذا الحديث ان الرؤيا علے ما اولت
وقال اهل التحقيق ان حكم الرؤيا لا يتغير
بجواب جاهل غيرها كما ان مسئلة من
الفقه اذا اجاب بها جاهل لا يكون لذلك
الجواب حكم فكذلك مسئلة الرؤيا وانما
تغير ذلك بتاويل رسول الله صلے الله
عليه وسلم لانه تعالى صدق قوله لكرامته
وروى جابر بن عبد الله ان رجلا سال
رسول الله صلے الله عليه وسلم فقال انى رأيت
كان راسى سقط عنے فاتبعته واخذته
فقال باى عينيك رايته اذا سقط الراس
عنك ثم قال اذا لعب الشيطان باحدكم
فلا يحدث الناس به وروى عن النبے
صلے الله عليه وسلم انه قال اصدق الرويا
ما كان بالاسحار وروى عنه انه قال

اسکی تعبیر وہی ہے جو تجھسے کہی گئی اسپر کچھہ بہت زمانہ
نگذرا تہا کہ اُسکے خاوند کے مرنیکی خبر آئی + اور عطا کہتے ہین
کہ خواب کے وہی تعبیر ہے جو دیجا اور فرماتی ہین کہ خوابکا
ہر کسی سے ذکر نکر مگر حکیم سے یا دوست سے + اور اسی حدیث سے
بعض علما کہتے ہین کہ خواب کے تعبیر وہی ہے جو دیجا + اور
اہل تحقیق کہتے ہین کہ حکم خوابکا جاہل کے جواب دینے سے
بدلتا نہین جسطرح کسی فقہ کی مسئلہ کا کسی جاہل نے جواب
دیا تو یہ جواب جواب نہوگا اسیطرح مسئلہ رویا کو سمجھو اور
حدیث مین جسکا مذکور ہے وہ رسول اللہ صلعم کی تاویل
سے بدلا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آپکے قول کو
سچا کردیا + اور جابر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا مین نے خوابمین یہ دیکھا ہے کہ گویا میرا سر
میرے دہڑ سے الگ ہوکر گر گیا مین اُسکے پیچھے گیا اور اُسکو
پکڑ لیا فرمایا جب تیرا سر گر گیا تہا تو کون سی آنکھون سے تونے
سر کو دیکھا پہر فرمایا جب شیطان کسی سے کہیلے تو اُسکا ذکر
لوگون سے نکرے اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا سچے خواب وہ ہوتے ہین جو اخیر
رات مین نظر آئین اور یہ بہی آپسے مروی ہے کہ آپنے فرمایا

اصدق الرؤیا بالنہار لان اللہ تعالے
اخر نہارا وقیل اصدق الرؤیا بالقیلولۃ
وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الرویا الصالحۃ
جزء من اربعین جزءً من النبوۃ وروی
ابوھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال من رآنی فی المنام فقد رانی فان
الشیطان لایتمثل بی وقال من رآنی فی
المنام فسیرانی فی الیقظۃ وروی عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم قال من تحلم بحلم لم یرہ
کلف ان یعقد بین شعیرتین ولم یفعل

باب الکلام فی الطب والرقی

قال الفقیہ رضی اللہ تعالی عنہ
کرہ بعض الناس الرقی والدوا
واجازہ عامۃ العلماء فاما من کرہ ذلک
احتج بما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون
الفا بغیر حساب فقام عکاشۃ بن محصن
فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی ان یجعلنی

سچے خواب دن کے ہوتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے
دن کا آخر مین بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے سچے
خواب دوپہر کے ہین + اور نبی صلعم نے فرمایا اچھے خواب نبوت
کے چالیس جزو مین سے ایک جزو ہے اور ابوہریرہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
جسنے مجھکو دیکھا خواب مین تو مجھہ ہی کو دیکھا اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہین بنا سکتا + اور فرمایا جسنے
مجھے خواب مین دیکھا وہ مجھکو بیداری مین دیکھیگا + اور عبد اللہ
بن عباس رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ جو کوئی جھوٹے خواب بیان کرے قیامت کے دن
اسکو دو دانے جو مین گرہ دینے کی تکلیف دیجائیگی اور وہ نکر سکیگا

چوبیسوین باب ہین دوا اور تعویذ گنڈے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے بعض علما تعویذ
گنڈے کرنے اور دوا کرنے کو ناجایز کہتے ہین اور اکثر
علما جایز کہتے ہین جو ناجایز کہتے ہین انکی دلیل یہ ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین
داخل ہونگے سو کھڑے ہوے عکاشہ بن محصن اور عرض
کیا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انمین سے کر دے

منهم فدعا له فقام رجل اخر فقال ادع الله
لی یضا فقال النبی صلی الله علیه وسلم سبقکم
بها عکاشة فدخل رسول الله صلی الله علیه
وسلم المنزل فقالوا فیما بینهم من الذین
یدخلون الجنة بغیر حساب فقال بعضهم
هم الذین ولدوا فی الاسلام وماتوا علی
ذلک ولم یذنبوا فلما خرج رسول الله
صلی الله علیه وسلم سالوه عن ذلک فقال
هم الذین لا یتداوون ولا یکتوون ولا
یرقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون
وروی عن عمران بن حصین انه قال کنت
اری انوارا واسمع کلام الملائکة حتی
اکتویت فانقطع ذلک عنی وروی
الاعمش عن ابی ظبیان عن حذیفة
ابن الیمان انه دخل علی رجل یعوده
فوضع یده علی عضده فاذا بخیط عقد
علیه فقال ما هذا فقال رقی لی فیه فاخذه
وقطعه وقال لومت علی هذا ما صلیت
علیک وعن سعید بن جبیر قال

آپنے اُنکے لیے دعا کر دی پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور
عرض کیا میرے لیے بھی دعا کیجئے آپنے فرمایا وہ درجہ تو
عکاشہ لے اُڑا پھر رسول اللہ صلعم گھر مین تشریف
لیگئے صحابہ آپسمین چرچہ کرنے لگے وہ کون ہین
جو بیحساب جنت مین جائینگے بعضون نے کہا جو مسلمان
ہی پیدا ہوے اور مسلمان ہی مرے اور کوئی گناہ
نہین کیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے آپ سے پوچھا آپنے فرمایا یہ لوگ وہ
ہین جو دوا نہین کرتے داغ نہین لگاتے تعویذ گنڈا
نہین کرتے فال بد نہین لیتے صرف اپنے پروردگار
پر بھروسہ کرتے ہین + اور عمران بن حصین سے مروی ہے وہ
کہتے ہین مین پہلے انوار دیکھا کرتا تھا فرشتون کے کلام سنا
کرتا تھا ایکدفعہ مینے داغ لگوایا پھر وہ بات جاتی رہی +
اور اعمش ابو ظبیان سے روایت کرتے ہین کہ حذیفہ بن الیمان
ایک شخص کی عیادت کو گئے جب اُسکے بازو پر ہاتھ
رکھا تو ایک دہاگہ بندھا دیکھا فرمایا یہ کیا ہے کہا
گنڈہ ہے آپنے اُسکو توڑ کر پھینکدیا اور فرمایا
اگر تو اس حال مین مرجاتا تو مین تجھپر نماز نہ پڑھتا
اور سعید بن جبیر فرماتے ہین کہ جسکے

لدغتني عقرب فاقسمت علي امي ان
استرقي فاردقيت الراقي اليد التي لم تلدغ
وعن زينب امرأة عبد الله بن مسعود
قالت جاء عبد الله ذات يوم فرای في
عنقي خيطا فقال ما هذا الخيط فقلت رقي
لي فيه فاخذه وقطعه ثم قال ان آل عبد الله
لاغنياء عن الشرك وقال الحسن البصري
رحمه الله يرحم الله اقواما لا يعرفون الهليلج
والبليلج وان ذلك ظن بظن به ولا
يعرف الشفاء فيما ذا يكون الا ترى الى
ما روی عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
انه قال لا تحموا المريض عما يشتهي فلعل
الله يجعل شفاه في بعض ما يشتهي
واما من اباح ذلك فاحتج بما روی عن ابن
مسعود رضي الله تعالى عنه انه قال ان الله
تعالى لم ينزل داء الا وقد انزل له دواء الا
السام والهرم فعليكم بالبان البقر فانها
يخلط من كل شجر وفي خبر آخر فانها ترعى
من كل شجر وروی سفیان بن عیینة

بچھو نے کاٹ لیا سو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ
جھڑواؤں سو مینے اچھے ہاتھ کو جھڑوالیا + اور
زینب زوجہ عبد اللہ بن مسعود کی کہتی ہین کہ ایکدن
عبد اللہ آئے اور میرے گلے مین ایک دھاگہ پڑا دیکھا
فرمایا یہ دھاگا کیسا ہے مینے کہا گنڈہ ہے سو اُسکو
توڑ ڈالا پھر فرمایا بلا شبہ اہل و عیال عبد اللہ شرک
سے بری ہین + اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے
ہین رحم کرے اللہ ان لوگون پر جو ہڑ بہیڑہ کو
نہین پہچانتے اور اسلئے کہ یہ امر ظنی ہے اور شفا
کا حال معلوم نہین کس مین ہے کیا تجھے خبر نہین
جو حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا بیمار کو
اُس چیز سے جسکو اُسکا جی چاہے نہ روکو شاید اللہ نے
شفا اسی مین رکھی ہو + اور جو لوگ کہتے ہین کہ
علاج وغیرہ جایز ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعود رض
سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی مرض
ایسا نہین پیدا کیا جسکی دوا نہ پیدا کی ہو مگر موت
اور بڑھاپا سو پیا کرو دودھ گائے کا اسلئے کہ ہر قسم
کی گھانس کھاتی ہے اور دوسرے یہ ہے کہ وہ
ہر درخت کو چرتی ہے + اور سفیان بن عیینہ

عن زیاد بن علاقة عن اسامة بن شریك قال
شهدت النبی صلی الله علیه وسلم والاعراب
یسألونه هل علینا جناح ان نتداوی فقال
تداووا عباد الله فان الله تعالی لم یخلق
داء الا وقد وضع له شفاء وعن الحجاج
ابن ارطاة انه سأل عن العطاء عن
التعویذ فقال ما سمعنا بکراهیته من
قبلکم یا معشر اهل العراق ولان قوام
العبادة بالبدن فکما وجب علینا ان
نتعلم الاحکام لتصح به قوام العبادة
فکذلك علم الطب والتداوی الذی
فیه اصلاح البدن فلا باس بان نتعلمه
ونعمل به لتصح به قوام العبادة ولان
القول فی الاحکام جائز باکبر الرائ
وان لم یعرف بالنص والیقین فکذلك
القول فی الطب اذا کان یعرف بالرائ
والتجارب فیجوز استعماله ولیس هذا
باجل من الاحکام واما الاخبار التی وردت
فی النهی فانما منسوخة الا تری الی ما روی

بواسطے زیاد بن علاقہ کے اسامہ سے روایت کرتے ہین کہ مین
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور گنوار لوگ آپسے
پوچہہ رہے تہے کیا دوا کرنے مین گناہ ہے سو آپنے فرمایا
اے اللہ کے بندو دوا کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کوئی بیماری ایسی
پیدا نہیں کی جسکے واسطے شفا نہ پیدا کی ہو + اور حجاج
بن ارطاۃ سے مروی ہے کہ اُنہون نے عطا سے تعویذ کو
پوچہا کہا اے عراقیو ہمنے تمسے پہلے کسیکو ناجایز
کہتے نہین سنا ہے اور اسلیئے کہ قیام عبادت کا بدن سے
ہے سو جسطرح ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم احکام کو سیکہین
تاکہ عبادت صحیح صحیح ادا کرین اسیطرح علم طب اور وہ
علاج جسمین بدنکی اصلاح ہو اگر اُسکو ہم سیکہین
اور اُسپر عمل کرین تاکہ عبادت درستی سے ادا کرین
توکچہہ مضائقہ نہین + اور اسلیئے کہ بہت احکام رائے
سے ثابت ہوتے ہین اور وہان کوئی نص ہوتی
ہے نہ یقین اسیطرح طب کا حال ہے کیونکہ وہ
بہی رائے اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے سو اُسکا
برتنا جایز ہے اور علم طب احکام دین سے تو بڑہکر نہین
اور جو حدیثین ممانعت مین مروی ہین وہ منسوخ
ہین کیا تجہے خبر نہین کہ حضرت جابر رض نے نبی صلعم

جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن
الرقى وكان عند آل عمرو بن حزم رقية
يرقون بها عن العقرب فاتوا النبي صلى الله
عليه وسلم فعرضوا عليه وقالوا انك نهيت عن
الرقى فقال ما ارى به بأسا من استطاع
منكم ان ينفع اخاه فليفعل ويحتمل النهي
عن الذي يرى العافية في الدواء اما اذا
عرف ان العافية من الله والدواء سبب
فلا باس به وقد جاء الآثار في الاباحة
الا ترى ان النبي صلى الله عليه وسلم لما جرح
يوم احد داوى جرحه بعظم قد بلي وروي
ان رجلا من الانصار رمي في الاكحل
بمشقص فامر به النبي صلى الله عليه وسلم
فكوي وروي انه كان يرقي بالمعوذتين
والآثار فيه اكثر من ان تحصى

باب الاطعمة التي فيها الدواء

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه روى شهر
ابن حوشب عن ابي هريرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال الكماة من المن

سے روایت کرتے ہین کہ آپنے جھاڑ پھونک کو منع
فرمایا اور آل عمرو بن حزم کو ایک جھاڑ آتی تھی اُس
سے بچھو کے کاٹے کو جھاڑتے تھے سو وہ حاضر ہوے
نبی صلعم کی خدمتمین اور وہ جھاڑ سُنائی اور کہا آپنے جھاڑ سے
ممانعت فرمائی ہے آپنے فرمایا مین تو اسمین کچھہ مضائقہ نہین
جانتا جو کوئی تم مین سے اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکے کرے اور
احتمال یہ بھی ہے کہ ممانعت اُسکو ہے جو یہ سمجھے کہ شفا دوا
مین ہے اور جو کوئی یون جانے کہ شفا اللہ کے ہاتھہ مین ہے اور دوا
سبب محض ہے تو کچھہ مضائقہ نہین اور بہت سی حدیثین
جواز مین آئی ہین کیا تجھے خبر نہین کہ نبی علیہ السلام اُحد
کے دن جب زخمی ہوے تو آپنے اپنے زخم کا علاج
پُرانی ہڈی سے کیا تھا اور مروی ہے کہ ایک انصاری کے
رگ اکحل مین تیر لگ گیا تھا سو آپکے حکم سے داغ دیا گیا اور
اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ معوذتین سے جھاڑا کرتے تھے اور
حدیثین اسباب مین بے شمار ہین

پچیسوین باب مین اُن کھانوں کا بیان ہے جنمین دوا کا خاصہ ہے

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے شہر بن حوشب ابو ہریرہ سے
روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی قسم سے ہے

وماءها شفاء للعين والعجوة من الجنة
وهي شفاء من السم وقال الربيع بن خثيم
ليس للنفساء عندي دواء الا الرطب
ولا للمريض الا العسل وروى الاعمش
عن ابي صالح قال في حمى الربع ثلث من
سمن وثلث من عسل وثلث من لبن
يعجن ويشرب وعن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال الحمى من فيح جهنم فابردوها
بالماء وعن علي بن ابي طالب عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال جعلت البركة
في العسل وفيه شفاء من الاوجاع
وقد بارك عليه سبعون نبيا وقال علي
ابن ابي طالب اذا اشتكى احدكم شيئا
فليسأل امرأته ثلثة دراهم من صداقها
فليشتر بها عسلا ولبنا وسمنا وليشرب
بماء السماء فيجمع الله تعالى الهنى والمرى
والشفاء والماء المبارك وروى
محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم

اور اُسکا پانی آنکھہ کے لئے شفا ہے اور کھجور عجوہ جنت کی چیز
ہے اور زہر کے واسطے شفا ہے + اور کہا ربیع بن خثیم
نے نہین ہے میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے کوئی دوا
مگر تر کھجور اور نہ کسی مریض کے لئے کوئی دوا مگر شہد + اور
اعمش ابو صالح سے روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا چوتہیے
کے لئے یہ دوا ایک تہائی گھی ایک تہائی شہد ایک تہائی
دودہ مخلوط کئے جاوین اور پلائے جاوین اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا تپ دوزخ کی لپٹ سے ہے سو اُسکو پانی
سے ٹھنڈا کرو + اور حضرت علی نبی صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا رکھی گئی ہے برکت شہد مین
اور اس مین شفا ہے دردون کے لئے اور اسکے لئے
برکت کی ستر نبیون نے دعا کی ہے + اور حضرت علیؓ نے
فرمایا ہے جب کوئی تم مین مریض ہو تو اپنی بی بی کے
مہر مین سے تین درم مانگ لے اور اُنکا شہد اور دودہ اور
گھی مول لے اور مینہ کا پانی ملا کے پئے سو اللہ تعالی
نے اُسکے لئے ہنی اور مری اور شفا اور پانی مبارک
جمع کر دیے ہین اور محمد بن المنکدر جابر بن عبد اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اثمد (جو ایک قسم کا سرمہ ہے) اسکے استعمال

بالاثمد فانه ينبت الشعر في الجفن في العين
ويشد البصر و في خبر اخر ويجلي البصر و عنه
عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم بالعدس
فان فيه شفاء من سبعين داء والله اعلم

باب تفضيل لسان العربية على غيرها

قال الفقيه رضي الله
عنه اعلم ان لسان العربية لها فضل على سائر
الالسنة فمن تعلمها او علم غيره فهو
ماجور لان الله تعالى انزل القران بلغة
العرب فمن تعلمها فانه يفهم بها ظاهر
القران و معاني الاخبار و قد روي ابن
ابي بردة عن ابي بريدة عن عمر رضي الله
عنه انه قال كلام اهل الجنة بالعربية و روي
عن عمر انه قال من تعلم الفارسية فقد خب و من
خب فقد ذهب مروته يعني لو اقتصر على لسان
الفارسية و لم يتعلم العربية فانه عجمي و قال
الزهري كلام اهل الجنة العربية و روي
عن عمر انه قال عليكم بالتفهم في العربية
و روي عن الحسن البصري انه سئل عن الرجل

کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بالونکو جماتا ہے اور بینائی کو
قوت دیتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے، اور جلا دیتا ہے
بینائی کو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے، کہ آپنے فرمایا مسور کو کھایا
کرو اسلئے کہ ستر بیماریون کے لئے شفا ہے- واللہ اعلم باب

چھبیسوان ١٢٦ بیچ بیان فضیلت عربی زبان کے

اور زبانون پر کہا فقیہ ابو اللیث رضہ نے جان لے کہ زبان عربی
کو اور سب زبانون پر فضیلت ہے جسنے سیکھا اسکو
یا سکھایا کسی کو تو اسکو ثواب ملیگا اسلئے کہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید کو عربی زبان مین نازل کیا ہے سو
جسنے اسکو سیکھا تو اسکے سبب سے ظاہری معنی قرآن
مجید اور حدیثون کے سمجھے + اور ابن ابی بردہ ابو بردہ
سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ
گفتگو جنتیون کی عربی زبان مین ہوگی اور حضرت عمر رضہ سے
مروی ہے کہ فرمایا جسنے سیکھی زبان فارسی اسنے خیانت کی اور
جسنے خیانت کی اس سے مروت گئی یعنی جسنے فقط زبان فارسی
سیکھی اور زبان عربی نہ سیکھی وہ عجمی ہے + اور زہری کہتے
ہین کہ جنتیون کی زبان عربی ہوگی اور مروی ہے حضرت
عمر رضہ سے کہ فرمایا سمجھہ بوجھہ حاصل کرو زبان عرب مین
اور امام حسن بصری سے مروی ہے، کہ دریافت کی گئی وہ ایک شخص

يتعلم العربية يلتمس بها حسن المنطق ويقيم
بها قراءته قال الحسن فليتعلمها فان الرجل
ليقرأ الآية فيعيا بوجهها فيهلك وروي عن عمر
انه سمع رجلين في الطواف يتراطنان
اي يتكلمان بالفارسية فقال لهما التمسا الى
العربية سبيلاً فقال الفقيه رضي الله عنه ولو
تكلم بغير العربية يجوز ولا اثم عليه في ذلك وقد
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه تكلم
بالفارسية وهو ما روي عن جابر بن عبد الله
انه قال اتخذت لرسول الله عليه الصلوة والسلام
طعاما في يوم الخندق فاتيته فاخبرته فقال
لاصحابه اذهبوا الى بيت جابر فانه قد اخذ لكم
شوربا وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اتي بتمر الصدقة وعنده الحسن والحسين
فاخذ تمرا ثم ادخله في فيه فادخل رسول الله
عليه الصلوة والسلام اصبعه في فيه فقال
كخ كخ واخرج التمر من فيه وروي عن
ابي هريرة انه قال له رسول الله عليه الصلوة
والسلام حين اشتكى بطنه قال يا ابا هريرة

سے کہ سیکہتا ہے زبان عربی کو اسلئے کہ بول چال اچھی طرح
آجائے اور اچھی طرح قرائت کرنے لگے فرمایا حسن نے سیکہے اُسکو
اسلیے کہ کبھی آدمی پڑہتا ہے آیت کو اور عاجز ہوتا ہے
اُسکے سمجہنے سے پس ہلاک ہوتا ہے اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ اُنہوں نے سُنا دو شخصونکو حالت طواف مین زبان
فارسی مین کلام کرتے ہوئے فرمایا اُنکو زبان عربی سیکہو +
کہا فقیہ ابو اللیث رح نے اگر کلام کیا کسی نے بغیر زبان عرب
کے تو جایز ہے کچہہ گناہ نہین + چنانچہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فارسی با سمین کلام کیا ہے جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلعم کے واسطے کہانا
تیار کیا خندق کے دن آکر حاضر ہو کر اطلاع دی آپنے صحابہ
کو فرمایا جابر کے گہر چلو اُسنے تمہارے لئے شوربا تیار کیا ہے
+ اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپکی پاس چہوارے
صدقہ کے آئے اور اُسوقت امام حسن یا امام حسین موجود تھے
سو اُنمین سے ایک نے ایک چہوارا مونہہ مین ڈال لیا پس
رسول اللہ صلعم نے اُنکے مونہہ مین اُنگلی ڈالی اور فرمایا کخ کخ
اور چہوارے کو مونہہ سے نکالڈالا + اور ابو ہریرہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اُنکو فرمایا جب اُنکے
پیٹ مین درد ہوا اے ابو ہریرہ + + + +

اشکم درد قال نعم فاس بالصلوة فان فی
الصلوة شفاء وقال سفیان بلغنا ان الناس
یتکلمون یوم القیٰمة قبل ان یدخلوا الجنة
بالسریانیة فاذا دخلوا الجنة فکلموا بالعربیة
وروی عبدالرحمٰن بن مغفل عن وھب بن
منبہ قال وما من لغة الا وفی القراٰن منھا
شیٔ فقیل لہ وا ین فیہ من الفارسیة فقال
من الفارسیة سجیل یعنے سنک وکل قال
وقیل یا ارض ابلعی ماءك ویا سماء اقلعی
وغیض الماء بلغة الحبشة وقولہ تعالیٰ فصرھن
الیك یعنے قطعھن بالرومیة وقولہ تعالیٰ
ولات حین مناص یعنے لیس حین مفر
ولیس حین فرار بالسریانیة وروی عن
ابی موسیٰ انہ قال فی قولہ تعالیٰ کفلین یعنے
ضعفین بلسان الحبشة وقال بعضھم
لایجوز ان یکون فی القراٰن شیٔ سوی
العربیة لان اللہ تعالیٰ قال بلسان عربی
مبین وقال انا جعلناہ قراٰنا عربیا
فالجواب عن ھذا من وجھین احدھما

کیا تیرے پیٹ مین درد ہے عرض کی کہ ہان فرمایا نماز پڑھ
کیونکہ نماز مین شفا ہے + اور کہا سفیان نے کہ ہمکو معتبر طریقے
سے یہ پہونچا ہے کہ لوگ قیامت کے دن جنت کے داخل
ہونیکے سے پہلے زبان سُریانی مین گفتگو کرینگے اور جب جنت
مین داخل ہو جائینگے تو زبان عربی مین گفتگو کیا کرینگے
اور عبدالرحمٰن بن مغفل وہب بن منبہ سے روایت کرتی ہین کہ
اُنہون نے فرمایا ایسی کوئی زبان نہین کہ قرآن شریف مین
اُسکا کوئی لفظ نہو کسینے کہا بھلا فارسی لفظ کونسا ہے کہا سجیل
کہا ہے یعنے سنگ و گِل کا مُعرب ہے - اور کہا آیت وقیل یا ارض
الخ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور حکم آیا اے زمین نگلجا اپنا پانی اور
اے آسمان تھم جا اور سُکھا دیا پانی) حبشی زبان مین ہے اور قول
اللہ تعالیٰ کا فصرھن الیک (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر اُن
جانورونکو) زبان رومی مین ہے + اور قول اللہ تعالیٰ کا
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وقت نہ تہا خلاصی کا) زبان سریانی
مین ہے اور ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ فرمایا اُنہون نے کہ قول اللہ
تعالیٰ کا کفلین (یعنی ضعفین) حبشی زبان ہے اور بعضے
علما کہتے ہین کہ قرآن شریف مین عربی زبان کے سوا کسی
زبانکا ایک لفظ بھی نہین اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے
باب مین فرمایا ہے بلسان عربی مبین اور دوسری جگہ پر

ان هذه الالفاظ الذی ذکرناه من الحبشة
والرومیة وغیرها کما ذکرنا الا ان العرب کانت
تستعملها وتعرفها فیما بینهم فاذا استعملت
العرب صار بمنزلة العربیة ووجه اخر ان
قوله تعالی بلسان عربی مبین فالقران
هو العربی وان کان بعض الحروف من غیره
فان قیل کیف یکون حجة علیهم اذا کان بلغة
غیرهم قیل له لانهم کانوا یفقهون فیما
بینهم وان کان بینهم بعض الحروف من غیر
لغتهم فیکون حجة علیهم

باب نزول القران علی سبعة احرف

قال الفقیه رضی الله عنه وروی ابن عباس
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اقرأنی جبرئیل علیه السلام القران علی
سبعة احرف وروی عن ابن عباس عن
النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اقرأنی جبرئیل علیه السلام القران علی
حرف واحد فراجعته فلم ازل استزیده
ویزیدنی فانتهی الی سبعة احرف وفی

کہ یہ لفظ جو ہمنے ذکر کئے زبان حبشی ورومی وغیرہ کے
اہل عرب کے یہان مستعمل تھے اور عرب اُنکے معنی جانتے تھے
اور جب یہ الفاظ اُنکے یہان مستعمل تھے تو بمنزلہ عربی
زبان کے تھے - دوسرا جواب یہ ہے کہ قول اللہ تعالے بلسان
عربی مبین صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف عربی زبان ہے
اگر تھوڑے سے کلمات غیر زبان کے بھی ہون تو عربی
ہونےمین خلل انداز نہین + اگر کوئی یہ کہے کہ جب قرآن
مجید مین الفاظ غیر زبان کے ہونگے تو اہل عرب پر یہ قرآن
کیونکر حجت ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جب لوگ ان
لفظون کے معنی سمجھتے تھے تو بلا شبہ اُنپر حجت ہوگا

باب ستائیسوان بیچ بیان اسبات کے کہ نزول قرآن سات حرفون پر ہوا ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اور
روایت کیا ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ سلم کہ آپنے فرمایا
پڑھایا مجھکو جبرئیل نے قرآن سات حرفون پر اور
بروایت ابن عباس نبی علیہ السلام سے منقول ہے
کہ آپنے فرمایا پڑھایا مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے قرآن
حرف واحد پر پس مراجعت کی مین نے اُن سے پس
زیادتی طلب کرتا رہا مین اور وہ بھی زیادتی کرتے
رہے یہانتک کہ سات حرف تک پہنچے + ایک دو

خبر اخر ان جبرئيل عليه السلام قال اقرء
القرآن على سبعة احرف كلها شاف وكاف
وقال عبد الله بن مسعود ان هذا القرآن
انزل على سبعة احرف لكل حرف ظهر
وبطن فان قيل ايش معنى قوله سبعة
احرف قيل له قد قالوا فيه اقاويل مختلفة
قال بعضهم انما يوجد ذلك في بعض
الآيات مثل قوله تعالى اف لكما فيقرأ
على سبعة احرف بالنصب والخفض و
الرفع كل وجه بالتنوين وغير التنوين
فذلك ستة اوجه وبالجزم فذلك سبعة
اوجه فلا يوجد ذلك في عامة الآيات
ومثل قوله تعالى تساقط عليك رطبا
جنيا ونحوها من الآيات التي يحتمل
في القرآن سبعة اوجه من القراة وقال
بعضهم سبعة احرف يعني امر ونهي
وقصص وامثال ووعظ ووعيد
ووعد فهذا هو سبعة احرف وقال
ابو عبيدة سبعة احرف يعني على سبعة

حدیث مین آیا ہے کہ جبرئیل ؑ نے فرمایا کہ پڑھ تو قرآن کو
سات حرفون پر کل حرف شافی کافی ہین + اور فرمایا عبد اللہ
بن مسعود رضنے کہ یہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا
ہے ہر حرف کے واسطے ایک ظاہر ایک باطن ہے + اگر
کوئی کہے معنی سَبْعَۃ اَحْرُف کے کیا ہین کہا جائیگا کہ
اسمین بہت قول مختلف ہین + بعضے کہتے ہین کہ
سات حرف یعنی قرات بعضی آیتون مین پائے جاتے
ہین چنانچہ قول اللہ تعالے اُفٍّ لکما پڑھا جاتا ہے سات
طرح پر زیر زبر پیش سے اور ہر ایک تنوین اور
بے تنوین کے چھہ طرح تو یہ ہوئین اور ساتوین
طرح جزم کے ساتھہ پڑھنا چاہیئے + سو سات
قرائتین اکثر آیتون مین نہین + اور مانند قول اللہ
تعالے تساقط علیک رطبا جنیا کے اور مانند اسکے
اور آیتین جو سات قرات سے پڑھی جاسکتے
ہین اور بعضے کہتے ہین سات حرف سے مراد امر
نہی قصص امثال وعظ وعید وعدہ ہین
+ اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالے
عنہ نے مراد سات حرف سے سات
لغت عرب کے ہین اور اسکے یہ معنے

لغات من لغات العرب وليس معناه ان
يكون في الحرف الواحد سبعة اوجه فهذا
لم يسمع به قط ولكن هذه اللغات السبع
متفرقة في القرآن فبعضها بلغة قريش
وبعضها بلغة هذيل وبعضها بلغة اليمن
وبعضها بلغة الهوازن وبعضها بلغة دوس
وقال بعضهم معناه انما هي سبعة قرأت
التي اختارها سبعة من الائمة احدهم
عاصم بن ابي نجود واسم امه بهدلة والثاني
حمزة بن حبيب الزيات والثالث ابو الحسن
علي بن حمزة الكسائي فهؤلاء الثلثة كانوا
من اهل الكوفة والرابع عبد الله بن كثير
وهو امام اهل مكة والخامس نافع بن
عبد الرحمن مولى جعونة بن شفوا وهو
امام اهل المدينة والسادس ابو عمرو
بن العلاء امام اهل البصرة وكان اسمه
ريان بن عمار بن عريان وكنيته ابو عمرو
والسابع عبد الله بن عامر وهو امام اهل
الشام فاختار كل واحد من هؤلاء السبعة

یہ معنی نہین کہ ایک حرف مین سات لُغت ہین کیونکہ
یہ تو عرب سے کبھی سُنا ہی نہین گیا ہان یہ لُغت ساتون
متفرق جگہ قرآن مین موجود ہین بعضے لُغت قریش
کے ہین بعضے لُغت ہذیل کے ہین بعضے لُغت یمن کے
ہین اور بعضے لغت ہوازن کے اور بعضے لغت دوس کے
ہین اور بعضے کہتے ہین مراد سبعۃ احرف سے وہ سات
قرأتین ہین جنکو سات اماموں نے اختیار کیا ہے
ایک اُنمین سے عاصم بن ابی نجود ہین اور اُنکی مان کا
نام بہدلہ ہے اور دوسرے حمزہ بن حبیب الزیات ہین
تیسرے ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی ہین اور یہ تینون
اہل کوفہ سے ہین اور چوتھے عبد اللہ بن کثیر امام اہل مکہ
کے ہین پانچوین نافع بن عبد الرحمن مولی جعونہ
بن شفوا امام اہل مدینہ کے ہین چھٹے ابو عمرو بن العلاء
امام اہل بصرہ کے ہین اور نام اُنکا ریان بن عمار
بن عریان ہے اور کنیت اُن کی ابو عمرو
ساتوین عبد اللہ بن عامر امام اہل
شام کے ہین۔ پس اختیار کیا ہر ایک
نے ان ساتون سے ایک قرأۃ جو
اُسکے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قراۃ قد صحت عنده من رسول الله صلی
الله علیه وسلم قال الفقیه رحمه الله اختلف
الناس فی الآیات التی قرأت بقرأتین
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بقرأة
واحدة الا انه قد اذن ان یقراء بقرأتین
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بهما
جمیعا والذی صح عندنا والله اعلم انه
لوکان لکل قرأة تفسیر بخلاف تفسیر
قراءة اخری فقال بهما جمیعا فصارت
قرأتین بمنزلة آیتین مثل قوله تعالی
ولا تقربوهن حتی یطهرن فمعنی الاول
حتی ینقطع دمهن ومعنی الثانی حتی
یغتسلن وکذلک کل ماکان علی نحو هذا
واما اذا کانت القرأتان تفسیرهما
واحد وهو مثل البیوت والبیوت
مثل المحصنات والمحصنات بالنصب
والخفض فانما قال باحدهما واجازنا
القراءة بهما لکل قبیلة علی ما تعود لسانهم
فان قیل اذا صح انه قال باحدهما فبای

وسلم سے صحیح طریقہ سے منقول ہوئی ٭
کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے اُن
آیتون مین جو کئی قرأتون سے پڑہی جاتی ہین
بعضون نے کہا کہ اللہ عز وجل نے ایک قرأت پر قرآن
کو نازل کیا مگر اجازت دو طرح پڑہنے کی بہی دیدی
اور بعضون نے کہا کہ اللہ تعالی نے دونون طرح نازل کیا
جو امر ہمارے نزدیک صحیح ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے
وہ یہ ہے کہا اگر ہر قرأت کی معنی جدے جدے ہین تو دونون
طرح اللہ ہی نے نازل کیا گویا دو قرأتین بمنزلہ دو آیتون
کے ہوئین مانند قول اللہ تعالی ولا تقربوهن حتی
یطہرن پس معنی اول بصورت (یعنے تخفیف کی حالت مین
یہ ہوئی نہ قریب ہو تم عورتون کے یہانتک کہ بند ہو جاے حیض
کا خون اور معنی تشدید کی صورت مین یہ ہے کہ نہ قریب ہو
یہانتک کہ نہالین عورتین - یہی حال ہے اُن آیتونکا جو اسطرح
کی ہون مانند لفظ بُیُوت اور بِیُوت کے اور مانند
المحصنات کے زبر زیر کے ساتھہ تو یون سمجھنا چاہیے
کہ اللہ تعالی نے ایک ہی طرح فرمایا مگر اجازت دی
ہر قبیلہ کو جسطرح اُنسے ادا ہو موافق عادت کے
اگر کوئی کہے جب یہ بات ثابت ہو جا کہ اللہ تعالی نے

القرائتين قال قيل انما قال بلغة القريش
لان النبي عليه الصلوة والسلام كان من
قريش والقران نزل بلغتهم الاترى الى
ماروى وكيع عن سفيان عن رجل عن
مجاهد قال نزل القران بلغة قريش

باب الكلام في تفسير القران

قال الفقيه رح روى
سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي
محمد صلى الله عليه وسلم انه قال من قال في
القران برائه فليتبوء مقعده من النار
وروى عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه
انه قال اى ارض تقلني واى سماء تظلني
اذا قلت في كتاب الله مالا اعلم وروى
عن الشعبي انه كان يمر بابي صالح فاخذ
باذنه فيقول انك لم تقراء القران فكيف
تفسره وروى عن عمر رضي الله عنه انه
راى في يدى رجل مصحفا قد كتب
فيه عند كل اية تفسيرها فدعا بمقراض
فقرضه وعن الحكيم انه قال كان شريح

اس آیتہ کو اسیطرح نازل کیا تو اب دو قراؤن مین سے
کسکو اختیار کرے تو کہا جائیگا لغت قریش کو اسلئے کہ
نبی علیہ السلام قریشی تھے اور قرآن لغت قریش کے موافق
نازل ہوا ہے کیا تجھے خبر نہین جو مجاہد سے مروی ہے کہا مجاہد نے
قرآن لغت قریش کے موافق اترا ہے

باب اٹھائیسوان بیچ کلام تفسیر القرآن کے

کہا فقیہ رح نے
روایت کیا ہے سعید بن جبیر نے بواسطۂ ابن عباس کے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن کی
تفسیر اپنی رائے سے کرے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا
آگ مین کرلے + اور حضرت ابو بکر صدیق رض فرماتے
ہین کون سی زمین کے اوپر اور کون سے آسمان
کے نیچے رہ سکتا ہون اگر کتاب اللہ مین وہ بات
کہون جو نہ جانتا ہون + اور شعبی سے مروی ہے کہ
وہ گذرے ابو صالح پر اور پکڑا کان اُنکا اور کہا
ابھی قرآن تو پڑہا ہی نہین تفسیر کرنے بیٹھ گیا
اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک آدمی
کے ہاتھ مین قرآن دیکھا کہ اُسکی ہر آیت کے
پاس تفسیر بھی لکھی ہوئی ہے سو آپنے مقراض منگائی اور
اسکو کتر ڈالا اور حکیم سے مروی ہے کہ شریح تفسیر

لا یفسر من القرآن الا ثلث ایات احدها
قوله تعالی ویعفو الذی بیده عقدة النکاح
قال الزوج والثانیة قوله تعالی واتیناه الحکمة
قال الفقه والعلم وفصل الخطاب لبینات
والایمان والاعمال والثالثة قوله تعالی
ان خیر من استاجرت القوی الامین
وقال کانت قوتہ انه حمل صخرة لا یقوی
علی حملها الا عشرة وقیل اربعون وامانته
انها مشت امامه رقفة فوضعها الریح
فقال لها تاخری وصفی لی فی الطریق
وقالت عائشة رضی الله عنها ما کان النبی
علیه الصلوة والسلام یفسر القرآن الا ایات
بعد ما علمهن ایاه جبرئیل علیه السلام
فان قیل اذا لم یفسره رسول الله صلی
الله علیه وسلم فلا یجوز لغیره ان یفسر
برایه فکیف الوصول الی معرفة تفسیره
قیل له النهی انما انصرف الی المتشابه
منه لا الی جمیعه کما قال الله تعالی فاما الذین
فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه

نہین کرتے تہے قرآن کی مگر تین آیتون کی ایک آیت تو
یہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے یا معاف کرے وہ شخص کہ اسکے ہاتہہ
مین گرہ نکاح کی ہے یعنی خاوند + دوسری آیۃ واتیناہ
الحکمۃ یعنی فقہ اور علم اور مقدمات کے فیصل کرنیکی عقل اور ایمان
اور عمل صالح + تیسری آیت قول اللہ تعالی کا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے (البتہ بہتر نوکر جو تو رکہا چاہے جو زور آور ہو امانت دار)
کہا ہے کہ موسی کی قوت کا یہ حال تہا کہ ایک پتہر جو دس آدمیون سے
کم نہ اٹہا سکتے تہے۲ + اور حضرت موسی کی امانت داریکا
یہ حال تہا کہ صاحبزادی حضرت شعیب کی انکے آگے آگے
چلتی تہی پس ہوا نے انکے تہ بند کو اوپر اٹہا دیا تو کہا انکو
حضرت موسی نے پیچہے ہو جاؤ اور رستہ بتاتی چلو اور حضرت
عائشہ فرماتی ہین کہ نبی علیہ السلام قرآن کی تفسیر نہین
کیا کرتے تہے مگر چند آیتونکی وہ بہی بعد اسکے کہ جبرئیل علیہ
السلام نے آپکو انکی تفسیر بتا دی تہی - اگر کوئی کہے جب رسول اللہ
صلعم اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر نہین کرتے تو اور
کسیکو تو کب جایز ہے پہر اب قرآن کی تفسیر کیونکر معلوم ہو
جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت متشابہات کی تفسیر سے ہے
سارے قرآن کی تفسیر سے نہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے (سو جنکے دل
پہر رہے ہین وہ لگتے ہین کئی ڈہب والیون سے تلاش کرنے

۲ اسکو تنہا اٹھا لیا تہا بعضے کہتے ہین کہ وہ پتہر چالیس آدمی سے کم نہ اٹہا سکتے تہے ۲

ابتغاء الفتنة لان القران انما نزل بالحق
حجة على الخلق فلو لم يجز التفسير والبيان
لايكون حجة بالغة فاذا كان كذلك جاز
لمن يعرف لغات العرب ويعرف شان
النزول ان يفسره واما من كان من
المتكلفين ولم يعرف وجوه اللغة فلا
يجوز له ان يفسره الابمقدار ما سمع
فيكون ذلك على وجه الحكاية لا على
سبيل التفسير فلا باس به ولو انه يعلم
تفسيره واراد ان يستخرج من الاية
حكما واستدلالا من الاحكام فلا
باس به فلو انه قال المراد من الاية
كذا من غير ان يسمع فيه شيئا فهذا
مما لايحل له وهذا هو الذى نهى عنه
ولو انه سمع من بعض الائمة فلا باس
فيه بان يحكى عنه وروى عن ابن عباس
رضى الله عنه انه كان اذا اشكل عليه شئ
من التفسير سال اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم والمسلمين من اهل الكتاب الذين

ہین گمراہی) اسلئے کہ قرآن شریف خدا کی حجت ہے مخلوق
پر پس اگر جایز نہو تفسیر اور بیان اُسکا تو وہ حجت کیونکر ہوگا
اور جب بات یہ ہے تو جایز ہے اُس شخص کو جو لُغت عرب کے
جانے اور شان نزول کو پہچانے کہ قرآن کی تفسیر کرے
لیکن جو شخص خواہ مخواہ مفسر بنا چاہے لُغت عرب وغیرہ
کو نجانے اُسکو تفسیر کرنی قرآن کی جایز نہین مگر جتنے
کسی عالم سے سُنے ہو اور یہ تفسیر بطور حکایت کے ہوگی بطور
تفسیر نہو گی اسلئے اسکا کچھہ نہین + اور اگر جانتا ہے
وہ تفسیر پہر ارادہ کرے وہ کہ آیت سے کوئی حکم نکالے
یا استدلال کسی حکم کے لئے کرے تو کچھہ مضائقہ
نہین سو اگر کہا اُسنے مُراد آیت سے یہ ہے اور سلف
سے اسباب مین کچھہ سُنا نہین ہے تو یہ اُسکو
حلال نہین ہے اور ممنوع یہی ہے + اور اگر
کسے امام سے یہ بات منقول ہو تو حکایتاً بیان
کرنیکا مضائقہ نہین + اور ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنکو جب کبھی تفسیر
مین کوئی اشکال پیش آتا تھا تو صحابہ اور
اون مسلمانون سے جو پہلے اہل کتاب تھے
توریت و انجیل کے عالم تھے جیسے کعب احبار اور

قرؤا الكتب مثل كعب الاحبار و وهب بن
منبه وغيرهما وروى عكرمة عن ابن عباس
انه قال عرفت جميع تفسير القران الا اربعا
وهي قوله تعالى الاواه والرقيم وحنانا و
غسلين وروى عن ابن عباس انه فسر هذه
الاحرف ايضا

باب حسن المعاشرة ومعرفة الحقوق

قال الفقيه
رضي الله عنه ينبغي للرجل ان يكون قوله
للناس لينا ووجهه منبسطا مع البر
والفاجر والسني والمبتدع من غير مداهنة
ومن غير ان يتكلم معه بكلام يظن انه
يرضى بسيرته ومذهبه لان الله تعالى قال
لموسى وهارون عليهما السلام فقولا له قولا
لينا لعله يتذكر او يخشى وانك لست
بافضل من موسى وهارون والفاجر
ليس باخبث من فرعون وقد امرهما الله
تعالى باللين القول مع فرعون وروى
ابراهيم النخعي عن حمزة العامري عن طلحة
ابن عمرو قال قلت لعطاء انك رجل يجتمع

اور وہب بن منبہ وغیرہ سے پوچھہ لیا کرتے تھے
اور مروی ہے بوسطۂ عکرمہ کے ابن عباس سے کہ وہ
فرماتے تھے تمام قرآن کی تفسیر جانتا ہون مگر چار لفظون
کی اور وہ چار لفظ یہ ہین ۱ الاواہ ۲ والرقیم ۳ وحنانا ۴ وغسلین
اور ابن عباس سے ان چارون لفظونکی بھی تفسیر مروی ہے

باب انتیسوان مخلوق کے ساتھہ اچھی طرح پیش آنیکے بیانمین اور حقوق پہچاننے

مین کہا فقیہ رضہ نے آدمی کو چاہیے کہ مخلوق سے کلام نرم
کیا کرے اور نیک و بد سنی بدعتی سے بکشادہ پیشانی
پیش آئے مگر مداہنت نکرے نہ ایسے کلام کرے کہ بدعتی
اور فاسق گمان کرے کہ میرے عقیدے اور فعلون کو
یہ شخص پسند کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسے
و ہارون کو فرمایا ہے (سو کہو اوس سے بات نرم شاید وہ
سوچ کرے یا ڈرے) اور بلاشبہ تو موسی و ہارون
سے افضل نہین اور فاسق فرعون سے برا نہین
حالانکہ ان دونون کو اللہ تعالے نے فرعون کے
ساتھہ نرمی کا حکم کیا ہے - ابراہیم نخعی بواسطے
حمزہ عامری کے طلحہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین
کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے عطا سے کہا تو ایک ایسا

عندك ناس ذو هواءٍ مختلفة و انا رجل ذو
حدة فاقول لهم بعض القول الغليظ فقال لا
تفعل اذ يقول الله و قولوا للناس حسنا
فلدخل فی هذه الاية اليهودی والنصرانی فكيف
بالحنيفی وعن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی
صلی الله عليه وسلم قال انكم لن تسعوا الناس
باموالكم فليسعهم منكم بسط الوجه و حسن
الخلق و قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه
من احب ان يصفو له ود اخيه فليدعه
باحسن اسمائه اليه ويسلم عليه اذا لقيه
ويوسع له فی المجلس و روی عن النبی صلی
الله عليه وسلم انه قال لعائشة رضی الله عنها
لاتكونی فحاشة فان الفحش لو كان رجلا
لكان رجلا سوءً ويقال الاحسان قبل
الاحسان فضل والاحسان بعد الاحسان
مجازاة والاحسان بعد الاساءة كرم والاساءة
قبل الاساءة جور والاساءة بعد الاساءة
مكافاة والاساءة بعد الاحسان شوم ولوم
ويقال ليس الاحسان ان تحسن الی من احسن

شخص ہے کہ تیرے پاس مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہین
اور مین آدمی تیز مزاج ہون مین تو ایسے لوگون کو بُرا
بھلا کہہ بیٹھتا ہون فرمایا یون نکر اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے (اور کہیو لوگونکو نیک بات) پس جب داخل ہوا اس
آیت مین یہودی و نصرانی پھر کیونکر داخل نہوگا حنیفی
اور ابوہریرہ رض نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا تم لوگ مخلوق کو اپنے مالو سمین تو کیا گنجایش دوگے
مگر مخلوق سے بکشادہ پیشانی اور اخلاق سے پیش آیا کرو اور
حضرت عمر رض نے فرمایا ہے جسکو یہ پسند آئے کہ اُسکا بھائی
اُسکا دوست جانی ہو تو اُسکو چاہیے کہ اُسکو اچھے نام سے
پکارے جب ملے سلام کرے جب وہ مجلس مین آوے تو جگہ دے
اور نبی صلعم سے مروی ہے آپنے حضرت عائشہ رض کو فرمایا
تو بدزبان نہو اسلیے کہ بدزبانی اگر آدمی ہوتا تو بُرا آدمی
ہوتا اور یہ قول ہے مشہور ہے کہ احسان کرنا کسی پر اُسکے
احسان کرنے سے پہلے خوبی کی بات ہے اور احسان کرنا
بعد احسان کے بدلا ہے اور احسان کرنا بعد بُرائی پہونچنے کے
کرم ہے اور بُرائی کرنی بُرائی پہنچنے سے پہلے ظلم ہے اور
بُرائی کرنی بُرائی پہنچنے کے بعد بدلا ہے اور بُرائی کرنی بعد
احسان پہنچنے کے بدبختی اور سخت ملامت کی بات ہے

اور یہ بھی مشہور ہے کہ احسان یہ نہیں کہ احسان کرے اسپر جو احسان کرے

اليك ولكن الاحسان ان تحسن الى من اساء
اليك قال الفقيه رح ينبغى للانسان ان يعرف
حق من هو اكبر سنا منه ويوقره لانه روى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال ما
وقر شاب شيخا الا قيض الله له شابا
عند كبر سنه فيوقره وعن ليث بن عمر
الى سليم قال كنت امشى مع طلحة بن مطرف
فيقدمنى وقال لو علمت انك اكبر منى بليلة
ما تقدمتك وروى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم
صغيرنا فليس منا والله اعلم

باب زيارة الاخوان

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله .... زيارة الاخوان
والاصدقاء فى الله حسن وهو محمود وفيها
زيادة الالفة وعمر وقال ابو امامة الباهلى
امش ميلا وعد مريضا وامش ميلين
وزر اخا فى الله وامش ثلثة اميال واصلح
بين اثنين وقال بعض الحكماء لا تترك
الزيارة فينسوك ولا تكثر الزيارة فيملوك

احسان یہ ہے کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اُسکے ساتھ تو احسان
کرے + کہا فقیہ رح نے انسان کو لائق ہے کہ اپنے سے بڑے
کا حق پہچانے اُسکی توقیر کرے اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا نہین توقیر کرتا کوئی جوان
کسی بوڈہے کی مگر مقرر کرتا ہے اللہ اُسکے واسطے ایک جوان
جو اُسکی بڑہاپے مین توقیر کرے آور لیث بن عمر سے مروی ہے
کہ مین ساتھ ساتھ چلتا تہا طلحہ بن مطرف کے سو اُنہون
نے آگے کر دیا مجہکو اور کہا اگر مجہکو خبر ہوتی کہ تم ایک
رات بہی مجہہ سے بڑے ہو تو مین کبہی تمسے آگے نہوتا
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا جو بڑے
کی توقیر نکرے چہوٹے پر رحم نکرے وہ ہم مین سے نہین واللہ اعلم

باب تیتسوان بیان مین ملاقات کرنیکے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے ملاقات بہائیون اور
دوستون سے خدا کے واسطے اچہی چیز ہے اور ثواب ہے اور اسمین
الفت اور عمر زیادہ ہوتی ہے + کہا ابو امامہ باہلی نے
چل ایک میل اور مریض کی عیادت کر اور چل دو میل اور بہائی سے
ملاقات کر اور چل تین میل اور صلح کر دو شخصون مین - کہا
بعضے حکیمون نے ترک نکر ملاقات کو تاکہ تجہے لوگ بہول
نجائین اور نہ بار بار ملاقات کر کبہی تجہسے اُکتا نجائین

وقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام لابی ہریرۃ
یا اباہریرۃ زرغبا تزدد حبا وعن ابی بکر بن
عبداللہ المزنی قال المریض یعاد والصحیح
یزار روی عن عمر انہ کتب الی ابی موسی
الاشعری انظر الی من قبلک من وجوہ الناس
فاکرمہم فانہ لم یقدم الناس الا ان یکون
لہم وجوہا یذکرون ویقومون بحوائج الناس
عن ابی جعفر قال طرحت لعلی وسادۃ فجلس
علیہا وقال لا یابی بالکرامۃ الا الحمار وعن
طارق بن عبدالرحمن قال کنت عند الشعبی
فاتاہ رجل یعنی ابن جریج وطرح لہ وسادۃ
فجلس علیہا وقال ان النبی علیہ الصلوۃ
والسلام قال اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ
وروی سلمۃ بن کہیل عن ابی جحیفۃ قال
کان یقال جالس الکبراء وخالط العلماء
وخالل الحکماء وروی ابوہریرۃ عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام قال الرجل علی دین
خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل قال الفقیہ
رحمہ اللہ قد اختار بعض الناس سنن لک

اور فرمایا نبی صلعم نے ابوہریرہ کو ای ابوہریرہ ملاقات کیا
کر ایکدن ناغہ دیکر تاکہ محبت زیادہ ہو۔ ابوبکر بن عبداللہ
مزنی نے کہتے ہین کہ بیمار عیادت کیا جاتا ہے اور تندرست
ملاقات کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ اُنہون نے ابوموسی
اشعری کو لکہا تہا کہ اُس ملک مین جو لوگ ذی وجاہت
ہون اُنکی تعظیم کیا کرو اسلئے کہ قابل تعظیم وتکریم کے وہی لوگ
ہوتی ہین جنسے لوگونکی حاجتین روا ہون اور ابوجعفر
سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین مینے حضرت علی رض کی لئے بچہونا
بچہایا آپ اُسپر بیٹہے اور فرمایا کہ تعظیم سے تو وہی
انکار کرے جو گدہا ہو۔ اور طارق بن عبدالرحمن کہتے
ہین کہ مین شعبی کے پاس بیٹہا تہا کہ آیا اُنکی خدمتمین ایک
شخص یعنے ابن جریج اور بچہایا گیا اُنکے واسطے بچہونا پس
بیٹہے وہ اُسپر اور کہا فرمایا نبی علیہ السلام نے جب آئے تمہارے
پاس کسی قوم کا عزت دار تو تم اُسکی عزت کرو۔ اور سلمہ بن
کہیل کہتے ہین کہ ابوجحیفہ نے کہا ہے بڑونکی خدمت مین بیٹہا
کر عالمونسی خلط ملط رکہہ حکیمونسی دوستی کر اور ابوہریرہ نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا آدمی اپنے دوست کے
دین پر ہے اسلئے اُسکو لازم ہے کہ دیکہہ لے کس سے دوستی کرتا ہے
کہا فقیہ رح نے بعضے لوگون نے آدمیونمین رہنے کو ناپسند کیا ہے

المخالطة واختيار العزلة وقالوا السلامة
فی العزلة والذی نقول فی ذلک ان الرجل
اذا کان بحال لو اعتزل کان اسلم لدینه
فالعزلة افضل له ولو کان بحال لو خلا
بنفسه اشتغل بالوسواس فالمخالطة افضل
بعد ان یعرف حقوقهم وتعظیمهم وروی
عن ابن عباس رضی الله عنه انه قال لولا
الوسواس ما بالیت ان لا اکلم الناس وقال
بعض الحکماء لابنه یا بنی اصحب من الناس
شئت الا خمسا فایاک ان تصحبهم لا تصحبن
کذابا فان للکذاب کلاما بمنزلة السراب
یبعد القریب ویقرب البعید ولا تصحبن
الاحمق فان الاحمق یری ان ینفعک ومع
یضرک ولا تصحبن طماعا فانه یبیعک
باکلة وشربة ولا تصحبن بخیلا فان البخیل
تخذلک حیث ما کنت احوج الیه ولا تصحبن
جبانا فان الجبان یسلمک ویسلم والدیه
ولا یبالی

باب السلام

قال الفقیه رضی الله عنه اذا مررت علی

اور گوشہ نشینی پسند کی ہے اور کہتے ہین سلامتی گوشہ نشینی
مین ہے۔ اور ہم اسباب مین جو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ آدمی اگر
گوشہ نشینی اختیار کرے اور اُسکا دین سلامت رہے تو گوشہ
نشینی افضل ہے اور اگر تنہائی مین وسوسون مین مُبتلا رہے
تو آدمیون مین رہنا افضل ہے مگر رعایت حقوق کی اور
تعظیم بہر بہی ضروری ہے۔ اور ابن عباس رض فرماتے ہین
کہ اگر وسوسے پیدا نہوتے تو لوگون سے کبہی کلام بہی نکیا
کرتا + اور کہا بعضے حکیمون نے اپنی بیٹے کو اے بیٹے جسکی
صحبت مین چاہے بیٹھ مگر پانچ قسم کے لوگونکی صحبت سے بچ
صحبت مین نہ بیٹھہ جہوٹے کی اسلئے کہ جہوٹے کا کلام منزلہ
سراب کے ہے دور کرتا ہے قریب کو اور قریب کرتا ہے بعید کو اور
صحبت مین نہ رہ احمق کے اسلئے کہ احمق ارادہ نفع پہنچانے کا
کریگا اور پہونچیگا نقصان اور نہ صحبت اختیار کر لالچی کی
اسلئے کہ وہ تجہکو ایک لقمہ اور ایک پانی کے گہونٹ کے عوض مین
فروخت کر دیگا اور نہ صحبت پسند کر بخیل کی اسواسطے کہ بخیل
ذلیل و محروم کریگا تجہکو اُس وقت مین جب تو زیادہ محتاج
ہوگا اور نہ پاس پہٹک نامرد کے اسلئے کہ نامرد ہلاک
کروا دیگا تجہکو اور تیرے ماں باپکو اور کچہہ پرواہ بہی نکریگا +

باب اکتیسوان ۳۱ سلام کرنیکے بیانمین کہا فقیہ رح

قوم فسلم عليهم فاذا سلمت عليهم فقد وجب
عليهم رد السلام ثم اختلفوا فى الافضل فقال
بعضهم اجر الراد افضل لان الرد فريضة
والسلام سنة فاجر الفرض اكبر من السنة
وانما قيل ان الرد فريضة لان الله تعالى
قال اذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او
ردوها الاية فامر برد السلام والامر من الله
تعالى فريضة وقال الاخرون اجر السلام
اكثر وافضل لانه سابق والسابق له فضل
السبق وهو السبب فى وجوب الرد فكان
شريكا فيه وروى عن النبى صلى الله عليه
وسلم ليس منا من ترك السلام ومن لا
يجيب السلام فهو جاهل وروى الاعمش
عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن حارث
قال اذا سلم رجل على قوم كان له فضل
ودرجة فان لم يردوا عليه ردت عليه
الملائكة ولعنتهم وروى عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال الا ادلكم على
امر اذا انتم فعلتموه تحاببتم افشوا بينكم

سلمان پر گذری تو سلام علیکم کر جب سلام کیا تو اُنپر جواب واجب
ہوگیا + پہر اختلاف کیا علمانے کونسا افضل ہے کہا بعضون نے
ثواب جواب دینے والیکو زیادہ ہے اسلئے کہ جواب فرض ہے اور
سلام سنت ہے اور ثواب فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے
اور جواب سلام کا فرض اسلیئے ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
(اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بہی دعا دو اُس سے
بہتر یا وہی کہو اُلٹ کے) پس امر کیا جواب کا اور امر اللہ تعالے
موجب فرضیت ہے + اور بعضون نے کہا ثواب سلام کا
زیادہ ہے اسلئے کہ وہ پہلے ہے اور پہلی کو فضیلت ہوتی ہے
پہلے پر اور سلام ہی سبب ہے جواب کے واجب ہونیکا پس یا سلام
شریک ہے وجوب جواب مین + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
ہم مین سے نہین وہ شخص جو سلام کا تارک ہو اور جو سلام کا
جواب نہ دے وہ جاہل ہے + اور اعمش بواسطے عمرو بن مرہ کے عبد اللہ
بن حارث سے روایت کرتے ہین کہ جو آدمی کسی جماعت سے سلام
کرے تو اسکو ایک درجہ اور فضیلت ہوگی سو اگر اُس جماعت نے
جواب سلام کا نہ دیا تو فرشتے جواب سلام کا دیتے ہین اور
اُس جماعت پر لعنت کرتے ہین + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا مین تمکو ایسی بات نہ بتاؤن
کہ جب تم اُسکو کرو تو دوست بنجاؤ آپس مین سلام

السلام وقال عطاء يسلم الماشي على القائم
والقائم على القاعد والصغير على الكبير
والراكب على الماشي ويسلم الذي يأتيك
من خلفك واذا التقى الرجلان فافضلهما
الذي ابتدأ بالسلام وقال الحسن البصري
في قوم يستقبلون قوما سلم الاقل بالاكثر
وروى زيد بن وهب ان النبي عليه الصلوٰة
والسلام قال يسلم الراكب على الماشي وهو
على القاعد والقليل على الكثير قال الفقيه
رض اذا دخل جماعة على قوم فان تركوا
السلام فانهم آثمون فيه وان سلم
واحد منهم جاز عنهم جميعا وان سلموا
كلهم فهو افضل فان تركوا الجواب فكلهم
آثمون واذا رد واحد منهم جاز وان
اجابوا كلهم فهو افضل وقال بعضهم
يجب الرد عليهم جميعا وهذا القول اصح
وروى عن ابي يوسف رح قال لان الرد
فرض فقد وجب الفرض عليهم جميعا
وقال بعضهم يجوز اذا رد الواحد منهم

بکثرت کیا کرو۔ اور کہا عطا نے سلام کرے چلتا کھڑے پر
اور کھڑا بیٹھے پر اور چھوٹا بڑے پر اور سوار پیدل پر اور سلام
کرے تجھے وہ شخص جو پیچھے سے آئے + اور جب دو آدمی
ملیں تو انہیں افضل وہ ہے جو پہلے سلام کرے + اور کہا حسن
بصری نے جب ایک جماعت دوسرے جماعت پر گذرے تو
ابتدا السلام کریں تھوڑے بہت پر + اور روایت کیا ہے
زید بن وہب نے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سلام کرے سوار
پیدل پر اور پیدل بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر کہا فقیہ
رح نے جب کوئی جماعت کسی جماعت پر گذرے
پس اگر سب کے سب سلام نکریں تو سب گناہگار
ہیں اور اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے
یہی سلام کافی ہو گیا اور اگر سب کے سب سلام کریں
تو افضل ہے پس اگر دوسری جماعت میں سے کسی نے بھی
جواب نہ دیا تو سب گناہگار ہوے اور اگر ایک نے بھی
جواب دیدیا تو سب کی طرف سے کافی ہو گیا اور اگر
سب نے جواب دیا تو یہ اور بھی افضل ہے + اور بعضے
کہتے ہیں جواب سب پر واجب ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے
اور امام ابو یوسف رح اسکی وجہ فرماتے ہیں اسلئے کہ جواب فرض ہے
اور وہ ادا جب ہوا ہے سب پر + اور بعضے کہتے ہیں اگر ایک نے جواب

وبه ناخذ وروی الاعمش عن زید بن وهب
ان النبی علیه الصلوة والسلام قال اذا مر
قوم بقوم فسلم واحد منهم اجزاه عنهم واذا
رد عنهم واحد اجزی وینبغی للمجیب اذا
رد السلام ان یسمع جوابه المسلم لانه اذا
رد بجواب ولم یسمع المسلم لم یکن ذلک
جوابا الا تری ان المسلم اذا سلم بسلام
ولم یسمع منه المسلم علیه لم یکن ذلک منه
سلاما وکذلک اذا اجاب بجواب لم یسمع
المسلم منه لم یکن ذلک جوابا وروی
معاویة ابن قرة ان النبی علیه الصلوة
والسلام قال اذا سلمتم فاسمعوا واذا رددتم
فاسمعوا واذا قعدتم فاقعدوا بالامانة
ولا یرفعن بعضکم حدیث بعض وینبغی
للرجل اذا سلم علی واحد ان یسلم بلفظ
الجماعة وکذلک فی الجواب لان المسلم لا
یکون وحده وروی الاعمش عن ابراهیم
النخعی انه قال اذا سلمت علی واحد فقل
السلام علیکم فان معه الملائکة وروی

سلام کا جواب دیدیا تو کافی ہے اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے
اور اعمش بواسطۂ زید بن وہب کے نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی کسی قوم پر گزرے اور ایک
شخص اُنمین سے سلام کرے تو سب کے طرف سے کافی ہے اسیطرح
اگر ایک نے جواب دیدیا تو سبکے طرف سے جواب ہوگیا + اور جواب
دینے والیکو یہ ضرور ہے کہ جواب اسطرح سے دے کہ سلام کرنے
والا اسکو سن لے اگر اُسنے نہین سنا تو یہ جواب معتبر نہین کیا
تجھے خبر نہین کہ اگر سلام کرنے والا سلام کرے اور دوسرا
نہ سُنے تو یہ سلام شمار نہوگا اسیطرح جواب کا حال
ہے اور معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا جب سلام کیا کرو تو سنایا کرو اور
جب جواب دیا کرو تو سُنایا کرو اور جب بیٹھا کرو تو
امانت دار ہوکر بیٹھا کرو کسیکی راز کی بات افشا نہ کیا
کرو + اور آدمی کو چاہئے کہ جب ایک آدمی پر بھی سلام
کرے تو لفظ جمع کا کہے اور اسیطرح جواب کا حال ہے
اسلئے کہ مسلمان کبھی تنہا نہین ہوتا اور نہین تو فرشتے
ہی ہوتے ہین) اور اعمش کہتے ہین کہ ابراہیم نخعی نے
فرمایا جب تو سلام کرے تنہا پر تو بھی السلام علیکم
کہہ اسلئے کہ اُسکے ساتھ فرشتے ہین + اور ابو مسعود

عن ابی مسعود الانصاری رضی الله عنه
ان امراة جاءت الی النبی علیه الصلوة
والسلام فقالت علیك السلام فقال النبی
علیه الصلوة والسلام هذا التسلیم علی
الموتی ولکن قولی السلام علیکم قال الفقیه
رحمه الله والافضل للمسلم ان یقول السلام
علیکم ورحمة الله وبرکاته وکذلك المجیب
فان اجره اکثر ولا ینبغی ان یزید علی
البرکات شیئا وروی ابوامامة الباهلی
عن سهل بن حنیف عن ابیه ان النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال من قال السلام
علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال السلام
علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة
ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
کتب له ثلثون حسنة وروی عن ابن عباس
انه سمع رجلا یقول السلام علیکم ورحمة
الله وبرکاته ومغفرته فقال ابن عباس
انتهوا حیث انتهت الملائکة من اهل بیت
الصالحین وهو قوله ورحمة الله وبرکاته

انصاری سے مروی ہے کہ ایک عورت آئی خدمت مین
نبی علیہ السلام کے اور کہا علیک السلام پس نبی علیہ الصلوة
والسلام نے فرمایا اسطرح کا سلام تو مردے پر ہوتا ہے
ہان السلام علیکم کہہ + کہا فقیہ رحمہ نے اور افضل مسلمان
کے لئے یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کہے
اور اسیطرح مجیب کو چاہئے اسلئے کہ اسمین ثواب
زیادہ ہے اور یہ لایق نہین کہ برکات سے زیادہ کوئی اور لفظ
کہے اور ابوامامہ باہلی سہل بن حنیف سے اور وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جسنے کہا السلام علیکم اُسکے اعمالنامہ مین دس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا السلام علیکم ورحمة الله
اُسکے لئے بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته اُسکے لیے تیس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور ابن عباس رضی الله عنه
سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص کو سُنا
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ومغفرته کہتے
ہوئے سو کہا ابن عباس رضی الله عنہما نے ٹھیرو
جہان ٹھیرے ہین فرشتے یعنے قرآن مین سورۂ
ہود مین فرشتون نے رحمة الله وبرکاته +

عليكم اهل البيت وروى عن ابن عباس رض
انه قال لكل شئ منتهى وان منتهى السلام
البركات

باب التسليم على الصبيان

قال الفقيه رح اختلفوا فى التسليم على
الصبيان قال البعض لا يسلم عليهم وقال
البعض التسليم عليهم افضل من تركه وبه
ناخذ اما من قال انه لا يسلم عليهم قال لان
السلام سنة والرد فريضة والصبى لا يلزمه
الفرائض فلما لم يلزمه الرد لا ينبغى ان يسلم
عليهم وروى الاشعث عن الحسن انه كان
لا يرى التسليم على الصبيان وكان يمر عليهم
ولا يسلم عليهم وروى عن ابن سيرين انه
كان يسلم على الصبيان ولكن لا يسمعهم
فاما من قال انه يسلم عليهم احتج بما روى
عن انس بن مالك رضى الله عنه وكان خادم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كنت مع
الصبيان اذ جاء النبى عليه الصلوة والسلام
فسلم علينا ثم دعانى فبعثنى فى حاجة له
وعن عيينة بن عمار قال كان ابن عمير يمر

علیکم اہل بیت پر انتہا کیا ہے اور ابن عباس کہتے ہین ہر چیز
کے ایک انتہا ہے اور انتہا سلام کے لفظ برکات پر ہے +

تیسوان باب اس بیان مین ہے کہ لڑکون پر سلام کرنا چاہئے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے لڑکون پر سلام کرنے
مین بعضون نے کہا سلام نکیا جاوے بعضون نے کہا سلام کرنا افضل
ہے نکرنے سے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ
لڑکون سے سلام نکیا جاوے وہ یہ کہتے ہین کہ سلام سنت ہے اور
جواب فرض ہے اور لڑکون پر فرض لازم نہین ہوتا تو پہر
سلام کرنے سے کیا فائدہ اور اشعث امام حسن بصری سے روایت
کرتے ہین کہ وہ لڑکون سے سلام کرنیکو جایز نہین کہتے تھے اور
جب کبھی لڑکون پر گذرتے تھے تو سلام نہین کیا کرتے تھے
اور ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ لڑکون سے سلام کیا کرتے تھے
مگر انکو سنایا نہین کرتے تھے جو لوگ کہتے ہین کہ سلام
کرنا چاہئے انکی دلیل وہ روایت ہے جو انس بن مالک خادم
رسول اللہ صلعم سے مروی ہے انس کہتے ہین کہ مین لڑکون
کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے
اور ہمسے سلام کیا پہر مجھے بلا کر کسی کام کے لئے بہیجا + اور
عیینہ بن عمار سے مروی ہے کہ ابن عمیر ہم پر گذرے

علینا و نحن غلمان فی المکتب فیسلم علینا وعن
الحکم قال کان شریح یسلم علی کل صغیر وکبیر
وروی الحسن البصری رح انہ کان یتوضاء
فمر علیہ علی بن ابی طالب راکبا بغلہ فسلم
علیہ

باب التسلیم علی اهل الذمة

قال الفقیہ اختلف الناس فی التسلیم علی
اهل الذمة قال بعضهم لاباس بہ وقال
بعضهم لاینبغی ان یسلم علیهم واذا سلموا
ینبغی ان یرد علیهم الجواب وبہ ناخذ امامن
قال بانہ لاباس بہ فاحتج بما روی عن ابی امامة
الباهلی رحمہ الله انہ کان لایمر باحد یهودیا
ولانصرانیا الا سلم علیہ وقال امرنا رسول
الله صلے الله علیہ وسلم بافشاء السلام علی
کل مسلم ومعاهد وقال علقمة اقبلت مع
عبد الله بن مسعود من الساکحین فصحبہ
دهاقین الساکحین فلما دخلوا الکوفة اخذوا
فی طریق اخر فسلم علیهم فقلت لہ انسلم علی
هؤلاء الکفار فقال نعم انهم صحبونا وللصحبة
حق واما من قال انہ لایسلم علیهم فذهب

اور ہم لڑکے مکتب مین پڑہتے تہے پس ہمسے سلام کیا - اور حکم
کہتے ہین کہ شریح چہوٹے بڑے سے سب سے سلام کیا کرتے
تہے اور حسن بصری سے مروی ہے کہ وہ وضو کرتے تہے اور حضرت
علی خچر پر سوار اُنپر گذرے اور سلام کیا

تینتیسواں ۳۳ باب اس بیان مین کہ اہل ذمہ کفار سے سلام کیا جاے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف
کیا ہے علماے اہل ذمہ کفار سے سلام کرنے مین بعضون نے کہا کچہہ
مضائقہ نہین اور بعضون نے کہا نچاہئے مگر جب وہ سلام کرین
توجواب دینا چاہئے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جولوگ کہتے
ہین کہ سلام کرنے مین کچہہ مضائقہ نہین اُنکی حجت یہ ہے کہ
ابوامامہ باہلی رح نہین گذرا کرتے تہے کسی یہودی یا
نصرانی پر مگر سلام کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمکو رسول
الله صلعم نے حکم کیا ہے کہ سلام بکثرت کیا کرین ہر مسلمان اور
ہر ذمی کافر پر + اور کہا علقمہ نے ایکدن مین عبد الله
بن مسعود کے ساتہہ ایک گانوں سے جسکا نام ساکحین ہے
آتا تہا رستہ مین کچہہ گنوار ساکحین کے ساتہہ ہولئے جب ہم
کوفہ مین داخل ہوے اور وہ گنوار اور طرف کو چلے تو عبد الله
نے اُنکو سلام کیا مین نے عرض کیا کہ ان کافرون سے سلام کرتے
ہو کہا ہان یہ لوگ ہمارے ساتہہ رہے تہے اور صحبت کا ایک

الی ما روی سهل بن یحیی بن ابی صالح عن
ابیه عن ابی هریرة عن النبی علیه الصلوة
والسلام قال لا تبتدا الیهود والنصاری
بالتسلیم فاذا لقیتکم فی الطریق فاضطروهم
الی اضیقها وقال علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه لا تسلم علی الیهود والنصاری
والمجوس وروی عبد الله بن دینار عن
ابن عمر ان النبی علیه الصلوة والسلام
قال ان الیهود اذا سلموا علیکم فقولوا
وعلیکم ولا تزیدوا وقال انس نهینا ان
نزید علی وعلیکم یعنی علی اهل الکتاب
قال الفقیه رحمه الله واذا مررت بقوم
فیهم مسلمون وکافرون فانت بالخیار
ان شئت قلت السلام علیکم وتریدبه
المسلمون خاصة وان شئت قلت السلام
علی من اتبع الهدی قال مجاهد اذا کتبت
الی الیهود والنصاری فی الحاجة فاکتب
السلام علی من اتبع الهدی وعن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال السلام تحیة

وہ روایت ہے جو سہل بن یحیے نے اپنی سند سے ابوہریرہ
سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے
نہ ابتدا السلام کرو یہود و نصاری سے بلکہ جب ملین
وہ تمکو رستہ مین تو انکا رستہ تنگ کردو + اور کہا
حضرت علی رضہ نے یہود و نصاریٰ اور آتش پرست
سے سلام نکرو + اور عبداللہ بن دینار ابن عمر سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا ہے کہ یہود جب تمپر سلام کرین تو اُنکے جواب
مین وعلیکم کہو اِس سے زیادہ کچھہ نہ کہو + اور
کہا انس نے ہم منع کئے گئے ہین کہ اہل کتاب
سے وعلیکم سے زیادہ کوئی لفظ کہین + کہا فقیہ رح
نے جب تیرا گذر ہو ایسی جماعت پر کہ اُسمین مسلمان
و کافر دونون ہین تو تجھکو اختیار ہے چاہے السلام
علیکم کہے اور خاص مسلمانون کا ارادہ کرے اور
چاہے السلام علے من اتبع الہدے کہے + کہا
مجاہد نے جب تو کسی ضرورت سے کسی یہودی
یا نصرانی کو خط لکھے تو چاہئے کہ اول یہ لکھے
والسلام علے من اتبع الہدے + اور نبی علیہ السلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا سلام تحفہ ہے

لملتنا وامانہ لذمتنا وعن یزید قال سئلت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عن التسلیم
علی النساء فقال اذا کن شوابا فلا

باب التسلیم عند دخول البیت

قال الفقیہ رض اذا دخلت بیتک فسلم
علی اھلک فان لم یکن فی البیت احد فقل
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
لان اللہ تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا
فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ
مبارکۃ طیبۃ فالآیۃ تقتضی الامرین
جمیعا وھو التسلیم علی الاھل اذا کان فیہ
احد وعلی نفسہ ان لم یکن فیہ احد وروی
سعید عن قتادۃ قال اذا دخلت بیتک
فسلم علی اھلک فھم احق من سلمت علیھم
فاذا دخلت بیتا لیس فیھا احد فقل
السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ
الصالحین لانہ کان یومر بذلک قال
وذکر لنا ان الملائکۃ ترد علیہ وروی
عن عطاء قال سمعت اباھریرۃ یقول اذا

مذہب کا اور سبب امن ہے واسطے اہل ذمہ کے ٭
اور یزید کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے
پوچہا کہ عورتون سے سلام کیا جاسے فرمایا اگر ہون
جوان تو نچاہیئے

انتالیسوان باب اس بیان مین کہ گہر مین داخل ہونیکے وقت سلام کرنا چاہیئے

کہا فقیہ رح نے جب داخل ہو
تو اپنے گہر مین تو گہر والون پر سلام کر اگر گہر مین کوئی
نہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسلیئے
کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (پہر جب جاؤ گہرون مین
تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کی یہان سے
برکت کی ستہری) پس آیت دونون امرونکو مقتضی ہے
اور وہ سلام کرنا ہے گہر والون پر جب گہر مین ہون
اور اپنے اوپر جب کوئی نہو ٭ اور سعید قتادہ سے روایت
کرتے ہین کہ انہون نے فرمایا جب تو گہر مین داخل
ہو تو اپنے گہر والون پر سلام کہہ اسلیئے کہ وہی
مستحق ہین اور جب داخل ہو تو اُس گہر مین جس
مین کوئی نہو تو کہہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ
الصالحین اسلیئے کہ یون ہی حکم ہے اور فرشتے جواب دیتے
ہین ٭ اور عطا سے مروی ہے کہا ابو ہریرہ کو مین نے سنا کہتے

قال الرجل ادخل فقال لا حتى تجئ بالمفتاح
فقلت السلام عليكم قال نعم وروى المغيرة
عن ابراهيم قال اذا دخل الرجل بيته فسلم
قال الشيطان لا مقيل لى يعنى لم يبق لى
موضع القرار فاذا اتى بطعام فسمى قال
الشيطان لا مقيل ولا مطعم واذا اتى بشراب
فسمى قال الشيطان لا مقيل ولا مطعم
ولا مشرب فخرج خائبا هاربا

باب
ما يستحب من اللباس

قال
الفقيه ينبغى للرجل ان يكون فى لباسه
موافقا لاقرانه ولا يلبس لباسا مرتفعا
جدا ولا رديا جدا فانه لو فعل ذلك ارتكب
النهى واوقع الناس فى الغيبة وروى عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى عن
الشهرتين فى اللباس المرتفعة جدا
والمنخفضة جدا وقال الشعبى البس من
الثياب ما لا يزدريك السفهاء ولا يعيبك
به الفقهاء وقال محمد بن سيرين كانت
الشهرة فى تطويل الثياب ثم صارت

جب کوئی لڑکے گھر میں آنیکی اجازت مانگتا تو کہتے تھی نہیں
یہانتک کہ سیکھ لی تو کہا نے کنجی السلام علیکم ہے کہا ہاں + اور
مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں جب داخل ہوتا ہے آدمی
گھر میں سلام کہکر تو کہتا ہے شیطان میرے رہنے کو کوئی جگہ نہیں
رہی اور جب کہانا سامنے آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے
تو کہتا ہے شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانیکو کوئی
چیز رہی او جب پانی آتا ہے اور بسم اللہ پڑہتا ہے تو کہتا ہے
شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانے پینے کو کوئی چیز
رہی نکل جاتا ہی شیطان گھر سے محروم ذلیل

چالیسواں باب بیچ بیان کے لباس کس طرح کا مستحب ہے

کہا فقیہ نے آدمی کو چاہیے کہ لباس اپنے اقران امثال کے موافق
ہو نہ سب سے اعلی درجہ کا پہنے نہ سب سے ادنی درجہ کا اسلئے کہ
اگر ایسا کریگا تو نہی شرعی کا مرتکب ہوگا اور لوگوں کو ہر تیع
غیبت کرنیکا دیگا + اور رسول اللہ صلعم مروی ہے کہ آپنے
دونوں شہرتوں سے منع فرمایا ہے اعلی درجہ کی لباس
پہننے کی شہرت سی اور ادنی درجہ کی لباس پہننے کی شہرت سے
اور کہا شعبی نے کپڑے ایسے پہن کہ جاہل بیوقوف ہنسی
نہ اڑائیں اور نہ فقہا نام رکہیں + اور کہا محمد بن سیرین نے
پہلے شہرت کپڑوں کی دراز کرنے میں تہی اور اب

الشهرة فی تجی یدها واختار بعض الناس
الاقتصار فی اللباس واحتج بما روی عن
علی بن ابی طالب کرم الله وجهه انه خرج الی
السوق مع قنبر فاشتری قمیصین غلیظین
متخرقین فخیر قنبر فاخذ قنبر احدهما
ولبس الآخر بنفسه وروی عن بعض
التابعین انه قال رایت عمر بن الخطاب
رضی الله عنه یخطب وعلیه قمیص علیه
سبع رقاع وروی عن عمر انه قال اخشوشنوا
واخلولقوا وتمعددوا واجعلوا لراس
راسین یعنی البسوا الخشن والخلق
وتشبهوا بالمعد واشتروا عبدین اذا هلك
احدهما بقی لکم الآخر وتشبهوا بالاحد
کانوا یشترون مکان عبد عبدین حتی
ان مات احدهما بقی لهم الآخر ویستحب
البیض من الثیاب ویروی عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال ان الله تعالی
خلق الجنة بیضاء وخیر ثیابکم البیض
یلبسها احیاکم وکفنوا بها موتاکم وروی

قیمتی عمدہ کپڑون مین ہے + اور بعضون نے لباس
متوسط کو پسند کیا ہے اور یہ حجت لائے ہین کہ حضرت
علی رضہ ایکدن بازار کی طرف تشریف لیگئے مع غلام
قنبر کے اور خریدے دو کرتے موٹی پھٹے ہوے اور
قنبر سی کہا کہ ایک انمین سے چھانٹ لی سو قنبر نے ایک
لی لیا اور دوسرا آپنے خود پہن لیا + اور بعض تابعین سے
مروی ہے کہ مین نے حضرت عمر کو خطبہ پڑہتے ہوے دیکھا
کہ انکے کرتے مین سات پیوند لگے ہوے تھے + اور حضرت عمر
سی مروی ہے کہ آپنی فرمایا لباس موٹا سخت پہنا کرو اور
پرانا کردیا کرو یعنی اتنا پہنو کہ پرانا ہوجایا کرے اور چھوڑ دو
تم عیش کو اور ہوجاؤ تم بیمار کی مانند حالت عیش مین
اور کرو تم ایک سر کو دو سر یعنی ہول لو تم دو غلام ہون کہ
اگر ایک ہلاک ہوجائیگا تو دوسرا باقی رہیگا اور اہل عرب
یہی کیا کرتی تہی کہ دو غلام مول لیا کرتی تہی + اور مستحب
ہین سفید کپڑے اور مروی ہے نبی صلعم سے کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے جنت کو
سفید براق اور اچھے تمہارے کپڑون مین سفید
کپڑے ہین زندون کو چاہئے کہ خود پہنین اور مردون
کو انکا کفن دین + اور ابن عباس نبی علیہ

عبد الله بن عباس رضی الله عنہ عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال البسوا من
ثیابکم البیض وکفنوا فیہا موتاکم
فانہا خیر ثیابکم وروی عن ابن عباس
رضی الله عنہ انہ قال کل ما شئت والبس
ما شئت اذا اخطأك اثنتان ای سرف ومخیلہ

باب الجمال

قال الفقیہ یستحب
للرجل اذا کان ذا مروۃ او کان ذا علم
ان یکون ثیابہ نقیۃ من غیر کبر وروی
عن عمر رضی الله عنہ انہ قال من حسب المرء
نقاء ثوبہ وروی عن رسول الله علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال ما علی الرجل ان یتخذ
ثوبین لیوم الجمعۃ سوی ثوبی مہنتہ وقیل
الجدید لمن لا یلبس خلقا وعن انس رضی
الله عنہ عن النبی صلی الله علیہ وسلم انہ قال
ما طابت رائحۃ عبد قط الا فی طیبہ ولا
نقیت ثیاب عبد قط الا نقیہ وقال
عمر رضی الله عنہ اذا وسع الله علیکم
فوسعوا علی انفسکم وروی عامر بن

السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کپڑے سفید
پہنا کرو اور مُردون کو کفن دیا کرو کیونکہ سفید کپڑے
سب کپڑون سے بہتر ہین + اور ابن عباس فرماتے ہین
جو چاہے کہا اور جو چاہے پی مگر اسراف اور تکبر نکر +

اکتالیسوان باب جمال کے بیان

مین کہا فقیہ رحمہ نے مستحب ہے مروت والی اور عالم
کو یہ امر کہ کپڑے اُسکے صاف و پاک ہون اور تکبر نہو +
اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ حسب مین داخل ہے آدمی
کے کپڑے صاف ہونے + اور رسول الله صلعم سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا آدمی کا کیا حرج ہے اگر دو
کپڑے جمعہ کے لیئے جُدے بنا رکہے روزمرہ کے کپڑون
کے سوا + اور یہ بہی قول مشہور ہے جسنے پرانا نہ پہنا
گویا اُسنے نیا کبہی نہ پہنا + اور انس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین اچہی ہوتی بو
کسی بندہ کی یہانتک کہ خود اُسکو اچہا کر دیتی ہے اور
نہین صاف ہوتے کپڑے بندے کے مگر صاف کر دیتے
ہین خود اُسکو + اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین جب
الله تعالے تمہارے مالون مین وسعت دے تو
اور تم اپنے نفسون مین وسعت دو + اور عامر بن

ابی سعید عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال ان اللہ نظیف یحب النظافۃ
جمیل یحب الجمال جواد یحب الجود کریم
یحب الکرم و یروی طیب یحب الطیب وروی
زید بن اسلم عن عطاء بن یسار قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فدخل
رجل ثائر الراس واللحیۃ فاشار الیہ رسول
اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بیدہ ان اخرج
واصلح راسک ولحیتک ففعل ثم رجع
فقال لہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
الیس ھذا خیر من ان یاتیکم ثائر الراس
واللحیۃ کانہ شیطان وروی زید بن
اسلم عن جابر بن عبد اللہ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ
انمار فبینما انا نازل تحت الشجرۃ اذا مر
رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فقلت
یا رسول اللہ ھلم فنزل فقمت الی غرارۃ
لنا فوجدت فیہا خبزا وقثاء فکسرتہ ثم
قربتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابی سعید نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ پاک صاف ہے پاکی صفائی کو پسند کرتا
ہے صاحب جمال ہے جمال کو پسند کرتا ہے بخشش
کرنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو
پسند کرتا ہے ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ پاک ہے
پاکی کو پسند کرتا ہے + اور زید بن اسلم عطاء بن یسار سے
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوے تھے کہ
ایک آدمی خدمت مین آیا جسکے بال سر اور ڈاڑہی کے
پریشان تھے سو رسول اللہ صلعم نے ہاتھہ سے اشارہ
کیا کہ یہان سے نکل اور سر اور داڑہی کو درست کر جب وہ
درست کر کے آیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا یہ وضع
بہتر نہین اُس وضع سے کہ آدمی پریشان بال آوے گویا
شیطان ہے + اور روایت ہے کہ زید بن اسلم نے
جابر بن عبد اللہ سے کہا اُنہون نے نکلے ہم ساتھ رسول اللہ
صلعم کے غزوہ انمار مین پس درمیان اس حال کے
تھے ہم اُترے ہوے درخت کے نیچے گذرے رسول اللہ
صلعم عرض کی مین نے آئیے پس آپ اُترے پھر کھڑا ہوا مین
طرف اونٹ کے پس پایا مین نے اُس مین روٹی اور
کھیرا سو ٹکڑے کئے مین نے اُسکے پھر آپکے سامنے لیگیا اور

وعندنا صاحب قد ذهب يرعى ظهرا لنا
فرجع وعليه ثوبان له قد خلقا فنظر اليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اما له
ثوبان غير هذين فقلت يا رسول الله بلى
له ثوبان في العيبة قال هلا كسوته ايا فدعوته
فلبسهما ثم ولى يذهب فقال رسول الله عليه
الصلوة والسلام ماله ضرب الله عنقه اليس
هذا خيرا فسمعه الرجل فقال يا رسول الله
قل في سبيل الله قال في سبيل الله فقتل
الرجل في سبيل الله وقال فيه الشاعر
تجمل بالثياب ولا تبال ؛ فان العين
قبل الاختبار ، فلو جعل الثياب على
حمار ؛ لقال الناس ما لك من حمار

باب ما يجوز من الثياب وما لا يجوز

قال الفقيه رحمه الله ويجوز لبس الخز
للرجال والنساء لان الصحابة كانوا
يلبسونه وقد كره بعض الناس وقد
روى عن الحسن رضي الله عنه انه قال
لان اتقلد بساطي حتى ينقطع احب الي

اور میرا ایک ساتھی تھا کہ ہماری سواری کی جانوروں کو چرانے گیا
ہوا تھا وہ آیا اور کپڑے پرانے پہنے ہوئے تھا رسول اللہ صلعم نے
اسکی طرف دیکھا اور فرمایا کیا اسکے پاس اور کپڑے نہیں
مینے عرض کی کیوں نہیں گٹھڑی میں کپڑے اور ہیں فرمایا
کیوں نہیں پہنا تو نے انکو پھر مینے اسکو بلایا اسنے وہ کپڑے
پہنے پھر چلا گیا پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا ہوا اسکو مارے اللہ
گردن اسکی کیا یہ بات بہتر نہیں پس سنا اس کلام کو اس شخص
نے پس کہا یا رسول اللہ آپ یوں فرمائیں فی سبیل اللہ یعنے اللہ
کی راہ میں گردن ماری جائیو آپنے فرمایا اللہ کی راہ میں پس مارا
گیا وہ شخص اللہ کی راہ میں اور کہے ہیں اچھے کپڑوں کے باب میں
کسی شاعر نے دو شعر جنکا ترجمہ یہ ہے سنوار اپنی آنکھ کپڑوں سے
اور کچھ پروا نکر ؛ اسلئے کہ آنکھ پہلے کپڑوں پر پڑتی ہے پس
اگر گدھے کو بھی کپڑے پہنائے جائیں تو لوگ کہنے لگیں کیا اچھا
ہے گدھا ؛

بیالیسوان باب ہے اس میں یہ بیان ہے کہ کون کونسی کپڑے جائز ہیں اور کون کونسی جائز نہیں

کہا فقیہ نے اور جائز ہے اون کے کپڑے کا
پہننا مردوں کو اور عورتوں کو اسلئے کہ صحابہ بالعموم پہنتے تھے اور
بعضے اسکا پہننا مکروہ کہتے ہیں ؛ اور روایت ہے حسن بصری سے کہ
وہ فرماتے ہیں مجھی یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گلے میں اپنا بستر لٹکا لوں

من ان البس الخز ولكن نحن نقول يجوز ان
يكون كراهة خاصة واختار التواضع ولم
يحرم على غيره وروى عن خثيمة انه قال
ادركت ثلثة عشر نفرا من اصحاب النبي
عليه الصلوة والسلام يلبسون الخز وروى
عن عكرمة انه قال كان لابن عباس كساء
خز يلبسه وعن وهب بن منبه عن صالح
ابن كيسان انه قال رأيت على جابر بن
عبد الله كساء خز يلبسه وروى عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان له كساء خز يلبسه
قال الفقيه رح ولا يجوز للرجل لبس الحرير
والديباج والابريسم ويجوز للنساء وروى
انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه خرج وفي احدى يديه ذهب وفي الاخرى
حرير فقال هذان محرمان على ذكور امتي
وحل لاناثهم وروى عن محمد بن سيرين
انه كان يكره لباس الحرير للرجال والنساء
وحجته ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انما يلبس الحرير في الدنيا من لا

اِس سے کہ اُون کا کپڑا اُنہون مگر ہم کہتے ہین جائز ہے کہ
اُنہون نے خاص اپنے نفس کے لیے اُسکو مکروہ سمجہا ہو تواضع
اور اوروں پر حرام نکیا + اور خثیمہ سے مروی ہے کہ مین نے
تیرہ صحابیونکو اُون کے کپڑے پہنے دیکہا ہے + اور عکرمہ
کہتے ہین کہ ابن عباس کملی اُون کی پہنا کرتی تہی +
اور وہب بن منبہ بواسطۂ صالح بن کیسان کی روایت
کرتے ہین کہ مین نے جابر بن عبد اللہ کو کملی اُون کی
پہنے ہوے دیکہا ہے + اور ابو ہریرہ سے منقول ہے
کہ وہ بہی کملی اون کی پہنا کرتے تہے + کہا فقیہ رح نے
جائز نہین مرد کو پہنا حریر اور دیبا اور ریشم کا اور عورتون
کو جائز ہے + اور انس بن مالک نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایک روز باہر
تشریف لائے آپکے ایک ہاتہہ مین سونا تہا اور
دوسرے مین حریر تہا پس فرمایا یہ دونون حرام
ہین میرے امت کے مردون پر اور عورتون کے واسطے
حلال ہین + اور محمد بن سیرین مردو اور عورتون کے
لیے حریر کے لباس کو مکروہ کہتے ہین + اور اُنکی دلیل
وہ روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ حریر کو وہی آدمی پہنتا ہے جسکو آخرت مین

خلاق له فی الآخرة ولم یفصل بین الرجال
والنساء والجواب ان یقال الخبر انصرف
الی الرجال لانه فسر فی حدیث اخر حیث قال
لاناثهم واختلفوا فی لبس الحریر فی الحرب
قال بعضهم لا یجوز وهو قول ابیحنیفة رضی
الله عنه و قال بعضهم یجوز وهو قول
ابی یوسف ومحمد رح فاما حجة من کرهه
ان النهی کان عاما فی لبسه فاستوی ذلک
فی حال الحرب وغیره وروی عن عکرمة انه
کره لبس الحریر والدیباج فی الحرب وقال
کانوا اترون شهادة من یلبس الحریر و
الدیباج فی الحرب وروی الحسن انه کره
لبس الحریر والدیباج فی الحرب واما من
اجاز ذلک فقد ذهب الی ما روی عن
عمر انه قیل له انا اذا لقینا العدو
ورایناهم قد کفروا علی سلاحهم
بالحریر والدیباج فراینا لذلک هیبة
فقال عمر انتم تکفرون علی سلاحکم
بالحریر والدیباج وعن القاسم بن محمد

کچہہ حصہ نہین اور مردون عورتونکی کچہہ تفصیل نہین فرمائی
جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس حدیث مین مرد ہین اسلئی کہ
دوسرے حدیث مین اسکی تفسیر آگئی ہے کیونکہ آپنی فرمایا کہ عورتون
کے لئے حلال ہین اور اختلاف کیا ہے علماء نے حریر کی پہنے
مین لڑائی مین بعضون نے کہا نہین جائز ہی اور یہ قول امام
ابو حنیفہ رض کا ہے اور بعضون نے کہا جائز ہے اور یہ قول امام ابو
یوسف رح امام محمد رح کا ہے جو لوگ اسکو منع کرتے ہین انکی
دلیل یہ ہے کہ ممانعت حریر کی عام ہے پس حال لڑائی
غیر لڑائی کا برابر ہونا چاہئے + اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ
حریر اور دیبا کی پہنی کو لڑائی مین مکروہ جانتے تھی اور کہتے
تھے کیا تمکو یہ امید ہے کہ جو لوگ حریر اور دیبا کو لڑائی مین پہنتے
ہین انکو شہادت ملیگی + اور امام حسن بصری حریر اور دیبا کے
پہننے کو لڑائی مین مکروہ سمجہتے تھی + جو لوگ اسکو جائز کہتے
ہین انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انسے
عرض کیا گیا کہ ہم جب دشمن کے مقابل ہوے تو ہمنے دیکھا کہ
انہون نے اپنے ہتیارون کو حریر اور دیبا مین چہپا رکہا ہے
اور اسکی وجہ سے ہمارے دل مین ہیبت پڑگئی +
حضرت عمر رض نے فرمایا تم بہی اپنے ہتیارون کو
حریر و دیبا مین چہپالو + اور قاسم بن محمد کہتے ہین

قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرون فى لبس الديباج والحرير فى الحرب باسا

باب العلم فى الثياب

قال الفقيه رح كره بعض العلماء العلم فى الثوب من الحرير والديباج والابريسم واباح الاخرون بو بر ناخذ فاما من كرهه فقد ذهب الى ما روى الاعمش عن مجاهد ان عبد الله بن عمر اشترى عمامة وكان علمها حريرا فقطعه وروى موسى بن عبيدة عن خالد بن يسار عن جابر ابن عبد الله قال كنا نقطع الاعلام وقال ابن عمر اجتنبوا ما خالط الثياب من الحرير ولان النبى عليه الصلوة والسلام حرم الحرير على الرجال فاستوى فيه القليل والكثير واما حجة من قال لا باس به فما روى ابو امامة الباهلى قال قالوا يا رسول الله نهيتنا عن لبس الحرير فما يحل لنا منه قال ثلثة

که صحابہ حریر اور دیباکے پہنّے کو لڑائی مین بُرا نجانتے تھے

تینتالیسوان باب اس بیان مین کہ نقش و نگار یا گوٹ ریشم وغیرہ کی کپڑون مین جایز ہین یا نہین

کہا فقیہ رح نے بعض علما مکروہ کہتے ہین نقش و نگار یا گوٹ کو حریر اور دیبا اور ریشم سے اور بعضے مباح کہتے ہین اور یہی ہمارا مذہب ہے ✤ جو لوگ مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے کہ اعمش مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک عمامہ مول لیا اور اُسمین گوٹ حریر کی تہی تو آپ نے اُسکو کتر ڈالا ✤ اور موسی بن عبیدہ خالد بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ ہم لوگ گوٹ نقش و نگار کو کتر دیا کرتے تھے ✤ اور ابن عمر فرماتے ہین کہ بچو ایسے کپڑون کے برتنے سے جن مین حریر لگا ہو ✤ اور اسلیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حریر کو مردون پر حرام فرمایا ہے اور اسمین تہوڑا بہت برابر ہے اور جو لوگ کہتے ہین اسمین کچہ مضائقہ نہین اُنکی دلیل یہ ہے کہ ابو امامہ باہلی روایت کرتے ہین کہ لوگون نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ آپنے حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے سو کسقدر حلال ہے فرمایا تین

اصابع وذلك ايضا لاخير فيه وروى
عن ابن عباس رضہ انه قال لاباس
بالعلم انما يكره المصمت وروى منصور
بن ابراهيم انه قال انهم كانوا يرخصون
فى الاعلام وروى سويد بن علقمة عن عمر
انه قال لاباس بالاصبع والاصبعين
والثلثة ولان القليل فى حد العفو
كان عمل القليل فى الصلوة لا يقطع
الصلوة ولان قليل النجاسة لا يمنع جواز
الصلوة وكذلك الصيام اذا دخل الغبار
فى حلقه لا ينتقض صومه لانه قليل
فكذلك هذا

باب افتراش الديباج

قال الفقيه رحمه الله اختلفوا
فى افتراش الديباج والحرير قال
بعضهم لاباس به وهو قول ابى حنيفة
رضى الله عنه وقال بعضهم يكره وهو
قول محمد بن الحسن وبه ناخذ واما حجة
من اباحه فما روى ابراهيم عن مسعر
عن ابن راشد قال رايت على فراش

انگل کی قدر حلال ہے مگر اسمین بہی خیر وبرکت نہین ہے اور
ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تہے کہ گوٹ نقش کا
کچہہ ڈر نہین + اور منصور کہتے ہین کہ ابراہیم فرماتے تہے
کہ ہمارے زمانہ کے علمار گوٹ وغیرہ کی اجازت دیدیتے
ہین + اور سوید بن علقمہ حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا مقدار ایک انگل یا دو یا تین کی جائز ہے +
اور اسلیے کہ تہوڑا سا حریر یا ریشم معاف ہے اور جیسا کہ
عمل قلیل نماز کو نہین توڑتا اسیطرح سے قلیل نجاست نماز
ہونے کو نہین منع کرتی اور جسطرح روزہ دار کی حلق
مین غبار داخل ہو جاتا ہے اور روزہ نہین توڑتا اسلئے کہ
وہ تہوڑا سا ہے اسیطرح تہوڑے سے حریر وغیرہ کو سمجہنا چاہیے

چوالیسوان باب دیبا اور حریر کے فرش بنانے کے بیان مین

کہا فقیہ رحہ نے اختلاف کیا ہے
علمار نے فرش بنانے مین حریر و دیبا کے بعضون نے
تو کہا کچہہ مضایقہ نہین اور یہی قول ابو حنیفہ رحہ کا ہے
اور بعضون نے کہا مکروہ ہے اور یہ قول امام محمد کا
ہے اور ہم اسیکو اختیار کرتے ہین + دلیل انکی جو
جایز کہتے ہین وہ روایت ہے جو ابراہیم مسعر سے بواسطہ
ابن راشد کے روایت کرتے ہین کہ دیکہا ابن عباس کے فرش پر

ابن عباس او مجلسه مرفقة من حرير
وروی عن الحسن انه شهد عرسا فجلس
علی وسادة حرير عليها طيور وروی عن
انس بن مالك رضه انه حضر وليمة فجلس
علی وسادة حرير عليها صورة واما من
كرهه فذهب الی ما روی عن سعد بن
مالك انه قال لان اتكی علی جمرة احب الی
ان اتكی علی مرفقة من حرير وعن ابن
سيرين انه قال قلت لعبيدة السلمانی
افتراش الديباج كلبسه قال نعم كلبسه
والله اعلم بالصواب

باب لبس الحمرة والمصبوغ المعصفر

قال الفقيه رح كره بعض الناس لبس الثوب
المصبوغ بالمعصفر والزعفران والورس
للرجال وقال بعضهم لا باس به اما حجة
من كره فما روی ايوب عن نافع عن ابن
عمر قال نهانی رسول الله صلی الله عليه وسلم
عن لبس المعصفر وعن القسی يعنی الثوب
الرقيق وعن القراءة فی الركوع وروی الحسن

تکیہ حریر کا رکھا ہوا دیکھا ہے + اور مروی ہے حسن بصری سے
کہ وہ شادی کی محفل مین ایکدفعہ گئے پس بیٹھے ایک فرش پر
حریر کے جسکے اوپر پرند جانور کی شکلین بنی ہوئی تھین +
اور انس بن مالک ایکدفعہ کسیکے ولیمہ مین تشریف لیگئے
تھے پس بیٹھے ایک فرش پر حریر کے جسکے اوپر تصویرین
تھین + جو لوگ اسکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے کہ
سعد بن مالک فرماتے ہین اگر تکیہ کرون مین ایک انگاری پر
تو یہ بہتر ہے اس سے کہ حریر کے تکیہ پر تکیہ کرون + اور ابن
سیرین کہتے ہین کہ مینے عبیدہ سلمانی سے پوچھا کیا فرش کرنا
حریر کا پہننے کی برابر ہے کہا ہان مثل پہننے ہی کے ہے واللہ اعلم بالصواب

پینتالیسوان باب سرخ کپڑے اور کسنب کے کپڑے رنگے پہننے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے مکروہ کہتے ہین بعض علما کسنب کی رنگے
کپڑے کو اور زعفران اور ورس کے رنگے ہوے کو مردون
کے واسطے + اور بعضون نے کہا کچھ مضائقہ نہین + جو لوگ
مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل وہ روایت ہے جو ایوب نے روایت کی ہے
نافع کے ابن عمر سے کی ہے کہ منع فرمایا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
کسنب کے رنگی کپڑے پہننے سے اور ریشم کے کپڑے یا باریک کپڑے سے اور
رکوع مین قرآن کے پڑھنے سے + اور روایت کرتی ہین حسن

عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال
ایاکم والحمرۃ فان الحمرۃ من زینۃ الشیطان
وان الشیطان یحب الحمرۃ وروی عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال رأنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملحفۃ
مسرورۃ بالمعصفر فاعرض فذہبت
فاحرقتہا ولبست غیرہا ثم جئت فقال
ما فعلت بالملحفۃ فقلت رایتک اعرضت
عنی فاحرقتہا قال علیہ السلام فہلا
اعطیتہا بعض نسائک واما حجۃ من اباح
ذلک فما روی عن وکیع عن سفیان عن
ابی اسحٰق عن البراء بن حازب قال ما رایت
ذا لمۃ احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وروی عن لقمان مولی کعب
ابن عجرۃ قال لقیت اربعۃ او خمسۃ من
اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
یلبسون المعصفر وروی عن وکیع عن
مالک بن مغول انہ قال رأیت علی الشعبی
ملحفۃ حمراء قال الفقیہ رحمہ اللہ علیہ

نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا بچو سرخ رنگ کے کپڑے
سے اسلیئے کہ سرخ رنگ زینت شیطان کی ہے اور شیطان
محبوب رکھتا ہے سرخ رنگ کو ۔ اور عمرو بن شعیب اپنے
پردادا سے روایت کرتے ہین دیکھا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوپر میرے چادر کسنب کی رنگی ہوئی تھی پس منہ پھیر
لیا آپنے پس گیا مین گھر پر اور جلا دیا اُسکو اور اور کپڑا
پہنکر حاضر ہوا آپنے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی مین نے
عرض کیا کہ آپ نے مجھہ سے مونہہ پھیر لیا اسلیے مین نے
اُسکو جلا دیا آپنے فرمایا کسی اپنی عورت کو نہ دیدیا ۔
جو کہتے ہین کہ مباح ہے اُنکی دلیل یہ ہے جو وکیع
نے اپنی سند سے براء بن عازب سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہین نہین دیکھا مین نے کسیکو کہ اُسکے
کانون تک بال ہون اور سرخ چادر اوڑھے ہوئے
اچھا معلوم ہوتا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے ۔ اور لقمان مولے کعب بن عجرہ روایت کرتے
ہین کہ مین ملا ہون چار یا پانچ صحابیون سے اور
وہ پہنتے تھے کسنب کا رنگا ہوا کپڑا ۔ اور روایت
کرتے ہین وکیع مالک بن مغول سے کہ اُنہون نے کہا مین نے
دیکھا ہے شعبی کو چادر سرخ اوڑھے ہوئے ۔ کہا فقیہ رح نے

القول الاول اصح وهو قول ابيحنيفة رضي الله عنه وبه ناخذ ويحتمل ان لبس رسول الله عليه الصلوة والسلام كان قبل النهي واما الذي روي عن الصحابة فانه لا يلزم ما لم يتبين من كان من الصحابة وروي عن عمر وعن علي النهي فهو اولي بالاخذ واما الذي روي عن الشعبي فانه كان يفعل ذلك فرارا عن القضاء فكان يلبس المعصفرة يلعب بالشطرنج ويخرج مع الصبيان لروية الفيل

باب لبس جلود السباع

قال الفقيه اختلف الناس في جلود السباع كلها قال اصحابنا رح لا باس بجلود السباع كلها والصلوة فيها جايزة اذا كان من بوغا او ذكيا ما خلا الخنزير وكره بعض الناس فاحتجوا بما روي ابو المليح الهزلي فاد نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس جلود السباع وعن افتراشها ومن حمر النساء علي رجل قلنسوة ثعالب

قول پہلا صحیح ہے اور یہی قول ابوحنیفہ رحمہ کا ہے اور اسکو ہم اختیار کرتے ہین ✣ اور احتمال ہے کہ رسول اللہ صلعم کا سرخ کپڑا پہنا ممانعت سے پہلے ہوا اور جو کچھ صحابہ سے منقول ہے وہ ہمپر حجت نہین جبتک یہ معلوم نہو کہ صحابہ مین سے پہنے والے کون کون تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے تو ممانعت منقول ہے پس اسکو لینا اولی ہے اور جو شعبی سے مروی ہے اسکا حال تو یہ ہے کہ شعبی عہدہ قضا سے بچنے کے لیئے یہ کام کرتے تھے کبھی کسنبہ کا رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھی کبھی شطرنج کھیل لیتے تھے کبھی لڑکون کے ساتھ ہاتھی دیکھنے کو چلے جاتے تھے

باب چھیالیسوان اس بیان مین ہے کہ چمڑے درندونکی استعمال کرنی جائز ہین یا نہین

کہا فقیہ رح نی اختلاف کیا ہے علما نے درندونکی چمڑے مین ہمارے فقہا اور اصحاب نے تو یہ فرمایا ہے کہ درندون کے چمڑون پر نماز جایز ہے اگر وہ چمڑی مدبوغ ہون یا صاف کیئے ہون سوا سور کے ✣ اور بعضون نے انکی استعمال کو ناجایز کہا ہے اور یہ دلیل لائے ہین کہ ابو ملیح ہزلی روایت کرتے ہین کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے درندونکی کھالین پہننے کو اور بچھانے کو ✣ اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انہون نے ایک آدمیکو ٹوپی لومڑی کی کہا لکی اوڑھے

فقتها وعن الحسن انه قال يكره الصلوة
فی جلود الثعالب واما حجة اصحابنا فما
روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال ایما اهاب دبغ فقد طهر وروی
ابن عون عن ابن سیرین عن علی بن
ابی شریح انه ذکر عنده جلود النمر قال ما
اعلم احدا ترک هذه الجلود تاثما فیها وروی
عن ابن الشخیر انه قال دخلت علی عمار
ابن یاسر وعنده خیاط یخیط لحاف ثعالب
وعن ابراهیم النخعی انه کان له قلنسوة
ثعالب واما الاثر الذی جاء فی النهی
فاحتمل ان النهی ورد فی الذی لم یدبغ
واحتمل ان النهی علی سبیل الاستحباب
لترک زینة الدنیا والتنعم من غیر تحریم
لانه کان بالناس شدة العیش الا تری
الی ما روی عن ابی هریرة رضی الله عنه
انه قال انما کان طعامنا مع رسول الله
علیه الصلوة والسلام الاسودین التمر
والماء وما کنا نری سمراءکم هذه یعنی الحنطة

دیکھا اُسکو پہاڑ پھینکا ٭ اور حسن بصری سے مروی ہے
کہ وہ لومڑیوں کی کہال پر نماز پڑھنی ناجایز بتاتے تھے ٭
ہمارے اصحاب کی حجت وہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کچا چمڑا باعث دیا جاتا ہی وہ پاک ہو جاتا ہے
اور مروی ہے ابن عون سے بواسطہ ابن سیرین کے شریح سی کہ
کہ اُنکے سامنے چیتے کی کہال کا ذکر آیا تو اُنہون نے فرمایا
کہ مین تو یون جانتا ہون کہ کسینے اُنکو گناہ سمجھکر پہننا چہوڑا ہو
اور مروی ہے ابن شخیر سے کہ اُنہون نے کہا ایکدن عمار
بن یاسر کے پاس گیا اور اُنکے پاس درزی بیٹھا تھا
لومڑیوں کی کہالون سے لحاف سیتا تہا ٭ اور
ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اُنکی ٹوپی لومڑی کی
کہال کی تہی ٭ لیکن وہ اثر جسمین ممانعت آئی
ہے احتمال ہے کہ ممانعت غیر مدبوغ مین ہو اور احتمال
ہے کہ ممانعت استحباب کے طور پر ہو حرام نہو تا کہ لوگ
زینت دنیا کی اور عیش و عشرت ترک کرین کیونکہ
اس زمانہ مین لوگون کو خوب عیش حاصل تہے کیا
تجہے خبر نہین کہ ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ ہمارا
کہانا رسول اللہ صلعم کے حیات مین چہوہارا اور پانی تہا
اور گیہون جنکو تم لوگ کہاتے ہو ہمنے دیکہی بہی نہ تہے

وانما كان لباسنا هذه الثمار يعني الصوف
الا ترى انه روى فى الخبر انه نهى عن اكل
الخليطين لاجل شدة الناس فى العيش
فكذلك امر اللبس والله اعلم

باب اكل اللحم

قال الفقيه رحمه الله كان المتقدمون
يستحبون اكل اللحم ويرغبون فيه ويكرهون
المداومة عليه وروى عن على رضى الله عنه
انه قال كلوا اللحم فانه ينبت اللحم ويزيد
فى السمع وقال ايضا من لم يا كل اللحم
اربعين يوما وليلة ساء خلقه وقال الزهرى
رحمه الله اللحم يزيد سبعين قوة وروى عن
عبد الملك بن مروان انه لما دفع
اولاده الى الشعبى ليؤدبهم قال له جز
شعرهم لتشتد رقابهم واطعمهم اللحم
ليشتد قلوبهم وجالسهم الرجال ليناقضوهم
الكلام وانما يكره المداومة عليه لما روى
عن عايشة انها قالت يا بنى تميم لا تدوموا
على اكل اللحم فان له ضراوة كضراوة الخمر
وروى عن عمر انه كان اذا راى رجلا

اور ہمارا لباس اونٹ اور بکری کی بالونکا ہوتا کیا تجھے خبر نہین
کہ حدیث مین دو چیزونکو ملا کر کہانیکی ممانعت آئی ہے اسلیئے کہ
لوگ سخت عیش وعشرت مین مشغول تھے پس اسیطرح حال
لباس کا ہے واللہ اعلم +

باب سینتالیسوان گوشت کہانیکے بیانمین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے متقدمین
تو گوشت کہانیکو مستحب کہتے تھے اور رغبت رکہتے تہے مگر
مداومت کو مکروہ جانتے تہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا کہاؤ گوشت کو اسلیئے کہ وہ گوشت پیدا کرتا ہے اور
سماعت کو زیادہ کرتا ہے + اور فرمایا جو شخص چالیس دن تک
گوشت نکہائیگا تو اُسکے اخلاق بُرے ہوجائینگے + اور زہری
کہتے ہین کہ گوشت ستر قسم کی قوت زیادہ کرتا ہے اور مروی ہے
عبد الملک بن مروان سے کہ جب اُسنے اپنی اولاد کو تعلیم کے
لیئے شعبی کے سپرد کیا تو شعبی نے عبد الملک سے کہا بال اُنکے
مونڈوادے تا کہ گردن موٹی ہو اور گوشت کہلایا کر تا کہ دل
اُنکے سخت ہون اور مردونکی پاس بٹھایا کر تا کہ اُنکی کلام
مین اعتراض کیا کرین + اور مداومت کرنا گوشت پر اسلیئے
مکروہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اے بنی تمیم ہمیشہ گوشت نہ
کہایا کرو کہ گوشت کی بہی ایک لت ہے جیسی شراب کی لت پڑجاتی ہے
اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکہتے تہے

يكثر الاختلاف الى القصابين فضربه
بالدرة وقال له ضراوة كضراوة الخمر
وروى ابوامامة الباهلي عن النبي عليه
الصلوٰة والسلام انه قال ان الله تعالى
يبغض الحبر السمين واهل بيت اللحميين
وقال بعضهم يعني الذين يكثرون اللحم وقال
بعضهم يعني الذين يغتابون الناس
فياكلون لحومهم بالغيبة وروى ابو عمرو
والشيباني عن ابن مسعود رضي الله عنه
انه راى رجلا دفع الى رجل دراهم فقال له
ما هذا قال اريد ان اشتري بها سمنا لشهر
رمضان فقال اذهب فادفعها الى امراتك
ومرها لتشتري كل يوم بدرهم لحما فهو خير لك
وروى هشام بن عروة عن ابيه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لا تقطعوا اللحم
بالسكين كما تقطع الاعاجم ولكن انهسوا
فانه اهنأ وامرأ

باب
اكل الفالوذج

قال الفقيه رحمه الله
كره بعض الناس اكل الفالوذج واللبن

کہ آمد رفت قصائیون کی دوکان پر زیادہ رکہتا ہی تو اُسکو درے
مارتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسکی بہی ایک لت ہی جیسی شراب
کی لت ہوتی ہے آور ابو امامہ باہلی نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک گہی کی روٹی
اور گوشت والا گہر مبغوض ہے بعضون نے کہا مراد اس سی وہ
لوگ ہین جو کثرت سے گوشت کہاتے ہین اور بعضی کہتے ہین مراد
اس سے وہ لوگ ہین جو لوگونکا گوشت کہاتے ہین یعنی
غیبت کرتے ہین + آور عمرو شیبانی ابن مسعود رض سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے ایک آدمی کو دیکہا کہ دوسرے
کو کئی درہم دیے آپنے پوچہا کیون دیے کہا میرا ارادہ
ہے کہ کہی مول لون رمضان کے خرچ کے لیے فرمایا اور جہو
اور ان درہمون کو بی بی کو دے اور کہدے کہ ہر روز
ایکدرم کا گوشت منگا لیا کرے اور یہی بہتر ہے تیرے لیے
اور مروی ہے ہشام بن عروہ سے بواسطۂ عروہ کی نبی علیہ السلام
کہ آپنے فرمایا گوشت کو چاقو سے کاٹ کر نہ کہایا کرو جیسی
عجمی کہاتے ہین لیکن مونہہ سے نوچ توڑ کر کہاؤ کیونکہ گوشت
اسطرح رچتا پچتا ہے

اٹہتالیسوین باب
بیان

ہی کہ فالودہ کا کہانا جائز ہی یا نہین کہا فقیہ نے
نے علمار نے فالودہ کے کہانے اور عمدہ قسم کے کہانے کو

من الطعام وا باحة عامة العلماء فاما من كره
ذلك فذهب الى ما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ان من السرف ان يا كل الرجل
كل ما يشتهيه وقال كم من شهوة ساعة
اورثت صاحبها حزنا طويلا وروى عن عمر انه
قال اتى بشراب من عسل فاخذه ثم رده قال
خشينا ان اكون من الذين قال الله تعالى
اذهبتم طيباتكم فى حيوتكم الدنيا واما من
اباحه فقد ذهب الى ما روى وكيع عن عمر
عن ابى الدرداء عن ابيه ان عمر لما وجه
الناس الى العراق قال انكم تاتون ارضا
تؤتون فيها بالوان من الطعام فكلما وضع
بين ايديكم لون فاذكروا اسم الله تعالى
ثم كلوا وروى عن الحسن انه كان على مائدة
ومعه مالك بن دينار فاتى بفالودج فامتنع
مالك بن دينار عن اكله فقال له الحسن
كل فان نعمة الله عليك فى الماء البارد اكثر
من هذا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه اكل الرطب بالبطيخ وروى

مکروہ کہا ہے اور اکثر علما نے مباح کہا ہے ٭ جن لوگون نے
اسکو مکروہ کہا ہے اُنکی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ یہ بہی اسراف ہے کہ آدمی کا جس چیز کو جی چاہے وہ کہالی اور
فرمایا بہت سی خواہشین ہین کہ گہڑی بہر کا عیش ہے اور مدت
تک کا غم ہے ٭ اور مروی ہے حضرت عمر سی کہ اُنکے سامنے
ایکدفعہ شہد کا شربت آیا آپنی اول تو لی لیا اور پہر ہٹادیا
اور فرمایا ہم ڈرتے ہین کہ کبہی اُن لوگون مین سے نہو جائین
جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ لیلین تمنے عمدہ نعمتین اپنی دنیا
کی زندگی مین ٭ اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل وہ
روایت ہے جو وکیع نے اپنی سند سے حضرت عمر سے روایت
کی ہے حضرت عمر رضی نے جب لوگون کو عراق کے ملک مین
بہیجا تو فرمایا تم ایسے ملک مین پر جاتے ہو کہ طرح طرح کی کہانے
کی چیزین تمہارے سامنے آئینگی جب تمہارے سامنے کسی قسم
کی چیز آئی تو بسم اللہ کہکر کہا لینا ٭ اور حسن سے مروی ہے کہ وہ
ایک دسترخوان پر تہی اور اُنکی ساتہ مالک بن دینار بہی تہے پس فالودہ
سامنے آیا تو مالک بن دینار نے کہانے سے انکار کیا حسن نے
کہا کہا لو اسلیے کہ اللہ کی نعمت تجہپر سرد پانی اِس سے زیادہ ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے ترچہوارا خربوزہ کے
ساتہ ملاکر نوش فرمایا ٭ اور حضرت عمر رضی نے جو زبور

عن عمر بن الخطاب رض انه اكل البطيخ بالسكر
وقال الحسن البصري لباب البر بلعاب النحل
بخالص السمن ما عابه مسلم

باب ما جاء في الاطعمة

روى احوص
ابن حكيم عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال نعم الادام الخل والزيت وروى عن
عمرو بن دينار عن ابي جعفر ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال ليس تفقر بيت فيه
خل وروى معاوية بن ابي سفيان انه قدم
وفد فقرب طعاما ثم دعا ببصل فقال
كلوا من هذا البصل فانه اقل ما اكل قوم
من فجاء ارض فضر ماءها وروى انس
ابن مالك رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه كان يحب القرع قال انس بن
مالك فلم ازل احبه منذ رايت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يحبه وروى عن
عبد الله بن عباس رضي الله عنهما انه قال
ما لقحت رمانة قط الا بقطرة من ماء
الجنة وروى عن ابن ابي طالب كرم الله

کو شکر سے کہایا اور حسن بصری کہتے ہین میدے کی روٹی
کو شہد اور گہی سے کہانے کو کسی مسلمان نے برا نہین سمجہا ۔

انچاسوان باب بیان مین کہانون کے

روایت
کرتے ہین احوص بن حکیم کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکہ اور روغن
زیتون اچہا سالن ہے ۔ اور عمرو بن دینار ابو جعفر سے روایت
کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس گہر مین سرکہ ہو وُہ گہر
خالی نہین ۔ اور حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ ایک
دفعہ جماعت قاصدون کی آئی تو اُنہون نے اُنکے سامنے
کہانا رکہا پہر منگایا پیاز اور کہا اسکو کہاؤ اسلیئے کہ
بہت کم ہے یہ امر کہ کوئی قوم اسکو کہاوے اور
پہر غیر ملک کی آب و ہوا اُسکو ضرر دے ۔ اور
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ کدو پسند
کرتے تہے انس بن مالک کہتے ہین کہ جب سے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتے دیکہا ہے
مین بہی کدو کو پسند کرتا ہون اور عبد اللہ بن عباس رض
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ انار کبہی نہین پہوٹتا
مگر ایک قطرے جنت کے پانی سے اور مروی
ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جب تم

وجهه اذا اكلتم الرمان فكلوها بشحمها فانه
دباغ للمعدة وروى ابوهريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه كان احب الثمار اليه البطيخ
والرطب واحب المرقة اليه القرع وروى
عن ابي طلحة بن عبد الله عن ابيه انه قال
دخلت على النبي عليه الصلوة والسلام وفي
يده سفرجلة فالقاها الي وقال دونكها اي
خذها يا ابا محمد فانها تجم الفؤاد وقال
وهب بن منبه وجدت في بعض الكتب
البطيخ طعام وشراب وفاكهة وخلال
واشنان وريحان ويغسل المعدة ويشهي
الطعام ويصفي اللون ويزيد الماء في
الصلب قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل
ان يوسع على اهله في الطعام والشراب
لما روي عن النبي عليه السلام انه قال
ان الله تعالى يحب البيت الخصيب
وقال ابراهيم النخعي كانوا مخاصيب الرجال
في الطعام والشراب وفي اللباس يجوز
يعني كانوا يوسعون على العيال في المطعم

انار کو کہایا کرو تو اندر کے چہلکے سمیت کہایا کرو اسلئے کہ
وہ مقوی معدہ ہے اور ابوہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ پہلون مین سے آپکو خربوزہ اور چہوارا بہت پسند تہے اور شوربون
مین کدو کا شوربا پسند ہے + اور ابو طلحہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہین کہ مین نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپکے
ہاتہہ مین بہی تہے آپنے اسکو میری طرف پہینکدیا اور فرمایا ای
ابو محمد اسکو لیلے یہ دل کو قوت دیتی ہے اور کہا
وہب بن منبہ نے مین نے بعضے کتابون مین دیکہا ہے
کہ خربوزہ کہانا ہے اور پینا ہے اور میوہ ہے دانتون
کے لئے خلال ہے اور پیٹ کے لئے اشنان ہے
یعنی مثل اشنان کے صاف کر دیتی ہے اور خوشبو کی چیز
ہے اور معدہ کو تر کرتا ہی اور بہوک لگاتا ہی اور رنگ کو صاف
کرتا ہے اور آب منی زیادہ کرتا ہے + کہا فقیہ رحمہ نے مستحب ہے
مرد کو کہ اپنے گہر والون کو کہانے پینے مین فراخی دے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالی اس
گہر کو پسند کرتا ہے جس مین فراغت ہو + اور
ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ صحابہ کہانے پینے مین فراخی کرتے
تہے اور لباس مین تنگدست یعنی اہل وعیال کو کہانا
پینا با فراغت دیتے تہے اور خود اپنے لباس

والمشرب وتقدرون فی الملبس وقال عمر
رضی اللہ عنہ اکثروا خیر بیوتکم من الطعام
والشراب ورب رجل کثیر المال قلیل الخیر
فی البیت وقال الحسن لیس فی الطعام اسراف
یعنی اذا وسع علی عیاله

باب اکل الثوم

قال الفقیه رحمه الله کره
بعض الناس اکل الثوم واباحه الآخرون
فامّا من کرهه فقد ذهب الی ما روی القاسم
مولی ابی بکر ان النبی علیه الصلوة والسلام
قال من اکل من هذه البقلة الخبیثة فلا
یقربن مسجدنا حتی یذهب ریحها من
فیه یعنی الثوم وروی عطاء بن یسار
ان النبی علیه الصلوة والسلام قال من
اکل من هذه الشجرة الخبیثة فلا یؤذینا
فی مساجدنا ولیجلس فی بیته وسئل
عن الحسن عن الثوم ینظم فی الخیط
فیجعل فی السکباج فکرهه قیل له انه
لا یصلح الا به فقال لاخیر فی طعام لا
یصلح الا به واما من اباحه فقد ذهب

مین تنگی برتتی ہے اور فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیادہ کرو
برکت گہرون کی کہانے پینے سے اور بہت آدمی مال والے ہوتے
ہین مگر گہر مین اُنکی برکت کم ہوتی ہے اور کہا حسن نے کہانے
مین اسراف نہین یعنی اگر اہل وعیال کو بافراغت دی +

پچاسوان باب لہسن کے بیان مین

کہا فقیہ نے مکروہ
کہا ہے بعضون نے لہسن کہانے کو اور بعضون نے مباح
کہا ہے + جنہون نے مکروہ کہا ہے انکی دلیل وہ روایت ہے جو
قاسم مولی ابوبکر نے کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کوئی اِس ترکاری خبیث کو کہاے اُسکو چاہیے
کہ ہماری مسجدون مین نہ آیا کرے یہانتک کہ اُسکے مونہہ
سے اُسکی یعنی لہسن کی بو نجاتی رہے + اور عطا بن
یسار نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جسنے اِس درخت خبیث کو کہایا ہو اُسکو چاہیے
کہ ہمکو مسجدون مین تکلیف دینے نہ آئے اپنے گہر مین
بیٹہا رہے + اور حسن بصری پوچہے گئے کہ اگر لہسن دہاگی مین پیرو کی
سکباج مین جو ایک قسم کا سالن ہوتا ہے ڈالین تو کیسا ہے فرمایا برا ہے
عرض کیا کہ وہ تو بغیر لہسن کے درست ہی نہین ہوتا فرمایا جو
کہانا بغیر لہسن کے درست اور مزیدار نہو اُسمین برکت ہی کہان
ہے + اور جو لوگ اِسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے

الی ماروی عبد الرحمن بن ابی لیلی قال
اهدی الی النبی علیه الصلوة والسلام
مرقة وفیه الثوم فارسل به الی ابی ایوب
الانصاری فقال ابو ایوب یارسول الله
أكل شيئا كرهته قال انما كرهته لانه
يناجينى جبرئيل عليه السلام فيجد ريحه
وروى سفيان عن عبد الله بن ابى بريدة
عن ابيه قال نزلت على ام ابى ايوب الانصاري
فحدثتنى انهم تكلفوا لرسول الله طعاما
فيه بعض هذه البقول فاتوه به فكرهه
وقال لاصحابه كلوا فانى لست كاحدكم
انى اخاف ان اوذى صاحبى جبرئيل
وعن ابن سيرين انه قال كان يدلس
لابن عمر الثوم فيجعل فى الخيط فيترك
فى القدر حتى اذا انضج به دفع الخيط
بما فيه وعن محمد بن على قال نحن آل
محمد ناكل الثوم والبصل والكراث

باب ما قيل فى المروة

قال الفقيه رحمه الله روى عن على بن

کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہین کہ تحفہ مین آیا رسول اللہ
صلعم کی خدمت مین سالن اور اُسمین لہسن پڑا ہوا تہا پس
بہیجا آپنے اُسکو ابو ایوب انصاری کی پاس پس کہا ابو ایوب
نے یارسول اللہ کیا مین ایسی چیز کو کہاؤن جسکو آپ برا
جانین فرمایا مین تو اسلیے اسکو برا جانتا ہون کہ جبرئیل
علیہ السلام سے بات چیت کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اور اُنکو
اُسکی بو بری معلوم ہوتی ہے ❊ اور روایت کیا ہے سفیان نے
عبد اللہ بن ابی بریدہ سے کہ اُنکی باپ کہتے ہین کہ مین مہمان ہوا
ایکدفعہ ابو ایوب انصاری کی والدہ کے ہان اُنہون نے مجہسے یہ حدیث بیان
کی کہ لوگون نے رسول اللہ صلعم کے لئے کہانا پکایا اور اُسمین بقولات
لہسن پیاز بہی ڈالی اور اُس کہانیکو آپکی خدمت مین لیگئے آپنے اُسکو
پسند نہ فرمایا اور صحابہ سے فرمایا تم کہاؤ اسلیئے کہ میرا حال تمہارا سا
نہین مجہے تو یہ ڈر رہتا ہے کہ کہبی جبرئیل علیہ السلام کو اسکی وجہ سے
تکلیف پہنچے ❊ اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابن عمر کے لیے
یہ حیلہ کیا جاتا تہا کہ لہسن کو دہاگے مین پرو کی ہانڈی مین ڈال
دیا جاتا تہا جب پک جاتا تہا تو دہاگے سمیت پہینکدیا جاتا تہا ❊ اور
محمد بن علی فرماتے ہین کہ ہم اولاد محمد کی ہین لہسن پیاز گندنے کو
کہاتے ہین

باب اکاون اسمین مروت کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ

ابی طالب کرم الله وجهه عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال من عامل الناس
ولم یظلمهم وحدثهم فلم یکذبهم ووعدهم
فلم یخلفهم فهو ممن کملت مروته وظهرت
عدالته ووجبت اخوته وقال ابن زیاد
لرجل من اهل الدهاقین ما المروة فیکم
قال اربع خصال اولها ان یعتزل الرجل
الریاء والریب فانه اذا کان مرائیا کان
ذلیلا ولم یکن له مروة والثانی ان یصلح
ماله فلا یفسده فان من افسد ماله و
احتاج الی غیره فلا مروة له والثالث ان
یقوم لاهله فیما یحتاجون الیه فاما من
احتاج الی الناس فلا مروة له والرابع
ان ینظر الی ما یوافقه من الطعام والشراب
فیلزم ولا یتناول ما لا یوافقه فان ذلک
لیس من المروة وروی عن قیس بن ساعدة
الایادی انه کان یقدم علی قیصر فیکلمه
قال له قیصر ما افضل العقل قال معرفة
المرء نفسه قال فما افضل العلم قال

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو حاکم ہوکر لوگون پر ظلم نکرے
جو بات کہے تو جہوٹی نکہے اور وعدہ کرے تو خلاف نکرے
تو وہ مروت مین کامل ہے اور عدالت اُسکی ظاہر ہے اور
بہائی چارا اُس سے واجب ہے + اور ابن زیاد نے ایک
آدمی سے دہقانون مین سے کہا مروت تم کسکو سمجہتے ہو
کہا چار خصلتین ہین پہلی خصلت یہ ہے کہ آدمی ریاکاری
سے الگ رہے اسلیے کہ اگر ریاکار ہوگا تو ذلیل ہوگا اور
اُسکی مُروت جاتی رہیگی اور دوسری خصلت یہ ہے کہ اپنے
مال کی اصلاح کرے اُسکو خراب نکرے ورنہ غیر کا
کا محتاج ہوگا اور مروت جاتی رہیگی اور تیسری یہ ہے کہ
اپنے گہر والونکی خود احتیاج پورا کرے اگر اُس احتیاج کو
اورونکے پاس لیجائیگا تو مروت جاتی رہیگی چوتہے یہ
ہے کہ کہانا پینا جو اپنے موافق ہو اُسکو کہاے
پیے جو اپنے حال کے موافق نہ ہو اُس سے بچے
ورنہ مروت خاک مین مل جائیگی + اور قیس بن
ساعدہ ایادی سے روایت ہے کہ وہ قیصر کے پاس
گئے تو قیصر نے پوچہا کون سی عقل افضل ہے
کہا آدمی کو اپنا جاننا کہ علم کونسا
افضل ہے کہا جو نہ جانتا ہو اُسپر چپکا ہوجانا

وقوف المرء عند جهله قال فما افضل المروة
قال استيفاء الرجل مال نفسه قال فما
افضل المال قال ما قضى منه الحق وقال
ربيعة المروة فى ستة اشياء ثلث فى الحضر
وثلث فى السفر فاما الثلثة التى فى الحضر
فتلاوة القرآن وعمارة مساجد الله واتخاذ
الاخوان فى الله واما الذى فى السفر فبذل
الزاد وقلة الخلاف لاصحابه والمزاح فى
غير معاصى الله وقال بعض الحكماء افضل
المروة للرجل ان يكون صادقا بقوله وافيا
بعهده باذلا لماله وروى عن الحسن
البصرى ان حجاما قص شاربه فاعطاه
درهما فسئل عن ذلك قال لا تدنقوا
فيدنق عليكم وكان الحسن اذا سمع رجلا
يتكلم بالدانق فيقول لعن الله الدانق
ومن تكلم بالدانق فلا مروة له وقال محمد
ابن الحسن ثلثة اشياء من الدناءة مشارطة
اجر الحجام والنظر فى مرآة الحجامين و
استقراض الخبز عوازنة وقال المقعود

کہا مروت کونسی افضل ہے کہا اپنا مال پورا پورا لینا
کہا مال کونسا افضل ہے کہا وہ مال جس سے حق ادا
ہو + اور کہا ربیعہ نے مروت چھہ چیزون مین ہے تین
وطن مین ہین اور تین سفر مین جو وطن مین ہین وہ
یہ ہین تلاوت کرنا قرآن کا آباد کرنا مسجدونکا
پیدا کرنا بہائی بندون سے خدا کے واسطے اور جو سفر
مین ہین وہ یہ ہین خرچ کرنا توشہ کا اور ساتھیون سے
مخالفت کم کرنی اور خوشطبعی کرنی بغیر گناہ کے اور کہا
بعضے حکمانے افضل مروت آدمی کے لئے یہ ہے کہ اپنے قول کا
سچا ہو عہد پیمان کا پورا ہو مال کو خرچ کرے اور حسن بصری سے
مروی ہے کہ ایکدفعہ حجام نے انکی لبین کترین تو آپنے اسکو ایک
درم دیا لوگون نے پوچھا آپنے اتنا زیادہ کیون دیا فرمایا نہ
کفایت شعاری کرو تا نہ کفایت شعاری کیجائے تمسے اور حسن
جب سنتے تھے کسی شخص کو کہ ایک دانگ پر جھگڑا کرتا ہے تو کہتے
لعنت کرے اللہ دانگ کو جو کوئی دانگ پر جھگڑا کرے
وہ اہل مروت سے نہین اور کہا محمد بن حسن نے تین چیزین نہایت
خست ہین اول ان مین حجام کی مزدوری کو مقرر کرنا حجام کے
مین مونہہ دیکھنا روٹی کا قرض لینا دینا وزن کر کے
اور کہا رستون اور ... کا نوکر یا ترقی کے واسطے ...

فی الطرق قالت وحوانیت الناس للحدیث لیس
من المروة قیل لبعض الحکماء ما المروة قال
باب مفتوح وطعام مبذول واذان مشدود
فی حوائج الناس وقال الحسن البصری رضی
الله مروة الرجل صدق لسانه واحتمال عثرات
اخوانه وبذل المعروف لاهل زمانه وکف
الاذی عن اباعده وجیرانه واخوانه وروی
عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال
انا اعلم متی یهلك هذه الامة فقیل له متی
تهلك یا امیر المؤمنین قال اذا کان ساسهم
من لیس له تقی الاسلام ولاکرم الجاهلیة
قال الراوی صدق امیر المؤمنین فما دام
ساسهم الذین لهم تقی فی الاسلام مثل
عثمان بن عفان رض وعلی رض ومن له کرم
الجاهلیة مثل معاویة لم یهلکوا فاذا ساسهم
مثل یزید بن معویة لم یکن له تقی الاسلام
ولاکرم الجاهلیة هلکوا وقال بعض الحکماء
تمام المروة فی شیئین العفة عما فی ایدی
الناس والتجاوز عما یکون منهم وقال علی بن

مروت سے بعید ہے ۞ بعضے حکما پوچھے گئے مروت سے
کہا مروت یہ ہے کہ دروازہ آنے جانے والوں کے لیئے کھلا
ہوا ہو اور کھانا خرچ ہوا کرے اور تہ بند مضبوط بندھا ہوا ہو
لوگوں کی حاجت روائی کے لیئے ۞ اور کہا حسن بصری نے
مروت یہ ہے کہ آدمی زبان کا سچا ہو بھائیوں کی مشکل
کے وقت کام آئے لوگوں کے ساتھہ بھلائی کرے اور تکلیف
نہ پہنچائے دور والوں کو نہ پڑوسیوں کو نہ بھائیوں کو ۞ اور حضرت
عمر رض فرماتے ہیں میں جانتا ہوں جب ہلاک ہوگی یہ امت
لوگوں نے پوچھا کب ہلاک ہوگی ای امیر المؤمنین کہا جب ہوگا
حاکم انکا وہ شخص کہ نہ انہیں تقوی ہوگا زمانہ اسلام کا اور نہ
جاہلیت کی زمانہ کا کرم راوی کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین
نے سچ فرمایا تھا کیونکہ جب تک انکے حاکم وہ لوگ رہے
جو تقوے والے تھے مانند حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض
کے اور وہ لوگ جن میں زمانہ جاہلیت کا سا کرم تھا
مانند حضرت معاویہ کے تو ہلاک نہوے اور جب حاکم ہوے
انپر مانند یزید کے جنمیں نہ تقوے تھا نہ کرم تھا ہلاک ہوگئے
اور کہا بعض حکما نے مروت کامل دو چیزوں میں ہے باز
رہنا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور درگذر کرنا اس
جو انکی طرف سے پہنچے ۞ اور حضرت علی رض نے حضرت

ابی طالب کرم الله وجهه لابنه الحسن ما المروة
قال العفاف وملك النفس والبذل فی
العسر والیسر قال فما اللوم قال احراز المرء
ماله وبذله عرضه وان یری ما فی یدیه
شرفا وما انفقه تلفا ویقال جماع المروة فی
قول الله تعالی ان الله یأمر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر
والبغی الآیة وقال عبد الواحد بن زید
جالسوا اهل الدین فان لم تقدروا علیهم
فجالسوا اهل المروات من اهل الدنیا
فانهم لا یرفثون فی مجالسهم یعنی لا
یتکلمون بکلام الفحش وقال احنف بن
قیس لا راحة لحاسد ولا مروة لکاذب
ولا خلة لبخیل ولا وفاء لمطاول ولا سرور
لسیئ الخلق ولا وفاء للملوك ولا اخاء
للملوك ویروی للملوك

باب ما قیل فی العقل والعلم

روی عن علی بن ابی طالب رض الله قال
العلم خلیل الرجل والعقل دلیله والحلم

امام حسن سے پوچھا مروت کیا ہے کہا پارسائی کرنی اور
نفس پر قادر ہونا اور تنگی فراخی مین خرچ کرنا پوچھا ملامت
کیا ہے کہا جمع کرنا مال کا اور خرچ کرنا آبرو کا جو اپنے ہاتھہ
مین ہو اسکو عزت سمجھنا جو خرچ ہو جاے اسکو بیفائدہ
تلف ہونا جاننا اور کہا جاتا ہے سبطرح کی مروت کا ذکر
اللہ تعالی کی قول مین جسکا ترجمہ یہ ہے بیشک اللہ حکم کرتا ہے
ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والونکی اور منع کرتا ہے
بیحیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے اور کہا عبد الواحد بن زید نے
صحبت اختیار کرو دین والونکی اگر اسپر قدرت نہو تو جو دنیا
کے لوگ اہل مروت مین سے ہین انکی صحبت اختیار کرو اسلیے کہ
وہ اپنی محفلون مین بیہودہ کلام نہین کرتے اور کہا
احنف بن قیس نے حاسد کو کبھی راحت نہین جھوٹے کو
مروت نصیب نہین بخیل کی دوستی کا اعتبار نہین جو دیر سے
دے وہ وعدہ وفا نہین جو بداخلاق ہو اسکو خوشی نصیب
نہین بادشاہ وعدہ وفا نہین تجھے غلام سی بھائی بندی نہین آتی
دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہون سے بھائی چارہ کا اعتبار نہین

باب اون مین ان اقوال کا مذکور ہے جو عقل اور علم کے بارہ مین منقول ہین

حضرت علی سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا علم آدمی کا گاڑھا دوست ہے اور عقل رہنما ہی اور حلم

وزيره والعمل قيمه والصبر امير جنده و
الرفق والده واللين اخوه ثم قال على لابنه
الحسن او الحسين يا بني لا تستحقرن رجلا
تراه ابدا فان كان اكبر منك فاحسب انه
ابوك فان كان مثلك فاحسب انه اخوك
فان كان اصغر منك فاحسب انه ابنك وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال الذي لا يصنع
في السر شيئا يستحيي منه في العلانية قال
الفقيه رضي الله عنه وهذا موافق لما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اخر
ما بقي من كلام النبوة اذا لم يستحيي فاصنع
ما شئت يعني اذا كان عملك عملا لا يستحيي
منه فافعل ذلك العمل ما شئت وروي
عن لقمان الحكيم انه قال لابنه يا بني ان
حسن طلب الحاجة نصف العلم والتودد
الى الناس نصف العقل والتقدير في
المعيشة نصف الكسب وفي رواية نصف
العيش يا بني ارسل رسولا حكيما ولا
توصه فان لم يكن لك رسول حكيم امين

وزیر ہے اور عمل قیم یعنے محافظ ہے اور صبر لشکر کا سردار ہے اور
نرمی باپ ہے اور نیکی بھائی ہے پھر کہا حضرت علی نے حضرت امام
حسن یا حسین سے اے بیٹے کسی آدمی کو حقیر نہ جان اگر تجھسے بڑا ہے
تو تیرا باپ ہے اگر تیری برابر ہے تو تیرا بھائی ہے اگر چھوٹا ہے تو
تیرا بیٹا ہے * اور بعضے حکما سے پوچھا گیا عاقل کون ہے
فرمایا وہ شخص ہے جو خلوت میں ایسا کام نکرے کہ اگر ظاہر ہو جاوے
تو شرمندہ ہونا پڑے * کہا فقیہ نے اور یہ بات موافق ہے
اُسکے جو مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آخر کلام نبوت سے جو باقی ہے وہ یہ ہے جب
حیا نکرے تو جو چاہے کر یعنے اگر تیرا عمل ایسا ہے
کہ حیا کے قابل نہیں تو اس عمل کو جسقدر جی
چاہے کر * اور مروی ہے حکیم لقمان سے کہ
اپنے بیٹے کو فرمایا اپنی حاجت کو خوبصورتی سے
طلب کرنا آدھا علم ہے اور دوستی لوگوں سے
کرنی آدھی عقل ہے اور روزی کے باب میں تقید
بیشا کر رہنا آدھا کسب ہے ایک روایت میں
نصف عیش آیا ہے اے بیٹے قاصد حکیم
بھیج اور اُسکو کچھ وصیت نہ کر اگر تجھکو قاصد
حکیم امانت دار میسر نہ آئے تو خود اپنا

فكن رسول نفسك ويقال ثمانية نفران
هينوا فلا يلومن الا نفسهم الذاهب الى
مائدة لم يدع اليها والمتامر على رب
البيت وطالب الخير من اعدائه وطالب
الفضل من اللئيم والداخل بين اثنين
فى حديثهما من غير ان يدخلاه فيه والمستخف
بالسلطان والجالس مجلسا ليس له باهل
والمقبل بحديثه على من لا يقبل وروى
شعبة عن ابى اسحق عن الحارث عن على
ابن ابى طالب ان النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال ينبغى للعاقل ان لا
يكون شاخصا الا فى احدى ثلث مرمة
لمعاشه وخلوة لمعاده اولذة فى غير محرم
وقد قيل ينبغى للعاقل ان يكون له من
النهار اربع ساعات ساعة يناجى فيها ربه
وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة ياتى
فيها اهل العلم الذين يبصرونه امر دينه
وينصحونه وساعة يخلى بين نفسه وبين
لذاتها فيما يحل ويجمل وينبغى للعاقل

تو خود اپنا قاصد آپ بن + اور کہا گیا ہے آٹھہ آدمی اگر
ذلیل ہون تو اپنے آپکو ملامت کرین ایک تو وہ شخص جو
بے بلائے دعوت مین چلا جاے اور دوسرا وہ جو گہر والی پر حکومت
کرے تیسرا وہ جو طالب بہلائی کا ہو دشمنون سے چوتہا وہ جو
طالب فضل کا ہو بخیل سے پانچوان وہ جو دو آدمیونکی بات مین
خواہ نخواہ دخل دے چہٹا وہ جو بادشاہ کی اہانت کرے ساتوان
وہ جو ایسی مجلس مین بیٹہے جو اُسکے لایق نہو آٹہوان وہ
جو متوجہ ہو کر باتین کرے اُس سے جو متوجہ ہو کر نسنے
اور مروی ہے شعبہ سے بواسطہ کئی راویون کے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل کو لایق ہے کہ مسافرت
نہ اختیار کرے مگر تین کام کے لیئے یا معاش کے لیئے
یا آخرت کے لیئے یا کسی لذت حلال کے لیئے +
اور کہا گیا ہے لایق ہے عاقل کو کہ دن کو چار
وقتون پر تقسیم کرے ایک وقت اللہ تعالی کی
عبادت کرے ایک وقت اپنے نفس سے حساب
لے ایک وقت اہل علم کی خدمت مین جاوے تا وہ
دین کے امور مین اُسکو رہنمائی کرین اور نصیحت کرین
اور ایک وقت نفس کو حلال لذتون مین مصروف
رکہے + اور عاقل کو یہ سزاوار ہے کہ اپنے

ان ينظر فى شانه ويعرف اهل زمانه ويحفظ
فرجه ولسانه

باب الآداب

قال عمر بن الخطاب رض تادبوا ثم تعلموا
وقال ابو عبد الله البلخى ادب العلم اكثر من
العلم وقال عبد الله بن مبارك اذا وصف
لى رجل له علم الاولين والآخرين وليس له
ادب لا اتاسف على فوت لقائه واذا سمعت
رجلا له ادب النفس اتمنى لقائه واتاسف
على فوت لقائه وقيل مثل الايمان كمثل
بلدة لها خمسة من الحصون الاول من الذهب
والثانى من الفضة والثالث من الحديد
والرابع من الآجر والخامس من اللبن فما دام
اهل الحصن يتعاهدون الحصن الذى
من اللبن لا يطمع فيهم العدو فاذا تركوا
التعاهد حتى خرب الحصن الاول وطمع
العدو فى الثانى ثم فى الثالث حتى يخربوا
الحصون كلها فكذلك الايمان فى خمسة
من الحصون اولها اليقين ثم الاخلاص
ثم اداء الفرائض ثم اتمام السنن ثم حفظ

کہ اپنے حالکو اور اہل زمانے کی حالکو دیکھے پہچانے اور اپنی
شرمگاہ اور زبان کو حرام سے بچاوے

باب تیرہین مین ادب کا بیان ہے

فرمایا حضرت عمر رضہ نے اول ادب سیکھو پھر علم +
اور کہا ابو عبد اللہ بلخی نے علم کا ادب علم سے زیادہ تر ہے +
اور کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب کبھی مین سنتا ہون کسی
شخص کو کہ اسکو علم اولین و آخرین ہے اور بے ادب ہے تو اسکے
نہ ملنے کا مجھے کچھہ افسوس نہین ہوتا اور جب سنتا ہون کسیکو
کہ اسکا نفس مودب ہے تو اسکی ملاقات کا آرزومند رہتا
ہون اور ملاقات نہونے کا افسوس رہتا ہے + اور
کہا گیا ہے حال ایمان کا مثل حال ایک شہر کے ہے کہ
پانچ قلعون سے محفوظ ہے پہلا قلعہ سونیکا دوسرا چاندی کا
تیسرا لوہے کا چوتھا پکی اینٹون کا پانچوان کچی اینٹون
کا پس جبتک اہل قلعہ کچی اینٹون کے قلعہ کی حفاظت کرینگے
دشمن کو فتح کی امید نہوگی پس جب چھوڑ دی حفاظت
یہانتک کہ پہلا قلعہ خراب ہوگیا تو طمع کریگا دشمن دوسرے
قلعہ کی پھر تیسرے کی یہانتک کہ دشمن کل قلعہ خراب
کر دینگے اسیطرح ایمان پانچ قلعون مین محصور ہے
اول قلعہ یقین ہے پھر اخلاص ہے پھر ادا کرنا فرضون کا
پھر تمام کرنا سنتون کا پھر نگاہ رکھنا ادب کا جو

الآداب فما دام العبد يحفظ الآداب
ويتعاهدها فان الشيطان لايطمع فيه فاذا
ترك الآداب يطمع الشيطان فى السنن
ثم فى الفرائض ثم فى الاخلاص ثم فى
اليقين فينبغى للانسان ان يحفظ الآداب
فى جميع اموره فى امر الوضوء والصلوة
والشراء والصحبة وغير ذلك وقد بينا
ههنا من الآداب مالابد منها فاول من ذلك
آداب الوضوء والصلوة والله اعلم

باب آداب الوضوء و

الصلوة قال الفقيه رحمه الله اذا اراد
الرجل ان يتوضاء فاذا دخل الخلاء ينبغى
ان يبداء برجله اليسرى ويقول بسم الله
ثم يقول اللهم انى اعوذ بك من الرجس
النجس الخبيث المخبث من الشيطان الرجيم
لان النبى عليه الصلوة والسلام قال ان
هذه الحشوش محتضرة محضورة يعنى
يحضرها الشيطان الرجيم فاذا دخل
احدكم فيها فليتعوذ بالله من الشيطان

جب تک بندہ آداب کے حفاظت کرتا ہے شیطان اسمین
طمع نہین کرتا جب اداب کو چھوڑا تو شیطان سنتون پر
حملہ کرتا ہے پہر فرضون پر پہر اخلاص پر پہر یقین پر اسلئے
آدمی کو لایق ہے کہ تمام امور مین ادب کا خیال رکہے مثلاً
وضو و نماز بیع شرا صحبت وغیرہ مین ادب کا لحاظ رکہے
اور ہم اس جگہہ ضروری آداب وضو نماز کے بیان کرتے
ہین + واللہ اعلم

باب چون مین آداب وضو اور نماز کا بیان ہے

کہا فقیہ
رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ کرے آدمی وضو کا اور
داخل ہو پائخانہ مین تو اول بایان پانون رکہے
اور بسم اللہ کہے پہر یہ دعا پڑہے (لے اللہ مین
پناہ مانگتا ہون تجہسے ناپاکی شیطان مردودسی)
اسلئے کہ نبے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ
نجاست کی جگہین شیطان مردود کی حاضر
ہونے کی ہین جب کبہی تم مین سے ان مین داخل
ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑہ لیا
کرے + اور مکروہ ہے استنجا کرنا داہنے ہاتہ
سے اسلیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع
فرمایا ہے سودا ہنا ہاتہ پاک چیزون کے لئے

الرجيم ويكره الاستنجاء باليمين ان النبي
عليه الصلوة والسلام نهى عن ذلك فجعل
اليمنى للطهارات واليسرى للنجاسات
وروى عن عائشة رضي الله عنها انها
قالت كانت يد رسول الله عليه الصلوة
والسلام اليسرى لخلائه وما كان من اذى
وكانت يده اليمنى لطعامه وشرابه وعن
حفصة انها قالت كانت يمنى رسول الله
لطعامه وشرابه وطهوره وثيابه وكانت
شماله لما سوى ذلك وعن ابراهيم النخعي
انه قال كان يقال يمنى الرجل لطعامه
وشرابه وشماله لاستنجائه ومخاطه
وقال الفقيه رحمه الله بهذا الاخبار
نقول انه لا ينبغي له ان يستنجي او يتمخط
بيمينه الا ان يكون باليسرى علة ولا ينبغي
ان يكشف عورته للشمس والقمر ولا
يستقبل القبلة ببول وغائط في الصحراء
والبنيان الا ان يكون كنيفا جعل نحو
القبلة فلا باس به ولا ينبغي ان يتكلم

مقرر کیا گیا ہے اور بایان ناپاکیون کے لیئے ۔ اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ بایان
ہاتھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پاخانہ اور اور
ناپاکیون کے لیئے تہا اور داہنا کہانے پینے اور
وضو کرنے اور کپڑے پہننے وغیرہ کے لیئے تہا
اور بایان اور کامون کے لیئے + اور ابراہیم
نخعی کہتے ہین کہ داہنا ہاتھ آدمی کا کہانے
پینے کے لئے ہے اور بایان استنجا اور ناک
صاف کرنے کے لیئے + کہا فقیہ رحمہ اللہ
علیہ نے ان حدیثون اور آثار کی وجہ سے
ہم کہتے ہین کہ آدمی کو لایق نہین کہ داہنے
ہاتھ سے استنجا کرے یا ناک صاف کرے
مگر بائین ہاتھہ مین اگر کوئی مرض ہو تو ناچار
ہے اور لایق نہین کہ چاند سورج کے سامنے
برہنہ ہو اور پاخانہ پیشاب قبلہ کی طرف
منہہ کر کے کرے جنگل مین ہو خواہ آبادی
مین + مگر پاخانہ اگر قبلہ کی طرف بنا ہوا ہو
تو کچھ ڈر نہین + اور آدمی کو یہ لایق نہین
کہ قضاے حاجت یعنے پائخانہ پھرنے کے وقت

فی حاجة لان الملائكة يتنحون عنه
ويستترون عنه فاذا تكلم فی ذلك الوقت
فقد اتعبهم بالعروج اليه ليكتبوا قوله وينبغی
للانسان ان يتنزه عن البول لان النبی
عليه السلام قال استنزهوا عن البول
ما استطعتم فان عامة عذاب القبر منه
وينبغی للانسان اذا اراد ان يقعد لحاجته
ان لا يرفع ثوبه مالم يدن من الارض ويستر
به ما استطاع لان النبی عليه الصلوة والسلام
امر بهذا فقيل يا رسول الله ارايت لو لم
يكن معه احد قال الله تعالى احق ان يستحیی
منه ولان معك صاحباك حافظاك لا
يؤذيانك فينبغی لك ان لا تؤذيهما فاذا
خرجت من الخلا فابدأ برجلك اليمنى
وقل الحمد لله الذی اخرج عنی ما يؤذينی
وامسك فیّ ما ينفعنی ويقوينی غفرانك ربنا
واليك المصير واذا اردت الوضوء فقل
بسم الله والحمد لله الذی جعل الماء طهورا
والاسلام نورا لان النبی عليه الصلوة والسلام

کہ قضائے حاجت کے وقت باتین کرے اسلئی کہ فرشتے
اُسوقت الگ ہوجاتے ہین اور پردہ کرلیتے ہین جب کلام کرنے
لگتا ہی تو آنیکی تکلیف دیتا ہے تاکہ وہ اِسکی کلام کو لکھین
اور آدمی کو یہ بہی لائق ہے کہ پیشاب سے بچتا رہے اسلئی کہ
نبی علیہ السلام نے فرمایا پیشاب سے اپنے آپکو بچاؤ جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ اکثر عذاب قبر اِسکی وجہ سے ہے + اور انسان کو یہ
بہی لائق ہے کہ جب ارادہ کرے رفع حاجت بیٹھنے کا ننگا
نہو جبتک زمین سے قریب ہو اور پردہ کرے جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے اسیطرح فرمایا ہے لوگون نے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر آدمی اکیلا ہو فرمایا اللہ تعالی
سے زیادہ حیا کرنی چاہئے اور اسلئے کہ تیرے ساتہ دو
ساتہی تیرے محافظ ہین وہ تجہکو تکلیف نہین دیتے
تجہکو چاہئے کہ تو بہی اُنکو تکلیف نہ دے + پس جب
تو پاخانہ سے نکلے تو داہنا پاؤن باہر رکہہ اور کہہ خدا کا
شکر ہے جسنے میرے پیٹ سے تکلیف دینی والی بلا نکال دی اور جو
چیز نافع اور قوت کی تہی وہ باقی رکہہ لی بخشدے ہمکو اے ہمارے
اور تیری طرف سب پہر آنیوالی ہین + اور جب وضو کا ارادہ کرے تو
بسم اللہ کہہ اور کہہ خدا کا شکر ہے جسنے پانی کو پاک کرنیوالی چیز بنایا
اور اسلام کو روشن بنایا اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے

قال من سمی الله تعالی عند الوضوء
فقد اسبغ وضوءه وطهر جسده ومن
لم یسم لم یسبغ وضوءه ولم یطهر جسده
واذا استنجی الانسان فانه یستحب له بعد
الاستنجاء ان یضرب یده علی الحائط
او علی الارض ثم یغسلها لیزول الاذی
عنها فان ذلک من السنة ویستحب للمتوضی
ان یخلل بین اصابعه وینعاهد عرقوبه
بالماء فقد جاء التشدید بترک ذلک وهو
قوله علیه الصلوة والسلام ویل للعراقیب
من النار وقال علیه السلام خللوا اصابعکم
قبل ان تتخللها نار جهنم وقد روی ابو ایوب
الانصاری رض عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال حبذا المتخللون قالوا یا رسول الله
وما المتخللون قال المتخللون من الطعام
والمتخللون بالماء فی الوضوء فاذا فرغ من
الوضوء فانه یستحب له ان یقول سبحانک
اللهم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت
واشهد ان محمدا عبدک ورسولک واتوب

فرمایا جسنے بسم الله وضو کرتے وقت کہہ لی تو اسنے وضو کو کامل
اور بدنکو پاک کرلیا اور جسنے بسم الله نہ کہی تو نہ وضو کو کامل کیا
نہ بدن کو پاک کیا + اور جب آدمی استنجا کرے تو مستحب ہے بعد
استنجا کرنیکے ہاتھہ کو دیوار پر یا زمین پر مارے پھر دھوئے تاکہ
نجاست بالکل زائل ہو جائے اور یہ بات مسنون ہے + اور مستحب ہے
وضو کرنے والیکو کہ انگلیون مین خلال کرلے اور ٹخنونکو پانی
سے خوب دھولے کیونکہ اسباب مین سخت تاکید آئی ہے اور
وہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہین ہلاکی ہے واسطے
ٹخنون کے آگ سے + اور فرمایا نبی علیہ السلام نے انگلیون مین
خلال کرلیا کرو اس سے پہلے کہ خلال کرے انمین آگ دوزخ
کی + اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہین کہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھے ہین خلال کرنے والے
لوگون نے عرض کیا متخللون کون ہین فرمایا دانتون
مین خلال کرنے والے کہانے سے اور وضو مین خلال
کرنے والے + سو جب فارغ ہو وضو سے تو مستحب ہے یہ
کہ پڑہے یہ دعا ترجمہ دعا کی بیان کرتا ہون مین تیری
ای الله اور تعریف کرتا ہون مین تیری شہادت دیتا
ہون مین ساتھ اسکی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر تو ہی اور شہادت دیتا
ہون مین ساتھ اسکی کہ محمد تیرے بندے تیرے رسول ہین اور رجوع ہوتا

اليك فقد روی فی هذه فضل كثير وروی
عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا فرغ احدكم
من الوضوء فليشهد ان لا اله الا الله ويشهد
ان محمدا عبده ورسوله ثم ليصل علی فاذا
فعل ذلك فتحت له ابواب الرحمة وينبغی
ان يكون فی وضوءه مقبلا عليه ولا يتكلم
فيه بشیء من الفضول لانه يريد زيارة
ربه ولانه يريد القيام بين يدی الله تعالی
فاذا دخل المسجد ينبغی له ان يدخل
بالتعظيم ويبدا برجله اليمنی ويقول
بسم الله ثم يقول سلام علی رسول الله
وعلی من اتبع الهدی اللهم افتح لی ابواب
رحمتك واغفر لی ذنوبی واذا خرج فيقول
اللهم افتح لی ابواب فضلك وينبغی ان
يكون فی صلوته خاشعا لان الله تعالی
قال قد افلح المؤمنون الاية ولا يلتفت
يمينا ولا شمالا فانه فی مقام عظيم بين
يدی الله تعالی وكما روی عن النبی عليه

تیری طرف) اسلیٔے کہ اسکے پڑہنے مین بڑا ثواب ہے + اور
مروی ہے ابن مسعود رضی سے کہ نبی صلعم نے فرمایا جب فارغ
ہو ایک تم مین سے وضو سے پس اشہد ان لا آلہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑہے پہر درود پڑہے
جب پڑہیگا کہل جائین گے اُسکے لئے دروازے
رحمت کے + اور لائق ہے یہ کہ متوجہ ہوکر وضو کرے
اور فضول باتین نکرے اسلیٔے کہ ارادہ رکہتا ہے پروردگار
کی زیارت کا اور ارادہ رکہتا ہے اللہ کے سامنے
کہڑا ہونیکا + پس جب داخل ہو مسجد مین تو داخل ہو
تعظیم سے اور داہنے پاؤن کو اول رکہے اور بسم اللہ کہے پہر
سلام وصلوۃ بہیجے رسول اللہ صلعم پر اور اُس شخص پر جو
تابعداری کرے ہدایت کی یا اللہ کہولدے میرے
واسطے دروازے رحمت کے اور بخشدے میرے گناہ
اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اے اللہ کہولدے میرے
لئے دروازے فضل کے + اور لائق ہے یہ کہ نماز خشوع
سے ادا کرے اسلیٔے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلاح
کو پہونچے وہ مؤمن جو نماز خشوع سے ادا کرتے
ہین اور دائین بائین نہ دیکہے اسلئے کہ اللہ کے سامنے کہڑا
ہے + اور اسی لئے نبی علیہ السلام سے مروی ہے

الصلوة والسلام انه مر على رجل يصلى
ويجاوز بصره عن موضع سجوده فقال رسول
الله عليه الصلوة والسلام لو خشع قلبه لخشعت
جوارحه وعنه عليه الصلوة والسلام انه
مدح صلوة رجل يقال له ابو سلمة بن عبد الرحمن
فقال الا ترون كيف لا يجاوز بصره عن موضع
سجوده وينبغي ان لا يلتفت يمينا ولا شمالا
فانه في مقام عظيم بين يدى الله تعالى
فاذا اراد افتتاح الصلوة ينبغي ان يحضر
النية ويعلم اى صلوة هى فان الصلوة لا
يجوز الا بالنية فاذا فرغ عن صلوته ينبغي
ان يدعو الله تعالى لنفسه ولوالديه ولجميع
المؤمنين والمؤمنات وينبغي ان يعظم
المسجد فان الله تعالى قال في بيوت اذن
الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعنى
ان تعظم ونهى النبي عليه الصلوة والسلام
عن البيع والشراء في المسجد ويكره
كلام الفضول واللغو والشغب و
الخصومة فيه ويروى اللعب واذا اراد

کہ آپ ایک نمازی پر گذرے کہ سجدے کی جگہ سے آگے نظر کر
رہا تہا سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا
تو اعضا پر بہی اُسکا اثر ہوتا + اور مروی ہے رسول اللہ
صلعم سے کہ ایک آدمی کی نماز کی تعریف فرمائی اُسکا نام
ابو سلمہ بن عبد الرحمن تہا پس فرمایا کیا نہین دیکہتے کہ
اُسکی نگاہ سجدہ کے جگہ سے آگے نہین بڑہتی + اور
لائق ہے یہ کہ نہ دیکہے داہنے بائین اسلیئے کہ وہ بڑی
مقام مین اللہ تعالے کی آگے کہڑا ہے + جب نماز کے
شروع کرنیکا ارادہ کرے لائق ہے کہ نیت کرے اور جانے
کہ فلان نماز پڑہتا ہون اسلیئے کہ نماز بے نیت ہوتی نہین +
جب نماز سے فارغ ہو تو لائق ہے کہ دعا مانگے اللہ تعالے سے
اپنے واسطے اور مان باپ اور تمام مسلمانون کے لیئے + اور لائق
ہے کہ تعظیم کرے مسجد کی اسلیئے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان
گہرون مین کہ اللہ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنیکا اور وہان
اُسکا نام پڑہنے کا یعنے اللہ کے گہرون کی تعظیم چاہیئے
اور منع فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے مسجد مین خرید و فروخت
سے + اور مکروہ ہے مسجد مین فضول باتین کرنے شور
وغل کرنا اور جہگڑنا + اور مروی ہے شغب کی جگہہ
لعب یعنے کہیلنا + اور جب ارادہ کرے آدمی

الرجل دخول المسجد ينبغي ان يتعاهد
النعل والخف عن النجاسة ثم يدخل فيه

باب آداب النوم

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد الانسان النوم
ينبغي له ان ينام على الوضوء لان النبي
عليه الصلوة والسلام قال من بات طاهرا
بات في شعاره ملك لا يستيقظ ساعة من
الليل الا قال الملك في فراشه اللهم اغفر
لعبدك فانه بات طاهرا وان استطاع
الانسان ان يكون ابدا على الطهارة فليفعل
وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لانس بن مالك ان اتاك ملك الموت
وانت على وضوء لم تفتك الشهادة قال
وبلغنا ان الله تعالى قال لموسى يا موسى
ان اصابتك مصيبة وانت على غير وضوء
فلا تلومن الا نفسك وقال ان ارواح
المؤمنين تعرج الى السماء اذا ناموا فما
كان منها طاهرا اذن له بالسجود وما كان
غير طاهر فلا يؤذن له بالسجود ويستحب

مسجد مین داخل ہونیکا تو اُسکو چاہیے کہ جوتی اور موزے
کو نجاست سے صاف کر لے پھر مسجد مین داخل ہو ◆ باب

پچپن مین نیند کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جب ارادہ کرے آدمی سونے کا تو چاہیے
کہ وضو سے سووے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو
رات گذارے طہارت پر رات گذارتا ہے فرشتہ اُسکے
لباس مین نہین جاگتا کسی وقت رات کو مگر کہتا ہے فرشتہ
اُسکے بستر پر اے اللہ بخش اپنے بندے کو اسلئے
کہ رات طہارت سے گذارے اگر ہو سکے تو ہمیشہ طاہر
رہے اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا انس بن مالک سے اگر تیرے پاس فرشتہ موت
کا آئے حالت وضو مین تو شہادت کہین نہین گئی ہے
اور کہا یہ منقول ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی سے
فرمایا ای موسی اگر تجھکو مصیبت پہنچے اور تو وضو سے
نہ ہو تو اپنے نفس پر ملامت کر ◆ اور کہا روحین
مومنین کے آسمان پر چڑھتی ہین سونے کے وقت
جو اُن مین سے پاک ہوتے ہین اُن کو اجازت
سجدہ کی ملتی ہے اور جو پاک نہین ہوتین تو اجازت
سجدہ کرنے کی نہین ملتی ◆ اور مستحب ہے سونے

له عند نومه ان يضطجع على يمينه مستقبل
القبلة عند اول اضطجاعه فان بدا له ان
ينقلب الى الجانب الآخر فليفعل ويستحب
له ان يقول حين يضطجع بسم الله الذي
لا يضر مع اسمه شئ في الارض ولا في السماء
وهو السميع العليم ويدعو من الدعوات
بما شاء ويستحب له اذا اصبح ان يقول
حين يستيقظ ويقوم الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور فاذا
قال هذا فقد ادى شكر ليله ويستحب له
عند دخول البيت ان يبدا برجله
اليمنى وعند الخروج يبدا برجله اليسرى
ويستحب للمسلم ان يعود لسانه بسم الله
في جميع حركاته وليقل الحمد لله بعد
الفراغ من كل شئ ليدخل حلاوة الايمان
في قلبه ويكره النوم في اول النهار وبعد
العصر وفيما بين المغرب والعشاء ويستحب
النوم في وسط النهار وروى عن ابن عباس
رضي الله عنه انه نظر الى بعض ولده وهو

کے وقت لیٹنا داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف مونھہ کرکے
پہر اگر دوسری کروٹ کو جی چاہے تو کروٹ لیلے + اور
مستحب ہے وقت لیٹنے کے یہ کہ پڑہے بسم اللہ الذی
لا یضرُّ مع اسمہٖ شیٔ فی الارضِ ولا فی السماءِ وہو
السمیعُ العلیم + اور جو چاہے دعا مانگے + اور جب
صبح ہو تو مستحب ہے نیند سے اُٹھتے وقت یہ دعا پڑہنے
(اللہ کا شکر ہے جسنے بعد مارنے کے ہمکو زندہ کیا
اور اُسیکی طرف قبروں سے اُٹھنا ہے) پس
جب یہہ دعا پڑہ چکا تو اُسنے رات کا شکر ادا
کردیا + اور مستحب ہے گہر مین داخل ہوتے وقت
داہنا پانوٗن پہلے رکہنا اور نکلتے وقت بایان پانوٗن
پہلے رکہنا + اور مستحب ہے مُسلمان کو کہ اپنی زبان
کو ہر کام مین بسم اللہ کہنی کی عادت ڈالے اور ہر
کام سے فارغ ہوکر الحمد للہ کہے تاکہ حلاوت ایمان
کی دل مین داخل ہو + اور مکروہ ہے نیند
اول دن مین اور بعد عصر کے اور مغرب عشا
کے بیچ اور مستحب ہے دوپہر کو + اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہون
نے اپنے اولاد مین سے کسیکو صبح کے وقت

نائم نوم الصبحة فركضه برجله فقال قم لا انام الله عينك اتنام فى الساعة التى تقسم فيها الارزاق اما علمت انما النوم اتى قال العرب مكرهة مكسلة مهرقة منساة للحاجة ثم قال النوم ثلثة خلق وخرق وحمق فاما الخلق فنومة الهاجرة واما الحمق فنومة الضحى الصبح واما الخرق فنومة اخر النهار لاينامها الا احمق او سكران اومريض

باب آداب الاكل

قال الفقيه رحمه الله يستحب غسل اليدين قبل الطعام وبعده فان فيه بركة كروى زاذان عن سلمان قال قرأت فى التورية الوضوء قبل الطعام وبعده يعنى غسل اليدين بركة فذكرت ذلك لرسول الله عليه الصلوة والسلام فقال نعم الوضوء قبل الطعام وبعده بركة ولاياكل طعاما حارا لانه روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال ابردوا بالطعام فان

سو ٹھوکر مارے اُسکو اور کہا اُٹھہ تیرے آنکھون کو اللہ نہ سولائے کیا ایسے وقت مین سوتا ہے جس مین رزق تقسیم ہوتے ہین کیا تو نہین جانتا یہ نیند وہ ہے جسکو اہل عرب کہتے ہین سُستی لانے والی بڑھاپا لانے والی ہے اور دیر کرنے والی حاجت مین + پھر فرمایا نیند تین طرح کی ہے ایک خلق دوسرے خرق تیسرے حمق سو خلق تو نیند دوپہر کی ہے اور حمق نیند اول دن کی ہے اور خرق نیند آخر دن کی ہے ایسے وقتون مین نہین سوتے مگر احمق یا نشہ باز یا بیمار +

باب چھپن مین کھانے کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے مستحب ہے دہونا ہاتھون کا کھانے سے پہلے اور پیچھے اسلئے کہ اسمین برکت ہے + اور زاذان سلمان سے روایت کرتے ہین کہ مین نے توریت مین پڑہا ہے دہونا ہاتھونکا کھانے سے پہلے اور پیچھے موجب برکت ہے پس اسکا ذکر مینے رسول اللہ صلعم سے کیا آپنے فرمایا ہاتھون کا دہونا کھانے سے پہلے اور پیچھے سبب برکت کا ہے + اور نہ کھاے کھانا بہت گرم اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کھانے کو ٹھنڈا کرکے کھاؤ اسلئے کہ گرم مین

الحار غیر ذی برکۃ ولا یشم الطعام فان
ذلک من عمل البہائم وروی عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال لا تشموا
الطعام کما یشم البہایم ولا ینفخ فی الطعام
والشراب فان ذلک سوء الادب وروی
عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ نہی ان ینفخ فی الاناء
او یتنفس فیہ واذا بدات فقل بسم اللہ
ولیکن طعامک من حلال لانہ یقال ان
من کان طعامہ من حرام فاذا قال بسم اللہ
یقول لہ الشیطان کلا انی قد کنت معک
حین اکتسبتہ فانا شریکک فیہ فلا افارقک
الان واذا کان طعامک من حلال فذکرت
اسم اللہ علیہ یہرب الشیطان منک واذا
نسیت یشارکک الشیطان فیہ فذلک
قولہ تعالی وشارکہم فی الاموال و
الاولاد واذا قلت بسم اللہ فارفع صوتک
حتی یلقن من معک وروی عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اذا اکل

گرم مین برکت نہین + اور نہ سونگہے کہانے کو اسلیئے کہ یہ فعل
چوپایون کا ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ سونگہو کہانے کو جیسا سونگہتے ہین چارپائے اور نہ
پہونک ماری جاوے کہانے اور پانی مین اسلئے کہ یہ بے
ادبی ہے اور عکرمہ بواسطہ حضرت ابن عباس کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے برتن مین
پہونک مارنے سے اور برتن مین سانس لینے سے منع
فرمایا ہے + اور جب کہانا شروع کرے تو پڑہ بسم اللہ
اگر کہانا حلال ہو اسلئے کہ کہانا اگر حرام کا ہوگا اور
پہر بسم اللہ کہے تو شیطان کہتا ہے ہرگز نہین مین تیرے ساتہہ
تہا جب تونے اس مال کو کمایا تہا اب بہی مین تیرا شریک
ہون الگ نہین ہوسکتا + اور جب ہو کہانا تیرا حلال پہر
ذکر کرے تو اسپر اللہ کا نام تو شیطان بہاگ جائیگا اور جب
بسم اللہ کہنا بہول جائیگا تو البتہ شیطان شریک ہوگا یہی
مراد ہے اس قول اللہ تعالی سے (اور شریک ہو تو
انکے مالون اور اولادون مین) اور جب کہے تو
بسم اللہ تو پکار کے کہہ تا کہ تیرے ساتہی بہی
بسم اللہ کہین + اور مروی ہے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے جب کوئی تم مین سے کہانا

احدکم طعاما فلیذکر بسم الله ولیاکل
مما یلیه ولیاکل بیمینه وایاکم الذروة
فان البرکة تنزل من اعلاها ولا یاکل
احدکم بشماله فان الشیطان یاکل بشماله
ویشرب بشماله واذا وقع طعام احدکم
فلا یقم حتے یرفع فاذا رفع احدکم لقمة
فلا یلتفت حین یرفع واجتمعوا علے
طعامکم یبارک لکم فیه وهذا کله عن النبی
علیه الصلوة والسلام وروت عائشة
رضی الله عنها انه قال اذا اکل احدکم
طعاما فلیقل فی اوله بسم الله فان نسی
فی اوله فلیقل فی اخره او وسطه وقال
عبد الله بن مسعود اذا دخل الرجل
منزله فاکل ولم یسم اکل معه الشیطان
فان ذکر اسم الله منع الشیطان عن بقیة
طعامه وتقی ء ما اکل واستانف طعاما
جدیدا ومن السنة ان یاکل بیمینه لما
روی ایاس بن سلمة عن ابیه عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه رای رجلا یقال

شروع کرے تو بسم اللہ کہے اور اپنے آگے سے کہاے اور
داہنے ہاتہہ سے کہاے کہانے کے بیچمین سے نہ کہاے
اسلئے کہ برکت بیچمین اُترتی ہے اور بائین ہاتہہ سے نہ کہاے
اسلئے کہ شیطان بائین ہاتہہ سے کہاتا پیتا ہے + اور جب
اگر پڑے کہانا تو حتے الوسع اُٹہالی + جب کوئی شخص
لقمہ کہانے کو اُٹہائے تو اور طرف نہ دیکہے + ملکر
کہانا کہایا کرو کیونکہ اسمین برکت ہوتی ہے + اور یہ
سب حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین +
اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ جب کوئی تم مین
سے کہانا کہائے تو اول بسم اللہ کہہ لے اگر اول مین بہول
جائے تو آخر مین یا بیچ مین کہہ لے + اور کہا عبد اللہ
بن مسعود رضہ نے جب داخل ہو آدمی گہر مین اور کہانا
کہانا شروع کیا اگر بسم اللہ نہ پڑہے تو شیطان ساتہہ
کہاتا ہے اور اگر بسم اللہ پڑہ لے تو شیطان باقی کہانے
سے رُک جاتا ہے اور جتنا کہا لیتا ہے وہ قے کر دیتا
ہے اور پہر نئے سر سے کہانے کا ارادہ کرتا ہے + اور سنت ہے
داہنے ہاتہہ سے کہانا اسلیئے کہ ایاس بن سلمہ بواسطہ
اپنے باپ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے دیکہا ایک شخص کو کہ اُسکا نام

له سیرانی من قبیلة اشجع یاکل بشماله فقال
له کل بیمینک قال لا استطیع فقال له لا
استطعت فقیل فما وصلت یده الی فیه
ومن السنة ان لا یاکل الطعام من وسطه
لانه روی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
رض عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
البرکة تنزل من وسط الطعام فکلوا من
حافتیه ولا تاکلوا من وسطه وروی الحسن
عن النبی علیه الصلوة والسلام قال لا تاکلوا
الطعام من فوقه فان البرکة تنزل من فوقه
فان قیل قد روی عن ابن عباس رضی الله عنه
انه اکل من وسط الطعام وقال اکل البرکة
ولا ادعها قیل له احتمل انه فعل ذلک بعد
ما اکل من حافتیه ومن السنة ان یلعق
اصابعه قبل ان یمسح بالمندیل وترکه من
امر العجم وامر الجبابرة والفراعنة وکذلک
یلعق القصعة ویقال ان القصعة تستغفر
لمن یلعقها وروی عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال ان الله وملائکته یصلون

سیرین تہا اور قبیلہ اشجع مین سے تہا کہ بائین ہاتہہ سے
کہاتا ہے آپنے فرمایا دائین ہاتہہ سے کہا کہا دائین سے
نہین کہا سکتا پس آپنے فرمایا نہ کہا سکیو تو بس کہا گیا
کہ آئندہ سے کبہی اُسکا ہاتہہ موںہہ تک نہ پہنچا + اور
یہہ بہی سنت ہے کہ کہانے کو بیچ مین سے نہ کہاے
اسلیئے کہ سعید بن جبیر بواسطہ ابن عباس کے نبی علیہ السلام
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برکت کہانے کے
بیچمین اُترتی ہے پس کنارون سے کہاؤ بیچ سے نہ کہاؤ
اور مروی ہے حسن سے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہانا اوپر سے
نکہاؤ اسلیئے کہ برکت اوپر ہی اُترتی ہے + اگر کوئی
کہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنہون نے بیچ مین
سے کہایا اور کہا مین برکت کہاتا ہون چہوڑتا نہین تو
جواب مین یہ کہا جائیگا کہ احتمال ہے کہ کنارون کے
کہانیکے بعد بیچ مین سے کہایا ہو + اور یہ بہی سنت ہے کہ
انگلیون کو رومال سے پونچہنے سے پہلے چاٹلے اور نہ چاٹنا
اُنکا عجمیونکی عادت ہے اور متکبرین اور فرعونون کی ہے
اور اسیطرح رکابی کو بہی چاٹ لے + اور کہا جاتا ہے
کہ برتن چاٹنے والے کے واسطے استغفار کرتا ہی اور
مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ اللہ تعالی اور فرشتے رحمت بہیجتے ہین

على الذين يلعقون اصابعهم وروى عن
عطاء عن ابن عباس رضى الله عنه ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال اذا اكل احدكم فلا
يمسح يده بالمنديل حتى يلعق اصابعه
وروى جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
من يلعق القصعة تقول القصعة اللهم
اعتقه من النار كما اعتقني من يد الشيطان
وروى جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه امر بلعق القصعة وروى عن عبد الله
ابن ابى بريدة قال رايت ابن عباس يلعق
اصابعه الثلثة اذا اكل وروى جابر عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
طعم احدكم فلا يمسح يده حتى يمصها فانه
لا يدرى فى اى طعام يبارك له عن عبد الله
ابن ابى يزيد رض قال رأيت ابن عباس
رضى الله عنه يلعق اصابعه اذا اكل وروى
جابر ان النبي عليه الصلوة والسلام امر
بلعق الصحفة ومن السنة ان ياكل ما يسقط
من المائدة لما روى حجاج السلمى ان النبي

اُنگلیون کے چاٹنے والون پر + اور عطا ابن عباس
سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلعم نے فرمایا جب کوئی
تم مین کچھہ کہائے تو رومال سے ہاتھہ نہ پونچھے جب تک
انگلیان نہ چاٹ لی + اور جابر نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین جو شخص برتن کو چاٹ لیتا ہے
تو برتن دعا کرتا ہے کہ اے الله اسکو آگ سے آزاد کر
جیسے اسنے شیطان کے ہاتھہ سے مجھے آزاد کیا +
اور پھر جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے برتن چاٹنے کا حکم فرمایا ہے + اور عبد الله
بن ابی بریدہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو
تینون اُنگلیان چاٹتے دیکھا ہے جب کبھی کہانا کہاتا
ہے + اور جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانا کہائے تو ہاتھہ پونچھے
یہانتک کہ ہاتھہ نہ چوس لے اسلئے کہ اسکو کیا خبر ہے کہ
کس جزو مین برکت ہے + اور عبد الله بن ابی یزید
کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو انگلیان چاٹتے دیکھا جب
کبھی کہانا کہایا ہے اور روایت ہے جابر سے کہ نبی صلعم نے رکابی کے چاٹنے
کا حکم فرمایا + اور مسنون ہے دسترخوان سے گرے ہوے
کو کہانا اسلیئے کہ حجاج اسلمی نبی صلے الله علیہ

ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام قال من اکل
ما یسقط من المائدۃ لم یزل فی سعۃ من
الرزق وفی الحمق عنہ وعن ولدہٖ وولد ولدہٖ
وروی جابر عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال اذا سقطت لقمۃ احدکم فلیاخذھا
ولیمط عنہا الاذی ولیاکلہا ولا یترکہا
للشیطان ومن السنۃ ان لا یجمع بین الفاکھۃ
وبین البقل فی طبق واحد وروی عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ نہی ان یجمع بین
التمر والنوی علی الطبق الواحد ومن السنۃ
ان یحمد اللہ تعالی اذا فرغ من الطعام وروی
ابوبکر الہزلی عن عطاء عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ قال اذا کان فی الطعام
اربع خصال فقد کمل شانہ اذا کان اولہ
من حلال فاذا اکل ذکر اسم اللہ تعالے
ثم یکثر علیہ الایدی واذا فرغ منہ
یحمد اللہ تعالی ولا ینبغی ان یرفع صوتہ
بالحمد للہ الا ان یکون جلساءہ قد فرغوا
من الاکل لان فی رفع الصوت منعا لہم

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جسنے دسترخوان
کے گرے ہوے کو کہایا اُسپر رزق کی ہمیشہ وسعت
رہیگی اور وہ اور اُسکی اولاد حمق سے محفوظ رہیگی + اور
جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب کسیکی ہاتھہ سے لقمہ گر جاوے تو اُسکو
اُٹھالے اور صاف کرکے کہالے شیطان کے لیے نہ چھوڑے
اور مسنون ہے یہ کہ نہ جمع کرے میوے اور ترکاری
کو ایک برتن مین یعنے ایک وقت مین دونون کو کہاوے
اسلئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمع کرنے کو
منع فرمایا ہے اور مسنون ہے الحمد للہ کہنا کہانے
سے فارغ ہونے کے بعد + اور ابوبکر ہزلی بواسطہ
عطا کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
جس کہانے مین چار باتین ہون وہ کہانا خوب ہے
اول تو حلال کا ہو دوسرے اُسپر بسم اللہ کہی جاوے
تیسرے بہت سے آدمی اُسکو کہاوین چوتھے بعد
فراغت کے الحمد للہ پڑہی جاوے + اور لائق نہین
انسان کو کہ الحمد للہ پکار کر کہے مگر ساتھی اُسکی کہا
چکے ہین تو مضایقہ نہین کیونکہ الحمد للہ پکار کر کہنا گویا
اونکو منع کرنا ہے + اور مستحب ہے ابتدا نمکین

عن الاكل ويستحب له ان يبدأ الطعام
بالملح ويختم به فان ذلك من السنة ويقال
فيه شفاء من سبعين داء ويستحب ان
ياكل مما يليه والاجتماع على الطعام افضل
من فرادى وقد روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده
وضرب عبده ومنع رفده ويقال احب
الطعام الى الله تعالى ما كثرت فيه الايدي
ويكره للانسان ان يكثر الاكل حتى يملاء
بطنه وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ما ملاء ابن ادم وعاء شرا من بطنه
فان كان لابد من ذلك فينبغي ان يجعل
بطنه اثلاثا فثلث للطعام وثلث للشراب
وثلث للنفس ويقال في قلة الاكل منافع
كثيرة منها ان يكون الرجل اصح جسما واجود
حفظا واذكى فهما واقل نوما واخف نفسا
وفي كثرة الاكل مضار كثيرة منها تخمة ويتولد
منه الامراض المختلفة ويقال اذا كانت
العلة من قلة الاكل صلحت بمؤنة قليلة

کے ساتھ کرنی اور اُسی پر ختم کرنا اسلیئے کہ یہ بھی مسنون
ہے اور مشہور ہے کہ اسطرح کرنے مین ستر مرضون کے لئے
شفا ہے + اور اپنے آگے سے کھانا مستحب ہے + اور ملکر
کھانا تنہائی سے بہتر ہے + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آدمی وہ بہت برا ہے جو تنہا کھاے اور غلام کو مارے
اور پیالہ مانگا نہ دے + اور کہا جاتا ہے محبوب تر
اللہ کے نزدیک وہ کھانا ہے جسپر بہت سے ہاتھ
پڑین + اور مکروہ ہے آدمی کے لیئے پیٹ بھر کے کھانا
اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ کوئی برتن جو آدمی
بھرے پیٹ سے زیادہ بُرا نہین اگر آدمی کو پیٹ ناچار کرے
تو چاہیئے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک کھانے کے لیئے
ایک پانی کے لیئے ایک سانس کے لئے + اور کہا جاتا ہے
کہ کم کھانے مین بہت فائدے ہین اُنمین سے یہ ہے
کہ آدمی تندرست رہتا ہے حافظہ درست رہتا ہے سمجھ
تیز رہتی ہے نیند کم آتی ہے سانس آسانی سے آتا جاتا
ہے + اور زیادہ کھانے مین بہت نقصان ہین اُنمین
سے ایک تو تخمہ ہے کہ وہ امراض مختلفہ کو پیدا کرتا ہے
اور کہا جاتا ہے کہ بیماری اگر کم کھانیکے سبب سے پیدا ہوتی
ہے تو اُسکی اصلاح تھوڑی سی دقت سی ہو جاتی ہے

واذا كانت العلة تولدت من كثرة
الاكل يحتاج الى مؤنة كثيرة حتى يدفعها
وقال بعض الحكماء ثلثة اصناف من الناس
يبغضهم الناس من غير ان يكون لهم منهم اذى
البخيل والمتكبر والاكول

باب اجابة الدعوات

قال الفقيه رحمه الله اذا دعيت الى الوليمة
فان لم يكن ماله حراما ولم يكن فيها فسوق
فلا باس بالاجابة وان كان ماله حراما فلا
تجبه وكذلك اذا كان فاسقا معلنا فلا
تجبه ليعلم انك لست براض بفسقه فاذا
اتيت وليمة فرأيت فيها منكرا فانههم عن
ذلك فان لم ينتهوا عن ذلك فارجع لانك
لو جالستهم يظنون انك راض بفعلهم
وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
من تشبه بقوم فهو منهم وقال بعضهم
اجابة الدعوة واجبة لا يسع تركها
واحتجوا بما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من لم يجب الدعوة فقد

اور اگر وہ کثرت سے کہانی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے تو بہت
دقت اور دشوار سی ہے جاتی ہے + اور کہا بعض حکما نے
تین طرح کے آدمی ایسے ہین کہ مخلوق اُنکو بُرا جانتی ہے
حالانکہ اُنکو اُنسے کچہہ تکلیف نہین پہنچتی ایک بخیل دوسرا
متکبر مغرور تیسرا بہت کہانے والا

باب ستاون مین دعوت کے قبول کرنیکا بیان ہے،

کہا فقیہ رح نے جب تو بُلایا جاوے ولیمہ مین تو اگر حرام کا
مال نہو اور فسق و فجور بہی وہان نہو تو قبول کرلے
اور اگر مال حرام ہے یا بُلانے والا باعلان فسق
کرتا ہے تو تو قبول نکر تا کہ وہ جانے کہ تو اُسکے فسق
سے راضی نہین + پس جب تو ولیمہ مین جائے اور
وہان بیٹہا رہیگا تو وہ گمان کرینگے کہ تو اُنکے فعل
سے خوش ہے اور اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جو شخص تشبہ کرے کسی قوم سے تو وہ اُنہین مین سے
ہے + اور بعضے کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا
واجب ہے رد کرنا اُس کا جائز نہین اور
دلیل مین یہ روایت لاتے ہین کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو دعوت قبول نکرے
وہ ابوالقاسم کا یعنے ہمارا نافرمان ہے + اور

فقد عصی ابا القاسم وقال عامة العلماء
الاجابة ليست بواجبة ولكنها سنة
والافضل ان يجيب اذا كانت وليمة
يدعی فيها الغنی والفقير لان النبی عليه
الصلوة والسلام قال لو دعيت الی كراع
لاجبت ولو اهدی الی ذراع لقبلت واما
الخبر الذی ورد من لم يجب الدعوة فقد
عصی ابا القاسم فانه انما ورد لان القوم
كانت بينهم عداوة فی الجاهلية فكانت
بالاجابة الفة وفی تركها عداوة فاوجب
رسول الله صلی الله عليه وسلم عليهم الاجابة
فاذا لم يخف هذا المعنی فالرجل بالخيار
ان شاء اجاب وان شاء ترك والاجابة افضل
لان فيه ادخال السرور علی المؤمن قال بعض
الحكماء من دعانا فابينا فله الفضل علينا
فاذا نحن اجبنا رجع الفضل الينا واذا
توسك انسان فاجبته فاياك ان تمتنع
من الحضور الا بعذر ظاهر لان فی الامتناع
بعد الاجابة جفاء وفيه ايضا خلاف الوعد

اور عام علما کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا واجب
نہین سنت ہے ہان افضل یہ ہے کہ قبول کرلے
اگر ایسا ولیمہ ہو جس مین امیر غریب سب بلائے
جاتے ہون اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
اگر بلایا جاؤن مین طرف ایک پانوٗن بکری کے کہانے
کے لئے تو قبول کرلون اور اگر ہدیہ دیا جاؤن مین
دستکے گوشت کا تو قبول کرلون + اور وہ حدیث جسکا
یہ مضمون ہے جو دعوت قبول نکرے وہ نافرمان ہے اُسکا
یہ حال ہے کہ یہ حدیث ایک ایسی قوم کے واسطے آئی ہے
کہ زمانہ جاہلیت مین اُنمین عداوت تھی اور دعوت کے قبول
کرنیمین محبت پیدا ہوتی ہے اور انکار مین دشمنی اسلئے رسول
صلعم نے اُنکے واسطے دعوت قبول کرنیکو واجب کردیا تہا پس جب
آدمیکو ناخوشی کا خوف نہو تو اُسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے
چاہے نکرے مگر پہر بہی قبول کر لینا افضل ہے اسلئے کہ اسمین
مسلمانکا جی خوش ہو جائیگا + کہا بعض حکما نے جسنے ہمارے دعوت
کی اگر ہمنے انکار کردیا تو اُسکو ہمپر فضیلت ہے اور جو ہمنے قبول کرلی
تو ہمکو وہ فضیلت حاصل ہوگئی + اور جب کسینے تجہی بلایا اور تونے آنیکا وعدہ
کرلیا تو اب ضرور جانا چاہیے مگر کوئی معذوری پیش آجائے تو خیر
اسلئے کہ دعوت مان لینے کے بعد نجانا ظلم ہے اور دوسرے اسمین خلاف وعدہ بہی ہے

واذا دعيت الى وليمة وانت صائم فاخبره
بذلك فان كان لا بد لك من الحضور فاجبه
فاذا دخلت المنزل فان كان صوم ملك
تطوعا فان كنت تعلم انه لا يشق عليه فلا
تفطر وان علمت انه يشق عليه امتناعك
من الطعام فان شئت فافطر فاقض يوما
مكانه وان شئت فلا تفطر والافطار
افضل لان فيه ادخال السرور فى قلب
المؤمن وروى ابو سعيد الخدرى رضى
الله عنه عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه اضافه رجل مع اصحابه وكان فيهم
رجل صائم فقال له النبى عليه الصلوة
والسلام اجب اخاك وافطر واقض
يوما مكانه وروى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا دعى احدكم الى طعام
فليجب ان كان مفطرا فلياكل وان كان
صائما فليصل يعنى يدعو لهم بالبركة وروى
عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه دعى الى
طعام فجلس ووضع الطعام فمد يده فقال

اگر تو کسیکے ولیمہ مین بلایا جاے اور روزہ دار ہو تو کہدے مین
روزہ سے ہون اگر وہان جانا ضروری ہو تو جانے کا وعدہ کرلے
پہر جب تو وہان پہنچے تو اگر روزہ نفلی ہو اور صاحب خانہ
کو تیرے نہ کہانے سے رنج نہ ہو تو روزہ توڑنے کی
ضرورت نہین اور اگر رنج ہو تو تجہے توڑنے نہ توڑنے
مین اختیار ہے اگر توڑے تو قضا کردینا مگر توڑ دینا افضل
ہے اسلیئے کہ اسمین مسلمان کا دل خوش ہو جائیگا
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
آپکی مع صحابہ کے دعوت کی ایک شخص اُنمین روزہ
سے تہا سو اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنی بہائی کی دعوت قبول کر اور روزہ توڑدے پہر قضا
کردینا ٭ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانے کے واسطے
بلایا جائے تو قبول کرلے اگر روزہ دار نہین ہے تو
کہالے اور اگر روزہ دار ہے تو اُن کے واسطے برکت
کی دعا کرے ٭ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آپ کسی مجلس مین کہانے کے لئے
بلائے گئے اور کہانا آگے رکہا گیا سو آپنے ہاتہہ بڑہایا اور کہا

كلوا بسم الله ثم قبض يده فقال انى صايم
وقال الآخرون ان الافطار افضل لان فيه
ادخال السرور على المؤمن والله اعلم باب

اداب الضيافة

قال الفقيه رحمه الله يستحب للضيف ان
يجلس حيث يجلس لان صاحب البيت
اعرف بعورة اهل بيته من غيره ويقال
على الضيف اربعة اشياء اولها ان يجلس
حيث يجلس والثانى ان يرضى بما قدم
اليه والثالث ان لا يقوم الا باذن رب
البيت والرابع ان يدعو له اذا خرج وكان
النبى عليه الصلوة والسلام اذا خرج
يقول افطر عندكم الصائمون واكل
طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة
وتنزلت عليكم الرحمة ولا ينبغى للضيف
ان يسهى على رب البيت الا بالماء
والملح ولا يعيب طعامه فما وجد اكل
وحمد وهو الادب ويقال فى المثل ليس
للضيف ما اشتهى وتمنى وان للضيف

کہاؤ اللہ کے نام پر پہر ہاتہہ کہینچ لیا اور فرمایا مین تو روزہ دار
ہون آور کہا بعضون نے روزہ کا توڑ دینا افضل ہے اسلئے کہ
اسمین مسلمان کا دل خوش ہوگا باب اٹہاون مین

مہمانی کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ
رحمہ نے مہمان کے لئے مستحب ہے کہ جہان بٹہایا جائے بیٹہہ جائے
اسلئے صاحب خانہ اپنے گہر والونکی پردہ بے پردہ کا حال
خوب جانتا ہے ؛ آور کہا جاتا ہے مہمان پر چار باتین
لازم ہین اول تو جہان اُسکو بٹہایا جائے وہان بیٹہہ
جائے دوسرے جو سامنے اُسکے لایا جائے بخوشی کہائے تیسرے
بغیر اجازت صاحب خانہ کے نجائے چوتہے چلتے وقت
صاحب خانہ کے لیئے دُعاے خیر کرے ؛ آور نبی صلعم
کے عادت تہی کہ جب آپ دعوت کہاکر باہر نکلتے تو
فرماتے روزے داروں تمہارے یہان روزہ کہولا
نیک لوگون نے تمہارا کہانا کہایا رحمت بہیجی تمپر فرشتون نے
اور اُتری تمپر رحمت ؛ مہمان کو لایق نہین کہ صاحب خانہ
سے سوا پانی اور نمک کے کسی اور چیز کی فرمایش کرے اور
کہانے مین عیب نہ نکالے جو ملے کہالے اور شکر کرے
یہی ادب ہے ؛ اور مثل مشہور مین ہے مہمان کا یہ حق نہین
کہ اپنی آرزو اور تمنا نکالے مہمان کا حق یہی ہے

ما يقدم اليه واذا كان على المائدة من هو
اكبر منك فلا تبتداء قبله فانه يقال الصلاة
للسلطان والبداية لذى السن وذكران
حكيما دعى الى طعام فقال اجيبك بثلثة
شرائط اوله ان لا تتكلف ولا تخون
ولا تجور فقال ما التكلف قال ان تتكلف
بما ليس عندك قال وما الخيانة قال ان
تبخل بما عندك ولا تقربه الى ضيفك
قال وما الجور قال ان تحرم عيالك وتوثر
ضيفك عليهم فاذا دعوت قوما الى طعام
فان كان القوم قليلا فان جلست معهم
فلا باس وان تخدمهم على المائدة فهو
احسن لان خدمتك اياهم على المائدة
من المروة وان كان القوم كثيرا فلا
تقعد معهم واخدمهم بنفسك فان اكرام
الضيف ان تخدمهم بنفسك وذكر في
قول الله تعالى هل اتك حديث ضيف
ابراهيم المكرمين قال كان اكرامهم خدمته
بنفسه ويستحب ان يقول للضيف احيانا

کر جو اُسکے آگے رکہا جاے * اور جب دسترخوان پر تجہسے بڑا جو
ہو تو اُس سے پہلے کہانا نہ شروع کر اسلیے کہ صدر کی جگہہ بادشاہ
کا حق ہے اور ابتدا کرنا کہانے مین بڑے کا حق ہے اور مشہور ہے
کہ ایک حکیم کی کسی نے دعوت کی کہا تین شرطون سے قبول کرتا ہون
اول یہ کہ تکلف نکریو دوسرے یہ کہ خیانت نکریو تیسرے یہ کہ
ظلم نکریو اُسنے پوچہا تکلف کیا ہے کہا تکلف یہ ہے کہ جو تیرے
پاس نہو اُسکی فکر کرنا کہا خیانت کیا ہے کہا یہ ہے کہ جو تیرے
پاس ہو اُسپر بخل کرے مہمانکو نہ کہلاے کہا ظلم کیا ہے کہا یہ ہے
کہ اہل وعیال کو تو محروم رکہے اور مہمان کو کہلاے *
اور جب تو کسی قوم کی دعوت کرے سو اگر وہ تہوڑے ہون
تو اگر ساتہہ اُنکے بیٹہہ جاے تو کچہہ مضایقہ نہین اور
اگر خدمت مین رہے تو اُنکی تو بہت اچہا ہے اسلیے کہ
دسترخوان پر خدمت کے لیے حاضر رہنا مروت مین
داخل ہے اور اگر قوم بہت ہو تو اُنکے ساتہہ نہ بیٹہہ تو خود
خدمت کر اسلیے کہ مہمان کی تعظیم یہی ہے کہ تو خود اُنکی خدمت
کرے * اور ذکر کیا گیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے جسکا ترجمہ
یہ ہے (پہنچی ہے تجہکو بات ابراہیم کے مہمانونکی جو عزت والے
تہے) کہا علما نے اُنکی تعظیم یہ تہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
خود خدمت کرتے تہے * اور مستحب ہے کبہی کبہی مہمان کو کہنا

كل من غير الحاح لان الفرس قد يشرب
احيانا بغير صفير ومع الصفير اكثر شربا
والبعير يشرب بغير هر ومع الهر اكثر
فكذلك الضيف اذا قلت له كل كان اكله
اهنئ واشهى ولا تلح عليه فان الالحاح
مذموم ولا تكثر السكوت عند الاضياف
فتدخل عليهم الوحشة ولا تغب عنهم فان
ذلك من الجفاء والحقارة ولا تغضب على
الخادم عند الاضياف لانه يقال افضل
ما يبذل للضيف ويكرم به الوجه الطلق
والوجه الجميل والرفق واقصى كرامة الضيف
الوجه الطلق ولا ينبغي ان تجلس معهم
من يثقل عليهم فان الثقل ينغص الطعام
فاذا فرغوا من الطعام فاستاذنوا وينبغي
ان لا يمنعهم فان ذلك ربما يثقل عليهم
ويأذن بالخروج وروي عن محمد بن سيرين
انه قال لا تكرم اخاك بما يكره وذكر ان
حكيما اضافه رجل فقال له اجيبك بثلثة
شرائط احدها ان لا تطعمني سما والثاني

کہاؤ لیکن بغیر اصرار کے اسلیے کہ گہوڑا بغیر سیٹی کے پانی
تہوڑا پیتا ہے اور سیٹی سے زیادہ پیتا ہے اور اونٹ بغیر حُدی
کے تہوڑا پانی پیتا ہے اور حدی سے زیادہ پیتا ہے اسیطرح
مہمان کو جب کہا جاتا ہے کہاؤ تو وہ رغبت سے اور مزے
سے کہاتا ہے لیکن اصرار بیجا ہے اسلیے کہ اصرار بُرا ہے +
اور مہمانون کے پاس چُپکا نہ بیٹہا رہ کبہی گہبرائین اور
اُنسے غایب بہی نہو اسلیے کہ یہ ظلم ہے اور حقارت ہے
اور خادم پر مہمانون کے سامنے غصہ نہو اسلیے کہ مہمان کے
لیے جو امر افضل ہے وہ یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور نرمی سے
پیش آئے اور انکی تعظیم کی کشادہ پیشانی سے ہے +
اور لایق نہین کہ مہمانون کے ساتہہ ایسے لوگون کو
بٹہائے جو اُنکو بہاری معلوم ہون اسلیے کہ یہہ امر
کہانے کی لذت کو خاک مین ملا دیتا ہے جب مہمان
فارغ ہون تو اُنکو چاہیے اجازت مانگنی اور صاحب خانہ کو
لایق ہے کہ روکے نہین اسلیے کہ کبہی یہ روکنا اُنپر بہار ہوتا ہے
سو اُنکو جانیکی اجازت دیدے + اور ابن سیرین کہتے ہین کہ
اپنے بہائیکا اکرام اسطرح نکر کہ اُسکو بُرا معلوم ہو + اور ذکر کیا
گیا کہ ایک حکیم کی کسینے دعوت کی سو کہا حکیم نے تین شرطون
سے قبول کرتا ہون ایک تو مجہے زہر نہ کہلائیو دوسرے

ان لاتجلس معی من هو احب الیك وابغض
الی والثالث ان لاتحبسنی فی السجن قال نعم
فلما دخل علیه اجلس معه صبیا صغیرا فلما
قدم الطعام وفرغ من الاکل جعل یلح علیه
فی الاکل فلما اراد الخروج قال له امکث
ساعة فقال له الحکیم قد ترکت العهود
کلها واذا حضر بعض القوم وابطاء آخرون
فالحاضر احق ان یقدم الیه الطعام عن المتخلف
ویقال ثلث یورث الکسل رسول یبطی
وسراج لایضیء وطعام ینتظر علیه من یجیٔ
وینبغی لصاحب الضیافة ان لایقدم الطعام
مالم یقدم الماء لیغسلوا ایدیهم فاذا اراد
ان یقدم الماء لغسل الایدی قبل
الطعام کان القیاس ان یبدا اولا بالصغار
ومن هو فی آخر المجلس ویوخر صاحب
الصدر لان فی ذلك حبسا عن الشروع
فی التناول فالبر فی تاخیره ولکن الناس
قد استحسنوا بالبدایة لصاحب الصدر
وان کان ذلك قبل الطعام وبعده ون

میرے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائیو جو تیرے نزدیک محبوب ہو
اور میرے نزدیک مبغوض ہو تیسرے مجھے قید خانہ مین قید
نکریو کہا اچھا پس جب حکیم اُسکے گھر گیا اُسکے ساتھہ چھوٹا
بچہ بٹھادیا جب کھانا کھا چکا تو اُس سے کہا نہین اور کچھ کھا جب جانیکا
ارادہ کیا کہنے لگا ذرا تو ٹھیرو کہا حکیم نے تو نے سب
عہد توڑ دیے + اور جب بعض لوگ آگئے اور بعض
ابھی نہین آئے تو جو آگئے ہین اُنکا حق ہے کہ کھانا
اُنکے سامنے رکھا جاے جو نہین آئے اُنکی رعایت سے
اُنکو نہ بٹھلائے رکھے + اور کہا جاتا ہے تین چیزین موجب
سُستی طبیعت کے ہین قاصد جو دیر کرے اور چراغ جو صاف
روشن نہو اور وہ کھانا جسکے لیے آنیکا انتظار کیا جاے اور
صاحب ضیافت کو چاہیے کہ کھانا پہلے آگے نہ رکھدے پہلے پانی
ہاتھہ دہونیکے لیے لائے اور جب پانی ہاتھہ دہونیکے لیے لایا جاے
تو قیاس تو یون چاہتا ہے کہ اُن بچونکی ابتدا اُن لوگونکی جو
آخر مجلس مین ہون ہاتھہ دہلائے جو صدر جگہہ مین بیٹھا
ہو اُسکے ہاتھ سب کے بعد مین دہلائے اسلیے کہ اسطرح کرنے مین
کھانا شروع کرنے سے روکنا ہے سو خوبی تاخیر مین ہے + مگر لوگ
صاحب صدر سے اوّل ہاتھہ دہلانے کو پسند کرتے ہین
اگرچہ کھانے سے پہلے ہو اور اُسیکو خوبی مین

ذلك من البر فان فعل ذلك فلا باس واذا
اولى بالماء وغسلوا ايديهم قبل الطعام
كان القياس ان لايمسح الغاسل يده
بالمنديل لانه غسل يده عن المس فلا
يمس بعد الغسل ولكن الناس قد
استحسنوا بمسح البلل بالمنديل فاذا فعل
ذلك فلا باس به واذا اراد وا غسل
ايديهم بعد الطعام فينبغي ان يبدا
باصحاب الصدر حتى ينتهي الى اخر المجلس
وقد كره بعض الناس افراغ الطست في
كل مرة وذهب الى ماروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال املؤا الطسوس
وخالفوا المجوس وقد روى
في خبر اخر اجمعوا وضوءكم يجمع الله
شملكم ويقال افراغ الطست في كل مرة
من فعل العجم وقال بعضهم لاباس به
وهو من المروة لان الدسومة اذا سالت
في الطست فربما ينتضح الى ثيابه فيفسد
عليه ثيابه وكان في الزمن الاول غالب

شمار کرتے ہین خیر اگر کوئی یون ہی کرے توبھی کچھہ مضایقہ
نہین پھر جب پانی آیا اور ہاتھہ دہولئے تو عقل یون
کہتی ہے کہ ہاتھون کو رومال سے نہ پونچھا جائے اسلیے
کہ ہاتھہ تو اسیواسطے دہوئے تھے کہ اور چیز انکو لگاتے تھے
سواے کسی اور چیز کو نہ چھوے لیکن لوگ ہاتھہ پونچھنے کو
پسند کرتے ہین خیر اگر یون ہی کرلے توبھی مضایقہ نہین +
اور جب بعد کھانے کے ہاتھہ دہونے چاہین تو بہتر ہے
کہ پہلے صدر والون کے ہاتہ دُہلائے جائین + اور بعضے
لوگون نے بار بار طشت کے پانی پھینکنے کو مکروہ کہا ہے
اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
طشتون کو بھر کر اوندہا کیا کرو اور مجوسیون کی مخالفت
کیا کرو ...... + اور دوسری حدیث مین
آیا ہے وضو کے پانی کو جمع کرلیا کرو تاکہ اللہ تعالی
تمکو جمعیت خاطر عنایت کرے + اور مشہور ہے کہ
ہر بار طشت کا اوندہانا عجمیونکی عادت ہے + اور بعضے
کہتے ہین اسمین کچھہ مضایقہ نہین بلکہ مروّت مین
داخل ہے اسلیئے کہ چکنائی جب طشت مین آجاتی
ہے تو اگر پانی آدمی کے کپڑے پر گر جائیگا تو کپڑے
خراب ہونگے اور پہلے زمانے مین اکثر کھانا روٹی اور

طعامهم الخبز والتمر او طعام فيه قليل الدسوم
واما اليوم اذا اكلوا الباجات والالوان
ويصيب ايديهم بذلك فلا باس بان يصبه
فى كل مرة واى الوجهين فعل فلا باس به
ويكره للرجل ان ينظر الى لقمة غيره لان فى
ذلك سوء الادب ولا ينبغى للضيف ان
يكثر الالتفات الى موضع الذى يؤتى
بالطعام لان ذلك مكروه عند الناس

باب التخلال

قال الفقيه رحمه الله روى حسن بن عون
عن ابن سيرين انه قال كان ابن عمر يامر
بالخلال ويقول اذا تركه وهن الاضراس
وروى جابر عن عمر بن الخطاب رضى الله
عنه انه قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه
يورث البرص ولا تخللوا بالقصب فانه
يورث الاكلة وقال الاوزاعى لا تخللوا
بالآس فان ذلك يورث عرق النساء
قال الفقيه اذا تخلل الرجل فما خرج
من بين اسنانه شئ من الطعام فان ابتلعه

کہاتے تہے یا ایسا کہانا تہا جس مین چکنائی کم ہوتی تہی
لیکن اِس زمانے مین طرح طرح کے سالن اور کہانے مرغن
کہائے جاتے ہین ہاتہہ چکنے ہو جاتے ہین تو اگر اِس زمانے
مین ہر دفعہ پانی پہینکدیا جاے تو کچہہ مضائقہ نہین بہر حال دونون
صورتون مین حرج نہین ✣ اور آدمی کو یہ نچاہیے کہ دوسرے کے
لقمہ کی طرف دیکہی الیہی کہ اِسمین بے ادبی ہے ✣ اور مہمان کو
یہ لایق نہین کہ جسطرف سے کہانا آتا ہو اُسطرفکو تاکتا رہے کیونکہ
یہ امر مخلوق کے نزدیک معیوب گنا جاتا ہے ✣ باب

دانتہہ مین خِلال کرنے کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ نے حسن ابن عون ابن سیرین سے روایت کرتے
ہین کہ حضرت عمر رض خِلال کو فرمایا کرتے تہے کہ اگر کوئی
خلال کو چہوڑیگا تو داڑہین ضعیف ہو جائینگی ✣ اور
جابر حضرت عمر رض سے روایت کرتے ہین کہ دُہوپ کے
پانی سے نہ نہاؤ کیونکہ یہ برص پیدا کرتا ہے اور نہ خلال
کیا کرو بانس کی خِلال سے کیونکہ یہ خارش پیدا کرتا ہے
اور اوزاعی کہتے ہین کہ آس کا خِلال نکیا کرو کیونکہ
یہ مرض عِرق النسا پیدا کرتا ہے ✣ کہا فقیہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اگر آدمی خلال کرے تو جو کچہہ دانتون
مین سے نکلے چاہے تو اُسے نگل لے اور چاہے

جاز وان القاه جاز وقد جاء في الاثر الاباحة
في الوجهين جميعا وهو روى ابو هريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من اكل طعاما
فتخلل فليلفظه وما لاك بلسانه فليبتلع
فمن فعل فقد احسن ومن لم يفعل فلا حرج
ويستحب له اذا اراد اكل اللحم ان ياكل قبله
لقمة او لقمتين او ثلثة من الخبز حتى يدل
المخلل ويكره الخلال بالريحان وبالآس
وبخشب الرمان ويستحب ان يكون
الخلال من الخلاف الاسود واذا كان
الرجل ضيفا عند انسان فتخلل بين اسنانه
فلا ينبغي له ان يرمي بالطعام الذي خرج
من بين اسنانه على ثياب المجلس لان
ذلك يفسد ثيابهم ولكن يمسكه فاذا
اتى بالطست لغسل اليد القاه فيه
ثم يغسل يده فان ذلك من المروة

باب الشرب

قال الفقيه رحمه الله يستحب ان يشرب
في ثلثة انفاس وهو قاعد ولو شرب

تھوکدے اور حدیث مین ان دونون کو مباح فرمایا
ہے ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے کھایا پھر خلال کیا تو
جو کچھہ خلال سے نکلے اُسکو تھوک دے اور جو زبان
کے لگانے سے نکلی اُسکو نگل لے جو کوئی یون کرے تو
بہتر ہے اگر نکرے تو کچھہ حرج نہین + اور مستحب ہے اگر گوشت کھانے
کا ارادہ ہے کہ لقمہ دو لقمہ روٹی کا کھالے تاکہ دانتون مین
جو سوراخ ہین وہ بند ہو جائین + اور مکروہ ہے خلال کرنا
نازبو اور آس کی لکڑی سے اور انار کی لکڑی سے اور مستحب ہے کہ
خلال کالی بید کا ہو + اور جب آدمی کہین مہمان ہو اور خلال
کرے تو اُسکو یہ لایق نہین کہ جو کچھہ دانتون مین سے نکلے اُسکو
وہان پھینکدے اسلیے کہ کسیکے کپڑون کو نہ لگجاے بلکہ
اُسکو اپنے پاس رکھے جب ہاتھ دہونے کے لیے
طشت آئے تو اُسمین ڈالدے پھر ہاتھہ دہولے اسلیے
کہ یہہ امر بھی مروت مین داخل ہے +

باب ساٹھوین مین پانی پینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ نے مستحب ہے تین سانس سے پانی
پینا بیٹھکر اور اگر ایک سانس مین یا کھڑا ہو کر کوئی

بنفس واحد او شرب قائما فلا باس وقد
جاءت الآثار فی الاباحة وقد جاءت بخلافه
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال لا تشربوا بواحد کشرب البعیر واشربوا
مثنی وثلث وسموا الله تعالی اذا شربتم
واحمدوه اذا فرغتم قیل کان النبی علیه
الصلوة والسلام اذا شرب الماء قال الحمد
لله الذی جعله عذبا فراتا برحمته ولم
یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا واذا فرغ
عن الطعام قال الحمد لله الذی اطعمنا
وسقانا وجعلنا من المسلمین وروی
قتادة عن انس بن مالک رضی الله عنه
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه نهی
عن الشرب قائما وروی عن النزال بن
سیرین انه قال رأیت علیا یشرب فضل
وضوئه قائما ثم قال ان ناسا یکرهون
الشرب قائما وقد رأیت رسول الله
علیه الصلوة والسلام فعل مثل ما فعلت
وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده

پیے تو بہی کچھ مضایقہ نہین حدیثین اسکے مباح
ہونے مین اور مباح نہونے مین دونون آئی ہین ٭
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوة والسلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ پیو تم ایک سانس مین اونٹ کی طرح پیو دو تین سانس لیکر
اور بسم اللہ کہو جب پیو اور الحمد للہ کہو جب پی چکو ٭ اور
مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب پانی پیتے تہے تو
پڑہتے تہے اللہ کا شکر ہے جسنے پانی کو میٹھا بنایا
اپنی رحمت سے اور نہ کردیا اُسکو نمکین کہارا ہمارے
گناہون کی شامت سے ٭ جب آدمی کہا چکے تو یہ
پڑہے اللہ کا شکر ہے جسنے کہلایا ہمکو اور مسلمان
بنایا ٭ اور قتادہ انس بن مالک سے روایت کرتے
ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہڑے ہوکر
پانی پینے سے منع فرمایا اور نزال بن سیرین کہتے
ہین کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو
کا پانی بچا ہوا کہڑے ہوکر پیتے دیکہا ہے پہر انہون
نے فرمایا لوگ تو کہڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ
کہتے ہین اور مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو اسطرح پیتے دیکہا ہے ٭ اور عمرو بن
شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه كان
يشرب قائما وقاعدا وعن نافع عن ابن عمر
قال كنا نشرب ونحن قيام وناكل ونحن
نمشي وروي عن ابي هريرة رض انه قال لو
يعلم الذي يشرب قائما ماذا عليه لاستقاء
قال الفقيه رحمه الله اذا شرب قاعدا فهو
احسن في الادب وابعد من الضرر والاذى
وروي عن الشعبي رض انه قال انما كره
الشرب قائما لانه يورث داء وانما كره
الاكل متكئا مخافة ان يعظم البطن يعني
ان النهي نهي الشفقة لا نهي التحريم كما
ان النهي ورد في الشرب في فم السقاء يعني
في فم القربة فهذا نهي الشفقة وليس بنهي
التحريم لانه لو شرب من فم القربة فان
ذلك يجوز وروي عن مجاهد انه قال لا
يشرب من قبل العروة والثلمة فان
الشيطان يقعد عليه يعني يقعي عليها

باب
فضل اليمنى على الشمال

روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کبہی کہڑے ہوکے
پیتے تہے اور کبہی بیٹہکر ✦ اور نافع ابن عمر سے روایت
کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ ہم تو کہڑے ہوکر اور چلتے
پہرتے بہی کہایا کرتے تہے اور ابو ہریرہ رض کہتے ہین کہ اگر جانے
کہڑا ہوکر پینے والا اسکو کہ اسپر کتنا گناہ ہے تو پانی پیا ہوا
قی کردے ✦ کہا فقیہ رح نے اگر پانی بیٹہکے پیئے تو بہتر ہے اور
ادب کے بابت ہے اور نقصان اور تکلیف سے نجات ہے ✦
اور شعبی کہتے ہین کہ کہڑے ہوکر پانی پینا صرف اس وجہ سے مکروہ
ہے کہ مرض کو پیدا کرتا ہے اور تکیہ لگاکر کہانا بہی صرف
پیٹ کے بڑے ہونے کے خوف سے مکروہ ہے یعنی یہ ممانعت
خیرخواہی کی وجہ سے ہی کچھ حرام نہین جیسے ممانعت
مشک کے مونہہ سے پانی پینے مین آئی ہے کیونکہ یہہ
ممانعت شفقت کی راہ سے ہے حرام نہین اگر کوئی
مشک کو مونہہ لگاکر پانی پی لے تو جائز ہے ✦ اور
مجاہد کہتے ہین کہ ٹوٹنی کو مونہہ لگاکر اور ٹوٹی ہوئی
جگہہ سے پانی نہ پیے اسلیئے کہ شیطان وہان بیٹہا
رہتا ہے ✦

باب اٹہتہوین مین یہ بیان ہے کہ
کہ دائین کو بائین پر فضیلت ہے

قال الفقيه رحمه الله اذا شربت شيئا
وعندك قوم يمينا وشمالا فابدأ بمن عن
يمينك لان لليمين فضلا على الشمال ولان
النبي عليه الصلوة والسلام كان يحب
التيامن في كل شيء وقال عليه السلام اذا
اعترض لكم طريقان فتيامنوا وروي سهل
بن سعد ان النبي عليه السلام اتي بقدح
من لبن فشرب وعن يمينه غلام وهو
احدث القوم والاشياخ عن يساره فقال
له اتاذن لي ان اعطي الاشياخ فقال لا ما
كنت لاوثر بنصيبي منك احدا يا رسول الله
فاعطاه اياه وروي انس بن مالك عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال كان عن يساره
ابوبكر الصديق وعن يمينه اعرابي فلما شرب
ناول الاعرابي قبل ابي بكر الصديق فقال
الاعرابي اول ابا بكر فقال عليه الصلوة
والسلام الايمن فالايمن وقال القائل شعر
صددت الكاس عنا ام عمرو فكان الكاس
مجريها اليمينا وروي ابوهريرة عن النبي

کہا فقیہ رح نے جب تو کوئی پینے کی چیز پیئے اور تیرے داہنے
بائین اور لوگ ہوں تو اول اسکو دی جو دائین بیٹھا ہو کیونکہ
دائین کو بائین پر فضیلت ہے اور اسلیے کہ نبی علیہ السلام
ہر کام مین تیامن کو پسند فرماتے تھے + اور فرمایا نبی
علیہ السلام نے جب تمہارے سامنے دو رستے ایک
مکان کے جانے کے آجائین تو دائین کو چلو + اور سہل
بن سعد کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ
دودھ کا آیا سو آپنے کچھ پیا اور دائین طرف آپکے ایک لڑکا
جو سب مین نو عمر تھا بیٹھا تھا اور بائین طرف بڈھے لوگ بھی
بیٹھے تھے آپنے اسکو فرمایا کہ بڈھوں کو پہلے دیدوں لڑکے نے
کہا ہرگز نہین آپکا تبرک کسیکو کیونکر دے سکتا ہوں چارہ نا چار آپنے
پہلے اسکو دیا + اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ بائین جانب آپکی حضرت ابوبکر تھے اور دائین
جانب ایک اعرابی تھا جب آپ پی چکے تو اول آپنے
اعرابی کو دیا اعرابی نے عرض کیا ابوبکر کو عنایت کیجیے
آپنے فرمایا دایاں پھر اس کے بعد دایاں
مستحق ہے + اور کہا شاعر نے ام عمرو نے پیالہ
ہماری طرف سے ہٹا لیا + اور دور پیالہ کا ہوتا داہنے
کو + اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ

عليه الصلوة والسلام انه قال اذا انتعلت
فابدأ باليمنى واذا نزعت فابدأ باليسرى
وقال لا يمشي احدكم في نعل واحد لينتعلهما
اوليخلعهما جميعا وروى عن عائشة رضى الله عنها
كانت تمشي في طريق فاصاب الخف في رجلها
فخلعت خفها وجعلت تمشي في خف واحد
وقالت لاخطئين ابا هريرة يعني اخالفه فيما
يقول لانه كان حلف ان هذا الخبر من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال الفقيه رح انه
كان بالعذر فلا باس به وان كان بغير
عذر يكره حتى يكون ذلك جمعا بين الخبرين
**باب الخروج من
المنزل والصحبة** قال الفقيه رح فيستحب
للرجل ان يقول عند خروجه من المنزل
بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة
الا بالله فانه بلغنا انه اذا قال بسم الله
يقول له الملك هديت واذا قال توكلت
على الله يقول له الملك كفيت واذا قال
لا حول ولا قوة الا بالله يقول له الملك وقيت

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب جوتی پہنے
تو اول دائین مین پہن اور جب نکالے تو پہلے بائین سے
نکال ٭ اور فرمایا تم سے کوئی شخص ایک پاؤن مین جوتی
پہنکر نچلے یا دونون مین پہنے یا دونون سے نکال ڈے ٭ اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہے کہ وہ ایکدن رستہ مین چلی جاتی تہین
تو موزہ اُنکے پانون مین لگ گیا آپنے اُسکو نکال ڈالا اور ایک
ہی موزہ پہنی چلتی رہین اور کہا مین تو ابوہریرہ کی خلاف بات
کرونگی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسکو منع فرمایا ہے ٭ کہا فقیہ رح نے کہ حضرت عائشہ
کا یہ فعل عذر سے تہا اسلیے کچہہ مضایقہ نہین اور اگر یہ
فعل بغیر عذر کے ہو تو مکروہ ہے **باب ساٹہوین مین
یہ بیان ہے کہ گہر سے نکلے تو کیا کیا کرے اور
رفیق کے ساتہہ کیونکر پیش آوے** کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمیکو گہر سے نکلتے وقت یہ کہے بسم اللہ اللہ پر
بہروسا کیا ہے مینے اور نہین قوت ہے کسی مین کسیطرحکی
مگر اللہ کی دی ہوئی کیونکہ ہمکو معتبر طور سے یہ بات پہنچی ہے کہ
جب کسی نے بسم اللہ کہی تو فرشتہ کہتا ہے ہدایت کیا گیا ہے تو
اور جب کہا توکلت علی اللہ تو فرشتہ کہتا ہے کفایت کیا گیا ہے تو اور جب
کہتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے فرشتہ محفوظ

ویستحب للرجل اذا خرج من المنزل ان
یغض بصرہ ولا ینظر یمینا ولا شمالا الا من غیر
حاجۃ ویجعل بصرہ حیث وضع قدمیہ لان
النظر یورث الشہوات واذا نظر یمینا وشمالا
تغفل عن اذی الطریق فیصیبہ وہو لا یشعر
واذا استقبلک المسلم فابدأ بالسلام و
استقبلہ بالبشاشۃ فان کان صدیقک
صافحہ ولا تنزع یدک من یدہ قبلہ وتبسم
فی وجہہ فانہ روی عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال ان من فعل ذلک محیت ذنوبہ
ویستحب للراجل مشیۃ فی جانب الطریق
والراکب فی وسط الطریق اذا کان فی المصر
ولو کان فی الفضاء فوسط الطریق للراجل
وجانباہ للراکب ویستحب للمتنعل ان
یوسع للحافی عن سہل الطریق واذا استقبلہ
الکافر والمرأۃ یختار لنفسہ سواء الطریق
وقد جاء فی کل ذلک الاثر روی صالح
عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رض عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام اذا استقبلکم الیہود

ہوگیا تو اور آدمیکو یہ مستحب ہے کہ جب گھر سے نکلے تو اپنی نگاہ
کو روکے رکھے بے ضرورت داہنے بائین نہ دیکھے اپنی نگاہ
قدمون پر رکھے اسلئے کہ اِدہر اُدہر دیکھنے سے خواہ نخواہ
طرح طرح کی خواہشین پیدا ہوتی ہین دوسرے داہنے بائین
کے دیکھنے مین رستہ کا خیال نہ رہیگا اور بے خبری مین
کوئی ایذا پہنچ جائیگی + جب تجھی کوئی مسلمان آ ملے تو پہلے
تو سلام کر اور خندہ پیشانی سے اُسکی طرف متوجہ ہو اگر وہ
دوست تیرا تو مصافحہ کر اور ہاتھ اپنے اُس سے پہلے الگ نکر اور
ہنس پڑ اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا
جسنے اسطرح کیا اُسکے تمام گناہ محو ہو گئے + اور پیدل
کے لیے یہ مستحب ہے کہ رستہ کے کنارے کنارے چلے اور
سوار بیچ مین چلے لیکن یہ حکم شہر کا ہے اگر جنگل مین ہو
تو بیچ کا رستہ پیادہ کے لیے ہے اور کناری سوار کے
واسطے اور جوتی پہنے ہوے کی لیے یہ مستحب ہے کہ ننگے پانون
والے کے واسطے اچھا اور نرم رستہ چھوڑدے + اور جب کافر یا عورت
سامنے سے آئے تو اپنے واسطے بیچ کا رستہ پسند کرے
اور اِن سب مین حدیثین آئی ہین + اور ابو صالح نے
اپنے باپ سے ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمکو یہودی یا نصرانی رستہ

والنصارى في الطريق فاضطروهم الى
اضيقها وروى المقداد عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس للنساء نصيب في سواء
الطريق ولا ينبغي للعاقل ان يتمخط ويبزق
في ممر الناس كيلا يصيب قذاءهم ويستحب
للرجل مجالسة المشايخ واهل الخير ويكره
مجالسة الاحداث والصبيان والسفهاء
لانه يذهب بالمهابة وربما يتخلق باخلاقهم
ويستحب المجالسة مع من يرغب في الآخرة
ويذكر الموت ويكره المجالسة مع اهل
الدنيا الحراص عليها الذين يخوضون
في امر الدنيا فانهم يفسدون على الرجل
قلبه وعيشه ودينه واذا استغنيت عن
دخول السوق فاقلل الدخول فيها فانه
يقال فيها مردة الشياطين والانس
ويقال فيها ذباب عليهن ثياب ويستحب
للرجل اذا دخل السوق ان يقول لا اله
الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت

مین آنا ملجاے تو رستہ کو تنگ کر دو + اور مقداد نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورتون
کا کوئی حصہ بیچون بیچ رستہ کے نہین + عاقل کو
لائق نہین کہ رستہ مین ناک صاف کرے یا تھوکے اگر او
لوگون کے پانون بھرین + اور مستحب ہے صحبت
مین بیٹھنا بوڑھون اور نیکون کے اور مکروہ ہے نو
عمرون لڑکون اور بیوقوفون کی صحبت مین بیٹھنا کیونکہ
آدمی کی ہیبت جاتی رہتی ہے چھچورا ہو جاتا ہے اور
انہین کے رنگ مین رنگا جاتا ہی اور مستحب ہے صحبت اختیار
کرنا اس شخص کے جو آخرت کی رغبت دلائی اور موت کو یاد دلاوے
اور مکروہ ہے ہمنشینی اختیار کرنی دنیا دارونکی ساتھ جو دنیا
کے حریص ہین اور اسی مین گھسے رہتے ہین اسلیے کہ دنیا دار
آدمی کے دل اور عیش اور دین کو خراب کر دیتے ہین اور اگر
بازار جانیکی ضرورت نہو تو اسمین کم جایا کرے اسلیے کہ
بازار مین سرکش شیطان اور انسان رہتے ہین یا
یون کہو بیٹرے کپڑے پہنے مکہی ہین + اور مستحب ہے آدمیکو
اگر داخل ہو بازار مین یہ کہے نہین کوئی لائق عبادت کے
مگر اللہ اکیلا اسکا کوئی شریک نہین اسیکا ملک ہے اسیکے
لیے سب تعریفین ہین وہی زندہ کرتا ہی وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے

ابداً والجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو
علی کل شئ قدیر فانہ روی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال من قال ذلک فی السوق فلہ
بعدد من فی السوق عشر حسنات

باب البیع والشراء

قال الفقیہ رحمہ اللہ روی عن عمر رضی اللہ
عنہ انہ قال لاینبغی ان یتجر فی اسواقنا
من لم یتفقہ فی الدین وروی عن علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ انہ قال من اتجر
قبل ان یتفقہ فقد ارتطم فی الربوا ثم
ارتطم وروی عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال رحم اللہ رجلا سھل البیع وسھل
الشراء وسھل القضاء وسھل التقاضی
وروی عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال من انظر معسرا او وضع عنہ اظلہ اللہ
یوم القیمۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ
وروی عن محمد بن سیرین انہ کان یدخل
السوق ویقول یا اھل السوق سوقکم
کاسد وبیعکم فاسد وجارکم حاسد

جلال والا اور اکرام والا اور اُسکی ہاتھہ مین بھلائی ہے اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جسنے بازار مین جاکر یہ کلمات کہے اُسکو بموافق
گنتے بازاریون کے دس دس نیکیان ملین گی +

تریسٹھوین باب مین بیع شرا کا

بیان ہے کہا فقیہ رہ نے حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہمارے بازارون مین وہ شخص
تجارت نکرے جو دین کے احکام مین سمجھہ بوجھہ نہ رکھتا
ہو اور حضرت علی رض فرماتے ہین جو شخص تجارت کرے اس سے
پہلے کہ دین مین سمجھہ حاصل کرے وہ سود خواری مین پڑ کے
پھر پڑے + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو بیع شرا مین حکم لگانے
مین تقاضا کرنے مین نرمی برتے + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص
قرضدار تنگدست کو مہلت دیدے یا معاف کردے تو اللہ تعالی
اُسکو قیامت کو اپنے عرش کے سایے مین جگہہ دیگا اور اُسدن
سوائے عرش کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہوگا + اور محمد بن سیرین بازار
مین کبھی جایا کرتے تو فرمایا کرتے تھے اے بازار والو تمہارے بازار
کہوٹے ہین اور تمہاری بیع شرا بگڑی ہین اور تمہارے پڑوسی حاسد ہین

وما ويكره النار يعني اذا كان التاجر جاهلا
لا يحترز من الربوا واما اذا كان التاجر قد
يعلم الفقه ويكون تقيا في حال تجارته
فهو في الجهاد لانه روي في الخبر ان كسب
الحلال افضل من الجهاد وقال قتادة بلغنا
ان التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم
القيمة فاذا باع الرجل شيئا او اشترى
فندم صاحبه فطلب الاقالة ينبغي ان
يجيب لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقال نادما بيعه اقال الله تعالى
عثراته يوم القيمة وروي عن ابي حنيفة
رضي الله عنه ان رجلا اشترى منه خزا
ثم ندم الرجل على ذلك فجاء اليه وطلب
منه الاقالة فاقاله ابو حنيفة رح البيع
ثم قال ابو حنيفة رح لخادم قم وارفع
الثياب حتى تذهب الى المنزل فانما كان
حاجتي الى البيع والشراء لكون داخل تحت
قول النبي عليه الصلوة والسلام من اقال
نادما بيعته اقال الله عثراته يوم القيمة

اور سکھانا تمھارا آگ مین ہے یہ امر جب ہے جب تاجر جاہل ہو
سود کے لینے دینے سے نہ بچتا ہو اور اگر تاجر احکام بیع و شرا
کے جانتا ہو متقی پرہیزگار ہو تو وہ تو جہاد مین ہے کیونکہ
حدیث مین آیا ہے کہ کمانا روزی حلال کا جہاد سے
افضل ہے اور قتادہ کہتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے
کہ تاجر سچا قیامت کو عرش کے سایہ مین ہوگا + اور
جب کسی نے کوئی چیز بیچی یا خریدی پھر وہ نادم
ہو کر اقالہ کا طالب ہو تو دوسرے کو لائق ہے کہ
اُس چیز کو پھیر لے یا پھیر دے کیونکہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جو کوئی بیع کا اقالہ کریگا تو قیامت کو اللہ تعالے
اسکی خطاؤنکو اقالہ یعنی معاف کردیگا + اور ابو حنیفہ رح
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک اونی کپڑا خریدا
پھر وہ نادم ہو کر آیا اور اقالہ کا طالب ہوا آپنے اقالہ
کردیا پھر فرمایا خادم کو اٹھہ اور کپڑے کو اٹھا کر گھر لیجا
کیونکہ میری غرض بیع و شرا سے صرف یہ تھی کہ داخل
ہو جاؤن مین اُن لوگون مین جنکے حق مین
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر
کوئی بیع کا اقالہ کرلے گا تو اللہ تعالے
قیامت کے دن اُسکی خطائین معاف کردیگا

وقد دخلت الآن واذا اشتریت شیئا من
السوق فقال لک صاحبه قبل الشراء ذقه
وانت فی حل فلا تاکل منه لانه انما اذن لک
بالاکل لاجل الشری فربما لایقع بینکما بیع
فیکون ذلک الاکل شبهة ولکن لو وصف
لک صفة فاشتریته فلم تجده علی تلک الصفة
فانت بالخیار ویکره للتاجر ان یحلف لاجل
ترویج السلعة ویکره ان یصلے علی النبی
علیه الصلوة والسلام فی عرض سلعة وهو
ان یقول صلی الله علی محمد ما اجود هذا ویستحب
للتاجر ان لایشغله تجارته عن اداء الفرائض
فاذا جاء وقت الصلوة ینبغی ان یترک
تجارته حتی یکون من اهل هذه الآیة قال
الله تعالی رجال لاتلهیهم تجارة الآیة وقال
بعضهم هم الذین ترکوا التجارة واشتغلوا
بالعبادة مثل اصحاب الصفة ومن کان
فی مثل حالهم وقال بعضهم هم الذین یتجرون
ولایشغلهم تجارتهم عن الصلوة بمیقاتها
ولا عن ذکر الله تعالی وروی عن الحسن

اور اب مین آئین داخل ہوگیا + اور جب تو کوئی چیز بازار سے
خریدے اور بیچنے والا تجھکو کہے کہ چکھہ تو سہی تو تجھکو اُسکا
کہانا نہ چاہیے اسلیئے کہ اُسنے کہانے کے اجازت اسلیی
دی ہے کہ تو مول لے اور ممکن ہے کہ تو نہ لے تو یہ کہانا شُبہ
سے خالی نہو گا ہان اگر اُسنے اُسمین کوئی خوبی بیان کی ہے
اور تونے اُسکو مول لے لیا ہے اور اُسمین وہ خوبی نپائے
تو تجھکو پہیرنے کا اختیار ہے + اور مکروہ ہے تاجر کو قسم
کہانی سودی کے بکنے کے واسطے اور مکروہ ہے درود پڑہنا
سودے کے دکہاتے وقت مثلا یون کہے رحمت ہو اللہ
کی محمد صلعم پر یہ سودا کتنا اچہا ہے + اور مستحب ہے
تاجر کو یہ بات کہ تجارت اُسکو فرضون کے ادا کرنے سے نروکے
جب نماز کا وقت آئی تو تجارت کو چہوڑ دی اور اُن لوگون
مین داخل ہو جنکا اِس آیتہ مین ذکر ہے رجالٌ لاتُلهیهم
تجارةٌ الخ) اور بعضون نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو
تجارت کو چہوڑ کر عبادت مین مشغول ہوگئے مانند
اصحاب صُفّہ کے اور جو لوگ ویسے ہون + اور بعضون
نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو تجارت کرتے ہین اور اُنکی
تجارت نماز سے اور ذکر اللہ سے نہین روکتی اپنی وقتون پر ادا
کرتے ہین + اور حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین

البصری انہ قال کانوا یتجرون ولا تلہیہم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ قال الفقیہ رح دخل
فی الآیۃ کلا الفریقین وھی محتملۃ للتفسیرین
جمیعا

باب اطاعۃ الوالی

قال الفقیہ رح یجب علی الرعیۃ اطاعۃ الوالی مالم
یامرھم بالمعصیۃ فاذا امرھم بالمعصیۃ لایجوز
لھم ان یطیعوہ ولا یجوز لھم الخروج علیہ الا
ان یظلمھم فامتنعوا من ظلمھم وانما قلنا ان
اطاعۃ الوالی واجبۃ لقول اللہ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم قال فی
بعض التفسیر یعنی الامراء وروی انس بن
مالک عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال
اسمعوا واطیعوا اولی الامر ولو استعمل علیکم
عبد حبشی وروی ابن عباس عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ قال من رای من امیرہ
شیئا فکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد من یفارق
الجماعۃ شبرا فیموت الامات میتۃ الجاھلیۃ
وروی عن ابن عمر انہ لما بلغہ ان یزید بن
معاویۃ ولی فقال ان کان خیرا رضینا

کہ صحابہ تجارت کرتے تھے اور وہ انکو اللہ کے ذکر سے
نروکتی تھی + کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اس آیت مین دونون
فریق داخل ہین اور یہ آیت دونون تفسیرونکا احتمال رکھتی ہے

چونسٹھوین بابمین حاکم کی اطاعت کا بیان

ہے کہا فقیہ رح نے رعیت پر اطاعت حاکم کی واجب ہے
جبتک گناہ پر مجبور نکرے جب وہ گناہ پر مجبور کرے تو انکی
اطاعت جائز نہین اور نہ حاکم پر خروج جائز ہے یعنی لڑائی
اگر وہ رعیت پر ظلم کرے اور وہ انکی ظلم سے بچنے کے لیئے
لڑین تو جائز ہے + اور ہمنے حاکم کی اطاعت کو اسلیئے واجب کہا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور
اپنے حاکم کی جو تم مین کا ہو بعضی تفسیرون مین اولی الامر کی
تفسیر الامراء کی گئی ہے اور انس بن مالک رض نبی علیہ السلام سے
روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا سنو اور اطاعت کرو حاکم کی اگرچہ
وہ حاکم حبشی غلام ہو + اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی اپنے حاکم مین کوئی
بری بات دیکھے تو صبر کرے اسلیئے کہ جو کوئی جماعت سے
ایک بالشت بھی جدا ہوکر مر جائیگا تو اسکی موت مثل موت زمانہ
جاہلیت کے ہوگی اور ابن عمر سے مروی ہے کہ جب انکو یزید کے
حاکم ہونیکی خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ بھلا ہے تو ہم راضی ہین

وان کان شرا وبلاء صبرنا وقال بعض
الصحابة اذا عدلت الائمة علی الرعية
کان الشکر علی الرعية والاجر للائمة و
اذا جارت الائمة علی الرعية کان الصبر
علی الرعية والوزر علی الائمة واذا امر
بالمعصية فلا یجوز الطاعة له لان النبی
علیه الصلوٰة والسلام قال لا طاعة
للمخلوق فی معصية الخالق وروی نافع
عن ابن عمر عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما
احب او کره ما لم یؤمر بمعصية فاذا امر
بمعصية فلا سمع ولا طاعة وروی عن علی
بن ابی طالب رض ان النبی علیه الصلوٰة والسلام
بعث جیشا وامر علیهم رجلا فغضب علیهم یوما
واوقد نارا فقال لهم ادخلوا نارا فارادوا ان
یدخلوا وقال الاخرون انا لا ندخلها فذکر
ذلك للنبی صلی الله علیه وسلم فقال لو دخلوها
ما خرجوا منها ابدا لا طاعة فی المعصية
انما الطاعة فی المعروف وقال عبد الله

اور اگر وہ برا ہے تو ہم صبر کرینگے اور فرمایا بعض صحابہ نے
جب حاکم انصاف کرین تو رعیت پر اُسکا شکر واجب ہے
اور ثواب حاکمون کے لیے ہے اور اگر رعیت پر ظلم کرین گے
تو رعیت کو صبر لازم ہے اور بوجھ گناہونکا حاکمون کی
گردن ہے پڑا + اور جب حاکم گناہ پر مجبور کرے تو اُسکی
اطاعت جائز نہین اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی مین نکرنی چاہیے
اور نافع بواسطۂ ابن عمر رض کے نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہر مسلمان پر حاکم کے تابعداری
ہر امر مین خواہ وہ امر اسکو اچھا معلوم ہو یا برا واجب ہے مگر
جبتک وہ حاکم گناہ کا امر نکرے اور جب وہ گناہ کرنیکا حکم
کرے تو اُسکی تابعداری جائز نہین + اور حضرت علی رض سے مروی
ہی کہ نبی علیہ السلام نے ایک لشکر کو کہین بھیجا اور اُنپر ایک شخص کو
حاکم بنادیا سو وہ حاکم ایکدن لشکریون پر غصہ ہوا اور آگ روشن کرائے
پھر لشکریونکو کہا اس مین گُھسو بعضون نے گُھس جانے کا
ارادہ کیا اور بعضون نے کہا ہم تو ہرگز بھی نہین گھستے
پس ذکر کیا گیا یہ قصہ نبی علیہ السلام سے آپنے فرمایا
اگر اُس آگ مین گھس جاتے تو کبھی نہ نکلتے تابعداری گناہ مین نہین
تابعداری تو فقط امر معروف مین ہے + اور فرمایا عبد اللہ

بن مسعود ان الله تعالى ليؤيد هذا الدين
برجل فاجر وقال حذيفة بن اليمان ليبعثن
الله عليكم امراء يعذبونكم ويعذبهم الله
وروى موسى بن عبيدة عن ايوب بن خالد
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
سيكون بعدي امراء يعملون بما تنكرون
ويامرونكم بما لا تعلمون فاولئك لا طاعة
لهم وعن زبير بن عدي قال اتينا انس بن
مالك فشكونا اليه ما لقينا من الحجاج فقال
اصبروا فانه لا ياتي عليكم زمان الا ما تريدين
الذي بعده شر منه سمعته من نبيكم عليه السلام

باب اخذ الجائزة من الامراء

قال الفقيه رح اختلف الناس في اخذ الجائزة
من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم انه
يعطيه من حرام وقال بعضهم لا يجوز فاما
من جازه فقد ذهب الى ما روى عن علي
بن ابي طالب كرم الله وجهه انه قال ان
للسلطان نصيبا من الحلال والحرام فما
اعطاك فخذه فانما يعطي من الحلال

بن مسعود رضنے کہ اللہ تعالی اِس دین کی تائید فاسق فاجر سے
بہی کرا دیتا ہے ٭ اور کہا حذیفہ بن الیمان نے البتہ تمپر اللہ تعالی
ایسے حاکم مقرر کریگا کہ تمکو تکلیف دینگے اور اللہ اُنکو عذاب کریگا ٭
اور موسی بن عبیدہ ایوب بن خالد سے روایت کرتے
ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تہوڑے زمانے کے بعد
تمپر ایسے حاکم ہونگے کہ عمل کرینگے جو تمکو بُرے معلوم ہونگے
اور تمکو حکم کرینگے جو تم نجانتے ہوگے ایسے حاکمونکی تابعداری
نچاہیے ٭ اور زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس
بن مالک کے خدمتمین آئے اور جو تکلیفین حجاج سے پہنچی ہین
اُنکا بیان کیا فرمایا صبر کرو اسلیے کہ اگلا زمانہ اس سے بہی بدتر آنیوالا
ہے اور مینے یہ بات تمہارے نبی علیہ السلام سے سنی ہے ٭

پیسٹھوین باب مین یہ بیان ہے کہ امیرون سے تحفہ یا

وظیفہ لینا جائز ہے یا نہین کہا فقیہ رح نے علمانے
وظیفہ اور تحفہ کے لینے مین بادشاہ سے اختلاف کیا ہے بعضون
نے کہا جائز ہے اور بعضون نے کہا جائز نہین ٭ جنہون نے
جائز کہا ہے اُنکی دلیل تو یہ ہے کہ حضرت رضہ فرماتے ہین
کہ بادشاہ کے پاس مال حلال اور حرام دونون ہوتے ہین
جو مال وہ تجہے دے تو اُسکو لیلے کیونکہ وہ حلال مین
سے دیتا ہے ٭ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وروی عمر عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انه قال من اعطی شیئا من غیر مسألة فلیاخذ
فانما هو رزق رزقه الله تبارك وتعالی
وروی الاعمش عن ابراهیم انه لم یر باسًا
بالاخذ من الامراء وروی عن حبیب بن
ابی ثابت قال رأیت هدایا المختار تاتی ابن
عمر وابن عباس فیقبلانهما وعن الحسن
انه کان یاخذ هدایا الامراء وروی محمد
بن الحسن عن ابیحنیفة عن حماد عن ابراهیم
النخعی رح انه خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی
وکان عاملاً علی حلوان یطلب جائزته
هو وابوذر الهمدانی قال محمد وبه ناخذ
مالم نعرف شیئا حراما بعینه وهذا قول
ابی حنیفة واصحابه واما من کره فقد
ذهب الی ماروی حبیب بن ابی ثابت
قال ارسل امیر من الامراء الی ابی ذر بمال
فقال ابوذر اکل المسلمین ارسل الیه مثل هذا
فقال لا فقال رده ثم قال کلا انها لظی
نزاعة للشوی وروی عن عثمان بن عفان

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا اگر کسیکو کوئی چیز بے سوال کئے آئے تو لیلے اسلیئے کہ یہ
رزق اللہ تعالیٰ کا بہیجا ہوا ہے ✦ اور اعمش ابراہیم سے
روایت کرتے ہین کہ وہ امیرون سے لینے کو کچہہ برا نجانتے
تہے ✦ اور حبیب بن ابی ثابت کہتے ہین کہ مین نے دیکہا مختار کے
تحفے ابن عمر اور ابن عباس کے خدمت مین آتے تہے اور
دونون صاحب قبول کرلیا کرتے تہے ✦ اور امام محمد بواسطہ
امام ابو حنیفہ اور حماد کے روایت کرتے ہین کہ ابراہیم نخعی
زہیر بن عبد اللہ ازدی کے پاس گئے اور وہ عامل حلوان کا
تہا وہ اور ابوذر ہمدانی اپنے وظیفہ کو طلب کرتے تہے امام
محمد کہتے ہین ہمارا عمل اسی پر ہے جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ
یہ خاص مال حرام ہے اور یہی قول ابو حنیفہ اور
اُنکے شاگردون کا ہے ✦ اور جو اِسکو جائز نہین
کہتے اُنکی دلیل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے
ہین کہ کسی امیر نے ابوذر رضہ کی خدمتمین کچہہ مال بہیجا ابوذر
نے پوچہا کیا سب مسلمانون کے پاس اتنا اتنا مال بہیجا
ہے کہا نہین کہا تو لیجا پہر پڑہی یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے
(کوئی نہین وہ تپتی آگ ہے کہینچ لینے والی کلیجا)
اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت

رضی اللہ انه مر بابی ذر وهو نائم علی حائط
المسجد فقال لغلامه خذ هذه الدنانیر
واقعد ههنا حتی یستیقظ هذا الرجل فادفع
الیه هذه الدنانیر فان قبلها منك فانت
حر فلما استیقظ فاعطاها ایاه فابی ان یقبل
فقال له الغلام خذها فان فیه فكاك
رقبتی من الرق فقال لا اخذها فان فیه
استرقاق رقبتی وروی عن ابی وائل انه
قال درهم من تجارة احب الی من عشرة
من عطایا وروی عبد المنعم بن ادریس عن
ابیه عن وهب قال جاء رجل لسائل ابی الدرداء
فقال یا ابا الدرداء ان فلانا شتمنی فظلمنی
فقال له ابو الدرداء ان كنت صادقا فلا
یمر بك الایام حتی یعاقبه الله تعالی قال
فما مر به الایام حتی دخل علی الامیر فاجاز
الامیر له الغائظ الیه بعشرة الاف درهم فارسل
ابو درداء الی صاحبه فقال صدقت یا اخی
قد عاقبه الله تعالی عقوبة عظیمة فقال
یا ابا الدرداء اتعد هذه الجائزة عقوبة

ابوذر پر گذرے اور وہ مسجد کی دیوار پر پڑے سوتے تہے اپنے
غلام کو کہا یہ دینار لے اور یہاں بیٹہا رہ جب یہ شخص جاگے
تو یہ دینار اسکو دیدینا اگر لیلیے تو تو آزاد ہے جب وہ جاگے
تو اُسنے وہ دینار دیے ابوذر نے انکار کیا غلام نے کہا لیلیجیے
آپکے لیلینے مین میری آزادی ہے کہا مین تو نہین لیتا کیونکہ
اسمین میری غلامی ہے + اور ابو وائل کہتے ہین ایک درہم
تجارت کا دس درہمون سے جو کسی امیر نے عطا کیے
ہون بہتر ہے میرے نزدیک + اور عبد المنعم اپنے باپ کے
واسطہ سے وہب سے روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص ابو درداء کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے
ابو درداء فلان شخص نے مجہے برا بہلا کہا مجہپر ظلم کیا
کہا ابو درداء نے اگر تو سچا ہے تو تہوڑا زمانہ گذرنے
دے اللہ اُسکو عذاب مین مبتلا کریگا راوی کہتے
ہین کہ تہوڑے سے دن گزرے تہے کہ وہ شخص
ظالم کسی امیر کے پاس گیا امیر نے دس ہزار درہم دیے
پس ابو درداء نے فریادی کو بلایا اور کہا اے میرے
بہائی تو سچا ہے اللہ تعالے نے اُسکو سخت عذاب
مین گرفتار کیا ہے پس کہا اُسنے اے ابو درداء
کیا انعام کو آپ عذاب شمار کرتے ہین +

قال واللہ لو جلد علی ظہرہ عشرۃ الاف اسواط
کنت ارجی لہ من جائزۃ عشرۃ الاف درہم
قال الفقیہ رحہ قبول الجائزۃ عندنا علی وجہین
فان کان الامیر غالب اموالہ الرشوۃ و
الاخذ بغیر حق فلا یجوز قبول جائزتہ الا
ان یعلم ان الذی بعث الیہ اصابہ من
حلال ولو کان الامیر غالب اموالہ میراثا
ورثہ من حلال او تجارۃ اکتسبہا فلا باس
بان یقبل ما لم یعلم ان الذی بعث الیہ
من حرام او شبہۃ و ترکہ افضل فی الوجہین
جمیعا

باب النہی عن النظر فی بیت غیرہ

قال الفقیہ رحمہ اللہ لا یجوز لاحد ان ینظر فی بیت
غیرہ بغیر اذن صاحبہ فان فعل فقد اسا
فہو اثم مسیئ فی فعلہ فان نظر ففقا صاحب
البیت عینیہ فقد اختلف الناس فیہ قال
بعضہم لا شیٔ علیہ و قال بعضہم علیہ الضمان
و بہ ناخذ فاما من قال لا شیٔ علیہ فقد ذہب
الی ما روی ابن شہاب عن سہل بن سعد

کہا اللہ کی قسم ہے اگر اُسکی پشت پر دس ہزار کوڑے پڑیں
تو مجھکو اچھے ہونیکی زیادہ امید ہوتی بہ نسبت دس ہزار درہم
کے + کہا فقیہ رح نے قبول انعام یا وظیفہ یا تحفہ کی قبول
کرنیکے دو حکم ہین اگر اکثر مال امیر کا رشوت اور ناحق کا ہو
تو قبول کرنا جائز نہین ہان اگر یہ جانے کہ یہ مال خالص
حلال کا ہے تو جائز ہے + اور اگر اکثر مال حلال کا ہے
میراث مین پہنچا ہے یا تجارت سے حاصل ہوا ہے تو
قبول کرنے مین مضایقہ نہین جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ
جو مال خاص بھیجا ہے وہ حرام ہے یا اُسمین شبہ ہے اور
قبول نکرنا دونون صورتون مین افضل ہے

باب مین دوسرے کے گھر مین جھانکنے کی ممانعت کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جائز نہین
کہ کوئی شخص کسیکے گھر بغیر اجازت کے جھانکے اگر جھانکیگا
تو گنہگار ہوگا + اگر جھانکا اور صاحب خانہ نے اسکی
آنکھ پھوڑ دی تو اسمین علما نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا صاحب خانہ پر کچھ نہین بعضون
نے اُسپر دیت ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو
لوگ کہتے ہین کہ صاحب خانہ پر کچھ نہین اُنکی دلیل یہ
ہے کہ ابن شہاب سہل بن سعد ساعدی سے

الساعدی ان رجلا اطلع فی بیت رسول الله
علیه الصلوة والسلام ومع رسول الله مدرٰاۃ
یحک به راسه فلما راٰه رسول الله علیه الصلوٰۃ
والسلام قال لو اعلم ان تنظر الی لطعنتك
به فی عینك انما جعل الاذن من اجل النظر
وروی ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هریرۃ
قال قال ابو القاسم صلی الله علیه وسلم لو
ان امراء اطلع علیك بغیر اذن فخذفته
بحصاۃ ففقأت عینه لم یکتب علیك جناح
واما من قال انه یجب الضمان علیه لان الله
تعالی قال فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه
بمثل ما اعتدی علیکم وقال فان عاقبتم فعاقبوا
بمثل ما عوقبتم به فالخبر جاء مخالف لکتاب الله
تعالی ویحتمل ان الخبر منسوخ او له معنی سوی
معنی ظاهرہ والخبر اذا کان مخالفا لکتاب
الله تعالی فلا یجوز العمل به واحتمل ان
الخبر کان قبل نزول قوله تعالی وان
عاقبتم الآیه واحتمل ایضا ان الخبر علی وجه
الوعید والتهدید لا علی وجه الحتم وقد

روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے
گہر مین جہانکا اور آپکے ہاتہ مین خارپشت تہا اُس
سے سر کُہجا رہے تہے جب رسول اللہ صلعم نے دیکہا تو
فرمایا اگر مجہے خبر ہوتی کہ تو جہانکیگا تو مین تیری آنکہہ
مین اس خارشیت سے کوچا مارتا اجازت تو دیکہنے ہی کے
واسطے مقرر کی گئی ہے + اور ابو الزناد بواسطہ اعرج کے
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ابو القاسم صلعم نے
اگر کوئی شخص تیرے گہر مین جہانکے اور تو کنکر سے اُسکی آنکہہ
پہوڑ دے تو تجہپر کچہہ گناہ نہین + اور جو لوگ کہتے ہین
کہ اُسپر دیت واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے جو
جسنے تمپر زیادتی کی تم اُسپر زیادتی کرو جیسے اُسنے زیادتی کی
اور دوسرے آیت مین فرمایا اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر
جتنی تمکو تکلیف پہنچی پس حدیث مخالف اللہ کی کتاب کے ہے اور احتمال ہے
کہ حدیث منسوخ ہے یا اس حدیث کی معنی سوا معنی ظاہری
کے اور ہون اور حدیث جبکہ مخالف ہو کتاب اللہ کے
تو قابل عمل نہین اور احتمال ہے کہ یہ حدیث آیت کے
پہلے نازل ہوئی ہو یعنے وان عاقبتم الخ جسکا ترجمہ پہلے
گذرا اور احتمال ہے کہ حدیث سے ڈرانا دہمکانا مُراد
ہو فقط اور پر وجہ وجوب کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

كان النبي عليه الصلوة والسلام يتكلم بكلام
في الظاهر واراد له شيئا اخر كما جاء في الخبر
ان عباس بن مرداس السلمي لما مدح رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال قم فاقطع
لسانه انما اراد بذلك ان يدفع اليه شيئا
لم يرد به القطع في الحقيقة فكذلك هذا
ثم احتمل انه ذكر فقاء العين والمراد به ان
يعمل به عملا لا ينظر بعد ذلك في البيت

باب النهي عن التعرض للتهمة

قال الفقيه رحمه الله لا ينبغي للرجل ان يعرض نفسه
للتهمة ولا يجالس اهل التهمة ولا يخالطهم فانه
يصير متهما وقال الله تعالى اذا سمعتم ايات الله
يكفر بها الاية وقال النبي عليه الصلوة والسلام
من تشبه بقوم فهو منهم وعن لقمان الحكيم انه
قال من يصحب صاحب السوء لا يسلم ومن يدخل
مداخل السوء يتهم ومن لا يملك لسانه يندم وروي
بهذا اللفظ ايضا عن رسول الله عليه الصلوة و
السلام وروي عن ابن شهاب عن علي بن الحسين
ان النبي عليه الصلوة والسلام اتته صفية

کبھی ایسی بات فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری معنی اُسکے اور
ہوتے تھے اور مُراد آپکی اور ہوتی تھی جیسا حدیث مین آیا
ہے کہ عباس بن مرداس سلمی نے جب رسول اللہ صلعم کی تعریف
مین قصیدہ پڑھا تو آپنے بلال کو فرمایا اٹھو اسکی زبان کترو
آپکی مُراد اس سے یہ تھی کہ اُسکو کچھہ دیو حقیقی معنے مُراد نہ تھی
اسیطرح اس حدیث کو بھی سمجھنا چاہیے پھر احتمال ہے کہ
آپکی آنکھہ پھوڑنے سے مُراد یہ ہو کہ اُسکے ساتھہ ایسا کام کرنا
چاہیے کہ پھر نہ جھانکے

سترھوین باب اس امر کا بیان ہے کہ آدمی کو تہمت کی جگھہ سے بچنا چاہیے

کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آدمی کو
لائق نہین کہ اپنے آپکو محل تہمت بنائے اور جو لوگ متہم ہون
اُنکی صحبت مین نہ بیٹھے اُنسے ربط ضبط نہ رکھے کیونکہ اگر ایسا
کریگا تو یہ بھی متہم ہوگا اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے (جب سنو تم کسی
مجلس مین کہ اللہ کی آیتون کا انکار اور ہنسی کیجاتی ہے، تو تم وہان
نہ بیٹھو) اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کسی قوم کے ساتھ تشابہ
پیدا کرے وہ اُنہین مین شمار ہے اور حکیم لقمان نے فرمایا ہے مین جو
بُری صحبت مین بیٹھیگا وہ سالم نہ رہیگا جو بری جگھہ جائیگا وہ
متہم ہوگا جو اپنی زبان پر قادر نہوگا وہ نادم ہوگا اور یہی لفظ
رسول اللہ صلعم سے بھی مروی ہین اور ابن شہاب علی بن حسین سے

روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام کی بی بی ام المومنین صفیہ

يعني في المسجد فلما رجعت انطلق معها
فمر به رجلان من الانصار فقال لهما انما
هي صفية قالا سبحان الله تعالى قال ان
الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم ولقد
خشيت ان تظنا فتهلكا وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال من كان يؤمن بالله
واليوم الاخر فلا يقفن موقف التهمات ✤

باب الرفق قال الفقيه رحمه الله ينبغي

للمسلم ان يستعمل الرفق في كل شئ ويستعمل
التواضع من غير ذل وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ما دخل الرفق في شئ
الا زانه وما دخل الخرق في شئ الا شانه وروى
مجاهد عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال لو نظر الناس الى خلق الرفق لم يروا
مما خلق الله تعالى مخلوقا احسن منه ولو نظر
الناس الى خلق الخرق لم يروا مخلوقا اقبح
منه وروى عروة عن عائشة ان رجلا استاذن
على رسول الله عليه الصلوة والسلام فقال
ايذنوا له فبئس ابن العشيرة او بئس اخو

یعنی مسجد مین جب وہ وہان سے گہر کو پہرین تو آپ انکو پہنچانے
آئے رستہ مین دو انصاری جاتے ہوے ملے آپنے فرمایا یہ صفیہ
ہین اُنہون نے کہا سبحان اللہ آپ کیا فرماتے ہین فرمایا شیطان
آدمی کی رگون مین خون کی مانند پہرتا ہے مین ڈرا کبھی تم بدگمان
کرو اور ہلاک ہوجاؤ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اللہ
اور رسول اور روز قیامت پر ایمان لاے اُسکو چاہیے کہ
تہمت کی جگہ کہڑا ہی نہو ✤

اٹہسٹہوین باب مین یہ بیان ہے کہ ہر کام مین نرمی اچہی ہے

کہا فقیہ رح نے لائق ہے مسلمانکو کہ ہر کام مین نرمی
برتے اور تواضع اختیار کرے بغیر ذلت کے ✤ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا نرمی کسی چیز مین داخل نہین ہوتی مگر
اُسکو زینت دیدیتی ہے اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر
عیب دار کر دیتی ہے اسکو اور مجاہد نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا اگر انسان نرمی کی خوبی کیطرف خیال کرتا ہے
تو تمام مخلوق سے بہتر جانتا ہے اور اگر سختی کی برائی کی طرف
دہیان کرتا ہے تو مخلوق خدا مین اُس سے زیادہ کسیکو برا نہین
جانتا ✤ اور عروہ حضرت عائشہ رض سے روایت کرتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے گہر مین آنیکی اجازت مانگی آپنے فرمایا
صحابہ کو بلالو برا ہے ابن العشیرہ یا فرمایا اخ العشیرہ

العشيرة فلما دخل الان له القول فقلت له يا
رسول الله لقد قلت ما قلت ثم النت له القول
فقال ان شر الناس منزلة يوم القيمة من اكرمه
الناس اتقاء فحشه وقال ابو الدرداء انا لنكشر
فی وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم وقال النبی
عليه الصلوة والسلام طوبی لمن تواضع فی غير
منقصة وانفق مالا جمعه من غير معصية و
رحم اهل الذلة والمسكنة وخالط اهل الفقه
والحكمة وروی هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة رضی الله عنها ان رجلا خاصم الی النبی
عليه الصلوة والسلام فقال وهو يخاصمه حسبی
الله ونعم الوكيل فقال النبی عليه السلام ان
الله يلوم عبده على العجز فابلغ نفسك عذرها
فحجتها ثم قال حسبی الله ونعم الوكيل وقال
لقمان لابنه يا بنی لا تكن مرا فتلفظ ولا تكن
حلوا فتبتلع وقال ابراهيم النخعی فی قوله تبارك
وتعالى والذين اذا اصابهم البغی هم ينتصرون
قال كانوا يكرهون للمؤمن ان يذل نفسه
وروی عن عائشة ان امرأة سالتها فقالت

جب اُسکی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے اُسکے ساتھہ نرمی سے
گفتگو فرمائی حضرت عائشہ کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ
آپنے پہلے تو اُسکے حق مین وہ کچھہ فرمایا پھر ملائمیت سے گفتگو
کی اسکا کیا سبب ہے آپنے فرمایا سب مین بُرا قیامت کو وہ آدمی
ہے کہ لوگ اُسکی بُرائی کے خوف سے اُسکی تعظیم تکریم کرین +
اور ابو درداؔ کہتے ہین کہ ہم بہت لوگون کے سامنے دانت نکالتے
ہین اور دل ہمارے اُنکو لعنت کرتے ہین اور نبی علیہ السلام نے
فرمایا خوشخبری ہو اُس شخصکو جو تواضع کرے بغیر امید کسی ذلت
کے اور خرچ کرے حلال مالکو نیک راہ مین اور رحم کرے مسکین
ذلیل پر اور دیندارون اور علم والون سے ربط ضبط رکھے + اور
ہشام بن عروہ بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ ایک شخص نبی صلعم کی خدمتمین جھگڑا لیکر آیا پس
وہ دوسرے شخص سے جھگڑتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ مجھکو
کافی ہے اور وہی بہتر وکیل ہے سو فرمایا نبی صلعم نے اُس عجز
کو اللہ ملامت کرتا ہے جو خواہ مخواہ اپنے اُنکو عاجز بنائے جو
تجھکو عذر ہو اُسکو بیان کر پھر حسبی اللہ ونعم الوکیل کہہ + اور لقمان
نے اپنے بیٹے کو کہا ای بیٹے نہ اتنا کڑوا بن جو تجھی کو کوئی
تھوک دے اور نہ اتنا میٹھا بن جو تجھے نگل لے + اور کہا
ابراہیم نخعی نے تفسیر مین اس قول اللہ تعالے کے والذین اذا

ان لی جیرانا یھینونی وجیرانا یکرمونی فقالت
عائشة رضی الله عنها اهن من اهانك واكرم
من اكرمك قال الفقيه رح هو الذی قالت
عائشة رضی الله عنها هو العدل والانصاف و
اما من اخذ بالفضل واحسن من اساء اليه فهو
افضل لان الله تعالى قال وجزاء سيئة سيئة مثلها
ثم قال فمن عفى واصلح فاجره على الله و
يقال ثلثة من اخلاق اهل الجنة لا يوجد الا
فی الكريم الاحسان الی من اساء اليه والعفو
عن من ظلمه والبذل لمن حرمه وهذا موافق
بقول الله تعالى خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاهلين وروی عن علی بن زيد
عن سعيد بن المسيب عن النبی عليه الصلوة و
السلام انه قال رأس العقل بعد الايمان
بالله مداراة الناس واهل المعروف فی الدنيا
هم اهل المعروف فی الآخرة ولن يهلك
امرء بعد المشورة **باب فضل**
العصا - قال الفقيه رح روی ميمون
بن مهران عن عبد الله بن عباس رضی

کہ میرے پڑوسیون مین سے بعضے میری اہانت کرتے ہین اور بعضے
اکرام کرتے ہین فرمایا جو تیری اہانت کرتے ہین تو انکی اہانت کر
جو تجھکو اکرام کرے ہین انکو اکرام کر کہا فقیہ رح نے جو حضرت عائشہ نے
جواب مین فرمایا انصاف یہی ہے مگر جو کوئی فضیلت کو
اختیار کرے اور برے کے ساتھ بھلائی کرے تو یہ بات نہایت افضل ہے
اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اور بدلہ برائی کا برائی ہے ویسی
پھر فرمایا جو کوئی معاف کرے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب اللہ پر
ذمہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ تین خصلتین جنتیون کے اخلاق
مین سے ہین نہین پائی جاتین وہ کسی مین مگر جو کریم النفس ہو جو اپنے ساتھ
برائی کرے اسکے ساتھ احسان کرنا جو ظلم کرے اسکو معاف کرنا
جو اپنے آپکو محروم کردے اسپر خرچ کرنا اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول کے
موافق ہے (اختیار کر معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور منہ پھیر
جاہلون سے) اور علی بن زید بواسطہ سعید بن مسیب کے نبی صلعم سے نقل
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اللہ پر ایمان لانیکے بعد عقل کی یہ
بات ہے کہ مخلوق سے مدارات پیش آئے اور اہل معروف دنیا کے
اہل معروف ہین آخرت کے اور بعد مشورہ کے کوئی شخص نقصان
نہین اٹھاتا ۔ **انہترواں باب عصا رکھنے کی**
فضیلت کا بیان ہے، کہا فقیہ رح نے میمون بن مہران نے
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

الله عنه انه قال امساك العصا سنة الانبياء
صلوات الله عليهم اجمعين وعلامة المؤمنين
وقال الحسن البصري رضي الله عنه للعصا ذة
ستة خصال سنة الانبياء وزين الصالحين
وسلاح على الاعداء يعني الكلب والحية و
غير ذلك وعون الضعفاء وغم المنافقين
وزيادة في الحسنات ويقال اذا كان المؤمن
مع العصا يهرب الشيطان منه ويخشع منه
المنافق والفاجر ويكون قبلته اذا صلى و
قوتنا اذا اعيى وفيها منافع كثيرة كما قال
الله تعالى في قصة موسى عليه السلام قال
هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا الآية + باب

زوال الدنيا عن المؤمن

قال
الفقيه رح روى عن معاوية بن ابي سفيان
قال اما ابو بكر فلم يرد الدنيا ولم ترده و
اما عمر فقد ارادته ولم يردها واما عثمان
فقد نال منها ونالت منه اما نحن فقد
تمرغنا فيها ظهراً لبطن فلا ندري الى ما
يصير الامر وقال زيد بن ارقم كنا عند

کہ عصا کا ہاتھ میں رکھنا تمام انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین
کی سنت ہے اور مسلمانوں کی علامت ہے اور کہا حسن بصریؒ
نے عصا میں چھہ خوبیان ہین نبیوں کے سنت ہے نیکوں کی
زینت ہے اور دشمنوں یعنی کتے اور سانپ وغیرہ کے لیے
ہتیار ہے اور ضعیفوں اور ناتوانوں کا مددگار ہے +
اور منافقوں کے لیے جہڑکی ہے اور نیکیوں مین زیادتی
ہے + اور کہا گیا جب مؤمن کے ہاتہہ مین لاٹھی ہوتی ہے
شیطان بہاگ جاتا ہے اور منافق اور فاجر اُس سے درتا ہے
اور جب نماز پڑہتا ہے تو سترہ بنجاتا ہے اور جب تہک
جاتا ہے تو اُس سے سہارا لیلیتا ہے اور عصا مین اور بہی بہت سے
نفع ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا ہے
دکہا موسی نے یہ میرا عصا ہے اسپر تکیہ لگا لیتا ہون الخ + شروع

باب مین بیان ہے کہ مؤمن کو دنیا کم ملتی ہے

کہا فقیہ رح نے حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا لیکن ابوبکر
نے تو دنیا کی خواہش نہین کی اور نہ دنیا نے اُنکی خواہش کی
اور مگر عمر اُنہون نے دنیا کی خواہش نہین کی مگر دنیا نے اُنکی
خواہش کی اور لیکن عثمان اُنہون نے دنیا سے کچہہ لیا اور دنیا نے
اُنسے کچہہ لیا لیکن ہم تو سر تا پا دنیا مین بہرے ہوے ہین نہین جانتے
کہ ہمارا انجام کیا ہو + اور کہا زید بن ارقم نے ہم ابوبکر

ابی بکر فدعا بشراب فاتی بماء وعسل فلما دنی
من فیه بکی فبکینا ببکائه فسکتنا ولم یسکت ثم
مسح عینیه فقلنا ما هاجك یا خلیفة رسول الله
قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأیته
یدفع عن نفسه شیئا ولم ار معه احدا فقلت
یا رسول الله اراك تدفع عن نفسك شیئا ولا
اری معك احدا فقال هذه الدنیا تمثلت لی
فقلت لها الیك عنی فتنحت عنی فقالت اما
ان تنفلت عنی فلا تنفلت عنی من بعدك فخفت
ان یلحقنی ثم وضع الاناء من یده ولم یشرب
قال الفقیه رضی الله عنه من اصاب شیئا من
الدنیا من الحلال فلا یکون اثما فی اخذه و
لکن لو ترکه کان انفع لآخرته لان النبی علیه
الصلوٰة والسلام قال حلالها حساب وحرامها
عذاب وقال عبد الله بن عمر من اصاب شیئا
من الدنیا نقص من آخرته وان کان کریما
علی الله تعالی

باب علامة الساعة

قال الفقیه رح روی عن وکیع عن سفیان
عن قتادة عن ابی الفضل عن حذیفة بن اسید

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو ابو بکر نے پانی مانگا لوگون نے شربت
شہد کا پیش کیا جب اسکو منہ کے قریب لیگئے روئے ہم بھی رونے لگے
سو ہم تو چپکے ہو رہے اور وہ چپکے نہوے پھر آنکھین پونچھین ہمنے
عرض کیا کس چیز نے آپکو اسقدر رُلایا ای خلیفہ رسول اللہ کہا کہ تہا
مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ سو مینے دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے
ہٹاتے ہین اور ظاہر مین وہان کوئی بھی نہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ
مین آپکو دیکھتا ہون کہ کسی چیز کو ہٹاتے ہین حالانکہ یہان کوئی
چیز نہین آپنے فرمایا اس دنیا کی تصویر میرے سامنے آکر کہڑی ہوئی
مینے کہا دور ہو وہ دور ہوگئی پھر اُسنے کہا اگر آپ میرے پنجے
سے نکلجائینگے تو جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ میرے پنجے سے کیونکر نکلینگے
سو مین ڈرا کہ کبھی دنیا مجھے نہ آدبائے پھر ہاتھ سے برتن رکھدیا اور
شربت نہ پیا کہا فقیہ رح نے اگر کسی شخص کو کوئی چیز دنیا کی حلال
ملجاے تو اُسکے لینے مین کچھ گناہ نہین مگر نہ لینا پھر بھی بہتر ہے اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حلال مین حساب ہوگا اور حرام مین عذاب
اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے جس کسیکو دنیا مین سے کچھ حصہ
پہنچا تو آخرت مین اُتنے ہی حصہ کا نقصان ہوا اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک
مقبول ہو

اکہتروین باب قیامت کے علامتون کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے وکیع اپنی سند سے حذیفہ بن اسید
سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے

قال طلع النبی علیه الصلوة والسلام من
غرفة ونحن نتذاکر الساعة فقال لا تقوم حتی
یکون عشر آیات طلوع الشمس من مغربها و
الدجال والدخان ودابة الارض ویاجوج
وماجوج ونزول عیسی علیه السلام وثلث خسوف
خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف
بجزیرة العرب نار یخرج من قعر عدن تسوق
الناس الی المحشر تبیت معهم اذا باتوا وتقیل
معهم اذا قالوا وروی ابن عمر عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اذا ذکر عنده الدجال
قال انما امره لا یخفی علیکم ان الله تعالی لیس
باعور وان المسیح الدجال اعور بعین الیمنی کان
عینه الیمنی عنبة طافیة وروی انس بن مالک
عن النبی علیه الصلوة والسلام قال ما بعث
الله تعالی من نبی الا انذر قومه بالاعور
الکذاب انه اعور وان ربکم لیس باعور
مکتوب بین عینیه کافر بالله یقراء کل مومن
وروی حذیفة عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال ان مع الدجال ماء ونارا

کھڑکی سے جہانکا اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے سو فرمایا آپنے
قیامت نہ آئیگی جب تک دس باتین ظہور مین نہ آچکین آفتاب
کا طلوع ہونا مغرب سے آنا دجال کا پیدا ہونا دہوین کا نکلنا ایک
جانور کا زمین سے آنا یاجوج ماجوج کا حضرت عیسے علیہ السلام
کا آسمان سے نازل ہونا اور تین جگہ سے زمین دہنسیگی ایک جگہ
مشرق مین ایک جگہ مغرب مین ایک جگہ جزیرۂ عرب مین اور
ایک آگ عدن سے نکلیگی اور تمام مخلوق کو میدان حشر کی طرف
ہانکیگی رات گذاریگی انکے ساتھ جب وے راتکو ٹہیرینگے اور قیلولہ
کریگی وہ آگ انکے ساتھ جب وے آرام کے لیے دوپہر کو ٹہیرینگے اور حضرت
ابن عمر روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام کے سامنے جب کبھی دجال
کا ذکر آتا تو آپ فرماتے دجال کا حال تو تمپر پوشیدہ نرہیگا کیونکہ اللہ تعالی
کانا نہین اور مسیح دجال داہنی آنکھہ سے کانا ہے گویا داہنی آنکھہ
اسکی انگور اُبہلا ہوا ہے * اور انس بن مالک کہتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہین بھیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی مگر اُس
نبی نے دجال کانے کذاب سے اپنی قوم کو خاصکر ڈرایا ہے
سن لو وہ کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہین دجال کے
دونون آنکھون کے درمیان ماتھے پر لفظ کافر لکھا ہوا ہے ہر
ایماندار پڑہے یا ان پڑہا اُسکو پڑہیگا اور حضرت حذیفہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ دجال کے ساتھ ہین پانی اور آگ

فنارہ ماء وماءہ نار ؕ وتروی عن فاطمۃ بنت
قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخر
لیلۃ صلوۃ العشاء ثم خرج ثم قال انما حبسنی
حدیث کان یحدثنی تمیم الداری ان ابن
عم لہ رکب البحر فوقع فی جزیرۃ من جزائر
البحر فاذا ھو بقصر فیہ رجل یجر شعرہ
مسلسل علیہ الاغلال فقال لہ من انت
فقال انا الدجال فقال الدجال اخرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامین بَعْدُ ام
لا قال نعم قال فاطاعوہ ام عصوہ قال
اطاعوہ قال ذلک خیر لھم قال الفقیہ رح
الناس قد اختلفوا فی امرہ قال بعضھم انہ
محبوس بعد ویخرج فی اخر الزمان وقال
بعضھم انہ لم یولد بعد وسیولد فی اخر
الزمان ویخرج ویدعو الناس الی عبادۃ
نفسہ فیتبعہ من الیھود مالا یحصی علیہ
ویطوف فی البلدان ویفتتن بہ کثیر من
الناس ثم ینزل عیسے بن مریم صلوات اللہ
علیہ فیقاتلہ فیقتلہ ویظھر الاسلام فی

دونون ہونگے جو آگ ہوگی وہ حقیقت مین پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا
وہ حقیقت مین آگ ہوگی ÷ اور فاطمہ بنت قیس روایت کرتی ہین کہ
رسول اللہ صلعم نے ایکرات عشا کی نماز مین دیر کی پہر باہر تشریف لائے
اور فرمایا ایک بات کی وجہ سے مجھکو دیر ہوگئی وہ بات یہ ہے کہ تمیم داری
کہتے ہین کہ میرا چچیرا بہائی دریا کے سفر کو گیا تہا وہان اسکا جہاز
طوفان مین اگر کسی جزیرہ سمندر کے کنارہ جا لگا اور لوگ وہان اُترے
پڑے ہین وہان ایک بڑا مکان دیکہا اُسمین ایک شخص لنبی بالون
والا طوق و زنجیرون مین جکڑا پڑا ہے مین نے اُس سے پوچہا تو کون ہے
کہا مین دجال ہون پہر دجال نے پوچہا کیا نبی امین صلعم ابتک مبعوث
ہوے یا نہین مین نے کہا مبعوث ہوگئے پوچہا لوگون نے وہ انکی اطاعت کے
یا نافرمانی مین نے کہا تابعدار کہا یہ بات انکے واسطے بہتر ہوئی ÷
کہا فقیہ رح نے علماء نے دجال کی باہمین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا وہ
ابتک قید ہے اخیر زمانہ مین نکلیگا اور بعضی کہتے ہین کہ وہ ابتک
پیدا بہی نہین ہوا اخیر زمانہ مین پیدا ہوگا اور مخلوق سے اپنی
پرستش چاہیگا۔ یہودی بیشمار اُسکے ساتہ ہو جاوینگے اکثر شہرون
مین پہریگا بہت سی مخلوق اُسکے فریب مین گرفتار ہو جائیگی
پہر حضرت عیسے علیہ السلام اُترینگے اُسکو قتل کرینگے اور
اسلام تمام روے زمین پر پہیل جائیگا واللہ اعلم
بالصواب

جميع الارض والله اعلم باب حفظ

الكلام

قال الفقيه رحمه الله
ينبغى للعاقل ان يكون كلامه بالوزن ويكون
الكلام فى موضعه ولا يتكلم بما لا يعنيه
فانه اذا اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه و
لا يجيب عما لا يسئل فان ذلك علامة لخفة
الرجل ولا ينبغى للعاقل ان يغضب على ما لا
فائدة فيه فانه يقال علامة جهل الرجل
ان يقذف الدواب ويشتمها فان الدواب
لا يعرفن الا دعاء ونداء فالاشتغال بشتمهن
وقذفهن جهل تام وقد روى عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه سمع رجلا يلعن الريح
فقال النبى عليه السلام من لعن شيئا لم
يكن اهلا لها رجعت اللعنة اليه وروى ابو
المليح عن ابيه ان رجلا من اصحاب النبى
عليه الصلوة والسلام كان رديفه على
دابة فعثرت بهما الدابة فقال الرجل تعس
الشيطان فقال النبى عليه الصلوة والسلام
لا تقل تعس الشيطان فانه عند ذلك يتعاظم

بہتروین باب مین یہ بیان ہے کہ کلام و گفتگو مین اپنی حد سے تجاوز نکیا جائے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے عاقل کو لائق ہے کہ اسکا کلام وزن دار یعنی موزون ہو
اور اپنے موقع سے ہو اور بیفائدہ باتین نکرے اگر بیفائدہ باتون مین
مشغول ہوگا تو کچھ فائدہ نہوگا اور جو بات تجھسے نہ پوچھی جائے
اسکا جواب نہ دے اسلیے کہ یہ بات ہلکے پن کی ہے اور عاقل کو
لائق نہین بیفائدہ غصہ کرے اسلیے کہ کہا گیا ہے آدمی کے
جہل کی یہ علامت ہے کہ جانورون کو گالی دے اسلیے کہ جانور
نہین پہچانتے مگر پکارنا اور چلانا پہر جانورون کے برے بہلے
کہنے مین مشغول ہونا کمال جہل ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام
سے ایک آدمیکو آپنے سنا کہ ہوا کو لعنت کر رہا ہے آپ
نے فرمایا جو کوئی لعنت کرے ایسی چیز کو جو لعنت کے
قابل نہو تو لعنت کہنے والے پر آئیگی + اور ابو الملیح اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ مین سے ایک شخص آپکے
ردیف تھے وہ جانور دونون کو لیکر گر گیا پس اس
شخص نے کہا ہلاک ہوجیو شیطان سو فرمایا نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے یون نہ کہو کیونکہ اس
سے تو شیطان اتنا پہولتا ہے کہ گھر مین سما
جاتا ہے ہان بسم اللہ کہہ کیونکہ اس سے

حتی یکون ملأ البیت ولکن قل بسم الله
فانه یصغر حتی یکون مثل الذباب قد روی
سماك بن حرب عن ابی لفافة العدوی قال
اخذت بکرا ودخلت المدینة وانا ارید
بیعه فمر بی ابوبکر الصدیق رضی الله عنه فقال
یا اعرابی اتبیع البکر فقلت نعم یا خلیفة
رسول الله فقال بکم تبیعه فقلت بمائة و
خمسین درهما قال تبیعه بمائة فقلت لا
عافاك الله فقال لا تقل لا عافاك الله و
لکن قل عافاك الله لا قال ابو اللیث قد علم
ابو بکر حد الکلام یعنی بقوله لا تقل لا عافاك
الله لانه یشبه الدعاء بنفی العافیة و
ینبغی للعاقل ایضا اذا سمع حدیثا انکره و
لم یکن سمعه ان لا یقول الحدیث کذب
ولا یقول ایضا هو صدق لانه لو صدقه
فلعله یکون کذبا ولو کذبه فلعله یکون
صدقا ولکن یقول لم یبلغنی هذا الحدیث
ولا اعرفه وروی یحیی بن ابی کثیر عن ابی
هریرة قال کان اهل الکتاب یقرؤن

اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کے برابر معلوم ہونے لگتا
ہے + اور سماک بن حرب ابو لفافہ عدوی سے روایت کرتے
ہین کہ انہون نے کہا کہ مین نے ایک جوان اونٹ لیا اور مدینہ مین
داخل ہوا اور ارادہ کیا اسکی بیع کا سو گذری مجھپر ابو بکر
صدیق اور کہا ای اعرابی اس اونٹ کو بیچتا ہے مین نے کہا ہان
ای خلیفہ رسول اللہ کہا کتنے کو مین نے کہا ڈیڑھ سو درہم کو
کہا سو درہم کو بیچتا ہے مین نے کہا نہین عافیت سے رکھے تجھکو
اللہ تعالے نے کہا یون نکہہ بلکہ یون کہہ عافیت سے رکھے اللہ تجھکو
نہین + کہا ابو اللیث نے حضرت ابو بکر نے اعرابی کو
کلام کی حد تعلیم فرمائی یعنی فرمایا لا عافاک اللہ نکہہ اسلیئے کہ
یہ کلام بد دعا کا وہم دلاتا ہے + اور عاقل کو یہ بھی لائق
ہے کہ جب کوئی حدیث اوپری سنی تو اسکو جھوٹی سمجھی
نہ کہی اسلیئے کہ اگر اسکی تصدیق کی تو شاید وہ جھوٹی ہو
اور اگر اسکی تکذیب کی تو شاید وہ سچی ہو ہان یون کہے
یہ حدیث ہمنے نہین سنی ہم اسکو نہین پہچانتے +
اور حضرت یحیی بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتی ہین کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی
زبان مین پڑھتے تھے اور اسکا ترجمہ

التورٰنة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية
لاهل الاسلام فقال النبي عليه الصلوٰة و
السلام لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم
وقولوا اٰمنا بالله وما انزل الينا وما انزل
من قبل قال الفقيه رحمه الله وسئل عن
بعض المتقدمين عن رجل قيل له اتؤمن
بفلان النبي عليه السلام وسمي له اسما لم
يعرفه فان قال نعم فلعله لم يكن نبيا فقد
شهد بالنبوة بغير نبي ولو قال لا فلعله
نبيا فقد جحد بنبيا من الانبياء فكيف يصنع
قال ينبغي له ان يقول ان كان نبيا فقد اٰمنت به
ونقل عن الشافعي رحمه الله انه يقول اٰمنت
بجميع ما قال الله على ما اراد الله وبجميع ما قال
رسول الله على ما اراد رسول الله صلى الله عليه
وسلم وروى عن نصر محمد بن سلام انه
كان اذا سئل عن مسئلة الكلام ابى ان يجيب
فقيل لما اذا اشكلت علينا مثل هذه المسائل
كيف نقول فيها قال قولوا اٰمنا بجميع ما
انزل الله تعالى وبجميع ما قال الله وبجميع ما

عربی مین کرکے مسلمانون کو سناتے تھے سو نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہ تصدیق کرو اہلکتاب کی نہ تکذیب کرو اور
کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو ہمپر اُتارا اور ہمسے پہلے آتارا
کہا فقیہ رح نے بعض متقدمین سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا تو فلانے نبی پر
ایمان لاتا ہے اور یہ شخص اُس نبی کو نہین جانتا تو اگر
وہ کہتا ہے ہان ایمان لایا تو شاید واقع مین وہ نبی نہو
اور اُسنے جو نبی نہ تھے اُنکو نبی مان لیا اور اگر وہ کہتا ہے
نہین تو شاید وُہ نبی واقع مین ہون اور یہ منکر ہوا تو
اب کیا کرے فرمایا اُسکو یُون کہنا چاہیے کہ اگر وہ نبی
واقع مین ہین تو مین ایمان لایا + اور امام شافعی رح سے
منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے مین سب پر ایمان لایا
جو کچھہ خدا نے فرمایا اور جو کچھہ اُس سے مُراد ہے اور ایمان لایا
سب پر جو کچھہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور جو کچھہ اُنکی مراد
ہے + اور ابو نصر محمد بن سلام سے مروی ہے کہ جب اُنسے
کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا جاتا تھا تو جواب دینے سے انکار
کرتے تھے کسی نے اُنسے کہا جب اِس قسم کے مسئلون کے
سمجھنے مین ہمکو مشکل پیش آئی تو ہم کیا علاج کرین تو اُنھون نے کہا
کہدیا کرو جو کچھہ اللہ نے اُتارا جو کچھہ اللہ نے فرمایا اُسپر

ارادہ اللہ تعالی ونجیبہم ما قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم **باب النہی عن
التصاویر** قال الفقیہ رحمہ اللہ یکرہ
للرجل ان یصور بصورۃ مما فیہ روح و
لا بأس بان یصور شیئا مما لا روح لہ
مثل الاشجار ونحوہا وروی نافع عن ابن
عمر عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال
ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم
القیمۃ ویقال لہم احیوا ما خلقتم وروی
ابو ہریرۃ عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال قال اللہ تعالی ومن اظلم ممن
یخلق کخلقی وروی مجاہد عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام قال لا تدخل الملائکۃ
بیتا فیہ کلب وصورۃ فاما ان یقطع راسہا
واما ان یبسط قال الفقیہ رحمہ اللہ وبہ
ناخذ فلا بأس بان یبسط الثیاب التی
فیہا التصاویر والتماثیل وروی عن عطاء
وعن عکرمۃ انہما قالا انما کرہ من التماثیل
ما ینصب نصبا فاما ما وطئہ الاقدام فلا بأس بہ

اللہ کی مراد ہے جو کچھ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم نے ہر
ایمان لائے **تہتروین باب مین تصویرونکی بنانے
اور گھر وغیرہ مین رکھنے کی ممانعت ہے** کہا فقیہ
رح نے کسیکو جائز نہین کہ کسی جاندار کی تصویر
بنائے اور بے جان کی تصویر بنائے تو کچھ مضائقہ نہین
مانند درختون وغیرہ کے ؛ اور نافع بواسطہ ابن عمر رض کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا مصور
قیامت کو عذاب مین گرفتار ہونگے اونسے کہا جائیگا
جو تمنے پیدا کیا ہے اوسکو زندہ کرو ؛ اور ابوہریرہ
کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جو پیدا کرے میرے
پیدا کرنے کے مانند ؛ اور مجاہد کہتے ہین کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فرشتے گھر مین داخل نہین ہوتے جس مین کتا ہو
یا تصویر ہو ہان اگر تصویر کا سر کاٹ ڈالا جائے یا جس گھر کی
تصویر ہے اوسکو فرش بنا دیا جائے تو تیز کہا فقیہ رح نے اسی کو ہم اختیار کرتے ہین
یعنی جن کپڑون پر تصویرین ہون اگر اونکو بچھا دیا جائے
تو مضائقہ نہین ؛ اور عطاء اور عکرمہ کہتے ہین کہ
تصویرون کا عزت وحرمت سے اچھی جگہ رکھنا ناجائز ہے
اگر تصویرین پاؤن مین روندی جائین تو کچھ مضائقہ نہین

باب تزويج الزانية

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في تزويج الزانية قال بعضهم لا يجوز وقال عامة اهل العلم انه يجوز وبه نأخذ اما حجة الطائفة الاولى فلان الله تعالى قال واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين فاباح الله تعالى نكاح غير المسافح فثبت بهذا ان نكاح الزانية باطل ولان الله تعالى قال الزاني لا ينكح الا زانية الى قوله وحرم ذلك على المؤمنين فحرم نكاح الزانية على المؤمنين وروى عن بعض الصحابة انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم تزوجها قال هذا شر من الاول وروى عن عائشة رضي الله عنها انها سئلت عن ذلك فكرهته واما من قال انه يجوز احتج بما روى عن عبد الله بن عباس انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم تزوجها فقال ابن عباس رض اوله سفاح واخره نكاح لا يحرم الحرام الحلال فالنكاح مباح ولا يحرم السفاح النكاح وقال هذا بمنزلة من اكل

چوہترواں باب

یہ بیان ہے کہ نکاح کرنا زانیہ سے جائز ہے یا نہیں ٭ کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا علماء نے زانیہ سے نکاح کرنے میں بعضوں نے کہا ناجائز ہے اور اکثروں نے کہا جائز ہے اور اسی پر ہمارا عمل درآمد ہے پہلے لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (اور حلال ہوئیں تمکو جو انکے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنی کو) اس مباح کیا اللہ تعالے نے نکاح غیر سافح کا سو ثابت ہوا اس آیت سے کہ نکاح زانیہ سے باطل ہے اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (نہیں نکاح میں لاتا زانی مگر زانیہ کو) آگے فرمایا (اور حرام ہے موٴمنین پر) سو نکاح زانیہ سے مومنین پر حرام ہوا ٭ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کسینے اونسے پوچھا ایک آدمی ہے کہ اوسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر اوس سے نکاح کر لیا اسمیں آپ کیا فرماتے ہیں کہا یہ امر تو پہلے سے بھی برا ہے ٭ اور حضرت عائشہ سے کسینے اس مسئلہ کو پوچھا تو آپنے بھی اس نکاح کو ناجائز فرمایا ٭ اور جو لوگ جائز کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ ابن عباس سے کسینے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اوس سے نکاح کر لیا اسکا کیا حکم ہے فرمایا پہلا زنا اور دوسرا نکاح ہے اور حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا پس نکاح مباح ہے اور زنا نکاح کو حرام نہیں کرتا اور فرمایا یہ صورت بمنزلہ اوس صورت کے ہے کہ کسی نے کچھ کسی درخت سے

اراد الله تعالی وبجمیع ما قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم **باب النهی عن**
التصاویر قال الفقیه رحمه الله یکره
للرجل ان یصور بصورة مما فیه روح و
لا بأس بان یصور شیئا مما لا روح له
مثل الاشجار ونحوها وروی نافع عن ابن
عمر عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
ان اصحاب هذه الصور یعذبون یوم
القیمة ویقال لهم احیوا ما خلقتم وروی
ابو هریرة عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال قال الله تعالی ومن اظلم ممن
یخلق کخلقی وروی مجاهد عن النبی علیه
الصلوة والسلام قال لا تدخل الملائکة
بیتا فیه کلب او صورة فاما ان یقطع راسها
واما ان یبسط قال الفقیه رحمه الله وبه
ناخذ فلا بأس بان یبسط الثیاب التی
فیها التصاویر والتماثیل وروی عن عطاء
وعن عکرمة انهما قالا انما کره من التماثیل
ما ینصب نصبا فاما وطئه الاقدام فلا بأس

الله کی مراد ہے جو کچھہ رسول الله صلعم نے فرمایا ہم سب پر
ایمان لائے **تہترویں باب مین تصویرونکی بنانے**
اور گہر وںمین رکہنے کی ممانعت ہے کہا فقیہ
رح نے کسیکو جائز نہین کہ کسی جاندار کی تصویر
بنائے اور بے جان کی تصویر بنائے تو کچھہ مضائقہ نہین
مانند درختون وغیرہ کے ؛ اور نافع بواسطہ ابن عمر رض کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا مصور
قیامت کو عذاب مین گرفتار ہونگے اونسے کہا جاویگا
جو تمنے پیدا کیا ہے اوسکو زندہ کرو ؛ اور ابوہریرہ
کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ الله تعالے نے فرمایا ہے
اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جو پیدا کرے میرے
پیدا کرنے کے مانند ؛ اور مجاہد کہتے ہین کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فرشتے اوس گہر مین داخل نہین ہوتے جس مین کتا ہو
یا تصویر ہو ہان اگر تصویر کا سر کاٹ ڈالا جاوے یا جس کپڑے مین
تصویر ہے اوسکو فرش بنا دیا جاوے تو نیز کہا فقیہ رح نے اسی کو ہم اختیار کرتے ہین
یعنی جن کپڑون پر تصویرین ہون اگر اونکو بچھا دیا جاوے
تو مضائقہ نہین ؛ اور عطاء اور عکرمہ کہتے ہین کہ
تصویرون کا عزت وحرمت سے اچھی جگہ رکھنا ناجائز ہے
اگر تصویرین پاؤن مین روندی جائین تو کچھہ مضائقہ نہین

باب تزويج الزّانية

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس فى تزويج الزانية قال بعضهم لا يجوز وقال عامّة اهل العلم انه يجوز وبه نأخذ امّا حجّة الطائفة الاولى فلان الله تعالى قال واُحِلّ لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين فاباح الله تعالى نكاح غير المسافح فثبت بهذا ان نكاح الزانية باطل ولان الله تعالى قال الزانى لا ينكح الا زانية الى قوله وحرم ذلك على المؤمنين فحرم نكاح الزانية على المؤمنين وروى عن بعض الصحابة انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم تزوجها قال هذا شر من الاول وروى عن عائشة رضى الله عنها انها سئلت عن ذلك فكرهته واما من قال انه يجوز احتج بما روى عن عبد الله بن عباس انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم تزوجها فقال ابن عباس رض اوله سفاح واخره نكاح لا يحرم الحرام الحلال فالنكاح مباح ولا يحرم السفاح النكاح وقال هذا بمنزلة من اكل

چوہترواں باب

اس میں یہ بیان ہے کہ نکاح کرنا زانیہ سے جائز ہے یا نہیں ؛ کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا علماء نے زانیہ سے نکاح کرنے میں بعضوں نے کہا جائز ہے اور اکثروں نے کہا جائز ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور دلیل پہلے لوگوں کی یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (اور حلال ہوئیں تمکو جو انکے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنی کو) اس مباح کیا اللہ تعالے نے نکاح غیر سافح کا سو ثابت ہوا اس آیت سے کہ نکاح زانیہ سے باطل ہے اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (نہیں نکاح میں لاتا زانی مگر زانیہ کو) آگے فرمایا (اور حرام ہے مومنین پر) سو نکاح زانیہ سے مومنین پر حرام ہوا ؛ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کسینے اونسے پوچھا ایک آدمی ہے کہ اوسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر اوس سے نکاح کر لیا اسمیں آپ کیا فرماتے ہیں کہا یہ امر تو پہلی سے بھی برا ہے ؛ اور حضرت عائشہ سے کسینے اس مسئلہ کو پوچھا تو آپنے بھی اس نکاح کو ناجائز فرمایا ؛ اور جو لوگ جائز کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس سے کسینے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اوس سے نکاح کر لیا اسکا کیا حکم ہے فرمایا پہلا زنا ہے اور دوسرا نکاح ہے اور حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا پس نکاح مباح اور زنا نکاح کو حرام نہیں کرتا اور فرمایا یہ صورت بمنزلہ اوس صورت کے ہے کہ کسینے کھجور کے درخت سے

من نخلة انسان فی اول النهار ثم اشتریها فی
آخر النهار رواما تاویل قوله تعالی الزانی لا
ینکح الا زانیة قال سعید بن جبیر والضحاك
معناها الزانی لا یزنی الا زانیة مثله و
هکذا روی عن ابن عباس رضی الله عنه و
قد قیل ان الایة منسوخة لان رجلا سأل
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان امرأتی
لا ترد ید لامس فقال طلقها فقال انی
احبها قال علیه السلام فامسکها

باب تفضیل الفقر علی الغنی

قال الفقیه رح اختلف الناس فی تفضیل الفقر علی الغنی
قال بعضهم الغنی افضل وقال بعضهم الفقر
افضل و حاصل الاختلاف ان الغنی الصالح
افضل ام الفقیر الصالح قال بعضهم الغنی
الصالح افضل وقال بعضهم الفقیر الصالح
افضل و به ناخذ فاما من قال الغنی افضل
فاحتج بقول الله تعالی ووجدك عائلا فاغنی
فمن علیه بالغنی فلو لم یکن الغنی افضل لما امتن
الله تعالی علیه بذلك وروی عن النبی علیه

صبح کو کہا مین اور شام کو اوس درخت کو خرید لیا پہلیکن
تاویل الزانی لا ینکح الا زانیة کی یہ ہے کہ سعید بن
جبیر اور ضحاک نے کی ہے یعنے زانی نہین زنا کرتا ہے
مگر زانیہ ہی سے ❊ اور یہی تاویل عبد اللہ بن عباس سے
مروی ہے ❊ اور کہا گیا ہے کہ آیت منسوخ ہے اسلیے
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے یہ عرض کیا کہ میری
عورت کسی ہاتہ لگانی والے کے ہاتہ کو روکتی نہین ہے
آپنے فرمایا طلاق دیدو اوسنے عرض کی مجھی محبت ہے
فرمایا طلاق ندے

چہتروین باب مین یہ بیان ہے

کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہی کہا فقیہہ نی اختلاف
کیا علما نے فضل ہونے مین فقر کے غنا پر بعضون نے
کہا غنا فضل ہے اور بعضون نے کہا فقر افضل ہے اور
حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ غنی صالح افضل ہے یا
فقیر صالح افضل ہے بعضون نے کہا غنی صالح افضل ہے
اور بعضون نے کہا فقیر صالح افضل ہے اور یہی ہمارا
مذہب ہے ❊ جو لوگ کہتے ہین کہ غنی فضل ہے اسکی
دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہے (اور پایا تجکو مفلس پہر تجکو
مالدار کیا) پس احسان جتلایا اللہ نے ساتہ غنا کی اگر غنا
فضل نہوتا تو اللہ نیا حسان نہ جتاتا اور نبی علیہ السلام سے مروی

الصلوٰة والسلام انه قال ما احسن الغنى مع
التقى وروى عمرو بن العاص عن النبى عليه الصلوٰة
والسلام انه قال نعم المال الصالح للرجل
الصالح وروى عطاء عن ابن عمر انه قال ان كرمكم
تقواكم وشرفكم غناكم واحسابكم اخلاقكم
وقال بعض المتقدمين المال فى الغربة وطن و
الفقر فى الوطن غربة وقد نظم الشاعر فى
هذا المعنى سه الفقر فى اوطاننا غربة + و
المال فى الغربة اوطان + وقال محمد بن
كعب القرطبى ان الغنى اذا كان تقيا يضاعف
الله له الاجر مرتين ثم قرأ هذه الآية و
ما اموالكم ولا اولادكم بالتى تقربكم عندنا
زلفى الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء
الضعف بما عملوا وعن سعيد بن المسيب قال
لا خير فيمن لا يجمع المال من حله ولا يخرج
من حقه ولا يصون به عرضه ولا يصل به رحمه
وروى هشام بن عروة عن ابيه قال قسم ميراث
الزبير ابن العوام بعد الثلث اربعين الف الف
درهم وروى عن عبد الرحمن بن عوف فانه

ہے کہ آپنے فرمایا غنا تقوے کے ساتھ کتنی اچھی
چیز ہے ؛ اور عمرو بن العاص نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین اچھا حلال مال اچھی آدمی کے لیے اچھی
چیز ہے ؛ اور عطا ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہین
کہ تمہارا اکرم تقوی ہے تمہارا اشرف تمہاری غنا ہے
تمہارا حسب تمہارے اخلاق ہین ؛ اور بعض متقدمین نے
فرمایا ہے مال مسافرت مین وطن ہے اور مفلسی وطن مین
مسافرت ہے ؛ اور ایک شاعر نے یہی مضمون شعر مین
باندھا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے (مفلسی وطن مین مسافرت ہے
اور مال مسافرت مین وطن ہے) ؛ اور محمد بن کعب قرطبی فرماتے ہین
کہ مالدار اگر متقی ہو تو اللہ تعالی اوسکے لیے دوہرا ثواب دیگا
پھر پڑھی یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے (اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد
وہ نہین کہ نزدیک کردین ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی
یقین لایا اور بھلا کام کیا سو اونکا ہی بدلا دونا اونکی کیے پر)
اور سعید بن المسیب کہتے ہین اوس مال مین خیر و برکت نہین جو حلال سے
نہ جمع ہوا ہو اور نہ نکلی اوس سے حق اوسکا اور نہ بچائی جاوے آبرو
اور صلہ رحمی کیجاوے اوس سے ؛ اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین
کہ تقسیم کیا زبیر بن عوام کا مال بعد تہائی نکالنے کے چار کروڑ
درم ؛ اور مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی

كان له ثلث نسوة فطلق احدى نسائه فى مرضه
فصالحوها بعد موته من ميراثها من ثلث
الثمن على ثلثة وثمانين الفا فيكون جملة المال
الفالف درهما الا ثمانية الاف درهم وروى
سفيان بن عيينه عن عمرو بن دينار قال كانت
غلة طلحة بن عبد الله كل يوم الف اواق
واما حجة من قال ان الفقر افضل احتجوا بقوله تعالى
كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى فاخبر
الله تعالى ان الغنى يحمله على الطغيان وقال
فى موضع اخر وما نريك اتبعك الا الذين هم
اراذلنا بادى الرأى فاخبر ان الفقراء كانوا
هم الذين يتبعون الانبياء وروى ابان عن
انس عن النبى عليه الصلوة والسلام قال
لكل احد حرفة وحرفتى اثنان الفقر والجهاد
فمن احبهما فقد احبنى ومن ابغضهما فقد
ابغضنى وعن النبى صلعم انه قال اللهم من
احبنى فارزقه العفاف والكفاف ومن
ابغضنى فاكثر ماله وولده وروى مجاهد
عن ابن عمر انه قال ما اصاب عبد شئ من

تین بیبیان تہین ایک کو مرض الموت مین طلاق دیدی
سو اونکی وارثون نے بعد اونکے مرنے کے اوسکے حصہ پر جو
اٹھوین حصہ کی تہائی تہی تراسی ہزار درم پر صلح کر لی تو تمام حساب سے
کل مال آٹھ ہزار درم کم چار لاکھ درم ہوا ۔ اور سفیان بن عیینہ
عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ طلحہ بن عبد اللہ کے
آمدنی ہر روز ایکہزار اوقیہ کی تہی ۔ اور جو کہتی ہین کہ
فقر فضل ہے اونکی دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہی (کوئی
نہین آدمی سر چڑہتا ہے اس سے کہ دیکہے اپکو مالدار) سو خبر دی
اللہ تعالے نے کہ غنا آدمی کو سرکشی پر برانگیختہ کرتی ہی اور
دوسری جگہہ مین فرمایا (اور دیکہتے نہین کوئی تابع ہوا تیرا
مگر جو ہم مین نیچ قوم ہین ادبر کے عقل سے) پس خبر دے
اسبات کی کہ انبیا کی تابعین فقیر سے ہوتے ہین ۔ اور ابان
بوسطہ انس رض کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ سبکا
ایک پیشہ ہے اور میرے پیشے دو ہین ایک فقر اور ایک جہاد
جسنے ان دونون کو دوست رکہا گویا مجکو دوست رکہا اور جسنے
انسے بغض رکہا گویا مجسے بغض رکہا ۔ اور نبی صلعم سے مروی ہی کہ
کہ اپنے فرمایا اللہ میری جو کوئی مجکو دوست رکہی اوسکو بقدر
کفایت روزی دے اور جو مجسے دشمنی رکہے اوسکو مال و اولاد کثرت سے دے
اور مجاہد ابن عمر سے روایت کرتے ہین نہین پہنچتی کسی کو کوئی چیز

من الدنیا الا نقص من درجاته عند الله تعالی
وان کان کریما علی الله وروی عن عیسی بن مریم
علیه السلام انه قال الفقر مشقة فی الدنیا و
میسرة فی الاخرة والغنی میسرة فی الدنیا
مشقة فی الاخرة وعن انس بن مالک عن النبی
علیه الصلوة والسلام قال اللهم احینی مسکینا
وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین
قیل له لم ذلک یا رسول الله قال لانهم یدخلون
الجنة قبل الاغنیاء باربعین خریفا ولان الغنی
یتمنی عند موته ان لو کان فقیرا ولا یتمنی فقیر ان
لو کان غنیا ولو لم یکن للفقیر فضیلة سوی
ان حسابه فی الاخرة اقل لکانت حجة کافیة
ویقال اعظم منة الله تعالی علی عبده یوم القیمة
ان یقول له لم اخمل ذکرک به وقال القائل
دلیلک ان الفقر خیر من الغنی وان قلیل
المال خیر من الکثیر لقاؤک مخلوقا عصی الله
بالغنی ولم تر مخلوقا عصی الله بالفقر قال الفقیه
رحمه الله الفقر افضل من الغنی ولکن لا عیب
فی الغنی الا تری ان فی زمان النبی علیه الصلوة

دنیا کی مگر اللہ کے نزدیک اسکا کوئی نکوئی درجہ کم ہو جاتا ہے
اگرچہ بہت ہی اللہ کے نزدیک وہ مقبول ہو ٭ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا فقر موجب مشقت ہے دنیا میں اور موجب
خوشی ہی آخرت میں اور غنا موجب خوشی ہے دنیا میں موجب
محنت و مشقت ہے آخرت میں ٭ اور انس بن مالک
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دعا کیا کرتے تھے یا الہی
مجکو زندگی میں مسکین رکھ اور مجکو مسکین ہی مار اور مسکینوں کی گروہ میں
میرا حشر کر سب نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں کہا اسلیے کہ مسکین
مالداروں سے چالیس برس پہلی جنت میں داخل ہونگی اور اسلیے کہ غنی
وقت موت کے تمنا کریگا کاش میں فقیر ہوتا اور فقیر تمنا نکریگا
کاش میں غنی ہوتا ٭ اور اگر فقیر کیلیے سوا اسکی کہ قیامت کو حساب
اوسکا کم اور ہلکا ہوگا کوئی اور فضیلت نہوتی تب بھی یہی کافی تھی یعنی یہ
فقر غنا سے افضل ہے ٭ اور کہا گیا ہی کہ بڑا احسان اللہ تعالی کا اپنی بندہ پر
قیامت کو یہ ہوگا کہ اللہ تعالی بندے سے کہیگا کیا تیرا نام میں نے فقر کے وجہ گمنام نہیں
کیا ٭ اور شاعر نے اپنی شعر میں کہا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے دلیل تیری
اس امر میں کہ فقیر مالدار سے بہتر ہے اور تھوڑا مال بہت مال سے بہتر ہے یہ ہے کہ تو
بہت سے مخلوق کو دیکھتا ہے کہ مالداری کے سبب سے اونہوں نے اللہ کی نافرمانی
کی ہے اور ایسے مخلوق نہ دیکھیگا جو فقر کی وجہ سے اونہوں نے گناہ کیے ہے
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے فقر غنا سے افضل ہے مگر غنا میں عیب نہیں کیا تجھے خبر نہیں کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں

والسلام كانوا اغنياء فلم يامر عليه الصلوة و
السلام بتركه فلو كان ذلك مذموما لنهاهم
عن ذلك ويامرهم بترك المال فلما لم يامرهم
بتركه ثبت انه لا عيب في الغناء وانما العيب على
صاحبه اذا فعل في غناه بخلاف ما امر
ويقال انما كان الاختلاف في الصدر الاول
ان الغنى افضل من الفقر لان غالب اموالهم
الحلال فاذا جمع من حله ووضعه في
حقه كان الغناء افضل واما في هذا اليوم
لما صار غالب اموالهم الحرام والشبهة فلا
معنى لهذا الاختلاف فالفقر افضل بالاتفاق

باب الاستدانة

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بان يستدين الرجل اذا
كانت له حاجة لابد منها وهو يريد قضاءها
ولو انه استدان دينا وقصد ان لا يقضيه
فهو آكل السحت وروى عن عائشة رض انها
كانت تستدين فقيل لها ما لك والدين
قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من كان عليه دين ينوى قضاءه كان

بہت سے غنی تھے اور آپنے اونکو نفرمایا کہ غنا کو ترک کردو
اگر تونگری کوئی بری چیز ہوتی تو آپ بضرور اونکو منع
فرماتے اور مال کے الگ کرنیکا حکم کرتے جب آپنے ایسا نہین کیا
تو یہ بات ثابت ہوئی کہ تونگری مین عیب نہین ہے ہان
اگر عیب ہے تو مالدار پر ہے مگر وہ بہی اوس وقت کہ وہ خلاف
حکم خدا و رسول کے کرے ۔ اور کہا گیا ہے کہ خلاف زمانی
اول مین اس امر مین کہ غنا فقر سے افضل ہے اسلیے تہا کہ اکثر
مال حلال تہا جب کوئی شخص حلال طریقے سے جمع کرے اور
اوسکو اپنی موقع مین صرف کرے تو غنا افضل ہوگا لیکن
اس زمانے مین جبکہ اکثر مال حرام یا مشتبہ ہے تو اس
اختلاف کے کوئی وجہ نہین اب تو بالاتفاق فقر افضل ہے

چہتروین باب مین قرض لینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے قرض لینے مین کچہ مضایقہ نہین جب آدمی کو
ضرورت ہو اور اوسکا ارادہ ادا کرنیکا ہو ۔ اور اگر
آدمی نے قرض لیا اور ارادہ کیا کہ ادا نکرونگا تو وہ
حرام خور ہے ۔ اور حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتی تہین کسینے کہا آپکو قرض سے کیا
علاقہ کہا مینے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے جس
شخص کے اوپر قرض ہو اور وہ اوسکی ادا کرنے کی نیت رکہتا ہو

معه من الله تعالى عون فانا التمس ذلك العون
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال تعرضوا للرزق فاذا غلب احدكم
فليستدين على الله تعالى وعلى رسوله وروى
عن محمد بن على انه كان يستدين فقيل له
لم تستدين ولك كذا وكذا رأس المال
قال لان النبى عليه الصلوة والسلام قال
ان الله تعالى مع الدائن حتى يقضى الله
دينه فاحب ان يكون الله تعالى معى واما
اذا استدان ونيته ان لا يؤدى دينه فهو
اكل السحت لما روى عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال من تزوج امرأة ونيته
ان يذهب بصداقها جاء يوم القيمة زانيا
وقال ايضا من اشترى شيئا ونيته ان
يذهب بثمنه جاء يوم القيمة سارقا وروى
ابو قتادة عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قيل يا رسول الله ارأيت من قتل فى
سبيل الله هل يكفر عنه خطاياه قال نعم
اذا قتل محتسبا صابرا مقبلا غير مدبر

تو اوسکی ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہی سو مین اس مدد کو طلب
کرتا ہون ؛؛ اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ روزی
کماؤ پہر جب کوئی تم مین سے ناچار ہو جاوے تو اللہ کا اور اللہ کے
رسول کی بہروسہ پر قرض لیلی ؛؛ اور محمد بن علی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتے تہے کسیتی کہا آپ قرض کیون
لیتے ہین آپکے پاس تو اتنا اتنا مال ہی فرمایا اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالے قرضدار کے ساتہہ ہے
یہانتک کہ اللہ اوسکا قرض ادا کری سو مین محبوب
رکہتا ہون اسکو کہ اللہ تعالے میرے ساتہہ ہو ؛ لیکن
اگر کسینے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہی کہ اپنی قرض کو
ادا نکری تو وہ حرام خور ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا جس کسینی کسی عورتسی نکاح کیا
اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکا مہر مارلی تو قیامت کو زانی
شمار ہوگا ؛؛ اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ جس شخص نے کوئی
چیز مول لی اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکی قیمت مار لے
تو وہ قیامت کو چور ہو کر آئیگا ؛؛ اور ابو قتادہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپ سی کسینی پوچہا یا رسول اللہ آپ فرمایئے
تو سہی جو شخص اللہ کے رستہ مین لڑائی کیا اوسکے ساری گناہ معاف ہوجاوینگے
آپنی فرمایا ہان جبکہ مارا گیا ہو تو ثواب حاصل کرنیکے لیے صبر کرتا آگی بڑہتا پیٹھ نہ پھیرتا

الا الدين فانه ماخوذ به وقال لقمان الحكيم
حملت الجندل والحديد فلم احمل شيئا اثقل من
الدين

باب العزل

قال الفقيه رحمه
الله لا بأس بالعزل اذا كان باذن المرأة
والعزل هو ان يطأ امرأته فيعزل عنها
قبل ان ينزل مخافة الحبل وكان اليهود
يكرهون العزل ويقولون هي الموؤدة الصغرى
فنزل هذه الاية نساءكم حرث لكم الاية فمن
شاء اعتزل ومن شاء لم يعزل وروى
عن ابن عباس رض انه سئل عن العزل فقال
ان كان رسول الله عليه الصلوة والسلام
قال فيه شيئا فهو كما قال والا فانا اقول نساءكم
حرث لكم فأتوا حرثكم الاية فمن شاء اعتزل
ومن شاء لم يعزل وروى عن عبد الله بن
مسعود انه سئل عن العزل فقال لو اخذ
ميثاق نسمة فى صلب رجل فصبها على
صفا اخرج منها النسمة التى اخذ ميثاقها
فان شئت فاعتزل وان شئت فدع وروى
ابو سعيد الخدرى ان النبى عليه الصلوة

مگر قرض معاف نہین ہوتا اوسمین ماخوذ ہوگا ۔ اور کہا حکیم
لقمان نے اوٹھایا مینے پتھر کو اور لوہے کو مگر کوئی چیز ایسی اوٹھائی نہ
جو قرض سے بھاری ہو

سترہوین باب مین عزل کا
بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے عزل کا کچھہ مضائقہ نہین جبکہ
عورت کی اجازت سے ہو اور عزل یہ ہے کہ آپنے عورت سے
وطی کرے اور پہلے انزال منی کے عورت سے الگ ہو جاوے حمل کے
خوف سے ۔ اور یہودی عزل کو ناجائز کہتے ہیں کہ عزل
چھوٹے درجہ کا زندہ در گور کرنا ہے سو نازل ہوئی آیت
(عورتین تمہاری کھیتی ہین) جسکا جی چاہے عزل کرے
جسکا جی نچاہے نکرے ۔ اور ابن عباس سے کسینے عزل کو
پوچھا فرمایا اگر اس باب مین رسول اللہ صلعم نے کچھہ فرمایا ہے
تو وہی ٹھیک ہے ورنہ مین تو یہ کہتا ہون (تمہاری
عورتین تمہاری کھیتی ہین اپنی کھیتی مین جسطرح چاہو
آؤ) جسکا جی چاہے عزل کرے جسکا جی نچاہے
نکرے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ عزل سے سوال کیے گئے
فرمایا اگر اللہ تعالے نے کسی روح سے جو کسی کی پشت مین ہے عہد لیا ہے
تو اگر وہ شخص اپنے نطفہ کو پتھر پر بھی پھینکدیگا تو اللہ تعالے اوسی پتھر کے
اندر سے اوس جان کو پیدا کریگا اب اگر تیرا جی چاہے عزل کر جی نچاہے
نکر ۔ اور ابو سعید خدری نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین

والسلام انه سئل فذکر مثل هذا وروے
عن عبد الله بن عمر انه سئل عن هذه الایة
نساءکم حرث لکم الایة قال ان شئت فاعزل
وان شئت فدع وروی عطاء عن جابر قال
کنا نعزل علی عهد رسول الله صلی الله علیه و
سلم والقرآن ینزل

باب القول فی عذاب المیت ببکاء اهله

قال الفقیه رحمه الله تکلم الناس فی عذاب
المیت ببکاء اهله علیه قال بعضهم ان المیت
لیعذب ببکاء اهله علیه ویحتجون بظاهر
الخبر وهو ما روی عن ابن عمر وابن عباس رض
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال ان
المیت یعذب ببکاء اهله وقال عامة اهل
العلم لا یعذب المیت ببکاء الحی لان الله تعالیٰ
قال ولا تزر وازرة وزر اخری وروے
ابو القاسم بن محمد ان عائشة رض قیل لها
ان عبد الله بن عمر رض یروی عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام ان المیت لیعذب ببکاء
اهله علیه وروی ابن عباس رض عن عمر

کہ آپ سے یہی سوال کیا گیا اپنے یہی جواب دیا ۞ اور عبد اللہ
بن عمر سے کسینے اس آیت کی معنی پوچھی نساؤکم حرث لکم
فرمایا تیرا جی چاہے عزل کر جی نچاہے نکر ۞ اور عطا جابر سے
روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانی مین
عزل کیا کرتے تہے اور قرآن شریف نازل ہوتا تہا ۞

اٹہترویں باب مین یہ بیان ہے کہ مردہ کو اوسکی گہر والون کے رونی کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے

کہا فقیہ رح نے گفتگو کیہے علمانے بیچ عذاب مردہ کی بسبب
رونی گہر والون کے اوپر کہا بعضون نے مردہ کو عذاب
ہوتا ہے گہر والون کے رونی سی اور دلیل اونکی یہ حدیث ہے
کہ حضرت ابن عمر اور ابن عباس نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا مردہ پر گہر والون کے رونی کی سبب سے
عذاب ہوتا ہے ۞ اور کہا اکثر اہل علم نے مردہ پر
زندہ کے رونے سے عذاب نہین ہوتا اسلیے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؕ اور کسی پر نہین پڑتا بوجہ کسو کا
اور قاسم بن محمد حضرت عائشہ رض سی روایت کرتے ہین
کہ کسینے اونسے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رض نبی صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا مردہ پر گہر والون کے
رونی کے سبب سے عذاب ہوتا ہے اور ابن عباس بہی حضرت عمر سے

انه روی هکذا فقالت عائشة انکم لتحدثون
عن غیر کاذبین ولا مکذبین ولکن السمع
یخطئ وتاویل الحدیث ان العادة قد جرت
فی ذلك الزمان ان الانسان اذا مات
کان یوصی لاهله بالنوح علیه فقال النبی
علیه الصلوٰة والسلام ان المیت لیعذب
ببکاء اهله لانه کان یامرهم بذلك وتاویل
آخر ان النبی علیه الصلوٰة والسلام مر بقبر
یهودی واهله یبکون علیه فقال النبی
علیه الصلوٰة والسلام انتم تبکون علیه وهو
یعذب فی قبره فظن الراوی انه یعذب
ببکائهم وهذا کما روی عروة عن عائشة
انه ذکر عندها حدیث ابن عمر فقالت
وهم ابو عبد الرحمن انما قال ان اهل المیت
لیبکون علیه فانه یعذب بجرمه باب
البکاء علی الموتی قال الفقیه
رحمه الله النوح حرام ولا بأس بالبکاء و
الصبر افضل لان الله تعالیٰ قال انما یوفی
الصابرون اجرهم بغیر حساب وروی

یہی روایت کرتے ہین سو فرمایا حضرت عائشہ نے
تم حدیث بیان کرتے ہو لیسون سے کہ نہ وہ جہوٹے ہین
نہ اونکو کوئی جہوٹا کہہ سکتا ہے مگر کبہی سننے مین
غلطی ہو جاتی ہے ؛ اور تاویل حدیث کی یہ ہے
کہ اوس زمانے مین یہ دستور تہا کہ جب کوئی شخص
مرنے کو ہوتا تہا تو گہر والون کو اپنے اوپر نوحہ
کرنیکی وصیت کرتا تہا سو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
کہ مردہ پر گہر والون کی رونی کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے
کیونکہ وہ اُسکا حکم کر گیا تہا ؛ اور تاویل دوسری یہ ہے کہ نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک یہودی کی قبر پر گزرے اور اوسکی
گہر والی اوسکی اوپر روتے تہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم روتے ہو
اور اوسکو قبر مین عذاب ہو رہا ہے راوی نے سمجہ لیا کہ انکی رونے کی
وجہ سے عذاب ہو رہا ہے ؛ اور یہ تاویل اسطرح کی ہے جیسی روایت
کی عروہ نے حضرت عائشہ رضی سے کہ اونکی سامنے ایکدفعہ ابن عمر کے اس
حدیث کا ذکر آیا فرمایا ابو عبد الرحمن کو وہم ہوا آپنے تو یہ فرمایا
تہا گہر والی تو رو رہے ہین اور مردہ اپنی گناہون کے سبب عذاب مین
گرفتار ہے ؛ باب اونیاسی مین بیان ہے کہ مردہ پر رونا کیسا
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے نوحہ کرنا حرام ہی لیکن سیدہ رونے کا مضایقہ نہین اور صبر بہر طرح
افضل ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور صبر والون ہی کو ملتا ہے نیک اونکا

عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال النائحة
ومن حولها من المستمعین فعلیهم لعنة الله
والملائکة والناس اجمعین وقیل لما مات
الحسین بن الحسن اعتکف امرأته فاطمة بنت
الحسین علی قبره سنة فلما کان رأس
الحول رفعوا الفسطاط فسمعوا صوتا من
جانب هل وجدوا ما فقدوا فسمعوا من
جانب اخر بل یئسوا وانقلبوا ولم
یرحدا وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه لما مات ابنه ابراهیم دمعت
عیناه فقال له عبد الرحمن بن عوف یا
رسول الله الیس قد نهیتنا عن البکاء قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نهیتکم
عن البکاء انما کنت نهیتکم عن صوتین
احمقین فاجرین صوت النائحة وصوت
الغنا فانه لعب ولهو ومزامیر الشیطان
وعن خمش الوجوه وشق الجیوب ورنة
الشیطان ولکن هذه الرحمة جعلها الله
تعالی فی قلوب الرحماء ثم قال القلب

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے کہ اپنے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
اور جو اوسکی گرد سننے والیاں ہیں ہون اون پر لعنت اللہ کی
اور فرشتوں کی اور تمام آدمیون کی بہی ❊ اور کہا گیا جبکہ
حسین بن حسن کا انتقال ہوا اونکی بی بی فاطمہ صاحبزادی
حضرت حسین کی اونکی قبر پر ایک برس تک بیٹھی رہیں جب
دوسرا برس شروع ہوا اور لوگوں نے خیمہ اوکہاڑ دیا ایک
جانب سے ایک آواز سنی کیا پایا جو گم کیا تہا پہر دوسری طرف سے
یہ آواز سنی بلکہ نا امید ہوکر پہر چلے اور کوئی آواز کا دینے والا
وہاں نظر نہ آتا تہا ❊ اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکی
صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوگیا اور آپکی آنکہوں سے آنسو
ٹپکنے لگے تو عبد الرحمن بن عوف نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپنے ہمکو رونے سے منع نہیں فرمایا تہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا
میں نے رونے سے تو منع نہیں کیا میں نے تو دو آوازوں سے جو
احمق ہیں ایک آواز نوحہ کے اور ایک آواز گانے کی منع کیا
اسلیے کہ یہ کہیل کود اور مزامیر شیطانی ہے اور منع کیا ہے
منہ نوچنے اور گریبان پہاڑنے سے اور شیطان کی طرح رونے
کرنے سے اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے
اللہ تعالے نے رحم دلوں کے
جی میں ڈالی ہے ❊ پہر فرمایا کہ دل ❊

بالحزن والعين تدمع ولا تقول ما يسخط
الرب تبارك وتعالى وروى وهب بن
كيسان عن ابی هريرة رض ان عمر رض ابصر امرأة
تبكي على ميت فنهاها فقال النبي عليه الصلوة
والسلام دعها يا ابا حفص فان العين باكية
والنفس مصابة والعهد حديث وروى
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مر
بني عبد الاشهل عند منصرفه عن احد وهم
يبكون ويندبون على قتلاهم بعد يوم
احد فقال النبي عليه الصلوة والسلام
لكل احد باكية ولكن حمزة لا يبكي احد له
فلما سمعن بذلك جئن الى باب رسول الله
وهن يبكين على حمزة ورسول الله عليه
الصلوة والسلام في البيت يبكي حتى يسمع
نشيجة وينقطع نفسه من البكاء باب

اكرام اهل الفضل والشرف

قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل ان يكرم
اهل الفضل من غير افراط ولا يجوز لاحد
ان يكرم احدا لاجل دنياه لينال من

کہ دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھہ روتی ہے اور نکہے تو وہ چیز کہ حق
تبارک وتعالے غصہ ہوا اور وہب بن کیسان ابوہریرہ سے روایت
کرتے ہین کہ جب حضرت عمر رض نے ایک بی بی کو کسی میت پر
روتی دیکھا منع کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو حفص
جانے دو اسلیے کہ آنکھہ رونے والی ہے اور نفس مصیبت
زدہ ہے اور زمانہ رنج کا نیا ہے ۞ اور مروی ہے
رسول اللہ صلعم سے کہ آپ احد سے پہرتے ہوئے بنی عبد الاشہل
پر گذرے اور وہ سب اپنے مقتولون کو رو رہے تہے سو
فرمایا نبی علیہ السلام نے ہر مقتول کو کوئی نہ کوئی رو رہا ہے
مگر حمزہ کا کوئی رونے والا نہین جب اون رونے والیون نے
یہ سنا آپکے دروازہ پر آئین اور حضرت حمزہ کو رونے لگین
اور رسول اللہ صلعم گہر مین روتی تہی یہانتک کہ آپکی آواز
رونے کی سنی جاتی تہی اور آپکا سانس رک گیا ۞
باب اسبات مین یہ بیان ہے کہ اہل علم وفضل اور
اہل عزت کی تعظیم کرنی چاہیے ۞ کہا
فقیہ رح نے مستحب ہے کہ اہل فضل کی
تعظیم کیجائے لیکن بغیر افراط کے
اور کسیکو یہ جائز نہین کہ کسیکی تعظیم کرے
دنیا کے حاصل کرنے کی وجہ سے

من دیناه لان النبی علیه الصلوة والسلام
قال من تواضع لغنی لاجل الدنیا ذهب
ثلثا دینه ولکن یکرم اهل الفضل لفضلهم
وشرفهم وقد روی هشام بن حسان عن
الحسن البصری رحمه الله ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم کان جالسا ومعه اصحابه
فجاء علی ابن ابیطالب کرم الله وجهه ولم
یکن له مجلس فرآه ابوبکر الصدیق رضی الله
عنه فزحزح له عن مکانه ثم قال له اجلس
یا ابا الحسن فتبسم النبی علیه الصلوة و
السلام بما صنع فقال اهل الفضل اولی
باهل الفضل ولا یعرف اهل الفضل الا اهل
الفضل وقال سفیان بن عیینة کان یقال
من تهاون بالاخوان ذهبت مروته ومن
تهاون بالسلطان ذهبت دنیاه ومن تهاون
بالصالحین ذهبت آخرته وروی عمرة
عن عائشة عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال اقیلوا ذوی الهیئات عثراتهم
الا حدا من حدود الله تعالی وعن عائشة

اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس کسی نے
کسی غنی کی تواضع کی دنیا کی وجہ سے تو اوسنے دو تہائی
اپنا دین کہو دیا ہاں اہل فضل کی تعظیم اونکی فضل و
شرف کی وجہ سے کرے ؞ اور ہشام بن حسان حسن بصری
سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے
تھے اور آپکے ساتھ صحابہ بیٹھے تھے اتنے مین حضرت علی
آئے اور مجلس مین بیٹھنے کو جگہہ نہ تھی جب ابو بکر صدیق نے
حضرت علی کو دیکھا تو اپنی جگہہ سے سرک گئے پہر کہا
اے ابوالحسن یہان آئیے سو اس فعل سے رسول اللہ
صلعم خوش ہوئے اور فرمایا اہل فضل اہل فضل کے
لئے اولی ہے اور اہل فضل کو اہل فضل ہی پہچانتے ہین
؞ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ یہ بات زبانزد ہے
کہ جس کسیتے اپنے بہائی بندون کے ساتہ اہانت کا برتاؤ
برتا اوسکی مروت گئی اور جس کسیتے بادشاہ وقت کی
اہانت کی اوسکی دنیا گئی اور جس کسیتے نیکوںکی اہانت کی
اوسکی آخرت گئی ؞ اور عمرہ حضرت عائشہ رض سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
اہل عزت اہل علم کی خطاؤن سے درگذر کیا کرو
سوا اللہ کی حدود کے ؞ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے

انها مربها سائل فامرت له بکسرة ومربها
رجل ذو هیئة فاقعدته وامرت له بالمائدة
فقیل لها فی ذلك فقالت عائشة رضی الله
عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امرنا
ان ننزل الناس منازلهم وعن طارق بن
عبد الرحمن قال کنت عند الشعبی فاتاه بلال
بن جریر فطرح له وسادة وقال ان النبی علیه
الصلوٰة والسلام قال اذا اتاکم کریم قوم
فاکرموه وقال بعض الحکماء بعض المقارنة
حزم وکل المقارنة عجز وقال الفقیه رحمه الله
لا یستحب الافراط فی الاکرام وفی الحب لان
الافراط مذموم فی کل شئ لیخاف منه
الآفة وقال علی بن ابی طالب رضی الله عنه
احبب حبیبك هونا ما عسی ان یکون
بغیضك یوما ما وابغض بغیضك هونا
ما عسی ان یکون حبیبك یوما ما وروی هذا
مرفوعا عنه وقد افرط النصاری فی حب
عیسی صلوات الله علیه حتی اتخذوه الها
وافرط الیهود فی حب عزیر صلوات الله

کہ ایک سائل گزرا آپنے ایک ٹکڑا روٹی کا دلوادیا
پھر ایک مرد اشراف صورت گذرا آپنے اوسکو
بیٹھایا اور دستر خوان اوسکی آگے بچھوایا کسی نے کہا
یہ کیا ماجرا ہے کہا ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم
فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھہ اوسکی رتبہ کے موافق برتاو
کیا کرو ۞ اور طارق بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں شعبی کے پاس
بیٹھا تھا کہ اتنے میں بلال بن جریر آئے شعبی نے
اونکے واسطے بستر بچھا دیا اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی ذی عزت
آدمی آئی تو تم اوسکی تعظیم و تکریم کرو ۞ اور کہا بعض
حکمانے تھوڑا سا تقرب احتیاط کی بات ہے اور بہت سا
تقرب عاجزی کی علامت ہے ۞ کہا فقیہ رح نے مستحب نہیں ہے
افراط کرنی تعظیم میں اور محبت میں اسلیے کہ افراط ہر
چیز میں بری ہے اور اسمیں کسی آفت کا خوف ہے ۞
اور فرمایا حضرت علی رض نے اپنے دوست سے بھی تھوڑی محبت کر
شاید کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جاے اور دشمن سے بھی تھوڑی
دشمنی کر شاید کبھی وہ تیرا دوست ہو جاے اور یہی الفاظ
حضرت علی سے مرفوعا بھی مروی ہوئے ہیں ۞ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کی
محبت میں یہانتک افراط کی کہ اونکو خدا بنالیا اور یہود نے

عليه حتى اتخذوه الها وافراط الروافض
في حب علي حتى ابغضوا غيره وينبغي للعاقل
ان يحب اهل الفضل ويعرف حقوقهم
من غير افراط ولا تعدي

باب الغيرة

قال الفقيه رح ينبغي للمؤمن ان يكون غيورا
فلا يرضى بالفاحشة اذا علم من رجل او
امرأة فيمنعه من الفاحشة ان استطاع
بيده فان لم يستطع فلينكره بلسانه فان
لم يستطع فلينكره بقلبه وروى زيد بن
اسلم عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال الغيرة من الايمان والبذاء من النفاق
والبذاء ان يقول الرجل بالفاحشة في
اهله ويرضى وروى عن عبد الله بن مسعود رض
انه قال اللوم بالرجل ان لا يكون غيورا الا
يستحيي احدكم ان تخرج امته وامراته
تزاحم الناس في الاسواق والمجالس و
روى مغيرة بن شعبة ان سعد بن عبادة
انه قال لو رايت رجلا مع امراتي لضربت
عنقه بالسيف غير مصفح فبلغ ذلك

اور رافضیوں نے حضرت علیؓ کی محبت مین یہانتک افراط کی
کہ اور صحابہ سے دشمنی کرنے لگے ۔ اور عاقل کو یہ چاہیے کہ اہل کمال سے
محبت رکھے اونکا حق پہچانے لیکن افراط نکرے ۔ کیا یہی باتین

غیرت کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے مسلمان کو
چاہیے کہ غیرت دار ہو گناہ اور بیحیائی سے راضی نہو
اگر کسی مرد یا عورت کو کسی گناہ مین مبتلا دیکھے تو ہاتھ سے
روکے اگر اتنی قدرت نہو تو زبان سے روکے اگر اتنی قدرت
بھی نہو تو اوسکو دل سے برا جانے ۔ اور زید بن اسلم
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ غیرت ایمان کی
نشانی ہے اور بے غیرتی نفاق کی اور بے غیرتی یہ ہے
کہ اپنے گھر والون کو بے حیائی کے کامون مین مبتلا دیکھے
اور راضی رہے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہین جو
آدمی غیرت دار نہو وہ ملامت کے قابل ہے کیا
تم مین سے کسیکو حیا نہین آتی کہ اوسکی لونڈی یا بی بی
بازارون اور مجلسون مین جائے اور مرد اوسپر نظر کرنے
اوسکو گھورین ۔ اور مغیرہ بن شعبہ کہتے ہین کہ سعد بن
عبادہ نے فرمایا کہ اگر مین کسی اجنبی کو اپنی بی بی کے
ساتھ مشغول دیکھ لون تو اوسکی گردن تلوار کی دہار سے
اوڑا دون جب یہ خبر رسول اللہ صلعم کو پہنچی

رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اتعجبون
من غیرة سعد والله لانا اغیر منه والله
اغیر منی ومن اجل ذلك حرم الفواحش ما
ظهر منها وما بطن قال ولا احد احب الیه
العذر من الله تعالی ومن اجل ذلك بعث
المنذرین والمبشرین ولا احد احب الیه
المدحة من الله تعالی ومن اجل ذلك وعد
الجنة ٭ وقال علی کرم الله وجهه بلغنی ان
نساءکم تخرجن الی السوق یداضعن العلوج
قبح الله رجلا لا یغار

باب ما جاء فی الجود والسخاوة

قال الفقیه
رحمه الله روی عروة عن عائشة رضی الله
عنها عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال الجنة دار الاسخیاء والشاب الفاسق
السخی احب الی الله تعالی من الشیخ العابد
البخیل ٭ وروی جابر عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال لیس منا من وسع الله
تعالی علیه ولم یوسع علی نفسه وعیاله ٭
قال الحسن البصری رحمه الله ان العبد

تو آپنے فرمایا کیا تم لوگ سعد کی غیرت سی تعجب
کرتے ہو قسم اللہ کی مین سعد سی زیادہ غیرت دار ہون
اور اللہ مجھسی زیادہ غیرت دار ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالے
نے بیحیائی کے سارے کام ظاہری ہون یا باطنی حرام
کر دیئے ہین پہر فرمایا کسیکو عذر اتنا محبوب نہین ہے جتنا اللہ
کو ہے اور اسلیے اللہ نے انبیاء ڈرانے والے اور بشارت
دینے والے بہیجے اور کسیکو اتنی تعریف پسند نہین
جتنی اللہ کو ہے اور اسی واسطے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے
٭ اور حضرت علی رض نے فرمایا مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تمہاری
عورتین بازار کو نکلتی ہین اور کافرون سے دھکم دھکا ہوتے
ہین رسوا کرے اللہ اوس شخص کو جسکو غیرت نہو

باب اسمین جود و سخاوت کا بیان ہے

کہا فقیہ نے
عروہ نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جنت سخیون کا گہر ہے اور جوان فاسق غافل جو سخی
ہو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑہے عابد بخیل سے
٭ اور جابر نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جس
شخص پر اللہ تعالے نے رزق کی وسعت دی ہو اور وہ
اپنے نفس پر اور عیال پر فراغت سی خرچ نکرے تو وہ شخص
ہماری گروہ مین سے نہین ٭ اور کہا حسن بصری نے ٭ بندہ کو

ياخذ من الله تعالى ادبًا حسنًا ان وسع الله
تعالى عليه وسع وان امسك عليه امسك
يعني به قوله تعالى لينفق ذو سعة من سعته
ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله
وروى يوسف بن خالد السمتي الحجاج قال اهدي
الى ابي حنيفة رح من الحجاج قريبًا من الف
زوج نعل ففرقها على اخوانه فرأيته بعد ذلك
بيوم او يومين يشتري نعلا لابنه فقلنا
له كيف وقد اهدي اليك في هذه السنة
قريبًا من الف زوج نعل قال ان مذهبي
في هدايا تفريقها بالغة ما بلغت والمكافاة
بمثلها او ضعفها وتفريق الهدية على اخواني
لما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا اهدي الى رجل فجلساؤه فيه شركاؤه
ولخواني جلسائي فلا تفردونهم بل ارى ان
اجعل نصيبي لهم وارى قبول الهدية لان
النبي عليه الصلوة والسلام كان يقبل الهدية
ويجيب الدعوة وارى المكافاة باحسن منها
او مثلها لقوله تعالى واذا حييتم بتحية

چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ادب سیکھے اگر اللہ تعالیٰ نے فراغ
فراغت دی تو فراغت سے خرچ کرے اور اگر فراغت
نہیں دی تو تنگی سے خرچ کرے مراد اوسکی اس سے یہ قول
اللہ تعالیٰ کا ہے (چاہیے خرچ کرے کشایش والا اپنی کشایش سے
اور جسکو نپی تلی ملتی ہے اوسکی روزی تو خرچ کرے اوسکو جیسا
دیا اوسکو اللہ نے) اور یوسف بن خالد تیمی کہتے ہین کہ
ابو حنیفہ رح کی خدمت مین حجاج کی طرف سے قریب ہزار نعلین کی
ہدیہ آئین سو آپنے اپنے بھائی بندون کو تقسیم کر دین
پھر مین نے ایک دو روز کے بعد اونکو اپنی لڑکی کے لیے نعلین خریدتے
دیکھا پس مین نے کہا یہ کیا اس سال مین آپکی پاس نعلین کی
قریب ہزار نعلین کے آچکی ہین فرمایا میرا مذہب
ہدیون کے باب مین یہ ہے کہ اونکو تقسیم کر دیا جائے خواہ وہ کتنی
ہون اور اونکی برابر یا زیادہ بدلا دینا اور وجہ تقسیم ہدیہ کی
بھائیون پر یہ ہے کہ نبی علیہ السلام مروی ہے جب کسی شخص کے پاس کوئی
ہدیہ آوے تو اوسکی ہم نشین اوسکی شریک ہین اور یہ میرے بھائی میری
ہم نشین ہین سو یہ نہیں ہو سکتا کہ مین تنہا رکھ لون اور ونکو
ندون بلکہ میرے جی یون چاہتا ہے کہ اپنا حصہ اونکو دیدون اور ہدیہ کی
قبول کرنی کو جائز جانتا ہون اسلیے کہ نبی علیہ السلام ہدیہ کو قبول
کر لیتی تھی اور دعوت کو مان لیتے تھے اور میری رائے مین ہدیہ کا بدلا

فحيوا باحسن منها او ردوها ولقوله تعالى
ولا تنسوا الفضل بينكم وروى عن عائشة
رضى الله عنها ان امرأة اهدت اليها هدية
فلم تقبل هديتها فقال لها النبى عليه الصلوة
والسلام هلا قبلت هديتها قالت لانى علمت
انها احوج اليها منى فقال لها هل قبلتها و
كافيتها باحسن منها وروى زيد بن اسلم
عن عطاء بن يسار ان النبى عليه الصلوة والسلام
ارسل الى عمر بعطاء فرده فقال له لم رددته
فقال يا رسول الله اليس قد اخبرتنا ان لا
خير لاحدنا بان ياخذ من احد شيئا فقال
عليه السلام انما ذلك عن مسئلة فاذا
كان غير مسئلة فانما هو رزق رزقك
الله تعالى وقال ابو هريرة انى لا اسأل
احدا شيئا ولا اعطانى احد شيئا عن غير
مسألة الا قبلت منه وسئل سفيان الثورى
عن المواساة فقال ذلك طريق بنت فيه
العوسج

باب التشفيع

قال الفقيه
رحمه الله افضل الاعمال بعد اداء الفرائض

تو تم بہی ویسا ہی دو یا اوس سے بہتر یا ویہی کہو) اور دوسری جگہہ فرماتا ہے
(اور نہ بہلا دو بڑائی رکہتی آپس مین) ۔ اور حضرت عائشہ رضی
مروی ہے کہ ایک عورت نے اونکو کچہہ ہدیہ دیا اونہون نے اوسکو قبول نکیا
پس فرمایا اونسی نبی صلعم نے تم نے قبول کیون نکیا کہا اسلئے کہ یہ
خود اسکی زیادہ محتاج ہے پس فرمایا کیون نہ قبول کرلیا اور اسکو
اوسکا مکافات اوسکی اوس سے زیادہ نکردی ۔ اور زید بن اسلم عطا
بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمر کی
پاس کچہہ مال بہیجا اونہون نے پہیر دیا آپنے فرمایا کیون پہیر دیا
عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کہ آپنے فرمایا تہا کہ ہم مین سے
کسیکے لئی کسی سے کوئی چیز لینے مین خیر نہین فرمایا علیہ السلام
یہ امر تو جب ہے جب کوئی سوال کرے اور جب بغیر سوال کے
کچہہ ملے تو وہ اللہ کا رزق بہیجا ہوا ہے ۔ اور ابو ہریرہ کہتے ہین
مین کسی سے کوئی چیز نہین مانگتا اور جو بے مانگے ملجاتی ہے
اوسکو لیلیتا ہون ۔ اور سفیان ثوری سے کسیتی پوچہا
کسیکے ساتہ احسان کرنا کیسا ہے فرمایا یہ ایک رستہ ہے کہ اسمین
جمتا ہے عوسج (اور یہ ایک درخت خاردار ہے) تیراسی

باب مین دوسرے کی لئے سفارش کرنیکا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے
افضل سب عملون کا بعد ادا کرنے فرضون کے

شفاعة حسنة اذا كان للرجل حاجة الى
انسان فتستفع فى ذلك او تشفع لدفع مظلمة
عنه لان النبى عليه الصلوة والسلام قال
خير الناس من ينفع الناس وروى سفيان
بن عيينة عن عمرو بن دينار ان النبى عليه
الصلوة والسلام قال اشفعوا توجروا فان
الرجل منكم ليسالنى فامنعه كيما تشفعوا
وتوجروا وقال الحسن البصرى الشفاعة يجرى
اجرها لصاحبها ما جرت منفعتها وقال مجاهد
فى قول الله تعالى من يشفع شفاعة حسنة يكن
له نصيب منها ومن يشفع شفاعة سيئة
يكن له كفل منها وهى شفاعة الناس بعضهم
لبعض وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام
ان رجلا جاء اليه فسأله بعيرا ليخرج الى
الغزو فلم يكن ذلك عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فبعثه الى رجل من الانصار
فذهب الى الانصار فاعطاه الانصار بعيرا
فجاء بالبعير الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم الدال

کیلیے یہی سعی نیک کرنی ہے جبکہ کسی آدمی کو کسی کوئی
حاجت ہو تو اوسمین سفارش کر اور دفع ظلم کے لیے بھی
سفارش کر اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا
آدمی وہ ہے جو اورون کو نفع پہنچائے :: اور سفیان
بن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا لوگون کے لیے سفارش کیا کرو اور ثواب کمایا کرو
کیونکہ کوئی شخص تم مین سے کچھ سوال کرتا ہے مین انکار
کر دیتا ہون تاکہ تم سفارش کرو ثواب کماؤ :: اور
حسن بصری کہتے ہین سفارش کا ثواب جب تک جاری رہتا ہے
جب تک اوسکا نفع جاری رہتا ہے اور کہا مجاہد نے تفسیر مین
اس قول اللہ تعالے کی کہ جو کوئی سفارش کرے نیک بات مین
اوسکو بھی ملی اوس مین ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے
بری بات مین اوسپر بھی ہے ایک بوجھ اوسمین سے تو مراد
اس سے سفارش کرنی ہے آپسمین :: اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ ایک شخص آپکی خدمتمین حاضر ہوا اور
اونٹ مانگا تاکہ جہاد کے لیے اوسپر سوار ہو اور
اونٹ آپکے پاس نتہا آپنے اوسکو ایک انصاری کے پاس بھیجدیا
تو وہ اوسکی پاس گیا انصاری نے اوسکو اونٹ دیدیا وہ شخص
اونٹ لیکر رسول اللہ صلعم کے خدمت مین آیا نبی صلعم نے فرمایا نیک کام

على الخير كفاعله ويقال لكل شئ صدقة و
صدقة الرياسة الشفاعة واعانة الضعفاء
وقال بعضهم اى بعض الادباء من كان دخالا
على الامراء ولا يكون مشفعا فهو دعيّ يعنى
ولد الزناء وروى عن جعفر بن محمد انه قال
اوحى الله تعالى الى داود عليه السلام ان
عبدا من عبادى ياتى بحسنة فادخله الجنة
قال يارب وماتلك الحسنة قال من يفرج
عن مؤمن كربة ولو بشق تمرة

باب قتل العمد

قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال بعضهم
هو فى النار ابدا وقال عامة اهل العلم هو
فى مشية الله تعالى ان شاء غفر له وان
شاء عذ به فامامن قال هو فى النار ابدا فقد
ذهب الى ماروى سالم بن ابى الجعد قال كنت
عند ابن عباس بعد ماكف بصره فجاء رجل
فقال له ماتقول فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال
فجزاءه جهنم خالدا فيها قال ارأيت ان تاب وآمن
وعمل صالحا ثم اهتدى فقال وانى له الهدى

ثواب فاعل کے برابر ہے ٭ اور کہا گیا ہے ہر چیز کے لئے
صدقہ ہے اور صدقہ ریاست کا سفارش کرنی ہے اور ضعیفوں کی
مدد کرنی ٭ اور کہا بعض ادبا نے جو شخص امیروں کی
دربار میں باریاب ہوا اور لوگوں کی سفارش نکرتا ہو تو وہ
ولد الزنا ہے ٭ اور جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالے
نے حضرت داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ بعض بندہ میرے بندوں سے
ایک نیکی لیکر آئیگا سو میں اوسکو جنت میں داخل کر دونگا
حضرت داؤدؑ نے عرض کیا ای رب وہ نیکی کونسی ہے
فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی مشکل آسان کری اگرچہ
آدہی چہاری سی ٭

باب تیسرا سی مین جان بوجھکر قتل کرنیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے
علما نے اوس شخص میں جسنے کسی مسلمان کو عمداً قتل کیا بعضوں نے کہا
وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ٭ اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ وہ شخص
اللہ کے مشیت میں ہے اگر چاہی بخشدی اگر چاہے عذاب کری
جو کہتی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا دلیل اوسکی یہ ہے کہ سالم
بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کیخدمتمیں حاضر تہا اور ذکر
اوس زمانہ کا ہی کہ جب وہ نابینا ہوگئی تہے سو آیا اونکی خدمتمیں ایک شخص
اور پوچہا آپ کیا کہتی ہیں اوس شخص کی باب میں جو مسلمان کو
عمداً قتل کرے فرمایا جزا اوسکی ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہا اوسنے

فوالذی نفسی بیدہ ان ہذہ الایة نزلت
فما نسختها من اٰیة بعد نبیکم وآما من قال
بان لہ التوبة المقبولة فلقول اللہ تعالی ان
اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر ما دون
ذلك لمن یشآء وقال اللہ تعالی فی موضع
اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق
ثم قال اللہ تعالی فی اٰخرها الا من تاب وآمن و
عمل عملاً صالحا فاولئك یبدل اللہ سیئاتهم
حسنات والجواب عن قولہ تعالی ومن قتل
مؤمنا متعمدا فجزآءہ جهنم آنہ قد روی ابن
عباس ان ہذہ الایة نزلت فی شان
مقیس بن ضبابة الفهری انہ قتل رجلا
متعمدا وارتد ولحق بارض مکة وجواب
اٰخر ان معنی قولہ جل جلالہ فجزآءہ جهنم
ان جازاہ ولکن نرجو ان لا یجازیہ ان شاء
اللہ تعالی وهذا کما روی انس بن مالك رضی
اللہ عنہ عن النبی علیہ الصلوٰة والسلام انہ
قال من وعدہ اللہ تعالی علی عمل ثوابا فهو منجز لہ
ومن وعدہ اللہ تعالی علی عمل عقابا بہ فهو

بس قسم ہی اوس ذات کی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی اور اسکو کسی آیت نی بعد وفات تمہاری نبی کے
منسوخ نہین کیا ؛ اور جو لوگ کہتی ہین کہ اوسکی توبہ مقبول ہے
اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے (اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا
شریک ٹہیراوی اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے) اور فرمایا
اللہ تعالی نی دوسری جگہ (اور وہ جو نہین پکارتی اللہ کے
ساتہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے
مگر جہان چاہیئے) پہر اللہ تعالے نے اس آیت کی آخر مین
فرمایا (مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچہ کام نیک سو
اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بہلائیان) اور جواب آیت
ومن قتل مومنا متعمدا الخ کا یہ ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ فہری کی باب مین نازل ہوئی تہی
کہ اوسنی ایک آدمی کو جانکر مار ڈالا تہا اور مرتد ہو کر مکہ کو
چلا گیا تہا ؛ اور جواب دوسرا یہ ہے کہ معنی قول اللہ تعالے فجزاؤہ
جہنم کی یہ ہین کہ جزا اوسکی جہنم ہے اگر جزا دی لیکن ہم امید رکہتی ہین
کہ ان شاء اللہ تعالے اللہ اوسکو یہ جزا ندیگا :. اور یہ معنی ایسے
ہین جیسے کہ انس بن مالک رض نبی صلعم سی روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جس سے اللہ تعالے نے کسی عمل پر وعدہ ثواب کا کیا ہے
تو وہ وعدہ ضرور پورا کریگا اور جس سے کسی عمل پر وعدہ عذاب کا کیا ہے

بالخيار ولو ان رجلا قتل نفسه متعمدا قال
بعضهم هو في النار ابدا وقال بعضهم هو في مشية
الله تعالى اما من قال هو في النار ابدا فقد ذهب
الى ما روى عن سفيان الثوري عن الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قتل نفسه بسم فسمه بيده يتحساه
في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن قتل
نفسه بحديدة فحديدته في يده يجا بها في بطنه في
نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من قتل نفسه
بشيء عذب به يوم القيمة واما من قال
في مشية الله تعالى لان الله تعالى ويغفر
ما دون ذلك لمن يشاء والخبر انما ورد على
وجه التشديد كما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لعن المؤمن كقتله وروى
ابن مسعود عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال سباب المؤمن فسق و
قتاله كفر فكذلك هذا الخبر على وجه

تو اسمین الله کو اختیار ہے چاہی پکڑے چاہی چھوڑے ؛
اور اگر کسینے اپنی آپکو جانکر مار ڈالا تو بعضی تو کہتی ہین وہ
ہمیشہ دوزخمین رہیگا بعضی کہتی ہین وہ الله کی اختیار ہی اور
مشیت مین ہے جو چاہے سو کری ؛ جو لوگ کہتی ہین وہ
ہمیشہ دوزخمین رہیگا اونکی دلیل یہ ہے کہ سفیان ثوری بواسطہ اعمش
اور ابو صالح کی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جسنے اپنی آپکو زہر سی مار ڈالا تو زہر اوسکی ہاتہ مین ہوگا
اور اوسکو پیتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخکی آگ مین پڑا رہیگا اور
جسنے اپنی آپکو کسی لوہی کی چیز سی مار ڈالا تو وہی چیز اوسکی
ہاتہ مین ہوگی اور اپنی پیٹ مین مارتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ
دوزخمین پڑا رہیگا ؛ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اپنی آپکو
کسی چیز سے مار لیگا اوسی چیز سے قیامت کو عذاب دیا جائیگا
؛ اور جو کہتی ہین کہ وہ الله کے مشیت مین ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ الله تعالی نے
فرمایا ہی (اور بخشتا ہی اوس سے) یعنی شرک سی نیچی جسکو چاہے اور
حدیث ڈرانی کی لئی فرمائی ہی جیسا کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنی فرمایا مسلمان کا لعنت کرنا اوسکی قتل کرنی کے برابر ہے ؛ اور جیسا کہ
ابن مسعود نبی صلعم سی روایت کرتی ہین کہ آپنی فرمایا برا کہنا مسلمان کو
فسق ہی اور اوس سے لڑنا کفر ہی جسطرح یہ دونوں حدیثین ڈرانی اور
دھمکانی کی لیے آپنی فرمائی ہین اسیطرح اس حدیث کو بھی

الوعيد والتشديد وهو في مشية الله تعالى

باب قبلة الولد الصغير

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالقبلة للولد الصغير وهو ماجور فيها لان فيها شفقة على ولده وقال النبي عليه الصلوة والسلام من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا فليس منا وروى محمد بن اسود عن ابيه اسود بن خلف ان النبي عليه الصلوة والسلام اخذ حسنا فقبله ثم اقبل على اصحابه فقال ان الولد مبخلة مجبنة محزنة وروى اشعث بن قيس الكندي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال انهم يعني الاولاد لمبخلة مجبنة محزنة وانهم لثمرة الفؤاد وقرة العين وروى عن عمر رض انه استعمل رجلا على بعض الاعمال فدخل الرجل على عمر فرأه قد اخذ عمر رض ولدا له وهو يقبله فقال الرجل ان لي اولادا فما قبلت واحدا منهم فقال له عمر لا رحمة لك على الصغار فرحمتك على الكبار اقل رد علينا عهدنا فعزله ويقال القبلة على خمسة

سمجھا چاہی یعنی وہ قائل اسکی مشیت میں ہے چاہے چھوڑ دے چاہے پکڑے ؛

باب بچا ہی مین یہ بیان ہے کہ بچونکا بوسہ لینا کیسا ہے

: کہا فقیہ رح نے چھوٹے بچے کی بو سہ لینی مین کچھ مضایقہ نہین بلکہ ثواب ہے اور اسلیے کہ اسمین اپنی بچی پر شفقت معلوم ہوتے ہے : اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے جو بڑے کی تعظیم نکرے چھوٹے پر رحم نکہا وہ ہم مین سے نہین : اور محمد بن اسود اپنے باپ اسود بن خلف سے روایت کرتی ہین کہ نبی صلعم نے حضرت حسن کو گود مین لیا اور پیار کیا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اولاد آدمی کو بخیل اور نامرد اور غمگین بنا دیتی ہے : اور اشعث بن قیس کندی نبی صلعم سے روایت کرتی ہین کہ آپ نے فرمایا بلا شبہ اولاد آدمی کو بخیل نامرد غمگین کر دیتی ہے اور بلا شبہ اولاد دل کا پھل ہے اور انکہ ٹھنڈک ہی : اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو کسی کام پر عامل کیا پس وہ شخص حضرت عمر کی خدمتین حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنی بچی کو گود مین لیے ہوئی پیار کر رہے ہین اس شخص نے کہا میرے کئی بچے ہین آ ایک کو بھی یون پیار نہین کرتا ہون حضرت عمر رضی فرمایا جب تجھے چھوٹون ہی پر رحم نہین آیا تو بڑوں پر تو کیا آئیگا ہمارا کام ہمین واپس دے اور اسکو معزول کر دیا : اور کہا گیا بوسہ پانچ طرح کا

اوجه قبلة المودة وقبلة الرحمة وقبلة الشفقة
وقبلة الشهوة وقبلة التحية فاما قبلة المودة
فهي قبلة الوالدين للولد على الخد واما قبلة
الرحمة فقبلة الولد لوالديه على الراس
واما قبلة الشفقة فقبلة الاخت للاخ
على الجبهة واما قبلة الشهوة فقبلة الزوج
للزوجة على الفم او على الوجه واما قبلة
التحية فهي قبلة المؤمنين فيما بينهم على
اليد وقد كره بعض الناس قبلة الرجال
فيما بينهم على اليد او على الرجل واحتج بما
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن المكامعة يعني القبلة والمعانقة ورخص
بعض الناس وبه ناخذ وقد جاء الاثر ان النبي
عليه الصلوة والسلام قام الى جعفر بن
ابي طالب حين رجع من الحبشة فعانقه وقبل
بين عينيه وروي عن اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال انهم كانوا اذا قدموا
من سفر تعانقوا بعضهم بعضا ويقبل
بعضهم بعضا وروي البراء بن عازب

ہوتا ہے بوسہ مودت کا بوسہ رحمت کا بوسہ شفقت کا بوسہ
شہوت کا بوسہ تحیت کا سو بوسہ مودت کا یہ ہے کہ ماں باپ بچے کے
رخسارہ پر بوسہ دیں اور بوسہ رحمت کا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کے
سر پر بوسہ دے اور بوسہ شفقت کا یہ ہے کہ بہن بھائی کی پیشانی پر
بوسہ دے اور بوسہ شہوت کا یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی کی منہ
یا چہرہ پر بوسہ دے اور بوسہ تحیت کا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک ایک کے
ہاتھ پر بوسہ دیں ✽ اور بعضے علما نے مردوں کو آپس میں
ایکدوسرے کے ہاتھ یا پاؤں پر بوسہ دینے کو ناجائز کہا ہے اور دلیل
اونکی یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بوسہ لینے اور
گلے لگنے کو منع فرمایا ہے ✽ اور بعضے علما نے اسکی
رخصت دی ہے اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام
کھڑے ہو گئے جبکہ جعفر بن ابی طالب
ملک حبش سے پھر کر آئے اور گلے لگایا
اونکو اور پیشانی پر بوسہ دیا ✽
اور صحابہ رض سے مروی ہے کہ
جب وہ سفر سے آیا کرتے تھے تو ایک
دوسرے سے گلے ملتے تھے اور ایک
دوسرے کو بوسہ دیتے تھے ✽ اور براء بن عازب

عن النبی علیه الصلوٰة والسلام قال التمسوا
الولد فانهم ثمرة القلوب وقرة العين و
ایاکم والعجوز العقیم وروی عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام انه قال اولادنا اکبادنا
ومن هذا قول القائل ؎ من سره الله
ان یری کبده + یمشی علی الارض فلیرا ولده

باب ضرب الدف فی العرس

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی ضرب
الدف فی العرس قال بعضهم لا بأس به و
قال بعضهم یکره فاما من قال لا بأس به
فذهب الی ما روت عائشة رضی الله عنها
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال
اعلنوا النكاح ولو بالدف واجعلوه فی المساجد
واضربوا علیه بالدف وروی محمد بن حاطب
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال
فصل بین الحلال والحرام ضرب الدف و
رفع الصوت فی النكاح وقال محمد بن سیرین
نبئت ان عمر بن الخطاب اذا سمع صوتا انكره
وسال عنه فان قالوا عرس او ختان اقره ودف

نبی علیہ السلام سے روایت کرتی تھی کہ آپنے فرمایا
اولاد کے پیدا ہونے کی فکر کرو اسلیئے کہ اولاد دلوں کے
میوے اور ٹھنڈک آنکھوں کی ہین اور بڑھیا بانجھ سے
دور بھاگو : اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اولاد ہماری
جگر کے ٹکڑے ہین اور اسی مضمون کا یہ شعر ہے (جسکو
یہ بات اچھی معلوم ہو کہ اوسکا جگر زمین پر چلتے پھرے
اوسکو چاہیئے کہ اپنے اولاد کو دیکھے) **باب چھیاسی مین**
یہ بیان ہے کہ دائرہ کا بجانا نکاح مین جائز ہے
یا نہین کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے نکاح کی وقت
دف بجانے مین بعضوں نے کہا کچھ مضائقہ نہین بعضون نے
کہا ناجائز ہے جنہوں نے کہا نہین کچھ مضائقہ نہین
اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا اعلان کرو نکاح کا
اگر دف ہی سے ہو اور کرو نکاح مسجد مین اور دف بجاؤ
: اور محمد بن حاطب نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا فاصل حلال حرام مین دائرہ کا بجانا
اور بلند کرنا آواز کا ہے نکاح مین : اور کہا محمد بن سیرین نے
مجکو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر رض جب کبھی آواز دف کی سنتے تو
اونکو برا معلوم ہوتا تھا جب یہ تحقیق ہوتا کہ یہ کیا ہے سو اگر لوگ کہتے کہ

هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان
ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان تلعبان
بالدف في يوم عيد وعندها رسول الله صلى
الله عليه وسلم جالس فزجرهما ابو بكر فقال
النبي عليه الصلوة والسلام دعهما يا ابا بكر فان
لكل قوم عيدًا وعيدنا هذا وروي عن عائشة
انها كانت في عرس فلما رجعت عائشة قال
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم هل قلتن
شيئًا قالت نعم قلنا اتيناكم اتيناكم فحيونا نحييكم
ولولا العجوة السوداء ما كنا بواديكم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هلا قلتن لولا طاعة
الرحمن ما كنا بواديكم وروي عن عكرمة ان
ابن عباس ختن بنيه فدعا اللعابين فاعطاهم
اربعة دراهم فاما من قال انه يكره فقد ذهب
الى ما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال كل لهو للمؤمن باطل الا ثلثة تاديب
فرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع اهله
وروي ابن بريدة عن ابيه ان النبي عليه الصلوة
والسلام رجع من غزوة فجاءته امراة فقالت

تو جائز ہوتی :: اور ہشام بن عروہ سے اپنے باپ کی حضرت
عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر ایکدن تشریف
لائی اور حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں عید کے دن
دائرہ سی کہیل رہی تہیں اور رسول اللہ صلعم بہی تشریف
رکہتے تہے حضرت ابو بکر نے اون لڑکیوں کو جہڑکا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابو بکر جانے دو کیونکہ ہر قوم کے
لئے ایکدن خوشی اور عید کا ہوتا ہے اور یہ دن ہماری
عید کا ہے :: اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ وہ ایک جگہ نکاح میں
گئی تہیں جب واپس آئیں تو رسول اللہ صلعم نے پوچہا تمنے وہاں
کچہ گایا تہا کہا ہاں یہ گایا تہا (آئی ہم تمہاری یہاں آئے
ہم تمہاری یہاں پس سلام کرو تم ہمکو اور سلام کریں ہم تمکو
اور اگر عجوہ سیاہ نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کہانسے ہوتے) انکو
سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمنے یون کیون نہ کہا (اور اطاعت
اللہ تعالے کی نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کیون آتی) اور عکرمہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے جب اپنے لڑکون کے ختنہ کرائے
تو تماشا گرون کو بلا کر چار درم دئے :: اور جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز
نہیں اونکی دلیل یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا لہو و لعب ہر قسم کا
مسلمان کے لئے ناجائز ہے مگر تین کہیل جائز ہیں گہوڑے کا سدہانا
تیر کمان کے مشق کرنی اپنی بی بی یا لونڈی کی ساتہ ہنسنا

انی نذرت ان اضرب الدف عندك ان رجعت
من غزوتك سالماً فقال لها رسول الله صلی
الله علیه وسلم ان فعلت ذلك فافعلی والا
فلا قالت یا رسول الله انی فعلت یعنی نذرت
قال اضربی فدخل ابوبکر وهی تضرب فدخل
عمر فطرحت الدف وجلست متقنعة فقال النبی
علیه الصلوة والسلام انی لاحسب ان الشیطان
یفر منك یا عمر فقوله صلی الله علیه وسلم ان
کنت فعلت فاضربی والا فلا نهی عن الضرب
من غیر نذر فیه دلیل علی انه لا یجوز ضربه و
الجواب عن الخبر الذی روی اعلنوا النکاح و
اضربوا الدفوف ان یقال هذه کنایة عن
اظهار النکاح ولم یرد به ضرب الدفوف
بعینها قال الفقیه رحمه الله ان الدف یضرب
فی زماننا هذا مع الصنجات والجلاجلات
ینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق وانما الاختلاف
فی الدف الذی کان یضرب فی زمن المتقدمین

باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

قال الفقیه رحمه الله الامر

کہ مین یہ نذر مانی تھی کہ اگر آپ جہاد سے صحیح سالم تشریف لائین
تو آپکے سامنے دف بجاؤن یعنی مبارکباد دون سو رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اگر تونے نذر کرلی ہی تب خیر پوری کر ورنہ مبارکباد کی کچھ
حاجت نہین اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مینے تو یہ نذر مان ہی
لی ہی فرمایا اچھا آ بجاؤ سو وہ بجانے لگی اتنے مین ابوبکر رض
بہی آگئے مگر وہ بدستور بجا رہی پہر اتنے مین جب عمر رض تشریف لائے
تو اوسنے دف کو تو پہینکدیا اور گہونگٹ نکالکے بیٹھہ گئی پس فرمایا
نبی علیہ الصلوة والسلام نے ای عمر مین یون گمان کرتا ہون
کہ شیطان تجھسے بہاگتا ہے پس رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا
کہ اگر تونے نذر مانی ہے تو بجا ورنہ نہین اسکی دلیل ہے کہ
دف کا بجانا جائز نہین اور جواب اوس حدیث کا جو
اسطرح مروی ہے اعلان کرو نکاح کو اور وقت نکاح کے دف بجاؤ
یہ ہی کہ یون کہا جائے کہ یہ کنایہ ہے اظہار نکاح کا
دف کا بجانا حقیقت مین مراد نہین ٭ کہا فقیہ رح نے
ہمارے زمانے مین جو دف مع جہانجہ کی بجائی جاتی ہے
وہ بالاتفاق ناجائز ہونی چاہیئین اور اختلاف فقط
اون دفون مین ہے جو پہلے زمانے مین بغیر جہانجہ کے
بجائی جاتی تہے ٭ **باب ستاسی مین امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر کا بیان ہے** ٭ کہا فقیہ رح نے امر

بالمعروف واجب لان الله تعالى قال لولا
ينهٰهم الربانيون والاحبار عن قولهم الاثم
واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون فقد
ذمهم بتركهم الامر بالمعروف وقال عز
وجل كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون
بالمعروف وتنهون عن المنكر ولتأمرون
بالمعروف ولتنهون عن المنكر وليسلطن الله
عليكم شراركم على خياركم ثم يدعوا خياركم
فلا يستجاب لكم ثم ان الامر بالمعروف على
اوجه فان كان يعلم باكبر رأيه انه لو امر
بالمعروف لكان يقبل منه ويمتنعون عن
المنكر فالامر واجب عليه ولا يسعه تركه
ولو علم باكبر رأيه لو امرهم بذلك قذفوه
وشتموه ولم ينتهوا فتركه افضل وكذلك
لو علم انهم يضربوه ولا يصبر على ذلك ويقع
بينهم عداوة ويهيج منه القتال فتركه ايضا
افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر على ذلك
ولا يشكوا الى احد فهذا لا باس ان ينهى عن
ذلك وهو مجاهد وهو عمل الانبياء ولو

بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
(کیون منع نہین کرتی اونکی درویش اور علما گناہ کی بات کہنے سے
اور حرام کہانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین) سو
اللہ تعالیٰ نے اونکی مذمت فرمائی امر بالمعروف کی ترک پر اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے (تم ہو بہتر سب امتون سے جو پیدا ہوئے
ہین لوگون مین حکم کرتی ہو پسند بات پر اور منع کرتے
ہو نا پسند سے) کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ
تم پر اللہ تعالیٰ شریرون کو مسلط کر دیگا پھر نیک لوگ دعا بھی
مانگینگے تو قبول نہوگی ہ اور امر بالمعروف بھی کئی طرح پر ہے
اگر گمان غالب یہ ہے کہ اگر امر بالمعروف کرونگا تو لوگ مانینگے
اور برے کام باز آئینگے تو امر بالمعروف واجب ہے، خاموشی کی
گنجایش نہین اور اگر گمان غالب یون ہے کہ اگر مین کہونگا
تو لوگ برا بھلا کہینگے اور باز نہ آئینگے تو امر بالمعروف
نکرنا افضل ہے اسیطرح اگر جانے کہ وہ لوگ مارینگے اور مجھے
صبر نہو سکیگا اور آپسمین دشمنی ہو جائیگی اور لڑائی بھی
ہوگی تو بھی امر بالمعروف کا ترک کرنا افضل ہے اور اگر
جانے کہ اگر وہ مجھے مارینگے تو مین صبر کرونگا کسی سے شکایت نکرونگا
تو پھر امر بالمعروف نہی عن المنکر کا مضائقہ نہین اور اب یہ شخص
مجاہد ہوگا اور یہی کام انبیا علیہ السلام کا ہے اور اگر

علم انهم لا يقبلون منه ولا يخافون منهم
ضربا ولا شتما فهو بالخيار ان شاء امرهم وان
شاء ترك والامر افضل ؎ روى ابو سعيد
الخدرى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا راى احد كم منكرا فلينكره بيده فان
لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و
ذلك اضعف الايمان يعنى اضعف فعل اهل
الايمان ؎ وقال بعضهم الامر بالمعروف باليد
على الامراء والامر باللسان على العلماء و
بالقلب لعوام الناس

باب النكاح

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس فى النكاح
قال بعضهم هو فريضة وقال الآخرون هو
سنة ونحن نقول ان تاقت نفسه الى النكاح
فالافضل ان يتزوج ان قدر على ذلك
وان لم يشتق نفسه الى النكاح فان شاء تزوج
وان يشأ لم يتزوج وان اشتغل بعبادة ؎
فهو افضل واما من قال انه فريضة فلما
روى انس بن مالك ان النبى عليه الصلوة
والسلام كان يأمرنا بالباءة وينهى عن

یہ جانی کہ لوگ میرا کہنا نہ مانینگے اور اون سی مار پیٹ کا
ڈر نہین تو اختیار ہے جی چاہے امر بالمعروف کرے چاہے نکرے مگر امر
بالمعروف افضل ہے ؎ اور ابو سعید خدری نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم
مین کوئی بری بات دیکھے تو اوسکو ہاتھ سے روکے اگر
اسکی طاقت نہو تو زبان سے روکے اگر اسکی بھی طاقت نہین تو
دلسے اوسکو برا سمجھے اور یہ ضعف ایمان ہی یعنی ضعیف تر
فعل ایمان کا ہے اور بعض کہتے ہین کہ امر بالمعروف ہاتھ سے امرا کے
ذمہ ہے اور زبان سے علما کا کام اور دل سے عوام لوگونکا

اٹھاسیٔ باب مین نکاح کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
اختلاف کیا ہے علمانے نکاح مین بعضون نے کہا فرض ہے
اور بعضون نے سنت ہے اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر نفس مشتاق
نکاح کا ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اگر نکاح کرسکے اور
اگر نفس آرزومند نکاح نہین تو چاہے کرے چاہے
نکرے بلکہ اگر عبادت مین مشغول ہو تو افضل ہے
دلیل اونکی جو کہتے ہین نکاح فرض ہے یہ ہے
کہ انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپ ہمکو نکاح کرنے کو فرمایا
کرتے تھے اور ....

التبتل نهيا شديدا وكان يقول عليه الصلوة
والسلام تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر
بكم الانبياء يوم القيمة وفي رواية اخرى فاني
مكاثر بكم الامم وآما حجة الاخرين فما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لعكاف
بن وداعة الك امرأة قال لا قال ولا جارية
قال لا قال وانت شاب موسر قال نعم بحمد الله
تعالى قال تزوج فانك من اخوان الشياطين
او من رهبان النصارى فان كنت مؤمنا فافعل
ما نفعل فان من سنتنا النكاح فاما اذا لم يشتق
نفسه الى العبادة له افضل لان الله مدح يحيى
بن زكريا عليهما السلام قال وسيدا وحصورا
ونبيا من الصالحين والحصور الذي لا يأتي
النساء يعني انه كسر شهوته باشتغاله بعبادة
ربه فالاشتغال بالعبادة افضل واذا اراد ان
يتزوج امرأة فعليه ان يتزوج بذات الدين كما قال النبي صلى الله
عليه وسلم تزوج المرأة لمالها وجمالها وحسبها
ودينها فعليك بذات الدين تربت يداك
وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم وخضراء

مجرد رہنے کو شدت سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نکاح
کرو ایسی عورتوں سے جو خاوند کو دوست رکھیں اور بہت سے بچے
جنیں کیونکہ میں قیامت کو تمہاری کثرت کی وجہ سے اور نبیوں پر
فخر کرونگا دوسری روایت میں یہ ہے کہ اور امتوں پر فخر کرونگا
اور دلیل اونکی جو نکاح کو سنت کہتے ہیں یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوة
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے عکاف بن وداعہ سے پوچھا تیری
بی بی ہے عرض کیا نہیں پوچھا کیا لونڈی بھی نہیں
عرض کیا نہیں پوچھا تو جوان مالدار ہے عرض کیا ہاں اللہ کا
شکر ہے فرمایا نکاح کر کیونکہ تو بھائی شیطانوں کا ہے یا
نصرانی درویشوں میں سے ہے سو تو اگر مومن ہے تو جو فعل ہم کرتے ہیں وہ
تو بھی کر کیونکہ نکاح ہماری سنت ہے اور جبتک نفس مشتاق نکاح کا
نہو تو بہتر اوسکے لیے عبادت افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے حضرت یحیے
بن زکریا علیہما السلام کی تعریف میں فرمایا ہے (اور سردار ہوگا اور
عورت پاس نجائیگا اور نبی ہوگا نیکوں میں) اور حصور اسکو
کہتے ہیں جو عورت کی پاس نجائے یعنی اونہوں نے اپنی شہوت کو عبادت
پروردگار میں مشغول ہو کر مار دیا تھا پس مشغول ہونا افضل ہے
اور جب آدمی نکاح کا ارادہ کرے تو پارسا عورت سے نکاح کرے جیسا کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے نکاح کیجاتے ہے عورت سے مال اور جمال اور حسب اور
دین کے وجہ سے سو تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ

الدمن قيل يارسول الله وما خضراء الدمن
قال المرأة الحسناء في منبت السوء يعني في
حسب السوء وقال بعض الحكماء افضل النساء
ان تكون بهية من بعيد مليحة من قريب عاليت
في النعمة وادركتها الحاجة فخلق النعمة فيها
وذل الحاجة فيها

باب الكسب

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس الاشتغال
بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان ان
يشتغل بعبادة ربه ويتوكل عليه وقال
عامة اهل العلم الكسب بمقدار ما يكفيه
ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو
مباح والاشتغال بالعبادة افضل فان
اشتغل لطلب الزيادة لا يكون حراما اذا
لم يرد به الفخر والرياء فاما حجة من قال
بانه لا ينبغي ان يشتغل بالكسب لان الله
تعالى قال وما خلقت الجن والانس الا
ليعبدون فاخبر انه قد خلق الخلق لعبادته
فينبغي لهم ان يشتغلوا بعبادته لا بالكسب
قال النبي عليه الصلوة والسلام ما اوحى الله

عرض کیا گیا سبزی کوڑی کی کیا ہے فرمایا عورت خوبصورت
چال چلن کی بری — اور بعض حکما نے فرمایا ہے عورتوں میں
وہ عورت افضل ہے جو دور سے اچھی معلوم ہو قریب سے
نمکین نظر آئے ہال عیش میں حاجت میں مبتلا ہو سو
اوسکو نمات نعمت کی بھی ہے اور ذلت حاجت کی

یہ باب تو اسی مین کسب اور پیشہ کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے بعض علما پیشہ کو ناجائز کہتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ انسان پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی عبادت میں مشغول
اور اوسپر توکل کرے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ پیشہ کرنا
یعنی محنت مزدوری کرنا اپنے اور اپنی اہل عیال کی لئے کافی
واجب ہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو مباح ہے اور عبادت
کے مشغولی افضل ہے اگر حاجت سے زیادہ کمائی مین
مشغول ہو تو حرام ہوگا اگر فخر اور تکبر کا ارادہ کرے گا
دلیل اون لوگون کی جو کہتے ہین کہ محنت مزدوری مین
مشغول ہونا چاہیے یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
اور مینے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو سو
اللہ تعالے نے خبر دی کہ اوسنے مخلوق کو اپنی عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے سو مخلوق کو یہی لائق ہے عبادت میں
مشغول ہوں نہ محنت مزدوری مین فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

الى بان اجمع المال ولا ان اكون من التاجرين
ولكنه اوحى الي بان سبح بحمد ربك وكن من
الساجدين واعبد ربك حتى يأتيك اليقين
واما حجة من قال ان طلب قوته وقوة عياله
واجب لان الله تعالى فرض الفرائض ثم لم
يتهيأ للعبد اداء الفرائض الا باللباس
وقوت النفس وذلك لا يقدر عليه الا
بالكسب وقال الله تعالى فاذا قضيت الصلوة
فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله
واذكروا الله كثيرا وقال النبي عليه الصلوة والسلام
تبايعوا بالبز فان اباكم كان بزازا يعني كان
ابراهيم عليه السلام بزازا وقال عبد الله بن
المبارك من ترك السوق ذهبت مروته و
ساء خلقه وقال ابراهيم بن يوسف عليك بالسوق
فانه اعز لصاحبه ويقال ترك الكسب على
ثلثة اوجه للكسل وللتقوى وللعار فمن تركه
كسلا فلا بد له من السوال ومن تركه تقوى
فلا بد له من الطمع ومن تركه عارا فلا بد له
من السرقة ويقال ثلثة اشياء لا علاج لها

کہ مال جمع کرون یا سوداگر ہون لیکن مجکو تو فرمایا ہے
(سو تو یاد کر خوبیان اپنے رب کی اور رہ سجدہ کرنی والون مین
اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچی تجکو یقین) اور دلیل
اون لوگون کی جو کہتے ہین کہ قوت اپنے اور عیال کی
واجب ہے یہ کہ اللہ تعالے نے بہت سی کام فرض کئی مگر وہ
فرض آدمی سی بغیر لباس اور کہانے کے نہین ادا ہوسکتی اور
قوت اور لباس بغیر محنت مزدوری کی میسر نہین ہوسکتا
اور فرمایا اللہ تعالے نے (پہر جب تمام ہوچکی نماز تو پہیل پڑو
زمین مین اور ڈہونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو
بہت سا) اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑا بیچا کرو کیونکہ
تمہارا بڑا باپ ابراہیم بزاز تہا ؛ اور کہا عبد اللہ بن
مبارک نی جسنے بازار کی محنت مزدوری چہوڑ دی اوس سے
مروت گئی اور اخلاق بری ہوئی ؛ اور کہا ابراہیم بن
یوسف نی بازار کو تجارت یا مزدوری کی لیی جایا کر
کیونکہ یہ بات عزت کی ہی ؛ اور کہا گیا ترک کسب تین وجہ سے
ہوتا ہے یا کسل اور سستی کی وجہ سے یا تقوی کی وجہ یا عار اور
شرم کی وجہ سے سو جو کوئی اوسکو کسل کی وجہ سے چہوڑیگا تو ضرور
سوال کریگا اور تقوی کی وجہ سے چہوڑیگا تو طمع مین گرفتار ہوگا
جو عیب سمجھکر چہوڑیگا وہ چوری اختیار کریگا ؛ اور کہا گیا

احدها المرض اذا خالطه الهرم والثانی
العداوة اذا خالطها الحسد والثالث الفقر
اذا خالطه الکسل وقال ابو القاسم الحکیم کسب
الحلال تجمل لذی الفاقة العفیف وستر
للسخیف الضعیف وقطع اللسان ذی الاخنة ۱
ویقال لکل شیء حلیة وزینة وحلیة الشباب
وزینته ان یکون وراء عمله ویقال ست خصال
فی الرجل اذا وجدها یکون سید الرجال ثلثة
من خارج البیت وثلثة من داخل البیت۔
فاما اللواتی من خارج البیت اولها الاستفادة
من العلماء والثانی مخالطة اهل الورع و
الثالث ان یطلب قوته وقوت عیاله من وجه
یحل له واما اللواتی فی داخل البیت اولها المذاکرة
مع اهله بما یسمع من العلماء والثانیة استعمال
النفس بما رأی من اهل الورع والثالثة ان
یوسع علی اهله من اللباس والطعام مقدار
طاقته ۔ **باب الطب** قال الفقیه رحمه
الله یستحب للرجل ان یعرف من الطب مقدار
ما یمتنع عما یضر ببدنه وقال بعض الحکماء

ایک تو بیماری بڑھاپے میں دوسرے دشمنی مع حسد کی تیسرے
مفلسی مع کسل اور سستی کے ۔ اور کہا حکیم ابو القاسم نے فرمایا
کسب حلال درویش پارسا کی لیئے زینت ہی اور تنگدست ضعیف
کے لئے پردہ ہے اور کینہ ور بدذات کی لئی زبان بند کرنے
والا ہے ۔ اور کہا گیا ہر چیز کے لیے ایک زیور اور زینت ہے
اور زیور اور زینت جوان کی یہ ہے کہ اپنے قوت بازو سے
کمائی ۔ اور کہا گیا جس شخص میں چھ خصلتیں پائی اوسکو
سردار سمجھو تین گھر کے باہر تین گھر کے اندر سو جو خصلتیں
گھر کے باہر ہونی چاہییں اون میں پہلے تو یہ ہے کہ علماء سے
کوئی دین کا فائدہ حاصل کرے دوسرے یہ کہ متقی لوگوں سے
ربط ضبط رکھے تیسری یہ ہے کہ اپنے اور اہل و عیال کی لیے حلال
روزی کمائی ۔ جو خصلتیں گھر کے اندر ہونی چاہییں
اون میں پہلے یہ ہے کہ اپنے گھر والوں سے جو باتیں دین کے
علماء سے سنی ہیں ذکر کرے دوسرے یہ ہے کہ جو متقیوں کو کرتے
دیکھا خود بھی کرے تیسرے یہ ہے کہ اپنے عیال پر کھانے
کپڑے میں بقدر طاقت فراخی کرے ۔ **باب نوی میں علم
طب کے حاصل کرنیکا بیان ہے** ۔ کہا فقیہ رحمہ نے مستحب ہے
آدمی کو کہ علم طب اتنا ضرور سیکھے جس سے مضرت جسمانی
بچ سکے ـــــ اور کہا بعض حکماء نے

العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان فکما
ان للرجل لا بد من تعلم العلم مقدار ما یصلح
به امر دینه فکذلک لا بد ان یعرف من الطب
مقدار ما یصلح به امر بدنه ویجتنب عما یضر
بالبدن فان من المروة ان یمتنع عما یضر ببدنه
وقد اجتمع الاطباء انه لیس شئ فی الطب انفع
من الحمیة وقد روی عن بعض الصحابة انه قال
لرجل الا اعلمك طبا یتعایا فیه الاطباء وعلما
یتعایا فیه العلماء وحکمة یتعایا فیه الحکماء قال
بلی قال اما الطب فان تجلس علی المائدة وانت
جائع وقم عنها وانت تشتهیه واما العلم الذی
تتعایا فیه العلماء اذا سئلت عن شئ لا تعلم فقل
الله اعلم واما الحکمة التی تتعایا فیه الحکماء
فاذا جلست فی نادی قوم فاسکت فان افاضوا
فی الخیر فافض معهم وان افاضوا فی الشر فاسکت
منهم وقیل لرجل من المتقدمین وقد طال
عمره قال طال عمرك قال لانا اذا طبخنا انضجنا
واذا مضغنا دققنا ولا نملأ بطوننا ولا نخلیها
ویقال انفع ما یکون للانسان بعد المغذاء

علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم دین کا دوسرا علم بدن کا
سو جیسا ہر آدمی کو یہ ضرور ہے کہ علم دین اتنا سیکھے جس سے
دین درست ہو جاوے اسیطرح یہ بھی ضرور ہے کہ طب کو بھی
اتنا سیکھے جس سے اپنے بدن کو اصلاح کر سکے اور جو چیزیں
مضر ہیں ان سے بچ سکے کیونکہ مضر چیزوں سے بچنا مروت میں
داخل ہے ۔ اور اطبا اس پر متفق ہیں کہ طب میں
پرہیز سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں ۔ اور بعض صحابہ سے
مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو فرمایا کیا تجھ کو ایسی طب
نہ بتاؤں جسمیں تمام اطبا عاجز ہوں اور ایسا علم جسمیں
تمام علما عاجز ہوں اور ایسی حکمت جسمیں حکما عاجز
ہوں کہا کیوں نہیں کہا لیکن طب یہ ہے کہ دسترخوان پر
تب بیٹھ جب خوب بھوک ہو اور ابھی کچھ باقی ہو جو اٹھ
کھڑا ہو ۔ لیکن وہ علم جسمیں علماء درماندہ ہیں یہ ہے
کہ جب تو ایسے چیز سے سوال کیا جاوے کہ تو جانتا نہیں تو
کہدے اللہ بہتر جانتا ہے ۔ لیکن وہ حکمت جسمیں حکما درماندہ
ہیں یہ ہے کہ تو جب کسی مجلسمیں بیٹھے تو چپکا بیٹھا رہ اگر
اچھی باتیں کریں تو بھی ان میں مل باتیں کر اور
اگر بری باتیں کریں تو چپکا بیٹھا رہ ۔ اور کہا گیا ایک شخص سے
جو متقدمین میں سے تھے وہ عمر بڑی ہے آپکی عمر کیسی ہوئی

التمدد بعد العشاء الحركة والمشي ويقال في المثل
خير الغداء اذا تغدى تمدد واذا تعشى
تمشى وروى الزهري عن ابن عباس انه قال
خمس يورث النسيان اكل التفاح الحامض
والبول في الماء الراكد والحجامة في نقرة
القفاء والقاء القملة في التراب وشرب سؤر
الفارة الفاسقة ويقال قراءة لوح القبور
واكل الكزبرة والمشي بين الجملين المقطورين
والمشي بين امرأتين والنظر في العورة يورثن
النسيان وروى الضحاك عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم
بالسواك فانه فيه عشر خصال مطهر للفم ومرضاة
للرب تعالى ومفرحة للملائكة ومجلاة للبصر
وتبيض للاسنان وتشد اللثة ويذهب
الحزن ويهضم الطعام ويقطع البلغم وتحضر
الملائكة وتضاعف فيه صفة الصلوة ويقال
من انتعل بنعل اصفر لم يزل في غبطة وسرور
لقول الله تعالى انها بقرة صفراء فاقع لونها
تسر الناظرين من لبس نعلا سوداء لم يزل

کہانے کی لیٹ رہنا زیادہ نافع ہے اور بعد کہانا کہانے
رات کی چلنا پہرنا نافع تر ہے : اور مثل مشہور میں یوں ہے
دن کا کہانا وہ بہتر ہے جب کہاتے ہے لیٹ رہے اور رات کا
کہانا وہ بہتر ہے جسکے بعد چلا پہرا جائے : اور زہری ابن عباس رضی
روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا پانچ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں
کہٹے سیب کا کہانا اور کہڑے پانی میں پیشاب کرنا اور گدی میں
پچہنے لگانا اور جوؤں کو زمین پر پہینکدینا اور چوہے کا
جہوٹا پینا : اور کہا گیا قبروں پر جو کندہ ہو اوسکو پڑہنا
اور دہنیا کہانا اور دو شتر قطار کے درمیان چلنا اور ستر کو
دیکہنا نسیان کو پیدا کرتی ہیں : اور ضحاک ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مسواک ضرور
کیا کرو کیونکہ اسمیں دس طرح بیان ہیں پاک کرتی ہے آپکے منہ کو
اور موجب خوشی ہیں اللہ تعالی کی اور خوش کرتی ہیں فرشتوں کو
اور بینائی کو جلا دیتی ہیں اور دانتوں کو سفید کرتی ہیں اور
مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہیں اور غم کو کہوتی ہیں اور کہانے کو
ہضم کرتے ہیں اور قاطع بلغم ہے اور فرشتوں کے حاضر ہونیکا
سبب ہے اور بڑہ جاتا ہے ثواب نماز کا : اور کہا گیا جسنے
زرد جوتی پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیگا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
اور وہ ایک گائی ہے زرد شوخ ہے رنگ اوسکا خوش آتی ہے دیکہنے

فی هم ۔ وروی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال من تختم بعقیق لم یزل فی برکة وسرور
ویقال من کنس بیته بخرقة فانه یورث الفقر
ومن منع خمیره عن جاره فانه یورث الفقر و
من لم ینظف بیته من بیت العنکبوت فانه
یورث الفقر واذا لم ینظف الاصطبل من
بیت العنکبوت فانه یهزل الدواب ویقال
النظر فی الماء والخضرة والوجه الصبیح ووجه
الوالدین وفی الصلوٰة الی موضع السجود و
الی الاترنج والی الحمام الاحمر یجلی البصر ویقال
للنار فی الشتاء خمس خصال یدفع البرد و
یحسن الوجه ویمری الطعام ویذهب بالعیاء
ویونس الوحشة وقال علی بن ابی طالب رضی
الله عنه من اراد البقاء ولا بقاء فلیباکر
الغذاء ولیقل غشیان النساء ولیخفف الرداء
قیل وما خفة الرداء قال قلة الدین

باب الامتناع عما یضر بالبدن من الجماع والماکولات وغیرهما

قال الفقیه رحمه الله ان البدن فی الخریف

بیخ میں رہیگا اور نبی صلعم سی مروی ہی کہ آپنی فرمایا جسنی
عقیق کی نگینہ کی مہر پہنی وہ ہمیشہ خوش و خورم قایم نیک
ہوگا ۔ اور کہا گیا جہاڑو دینا گہر مین کپڑے سی مفلسی اور
نحوست لاتا ہے ۔ اور اپنے پڑوسی کو خمیر نہ دینا بہی محتاجی
اور افلاس کا باعث ہی اور صاف نہ کرنا گہر کا مکڑے کے
جالے سے افلاس کو لاتا ہی ۔ اور جب طویلہ مکڑی کی جالوں سے
صاف نہ کیا جائیگا تو چوپائے دبلی رہینگی ۔ اور کہا گیا پانی
جاری اور سبزہ کو دیکھنا اور خوبصورت آدمی کا مونہہ
دیکھنا اور ماں باپ کا مونہہ دیکھنا اور نماز مین سجدہ کی جگہ کو
دیکھنا اور ترنج اور کبوتر سرخ کو دیکھنا بینائی کو جلا اور روشنی
بخشتا ہی اور کہا گیا آگ کے اندر موسم سرما میں پانچ
خوبیاں ہین سردی کو دفع کرتی ہے مونہہ کو رونق بخشتی ہے
کہانے کو ہضم کرتی ہے تہکن کو دفع کرتی ہی اور وحشت میں
مونس ہے ۔ اور حضرت علی رض فرماتی ہین جو شخص ارادہ
کری باقی رہنے اور باقی رکہنے کا اوسکو چاہیے کہ علی الصباح
غذا کہایا کرے اور عورتوں سے جماع کم کیا کرے اور قرض کم لیا کرے
کسینے پوچھا خفة الرداء کیا مراد ہے فرمایا کمی قرض کی ۔ باب
اسکا نوین یہ بیان ہے کہ جو جماع اور کہانے پینے کی
چیزین بدن کو مضر ہوں اون سے پرہیز چاہیے ۔ کہا فقیہ نے

والشتاء اقوى لحل الطعام لان المعدة تسخن
فيهما فتنضج الطعام وفي الصيف والربيع تبرد
المعدة فيضعف عن حمله لبردها ويقل قوتها عن الانضاج و
يقال الاكثار من شرب الماء البارد في ايام الصيف قل ضررا وفي
ايام الشتاء اكثر ضررا فينبغي ان يستقل منه في الايام
الشتاء وينبغي للرجل ان يتحرز عن شرب الماء
بالليل بعد ما نام فان ذلك تبرد المعدة و
يخاف منه العلل الا ان يكون الرجل قد غلبت
عليه الحرارة وكانت به حمى واذا اراد النوم
وهو ممتلي ينبغي ان ينام اولا عن يمينه فقه لموا
السنة ثم يتحول الى الشمال فان ذلك اهضم
للطعام والحركة والتقلب من جنب الى جانب
انفع له ولا ينبغي للرجل ان ينام على بطنه
الا من عذر وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
راى رجلا وهو مضطجع على بطنه فركضه برجله
وقال لا تضطجع هكذا فان هذه ضجعة
يبغضها الله تعالى ولو ان رجلا كان ممتليا
وهو يخاف وجع البطن فلا باس بان يجعل
وسادة تحت بطنه وينام عليها ليستمرى

اور جاڑی مین طعام کو بوجہ اوٹھانی کی زیادہ قوت رکھتا ہے
اسلیے کہ معدہ ان دونو موسمون مین گرم ہوتا ہے اسلیے کھانیکو
خوب ہضم کریگا ؛ اور موسم گرمی اور موسم بہیع مین معدہ
ٹھنڈا ہوتا ہے اسلیے بوجہ کھانے کا اوٹھانا دشوار ہوگا
اور خوب ہضم نکرسکیگا ؛ اور کہا گیا موسم گرمی مین
ٹھنڈا پانی بکثرت پینا اوسکو نقصان کم کرتا ہی اور جاڑونمین
نقصان زیادہ کرتا ہے اسلیے جاڑون مین کم پینا چاہیے
؛ اور آدمی کو چاہیے کہ رات کو سوتی سی اوٹھکر پانی نپیئی
کیونکہ اسوقت کا پانی معدہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور اسمین
بہت سی بیماریون کا اندیشہ ہے ہان اگر کسی شخص پر
حرارت غالب ہو یا اوسکو بخار ہو تو کچھ مضائقہ نہین
؛ اور جب ارادہ سونی کا کری اور پیٹ بھرا ہوا ہی تو اول
دائین کروٹ سے سوئی موافق سنت کے پھر بائین کروٹ
کیونکہ اسطرح کھانا خوب ہضم ہوتا ہے اور کروٹین بدلنی
زیادہ مفید ہین ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ پیٹ کی بل
نہ سوئی مگر ناچاری ہو تو خیر ؛ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو اوندہا سوتی دیکھا تو آپنی اوسکو پاؤن سی
ٹھکرایا اور فرمایا اسطرح نہ لیٹ کیونکہ اس ضجع کو اللہ تعالی ناپسند
کرتا ہے ؛ اور اگر کسی آدمی کا زیادہ پیٹ بھرا ہوا ہی اور اوسکو

الطعام لان ذلك حالة عذر والضرورات
تبيح المحظورات ثم عليه ان يتوب من كثرة
الاكل ويقال شرب الماء البارد قبل
الطعام يطفئ نار المعدة وشربه بعد الطعام
يسخن المعدة ويسمن البدن فاذا اكل الرجل
فاكهة مثل التفاح والمشمش والعنب او الزبيب
او نحو ذلك فلا ينبغي ان يشرب الماء على
اثره فان ذلك يفسد المعدة وينبغي ان
ينتظر بعد اكله ساعة او ساعتين او اكثر
ثم يشرب الماء فانه اقل ضررا واذا اكل الرجل
ارزا حارا او شيئا من الحلواء حارا او باردا
فلا يشربن على اثره ماء باردا فان ذلك
يضر بالاسنان فاذا اراد شربه فليأكل
لقمة او لقمتين من الخبز ثم يشرب فان ذلك
اقل ضررا ويقال اكل الخبز الحار مع الحلواء
يهيج منه الديدان في البطن وقال ابن المقفع
من ادام اكل البصل اربعين يوما فخرج
الكلف بوجهه فلا يلومن الا نفسه وقال
لو افتصد فاكل على اثره مالحا فظهر له

کیونکہ اوسکو عذر ہے اور ضرورتیں ممنوعات کو مباح
کر دیتی ہین ہان اوسکو بیضرورت کہا کر آیندہ کو بہت کہانی سے
باز آئے ۔ اور کہا گیا کہانی سے پہلے ٹہنڈا پانی پینا حرارت
معدہ کو بجہا دیتا ہے اور بعد کہانا کہانیکے پینا معدہ کو
گرم کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے ۔ جب کسی شخص نے
کوئی میوہ مانند سیب اور زرد آلو اور انگور اور منقی وغیرہ کے
کہایا تو اوسکو ٹھنڈا پانی پینا نچاہیے کیونکہ اسمین معدہ
خراب ہوجائیگا ہان گہنٹہ دو گہنٹہ ٹہیر کر پی لے کیونکہ اسمین نقصان کم ہے ۔ اور جب کسی نے چاول
گرم گرم کہائی یا کسی قسم کا حلوا گرم گرم یا ٹہنڈا کہایا
تو اوسی وقت ٹہنڈا پانی نہ پیے کیونکہ یہ دانتون کو
نقصان کرتا ہے اور جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو پہلے ایک دو
لقمہ روٹی کا کہا لے پھر پانی پیے کیونکہ اسمین ضرر کم ہے ۔
اور کہا گیا گرم روٹی حلوہ کے ساتہ پیٹ مین کیڑی
پیدا کرتی ہے ۔ اور کہا ابن مقفع نے
جسنے چالیس دن تک پیاز کہایا اور
اوسکے موہنہ پر چہائیان ہوگئین تو
اپنے آپ کو ملامت کرے ۔ اور کہا اگر فصد کہلوائی
اور نمکین کہانا کہایا پہر

به الجرب فلا يلومن الا نفسه وقال ومن
جمع في بطنه السمك واللبن فاصابه البرص
فلا يلومن الا نفسه قال واذا اكل الرجل السمك
والبيض فاصابه وجع الضرس فلا يلومن
الا نفسه وقال ابن المقنع من جمع في بطنه
النبيذ واللبن فاصابه البرص فلا يلومن
الا نفسه واذا اكل الرجل الطعام فلا يشربن
الماء الا بعد ما يفرغ من الطعام فان ذلك
ابعد من الضرر ويقال الاكثار من الحوك
يضر بالبصر ولا ينبغي للرجل ان يجمع في
البطن اللبن مع شئ من الحموضات او مع
البقول والفواكه ويقال الفاكهة قبل
الطعام اقل ضررا وبعده اكثر ضررا ولا ينبغي
للرجل ان يجمع في البطن ماء البير مع ماء
النهر حتى يستمر الماء الاول ولا ينبغي
للرجل ان يأكل مرة او مرتين في كل وقت
ولكن ينبغي ان يكون للاكل وقت معلوم
لان الاكل اذا كان متفرقا فيقع الاخر
قبل الاستمراء الاول فان ذلك يضعف

خارش ہوگئی تو اپنی آپکو ملامت کری :: اور جسنی اپنی
پیٹ مین مچھلی اور دودہ جمع کیا اور اوسکو برص ہو گیا تو
اپنے نفس کو ملامت کری :: او کہا جسنی مچھلی اور انڈی
ایکوقت مین کہائی اور اوسکی داڑہون مین درد ہوا تو
اپنے نفس ہی کو برا بہلا کہے :: اور کہا ابن المقنع نی جسنے
اپنے پیٹ مین نبیذ اور دودہ جمع کیا پہر اوسکو برص ہو گیا
تو اپنی نفس ہی کو برا بہلا کہی :: اور جب کوئی شخص کہانا
کہاوے تو بیچمین پانی نہ پیے جب کہانے سے فارغ ہو تب پیے
کیونکہ اسمین ضرر کم ہے :: اور کہا بادروج کثرت سی کہانا
بینائی کو ضرر کرتا ہے :: اور آدمی کو چاہیے کہ دودہ کو
کہٹائی اور ساگ پات اور میوون کے ساتہ جمع نکری :: اور کہا گیا
میوہ کہانے سے پہلے نقصان کم کرتا ہے اور بعد مین
زیادہ ضرر کرتا ہے آدمی کو لائق نہین کہ ایکوقت مین
کوئین کا پانی اور نہر کا پانی پیے جب پہلا پانی ہضم
ہوچکی تب دوسرا پانی پیے :: اور آدمی کو بار بار نہ کہانا
چاہیے وقت معین پر کہائی کیونکہ جب آدمی متفرق
اوقات مین کہائیگا تو دوسرا کہانا
پہلے کہانے کے ہضم سے جب
معدہ مین جائیگا تو معدہ کو ضعیف کریگا

المعدة ويقال اربع لا ينبغي ان يمدحن الا بعد
عواقبها احدها الطعام لا يمدح له ما لم ينهضم
والمقاتل ما لم يرجع والزرع ما لم يدرك و
المرأة ما لم تمت ويقال الاكثار من اللحم عند
الهاجرة يهيج منه الاسقام ويقال اضر الخبز
بالبدن ما كان حارًا عند ما يخبز واقل ضررًا
بالبدن ما اتى عليه ساعة قبل ان يصير
صلبًا ويقال اكل الجوز والرطب على الامتلاء
يورث التخمة واكل اللوز مع الخبز او وحده
يبطي الهضم وكذلك الخبز الفطير والاكبشنة
ونحو ذلك واكل الفرصاد والمشمش على الريق
لا بأس به وبعد الطعام تورث السقم والمشمش
اذا لم يكن نضيجا جدا فانه يضعف المعدة و
الاكثار من التمر يورث فساد اللثة وكذلك
الزبيب وسائر الحلاوات وكثرة اكل التين
يورث القمل والاكثار من المالح يضر بالبصر
واذا سافر الرجل فدخل بلدة فليأكل اولا
الخل والبصل كيلا يضر ماؤها والاكثار من
البصل يهيج منه البلغم ويدخل في عينيه

اور کہا گیا چار چیزین قابل تعریف کی بعد انجام اچہا
ہونے کے ہوتی ہین ایک تو کہانا جب تک ہضم نہو قابل
تعریف نہین دوسرے جنگ کرنی والا جب تک جنگ سے
واپس نہ آئے تیسرے کہیتی جب تک پک نجائی چوتہی عورت
جب تک مر نجائی ؛؛ اور کہا گیا گرم وقتون مین گوشت
بکثرت کہانا بیماریون کو پیدا کرتا ہے ؛؛ اور کہا گیا روٹی
گرم ترت کی پکی ہوئی کہانی زیادہ مضر ہے اور جب اوسپر
تہوڑی دیر گذر جاے اور ابہی سخت نہین ہوئی تو کم مضر ہے
؛؛ اور کہا گیا کہانا اخروٹ کا اور تازہ کہجور کا پیٹ بہرے
تخمہ اور بدہضمی پیدا کرتا ہے ؛؛ اور کہانا بادام کا روٹی
کے سا یا تنہا ہضم مین دیر لگاتا ہے ؛؛ اور اسیطرح روٹی فطیری
اور فرصاد اور زردآلو کی نہار منہہ کہانی مین مضائقہ نہین
اور بعد کہانا کہانی کی مرض پیدا کرتے ہین اور زردآلو
جب خوب پکا ہوا نہو تو معدہ کو ضعیف کرتا ہے ؛؛ اور چہارے
بکثرت کہانی مسوڑون کو مضر ہین اور اسیطرح منقی اور تمام
میٹہی چیزین ؛؛ اور انجیر بکثرت کہانے سے جوئین پیدا
ہوتی ہین ؛؛ اور کثرت نمکین کہانے بینائی کو مضر ہے ؛
اور جب کسی شخص نے سفر کیا اور شہر مین داخل ہوا تو پہلے
سرکہ اور پیاز کہائی تاکہ اوس شہر کی آب سے نقصان

ظلمة ويقال الاكثار من الحريف والحامض
يجلب الهرم ولا ينبغي للانسان ان يفارقه
الدسم فانه انم للعقل والحلاوة يزيد في
الحلم والاكثار منه يضر بالاسنان ويقال
ان العدس يرق القلب وينشف الدم و
الاكثار منه يخاف الضرر والقرع يزيد في
الدماغ وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
من ابتدأ غذاءه بالملح وختم به اذهب الله
عنه سبعين نوعا من البلاء وقال علي رضي
الله عنه ومن اكل كل يوم سبع تمرات عجوة
قتلت كل دابة في جوفه ومن اكل كل يوم احدی
وعشرين زبيبة حمراء لم ير في جسده شيئا
يكرهه وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
اللحم ينبت اللحم والثريد طعام العرب والباجات
يعظمن البطن وترخين الاليتين ولحم البقر
داء ولبنها شفاء وسمنها دواء والشحم والسمك
يذيب الجسد هذا كله عن علي رض ويقال الطيب
يزيد في الدماغ ويقوي البصر ويكره الاكتال
منه فانه يتولد منه البيوس الا الكافور

اور کہا گیا تیز وترش چیزین بکثرت کہانی بڑہاپا جلدی لگاتی
ہین اور انسان کو چاہیے کہ روغن وغیرہ چکنی چیزین کہاتا رہے
کیونکہ یہ عقل کو درست رکہتی ہین ؞ اور شیرین چیز بردباری کو
زیادہ کرتی ہے اور کثرت شیرینی کی دانتون کو مضر ہے ؞ اور
کہا گیا مسور دلکو نرم کرتی ہے اور خون کی رطوبت کو جذب
کرتی ہے اور اسکی کثرت مین ضرر کا اندیشہ ہے ؞ اور کدو
دماغ کو زیادہ کرتا ہے ؞ اور حضرت علی رض فرماتے ہین
جو شخص کہانی کی پہلی پیچہی نمک کہائیگا تو اسد تعالی اسکو
ستر بیماریون سے نجات دیتا ہے ؞ اور حضرت علی رض فرماتے
ہین جو شخص ہر روز سات کہجورین عجوہ کہائے تو ہر جانور جو
پیٹ مین ہو مر جائیگا ؞ اور جو کوئی ہر روز اکیس دانے
منقے کے کہائیگا تو اوسکی بدن مین کوئی مرض باقی
نرہیگا ؞ اور حضرت علی رض فرماتے ہین گوشت کہانا
گوشت پیدا کرتا ہے اور ثرید اہل عرب کا کہانا ہے اور
باجات جو ایک قسم کا کہانا ہے پیٹ کو بڑا کرتی ہین اور سرین کو
ڈہلکا دیتی ہین اور گوشت گائی کا بیماری پیدا کرتا ہی اور
اوسکا دودہ شفا ہے اور اوسکا گہی دوا ہے اور چربی اور مچہلی
بدن کو گلا دیتی ہے یہ ساری روایتین حضرت علی سے مروی ہین
؞ اور کہا گیا خوشبو دماغ کو زیادہ کرتی ہی اور بینائی کو قوت

وماء الورد ويقال ماء الورد يسرع الشيب و
ويقال اللباس اللين يزيد الدم واللباس
الخشن ينشفه ويقال شدة السرور اسرع
للهلاك من شدة الحزن لان السرور طبعه
البرودة والبرودة اسرع هلاكا من الحرارة
والحزن طبعه الحرارة لانه يتولد من الكبد

باب الجماع

قال الفقيه رحمه الله قال
ابن المقنع من اتى امرأته فلم يغتسل ذكره بالماء
فورث منه الحصاة فلا يلومن الا نفسه
قال الفقيه رحمه الله لو فعل ذلك انفع لبدنه
وان تركه فارجوا لا يضره وروى عن النبي
عليه السلام انه كان ينام جنبا ولا يمس ماء
وقال ابن المقنع من احتلم ولم يغتسل ثم اتى
اهله فولدت ولدا مجنونا او مخبلا فلا يلومن
الا نفسه قال ولا يغرنك قول الجاهل ان
يقول طال ما فعلت هذا ولم يضرلي لان
السارق لو اخذ في اول مرة سرقة لم يسرق
اخر ولو ابتلى اول مرة لم يبق في الدنيا صحيحا
ويقال اذا فرغ الرجل من الجماع لا ينبغي

اور گلاب ۞ اور کہا گیا گلاب شتاب جلد لاتا ہے بڑھاپا ۞ اور کہا گیا
لباس نرم زیادہ کرتا ہے خون کو اور لباس سخت خون کی رطوبت کو
چوس لیتا ہے ۞ اور کہا گیا شدت کی خوشی بہت جلدی
ہلاک کر دیتی ہے بہ نسبت شدت کے غم کی کیونکہ خوشی کی طبیعت
بارد اور برودت حرارت سے زیادہ مہلک ہے اور غم کی طبیعت
گرم ہے اسلیے کہ وہ جگر سے پیدا ہوتا ہے ۞ **باب بیچ بیان**
میں جماع کا بیان ہے ۞ کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہا ابن المقنع نے
جو شخص اپنی عورت کے پاس جاوے اور پھر پانی سے نہ دھوئی اپنی نکاہ کو
تو پتھری پیدا ہو جاوے تو وہ اپنی آپ ہی کو ملامت
کرے ۞ کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اگر ایسا کرے تو مفید ہے اور اگر نہ کرے تو میرے
گمان میں کوئی نقصان نہیں ۞ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپ بے نہائی سو رہتے تھے اور پانی کو چھوتے
بھی نہ تھے ۞ اور کہا ابن المقنع نے جس شخص کو احتلام ہو
اور ابھی نہیں نہایا پھر اپنے اہل سے نزدیکی کی اور پھر بچہ پیدا
یا بے عقل پیدا ہوا تو اپنے آپ کو ملامت کرے اور دھوکے میں
نہ ڈالے تجھے یہ قول جاہل کا کہ میں نے تو یہ بہت دفعہ کیا ہے
مجھے تو کچھ بھی نقصان نہ ہوا کیونکہ چور اگر پہلی دفعہ پکڑا جایا
کرتا تو پھر کوئی چوری نہ کرتا اور اگر پہلی ہی دفعہ آدمی بیمار ہو جایا
کرتا تو دنیا میں کوئی آدمی تندرست بھی نظر نہ آتا ۞ اور

ان يغتسل بالماء البارد الا من بعد هنيئة
حتى يسكن ما به فانه يخاف منه الحمى وينبغى
ان يغسل ذكره من بعد فراغه فانه اصح
للجسم وابعد من الآفة فيقال الاكثار من
الجماع فى ايام الصيف والخريف اكثر ضررا
وفى ايام الشتاء والربيع اقل ضررا والقصد
اسلم والجماع فى حال تخلية البطن اقل ضررا
وفى حال امتلاء الجوف اكثر ضررا ويقال
اذا جامع فى حال امتلاء البطن فحبلت يكون
الولد ثقيل النفس ثقيل الروح واذا كان
فى حال تخلى الجوف يكون الولد خفيف
النفس خفيف الروح والجماع فى آخر الليل
احمد من اول الليل لان المعدة فى اول
الليل ممتلية ويقال اربع يهدمن العمر
وربما يقتلن دخول الحمام على البطنة واكل
القديد الجاف والغشيان على الامتلاء و
مجامعة العجوز واذا فرغت من حاجتك فلا
تقومن قائما ولكن نم عن يمينك واضطجع فان
ذلك اصح للجسم ويقال اذا فعل ذلك يكون

تو ٹھنڈے پانی سے نہ نہائے مگر تھوڑی دیر کے بعد تا کہ
حرارت بدن کی فرو ہو جاوے کیونکہ اگر ایسا نکیا جاوے تو تپ کا
خوف ہے ؛ اور لائق ہے کہ عضو کو بعد فراغت کے دہو ڈالے
کیونکہ اسمین بدن کی صحت ہے اور آفت سے نجات ہے ؛ اور
کہا گیا موسم گرمی اور خریف مین جماع کی کثرت زیادہ مضر ہے
اور موسم سردی اور ربیع مین کم مضر ہے اور حالت توسط ہر حال
بہتر ہے ؛ اور جماع خالی پیٹ پر کم نقصان کرتا ہے اور بہت پیٹ
بہری پر زیادہ ضرر کرتا ہے ؛ اور کہا گیا جب کسی نے پیٹ بہری
جماع کیا اور عورت حاملہ ہو گئی تو بچہ بہاری نفس اور بہاری
روح کا پیدا ہو گا اور اگر خالی پیٹ پر جماع کیا ہے تو بچہ سبک
نفس سبک روح پیدا ہو گا ؛ اور جماع اخیر رات مین اول
رات سے بہتر ہے کیونکہ معدہ اول رات مین بہرا ہوتا ہے
؛ اور کہا گیا چار چیزین دیوار عمر کو گراتی ہین بلکہ بسا اوقات
قتل کر دیتی ہین داخل ہونا حمام کا دستون کی بیماری مین
اور کہانا سوکہی گوشت کا اور جماع پیٹ بہری پر اور بڑہیا سے
جماع کرنا ؛ اور جب تو جماع کر چکے تو فوراً کہڑا
ہو بلکہ داہنے کروٹ پر سو رہ یا فقط لیٹ رہ
کیونکہ اس مین بدن کے صحت ہے اور
کہا گیا جب آدمی اس طرح کیا

الولد ذکرا انشاء الله تعالى ويقال لا ينبغي للرجل
ان يجامع ما لم يلاعبها ويعرف الشهوة فى
عينها فان ذلك اروح للبدن واجدر ان
يكون الولد تاما ويقال كل شهوة يعطيها الرجل
نفسه فانها تقسى قلبه الا الجماع فانه يصفى
القلب ولهذا يفعله الانبياء عليهم السلام
وفى الجماع قد يكون بعض المنافع وقد يكون
فيه ضرر اما منافعه فهو ان الرجل لو كان به
شهوة غالبة اذهبه ولو كان به هم فانه
يقل ذلك ولو كان قلبه متعلقا بحرام يزول
ذلك عنه ويزول الوسواس عن القلب و
يسكن القلب وينفع من بعض القروح فى
النفس اذا كانت طبيعته والحرارة واما من
مضرته انه يضعف البدن ويضعف البصر
ويتولد منه وجع الساقين ووجع الراس و
وجع الظهر خاصة ومن كانت طبيعته البرودة
واليبوسة فالاستقلال منه اجدر وانفع
ولا ينبغي ان يتكلم وقت الجماع فانه يخاف
على الولد الخرس لو علقت فى ذلك الوقت

تو بچہ مذکر پیدا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا گیا آدمی کو
یہ لائق ہے کہ جماع ملاعبت سی پہلی نکری بلکہ پہلے
ہنسنے بولی چھیڑے جب جانے کہ عورت کو شہوت
غالب ہوگئی آنکھیں بدل گئیں تب جماع کری کیونکہ یہ امر
بدن کے لیے زیادہ موجب راحت ہی اور بچہ کی صحیح تندرست پیدا
ہونیکا باعث ہی ۔ اور کہا گیا آدمی جو خواہش نفس کی
پوری کرتا ہے دل سخت ہوتا ہے مگر جماع کہ وہ دل کو صاف
کرتا ہے اور اسی لیے اسکو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے ۔ اور
جماع میں بعضی نفع ہیں اور بعضی نقصان ہیں سو نفع
یہ ہیں کہ اگر آدمی کو شہوت غالب ہو تو جماع سی جاتی رہتی
ہے اور اگر اسکو کوئی غم ہوتا ہے تو کم ہو جاتا ہی اور اگر
دل میں حرام کا خیال ہوتا ہے تو زائل ہو جاتا ہی اور دل سے
وسوسہ دور ہو جاتا ہے اور دل کو تسکین ہو جاتی ہے
اور بعضے زخموں کو جنکا مادہ گرم ہے نفع بخشتا ہے ۔ اور
نقصان یہ ہیں کہ ضعیف کرتا ہے بدن کو اور
بینائی کو اور پیدا ہوتا ہے جماع سے درد
پنڈلیوں میں اور سر میں اور کمر میں خاصکر
جس شخص کا مزاج بارد یابس ہو اوسکو جماع کم کرنا نافع ہے
اور جماع کے وقت باتیں نکری ورنہ بچہ کے گونگا ہونیکا

وينبغي ان يكونا مستورين فى حال الجماع و
قد روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يتجردان تجرد العيرين ويقال اذا
لم يكونا مستورين يخاف فى الولد قلة الحياء
ويقال الجماع العجوزة يضعف البدن ويسرع
الهرم وجماع المريضة يخاف عليه السقم والمرض
الا ان يكون من شق اى من شوق غالب وكره
بعض الاطباء العود الى الجماع قبل ان يغتسل
او ينام ولكن عندنا انه لو فعل فلا بأس به
فيرجى منه السلامة وروى عن النبى عليه
الصلوة والسلام الرخصة فى ذلك وكان
مشفقا على امته فلو كان ضررا ظاهرا لم يرخص
فيه ولا ينبغي للرجل ان يجامع قائما لان
ذلك يضعف البدن **باب دخول**
الحمام قال الفقيه رحمه الله يكره للانسان
ان يتنور وهو جنب لانه روى عن خالد ان
النبى عليه السلام قال من تنور قبل ان يغتسل
جاءته كل شعرة يوم القيمة فيقول يارب سله
لم ضيعني ولم يغسلني لان تحت كل شعرة

اور لائق ہے کہ مرد اور عورت جماع کی وقت کپڑے میں مستور ہوں
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مرد و عورت
اونٹوں کی طرح ننگی نہوں اور کہا گیا جب نہوں دونوں
ڈھکی ہوئی تو بچہ میں قلت حیا کا اندیشہ ہوتا ہے
اور کہا گیا جماع بڑھیا سے بدن کو ناتوان کرتا ہے بڑہاپا جلد
لاتا ہے اور مریضہ سی جماع کرنیمیں بیمار ہونیکا خوف ہے
مگر اگر شوق غالب ہو تو خیر اور بعض اطبا نے کہا یا سونی سے
پہلے دوبارہ جماع کرنے کو برا کہتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک
کہ اسمیں کچھ ڈر نہیں امید صحت ہی کی ہی اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے اسمیں اجازت مروی ہے اور آپ اپنی امت کی کسقدر
شفیق تھے اگر اسمیں نقصان ظاہر ہوتا تو آپ کاہیکو اجازت
دیتے اور آدمی کو یہ مناسب نہیں کہ کھڑے ہو کر جماع کرے
اسلیے کہ یہ بدن کو ضعیف کرتا ہے **باب نورہ لگانے اور حمام میں**
حمام کرنیکا بیان ہے کہا فقیہ رح نے مکروہ ہے آدمی
کے لیے کہ نورہ لگانے حالت بے غسلی میں اسلیے
کہ حضرت خالد سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے
جو کوئی نورہ نہانے سے پہلے لگائی ہر ہر بال اوسکا
قیامت کو آکر کہیگا اے پروردگار اس سے پوچھ تو سہی
اسنے مجھے کیوں خراب کیا کیوں نہ غسل دیا کیونکہ ہر بال کے نیچے

جنابة ويقال دخول الحمام جائعا يتولد منه
اليبوسة فى البدن وان كان فى حال امتلاء
البطن يخاف منه داء فى البطن والديدان
فى الامعاء ويستحب للرجل دخول بعد ما
اكل وبعد ما هضم الطعام وقال ابن المقفع
من دخل الحمام وهو شبعان فاصابه القولنج
فلا يلومن الا نفسه ومن اكل السمك الطرى
وقام من المائدة ودخل الحمام فاصابه الفالج
فلا يلومن الا نفسه واذا اراد الرجل ان
يدخل الحمام فلا ينبغى له ان يدخل بدفعة
واحدة فى البيت الداخل ولكن ينبغى له ان
يدخل ويمكث فى كل بيت قليلا ثم يدخل فى
الاخر وكذا فى حال الخروج ويكره ان يصب
على نفسه بعد ما يخرج ماء باردا فان ذلك
يضر بالبدن ويقال دخول الحمام فى ايام الصيف
انفع للبدن من ايام الشتاء ولا ينبغى ان
يكون الحمام سخينا جدا فى ايام الصيف فان
ذلك يخاف منه الافة واذا خرج من الحمام
فى ايام الشتاء فينبغى ان يلبس ثيابا سريعا

جنابت ہے ۞ اور کہا گیا داخل ہونا حمام کا بہوک مین
بدن مین خشکی پیدا کرتا ہے اور اگر دخول حمام پیٹ بہرے
پر ہو تو پیٹ مین بیماری پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور
انتڑیون مین کیڑے نکلینگے ۞ اور اولی و بہتر آدمی کی لیے
یہ ہے کہ بعد ہضم طعام کے حمام کرے ۞ اور کہا ابن المقفع نے جو
شخص پیٹ بہرا حمام گیا ہے اور قولنج مین مبتلا ہو جاوے تو اپنے نفس کو
ملامت کرے ۞ اور جس شخص نے مچہلی تازی کہائی اور
دسترخوان سے اوٹہکر حمام گیا پہر اوسکو فالج ہوگیا تو
اپنے آپ برا بہلا کہے ۞ اور جب کوئی حمام مین داخل
ہونے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ یکبارگی اندر کے
درجہ مین نہ چلا جاوے بلکہ تہوڑی تہوڑی دیر ہر درجہ مین
ٹہرے پہر اندر کے درجہ مین جاوے اور یہی رعایت نکلتے
وقت رکہے ۞ اور بعد باہر آنے کے ٹہنڈا پانی اپنے
اوپر نہ ڈالے اسلیے کہ اسمین بدن کو نقصان ہے ۞
اور کہا گیا موسم گرمی مین حمام کرنا زیادہ مفید ہے
بہ نسبت موسم سردی کے ۞ اور موسم گرمی مین حمام کا
بہت گرم ہونا بہتر نہین اسلیے کہ اسمین بیماری
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے ۞ اور موسم سردی میں
جب حمام سے نکلے تو بہت جلد کپڑے پہن لے

ما امكنه لكي لا يجد برد الهواء فيضره وينبغي
ان يغطي راسه لكيلا يصيبه وجع الراس
فاذا اراد ان يتنور يستحب له ان لا يقرب
النساء قبل ذلك بيوم وليلة واذا خرج من
الحمام لا يقرب امرأته تمام يوم وليلة و
يقال اكثار الاغتسال بالماء البارد يسود البشرة
ويهيج منه المرض ويقال الغسل في ايام
الصيف بالماء البارد وفي الشتاء بالماء
السخين اوفق للبدن اذا لم يكن حارا اشد
ولا باردا شديدا

باب الحجامة

قال
الفقيه رحمه الله يستحب الحجامة على الريق
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
الحجامة على الريق امثل وفيها شفاء وبركة
ويزيد في العقل والحفظ وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه ما شكى اليه احد
وجعا في راسه الا قال احتجم ولا وجعا
في رجله الا قال اخضبها واذا اراد الرجل
الحجامة يستحب له ان لا يقرب النساء قبل ذلك
بيوم وليلة وبعدها مثل ذلك وكذلك اذا

بقدر طاقت کے تاکہ ہوا کی سردی اُسکو لگ کر ضرر نہ پہونچاوے
اور لایق ہے کہ ڈہک لیوے اپنے سرکو تاکہ مبادا اُسکو درد سر
ہو جاوے اور جسوقت نورہ لگانیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے یہ کہ نورہ
لگانے سے ایک رات دن پہلے عورت سے مجامعت نکرے
اور جسوقت حمام سے نکلے تو بہی ایک رات دن مجامعت نکرے
اور کہتے ہین کہ ٹہنڈے پانی سے بہت نہانا چہرہ کا رنگ
سانولا کرتا ہے اور مرض پیدا کرتا ہے اور کہتے ہین کہ موسم گرمی
مین ٹہنڈے پانی سے اور موسم سردی مین سرد پانی سے نہانا
بدنکو زیادہ مفید ہے مگر یہ شرط ہے کہ نہ بہت گرم ہو نہ بہت سرد

باب چورانوے مین پچہنے لگانیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے نہار موںہہ پچہنے لگانے مستحب ہین
اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
پچہنے نہار موںہہ بہتر ہین اور اُنمین شفا اور برکت ہے اور عقل
کو اور حافظہ کو زیادہ کرتے ہین + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ جب کسینے آپسے درد سر کی شکایت کی تو آپنے
پچہنون کو فرمایا اور جب کسیے پاؤن کے درد کی شکایت
کی تو آپ نے مہندی لگانے کو فرمایا + اور جب کوئی
ارادہ پچہنو لگا کرے تو اس سے ایک دن رات پہلے اور پیچہے
عورت کے پاس نجاوے اور ایسے طرح +

اراد الفصد فاذا اراد ان يحتجم فى الغد يستحب
له فى يومه ان يتعشى عند العصر فانه انفع
واذا كان الرجل به مرة فليذق شيئا ثم
يحتجم لكيلا يغلب على عقله ولا ينبغى ان يدخل
الحمام فى يومه ذلك وقال بعض الاطباء
من احتجم وجامع ودخل الحمام فى يوم واحد
عجبت منه ان لم يمت وان احتجم الرجل او
افتصد لا ينبغى له ان يأكل على اثره مالحا فانه
يخاف منه القروح والجرب ويستحب ان
يتناول على اثره الخل ليسكن ما به ثم يحسو
شيئا من المرقة ويتناول شيئا من الحلاوة
ان قدر عليه ولا ينبغى له ان يأكل فى يومه
ذلك لبنا ورائبا او نحو ذلك فانه يورث
البرص ويقل شرب الماء فى يومه ذلك
ويكره الحجامة يوم السبت والاربعاء روى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من
احتجم يوم الاربعاء والسبت فاصابه وجع
فلا يلومن الا نفسه وقد روى فى بعض
الاخبار الرخصة فى ذلك فالاحتراز افضل

حال فصد کا ہے اور جب کوئی ارادہ کرے کہ کل کو پچھنے
لگاویگا تو اُسکو عصر کے وقت کہانا کہا لینا مناسب ہے
کیونکہ یہ امر زیادہ مفید ہے جو آدمی صفراوی مزاج ہو
تو پہلے کچھہ کہالے پہر پچھنے لگائے تاکہ مجنون نہو جاوے
جسروز پچھنے لگوائے اُس روز حمام نکرے + اور کہا بعض
اطبا نے جسنے پچھنے لگوائی اور جماع کیا اور حمام کیا ایکدن مین
اور پہر نمرے تو مین تعجب کرتا ہون اور اگر کسینے پچھنے لگوائے یا
فصد کہلوائی تو اُسکو نمکین کہانا نچاہیے کیونکہ اسمین زخم
اور خارش کا اندیشہ ہے اور اولی یہہ ہے کہ پچھنون کے بعد
تہوڑا سا سرکہ پیے تاکہ جوش فرو ہو پہر تہوڑا سا شوربا پیے اور
اگر میسر آوے تو تہوڑی سی شیرین چیز کہاوے اور اسدن
مین دودہ دہی وغیرہ کہانے بہتر نہین کیونکہ یہہ
برص پیدا کرتا ہے + اور پانی بہی اُسدن کم پیے
اور پچھنے لگوانے ہفتہ اور بدہ کو مکروہ ہین کیونکہ نبی علیہ
السلام سے مروی ہے کہ جسنے پچھنے لگوائے بدہ و
ہفتہ کو اور درد پیدا ہو گیا تو اپنی جان کو رونے
یعنی ملامت کرے کیونکہ اُسکی بے احتیاطی سے درد
ہوا + اور بعض حدیثون مین اسکی اجازت بہی آئی
ہے پہر بہی ان دنون مین بچنا اچھا ہے +

الا ان يكون قد غلب عليه الدم وخير ايامه
يوم الاحد والاثنين والخميس واختار بعضهم
يوم الثلثاء وقالوا ان في الثلثاء سلطان
الدم وكره بعضهم فيه لانه يخاف عليه
سلطان الدم فلا ينقطع عنه الدم ويستحب
ان لا يحتجم في ايام الصيف في شدة الحر
وكذلك في ايام الشتاء في شدة البرد و
خير زمانه الربيع وخير اوقاته من الشهور
اذا اخذ في النقصان بعد نصف الشهر قبل
ان ينتهي الى اخره ويكره في اول الشهر وفي
اخر الشهر في المحاق ويقال الحجامة بين
الكتفين نافع ويكره في نقرة القفا ويقال
انه يورث النسيان وفي وسط الراس نافع
وروى بكر بن عبد الله ان اقرع بن حابس
دخل على النبي عليه الصلوة والسلام وهو
يحتجم في وسط الراس وقال لم تفعل هذا يا رسول الله
قال نعم فقال يا ابن حابس انه ينفع من
وجع الراس والاضراس والنعاس والجذام
والبرص والجنون ولا ينبغي ان يداوم

ہان اگر خون کی ایسی ہی زیادتی ہو تو مجبوری ہے + اور بہتر
دن پچھنونکی واسطے اتوار پیر جمعرات ہین ساور بعضے منگل
کو پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ منگل کو خون کا غلبہ ہوتا ہے
اور بعضے منگل کو ناپسند کرتے ہین کیونکہ اس دن مین غلبہ
خون کا ہوتا ہے کبہی پہر بند نہو + اور مستحب ہے کہ موسم گرمی
مین وقت شدت گرمی کے پچھنے نہ لگائے اور اسیطرح موسم
سرد مین شدت کے وقت - اور بہتر زمانہ پچھنے کے لیے
ربیع ہے اور بہتر وقت مہینون مین وہ وقت ہے کہ جب مہینا
آدہا گذر جائے پہلے اخیر ہونے سے اور مکروہ ہے اول مہینے مین
اور آخر مہینے مین محاق مین یعنی اُن دنون مین جنمین
چاند بالکل نظر نہین آتا اور کہا گیا کہ پچھنے گدی مین نسیان
پیدا کرتے ہین اور بیچون بیچ سر کے نفع کرتے ہین اور بکر
بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ اقرع بن حابس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر
ہوا اور وہ پچھنے بیچون بیچ سر کے لگایا کرتا تہا
اور عرض کیا کیا آپ سر مین پچھنے لگایا کرتے ہین آپنے
فرمایا ہان - پہر فرمایا ای ابن حابس پچھنے دردسر
کو اور ڈاڑہ کے درد کو اور اونگہہ کو اور جذام اور
برص اور جنون کو فائدہ کرتے ہین اور پچھنو نپر دوامی کرے

اراد الفصد فاذا اراد ان يحتجم في الغد استحب
له في يومه ان يتعشى عند العصر فانه انفع
واذا كان الرجل به مرة فليذق شيئا ثم
يحتجم لكيلا يغلب على عقله ولا ينبغي ان يدخل
الحمام في يومه ذلك وقال بعض الاطباء
من احتجم وجامع ودخل الحمام في يوم واحد
عجبت منه ان لم يمت وان احتجم الرجل او
افتصد لا ينبغي له ان ياكل على اثره مالحا فانه
يخاف منه القروح والجرب ويستحب ان
يتناول على اثره الخل ليسكن ما به ثم يحسو
شيئا من المرقة ويتناول شيئا من الحلاوة
ان قدر عليه ولا ينبغي له ان ياكل في يومه
ذلك لبنا ورائبا ونحو ذلك فانه يورث
البرص ويقل شرب الماء في يومه ذلك
ويكره الحجامة يوم السبت والاربعاء وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
احتجم يوم الاربعاء والسبت فاصابه وجع
فلا يلومن الا نفسه وقد روي في بعض
الاخبار الرخصة في ذلك فالاحتراز افضل

حال فصد کا ہے اور جب کوئی ارادہ کرے کہ کل کو پچھنے
لگاویگا تو اُسکو عصر کے وقت کہانا کہا لینا مناسب ہے
کیونکہ یہ زیادہ مفید ہے جو آدمی صفراوی مزاج ہو
تو پہلے کچھہ کہا لے پہر پچھنے لگائے تاکہ مجنون نہو جاوے
جسروز پچھنے لگوائے اُس روز حمام نکرے اور کہا بعض
اطبا نے جسنے پچھنے لگوائی اور جماع کیا اور حمام کیا ایکدن میں
اور پہر نمرے تو مین تعجب کرتا ہون اور اگر کسینے پچھنے لگوائے یا
فصد کہلوائی تو اُسکو نمکین کہانا اچہا ہے کیونکہ اسمین زخم
اور خارش کا اندیشہ ہے اور اولی ہے کہ پچھنون کے بعد
تہوڑا سا سرکہ پیے تاکہ جوش فرو ہو پہر تہوڑا سا شوربا پیے اور
اگر میسر آوے تو تہوڑی سی شیرین چیز کہاوے اور اسدن
مین دودہ دہی وغیرہ کہانے بہتر نہین کیونکہ یہہ
برص پیدا کرتا ہے اور پانی بہی اُسدن کم پیے
اور پچھنے لگوانے ہفتہ اور بدہ کو مکروہ ہین کیونکہ نبی علیہ
السلام سے مروی ہے کہ جسنے پچھنے لگوائے بدہ اور
ہفتہ کو اور درد پیدا ہوگیا تو اپنی جان کو روئے
یعنی ملامت کرے کیونکہ اُسکی بے احتیاطی سے درد
ہوا اور بعض حدیثون مین اسکی اجازت بہی آئی
ہے پہر بہی ان دنون مین بچنا اچہا ہے

الا ان يكون قد غلب عليه الدم وخير ايامه
يوم الاحد والاثنين والخميس واختار بعضهم
يوم الثلثاء وقالوا ان فى الثلثاء سلطان
الدم وكره بعضهم فيه لانه يخاف عليه
سلطان الدم فلا ينقطع عنه الدم ويستحب
ان لا يحتجم فى ايام الصيف فى شدة الحر
وكذلك فى ايام الشتاء فى شدة البرد و
خير ازمانه الربيع وخير اوقاته من الشهور
اذا اخذ فى النقصان بعد نصف الشهر قبل
ان ينتهى الى اخره ويكره فى اول الشهر وفى
اخر الشهر فى المحاق ويقال الحجامة بين
الكتفين نافع ويكره فى نقرة القفا ويقال
انه يورث النسيان وفى وسط الراس نافع
وروى بكر بن عبد الله ان اقرع بن حابس
دخل على النبى عليه الصلوٰة والسلام وهو
يحتجم فى وسط الراس وقال لا تفعل هذا يا رسول الله
قال نعم فقال يا ابن حابس انه ينفع من
وجع الراس والاضراس والنعاس والجذام
والبرص والجنون ولا ينبغى ان يدوم

ہان اگر خون کی ایسی ہی زیادتی ہو تو مجبوری ہے + اور بہتر
دن پچھنونکی واسطے اتوار پیر جمعرات ہین - اور بعضے منگل
کو پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ منگل کو خون کا غلبہ ہوتا ہے
اور بعضے منگل کو ناپسند کرتے ہین کیونکہ اس دن مین غلبہ
خون کا ہوتا ہے کبھی پھر بند نہو + اور مستحب ہے کہ موسم گرمی
مین وقت شدت گرمی کے پچھنے نہ لگائے اور اسیطرح موسم
سرد مین شدت کے وقت - اور بہتر زمانہ پچھنے کے لیے
ربیع ہے اور بہتر وقت مہینون مین وہ وقت ہے کہ جب مہینا
آدھا گذر جاے پہلے اخیر ہونے سے اور مکروہ ہے اول مہینے مین
اور آخر مہینے مین محاق مین یعنی اُن دنون مین جنمین
چاند بالکل نظر نہین آتا اور کہا گیا کہ پچھنے گدی مین نسیان
پیدا کرتے ہین اور بیچون بیچ سر کے نفع کرتے ہین اور بکر
بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ اقرع بن حابس
نبے صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر
ہوا اور وہ پچھنے بیچون بیچ سر کے لگایا کرتا تھا
اور عرض کیا کیا آپ سر مین پچھنے لگایا کرتے ہین آپنے
فرمایا ہان - پھر فرمایا ای ابن حابس پچھنے دردسر
کو اور ڈاڑہ کے درد کو اور اونگھہ کو اور جذام اور
برص اور جنون کو فائدہ کرتے ہین اور پچھنو نپر دوامی کرے

على ذلك فان ذلك يضربه

باب الخلاء

قال الفقيه رحمه الله ويكره للرجل ان يقضى حاجته فى الطريق او فى صفة النهر او تحت شجرة مثمرة او تحت شجرة يستظل الناس تحتها وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال اجتنبوا الملاعن يعنى الفعل الذى يستوجب اللعن وهو ان يتغوط تحت شجرة مثمرة او طريق المسلمين وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من قضى حاجته تحت شجرة مثمرة او على طريق المسلمين او على صفة نهر جار فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يستحب امساك البول بعد ما غلبه فان ذلك يضر بالمثانة وقيل للطبيب ان ابنك قد اخذه البول فى موضع كذا وكذا فنزل عن دابته وقضى حاجته فى ذلك الموضع ولم يصبر الى منزله فقال بئس ما صنع حيث نزل من دابته وبال فهلا فعل ذلك قبل نزوله عن دابته ولا ينبغى ان يطيل القعود فى حاجته وروى عن لقمان الحكيم

اسلیے کہ یہ سرکو نقصان کرتا ہے

باب پچانوان پیشاب پاخانہ کرنیکے طریقون کے بیانمین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے آدمی کو پیشاب پاخانہ کرنا رستہ مین یا نہر کے منہ پر یا پہلدار درخت کے نیچے یا ایسے درخت کے نیچے جسکے سایہ تلے لوگ بیٹھتے ہون اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بچو لعنت کے چیزون سے یعنی اُس فعل سے جو سزاوار لعنت کا ہو اور وہ پاخانہ پہرنا ہے پہلدار درخت کے نیچے یا مُسلمانون کے رستہ مین اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے پاخانہ پہرا پہلدار درخت کے نیچے یا بہتی نہر کے مُنہ پر تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی اور ناپسند ہے پیشاب کو روکھ جب زور کر آوے بیشک یہ نقصان پہنچاتا ہے مثانہ کو اور ایک طبیب سے لوگون نے کہا کہ تیرے بیٹے کو فلانی جگہ پر پیشاب کی حاجت ہوئی تو اپنی سواری پر سے اُتر پڑا اور اُسی جگہ حاجت رفع کی اور اپنے مکان تک پہونچنے کا صبر نکیا تو اُس طبیب نے کہا کہ بُرا کیا جو سواری پر سے اُتر کر پیشاب کیا سواری پر سے اُترنے سے پہلے ایسا کیون نکیا یعنی اتنی دیر پیشاب کیون روکا اور نہین چاہیے دیر تک پاخانہ مین بیٹھے ؛ اور لقمان حکیم سے نقل ہے

انه قال لمولاه لا تطل القعود فی حاجتك فان ذلك يتولد منه الباسور فاذا كان الرجل فی ارض الفضاء فلا ينبغی ان يبول فی جحر الارض فانه يخاف ان يصيبه الاذی من الجن ويقال ان سعد بن عبادة بال فی جحر الارض فاصابه آفة من الجن فمات فقالت الجن قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادة فرميناه بسهمين فلم تخطأ فؤاده و روی عبد الله بن شرحبيل ان النبی عليه الصلوة والسلام قال لا يبولن احدكم فی الجحر فانها مساكن الجن

باب كراهة اكل الوحدة

قال الفقيه رحمه الله و روی عن ابن عباس عن النبی عليه الصلوة والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده وضرب عبده ومنع رفده وقد جاء عن النبی عليه الصلوة والسلام انه نهی ان ينام الرجل فی بيت وحده او يسافر وحده وقال ان الشيطان مع الواحد اقرب ومن الاثنين ابعد وعنه عليه الصلوة

کہ وہ اپنے غلام سے کہتے تھے کہ دیر تک پاخانہ مین مت بیٹھ بیشک اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی آدمی کسی زمین مین پاخانہ پیشاب کرے تو زمین کے سوراخ مین پیشاب کرنا بچاہیئے کہ جنون سے ایذا پہونچنے کا خوف ہے، اور کہتی ہین کہ سعد بن عبادہ نے زمین کے سوراخ مین پیشاب کیا تو اُسکو ایک آفت جنون سے پہنچی کہ وہ مر گئے تو جنون نے کہا کہ ہمنے مارا ہے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو کہ پہینکے ہمنے دو تیر پس نہ خطا کی یعنی لگے اُسکی دل پر اور عبد اللہ بن شرجبیل سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے پیشاب نکرے سوراخ مین تحقیق وہ جنون کے گھر ہین چھپا نو ان

باب تنہا کھانیکی کراہت مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رض پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ تحقیق سب لوگون سے بُرا ہی جسنے تنہا کھایا اور اپنی غلام کو مارا اور اپنی پیالہ کو منع کیا یعنی اور کو ندیا اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا آدمی کو تنہا سونے سے گھر مین اور تنہا سفر کرنے سے اور فرمایا شیطان ایک سے زیادہ نزدیک ہے اور دو سے زیادہ دور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

والسلام الراکب شیطان والراکبان شیطانان
والثلثة رکب وروی سعد بن المسیب ان
النبی علیه الصلوة والسلام قال الشیطان
یهم بالواحد والاثنین فاذا کانوا ثلثة لم
یهم لهم قال الفقیه رحمه الله هذا نهی الشفقة
ولیس بنهی التحریم لان الواحد ربما یستقبل
العدو فلا یهرب منهم ولو کانوا جماعة
فانهم یتعاونون فاما اذا کان الرجل یامن
علی نفسه فلا بأس به لان النبی علیه الصلوة
والسلام بعث دحیة الکلبی الی قیصر ملک
الروم وحده ویقال الاجتماع قوة والافتراق
هلکة وذکر فی قوله تعالی فی قصة موسی
علیه السلام حکایة عن السحرة فاجمعوا کیدکم
ثم ائتوا صفا فامرهم بالاجتماع قال بعض
اهل التفسیر یعنی اتفقوا فتغلبوا ولا تختلفوا
فتجبنوا ویقال رای الواحد کالسلک السحیل
ورای الاثنین کخیطین مبرمین ورای
الثلثة کحبال لا ینقطع واذا کانت الجماعة
فی السفر فکره ان یناجی اثنان دون الثالث

روایت ہے کہ ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان
ہین اور تین سوار ہین اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالتا ہے
ایک اور دو مین پھر جب تین ہو جاتے ہین تو اُنہین وسوسہ
نہین ڈالتا کہا فقیہ رح نے یہ منع فرمانا حضرت کا شفقت
کی وجہ سے ہے نہی تحریمی نہین کیونکہ اکیلے کو کبھی دُشمن
پیش آتے ہین تو بھاگ نہین سکتا اور اگر یہ کئی ہونگے
تو بیشک ایک دُوسرے کی مدد کرینگے + لیکن جب
آدمی کو دشمن کا خوف نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہین کہ
اکیلا سفر کرے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
دحیہ کلبی کو قیصر روم کے بادشاہ کی طرف تنہا بھیجا تھا اور
کہتے ہین کہ اکٹھا ہونے مین قوت ہوتی ہے اور علیحدہ علیحدہ
ہونے مین ہلاکت ہے اور ذکر کیا گیا اللہ تعالے کے اُس قول مین کہ موسے
علیہ السلام کے قصہ مین جادوگرونکا حال بیان کیا ہے کہ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفا یعنی اتفاق کرو اپنے حیلون پر پھر آؤ
صف باندھکر تو حکم دیا اُنکو اکٹھا ہونیکا بعض اہل تفسیر نے
کہا ہے یعنی اتفاق کرو غلبہ پاؤ گے اور علیحدہ علیحدہ مت ہونا بزدل
ہو جاؤ گے اور کہتے ہین کہ ایک شخص کی رائے جیسے اکہرا تاگا
اور دو شخص کی رائے جیسے دوہرا تاگا اور تین شخص کی رائے

فان ذلك يحزنه وروى ابن عمر عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال اذا كانوا ثلثة فلا يتناجى اثنان دون الثالث

باب ماجاء فى ذكر الحفظة

قال الفقيه رحمه الله اختلف العلماء فى امر الحفظة وهم الكرام الكاتبون قال بعضهم يكتبون جميع افعال بنى آدم واقوالهم وقال بعضهم لا يكتبون الا ما فيه اجر واثم وقال بعضهم يكتبون الجميع فاذا صعدوا الى السماء حذفوا منه ما لا اجر فيه ولا اثم وقال وهو معنى قوله تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت يعنى يمحو ما لا اجر فيه ولا اثم ويثبت ما فيه اجر واثم وروى هشام بن حسان عن عكرمة عن ابن عباس فى قوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد + قال يكتب من قول بنى آدم الخير والشر ولا يكتب ما سوى ذلك قال هشام نحو قولك اسقنى ماء يا غلام واعلف الدابة وقال الحسن البصرى يكتب جميع ما يلفظ به وقال ابن جريج ملكان احدهما عن يمينه والآخر عن يساره

کیونکہ یہ بات اسکو یعنی تیسرے کو رنج مین ڈالیگی اور حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جسوقت دو ہون تو سرگوشی نکرین بغیر تیسرے کے

باب ستانوی ہین نگہبان فرشتون کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے علمانے اختلاف کیا ہے نگہبان فرشتون کے حال مین کہ جنکو کراماً کاتبین کہتے ہین بعض عالمون نے کہا ہے کہ وہ بنی آدم کے سب کام اور باتین لکھتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ وہی لکھتے ہین جسمین ثواب یا گناہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ سب کچھہ لکھتے ہین پھر جب آسمان کی طرف چڑھتے ہین تو جس کام مین کچھہ ثواب اور گناہ نہین اسکو مٹا دیتے ہین اور کہا کہ یہ معنی ہین اللہ تعالے کی اس قول کے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت یعنی مٹا دیتا ہے جسمین نہ کچھہ ثواب ہے نہ کچھہ گناہ اور قائم رکھتا ہے جسمین ثواب یا گناہ ہے اور ہشام بن حسان عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے اللہ تعالے کے اس قول کے معنے روایت کرتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید کہا ابن عباس نے کہ لکھتے ہین سب بھلی بُری بات بنی آدم کی اور سوائے اسکی کچھہ نہین لکھتے کہا ہشام نے ایسا ہی ہے جیسے تونے کہا مجھکو پانی پلاای غلام اور جانور کے سامنے چارہ ڈال اور حسن بصری نے کہا سب لکھتے ہین جو آدمی بولتا ہے

اور ابن جریج نے کہا ہے کہ دو فرشتے ہین ایک آدمی کی داہنی طرف اور دوسرا بائین طرف

فالذی عن یمینه یکتب بغیر شهادة صاحبه ان قعد فاحدهما عن یمینه والاخر عن یساره وان مشی احدهما امامه والاخر خلفه وان نام فاحدهما عند راسه و الاخر عند رجلیه وقال بعضهم هم اربعة اثنان بالنهار واثنان باللیل وقال عبد الله بن المبارک هم خمسة اثنان بالنهار واثنان باللیل والخامس لا یفارقه لیلا ونهارا واختلف الناس فی الکفار هل یکون علیهم حفظة ام لا قال بعضهم علیهم حفظة وقال بعضهم لا یکون علیهم حفظة لان امرهم ظاهر وعملهم واحد فقال الله تبارک و تعالی یعرف المجرمون بسیماهم قال الفقیه رحمه الله لا نا خذ بهذا القول بل یکون علی الکفار حفظة لان الایة نزلت بذکر الحفظة فی شان الکفار الا ترو الی قوله تعالی کلا بل تکذبون بالدین وان علیکم لحافظین الی قوله تعالی یعلمون ما تفعلون

پس داہنی طرف والا اپنی ساتہ والی کی بے گواہی کے لکھتا ہے، اور بائین طرف والا اپنی ساتہی کے گواہی سے لکھتا ہے یعنی اجازت سے اگر آدمی بیٹھتا ہے تو اُن دونون مین سے ایک اُسکی داہنی طرف ہوتا ہے، اور دوسرا بائین طرف اور اگر چلتا ہے تو ایک آگے ہوتا ہے اور دوسرا پیچھے اور اگر سوتا ہے تو ایک سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اُسکے پاؤن کے پاس اور بعضے علم کہتے ہین کہ وہ چار ہین دو رات کے اور دو دن کے اور عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ وہ پانچ ہین دو دن کے اور دو رات کے اور ایک اُنمین سے رات اور دن جدا نہین ہوتا اور لوگون نے کفار کے بابمین اختلاف کیا ہے کہ آیا اُنکی اوپر بہی نگہبان فرشتے ہوتے ہین یا نہین بعضے کہتے ہین کہ اُنپر بہی نگہبان ہوتے ہین اور بعض کہتے ہین نہین ہوتے کیونکہ اُنکا حکم ظاہر ہے اور اُنکی عمل ایک ہی قسم کے ہوتے ہین یعنی کفر سب کے سب ہے حقتعالی فرماتا ہے (پہچانے جاوینگی گنہگار اپنی پیشانیون سے) کہا فقیہ رح نے ہم اِس قول کو نہین لیتے بلکہ کافرونپر نگہبان فرشتے ہین کیونکہ نگہبان فرشتون کے بابمین آیت نازل ہوئی ہے کیا تو نہین دیکہتا ہے اللہ تعالے کے طرف (ہرگز یون نہین تُم قیامت کو جہٹلاتے ہو اور بیشک تم پر محافظ ہین بزرگ لکہنے والے یعنی عملونکو وہ جانتے ہین جو تم کرتے ہو ++

وقال فی اٰیۃ اخریٰ واما من اوتی کتابہ بیمینہ واما من اوتی کتابہ بشمالہ وقال فی اٰیۃ اخریٰ وراۤء ظھرہ فاخبر اللہ تعالیٰ ان الکفار یکون لھم کتاب فیکون علیھم حفظۃ فان قیل الذی یکون عن یمینہ ایش یکتب اذا لم یکن لہ حسنۃ قیل لہ الذی یکتب عن شمالہ یکتب باذن صاحبہ فیکون شاھدا علی ذلک وان لم یکتب وھو الصحیح

باب قتل الجراد

قال الفقیہ رح اختلف الناس فی قتل الجراد قال بعضھم لا یجوز قتلہ و قال اھل الفقہ کلھم لا بأس بقتلہ فاما من کرہ قتلہ قال لانہ خلق من خلق اللہ تعالیٰ یاکل من رزق اللہ تعالیٰ ولا یجری علیہ القلم فلا یجوز قتلہ واما من قال لا بأس بہ فلانہ فی ترکہ افساد الاموال وقد رخص النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بقتل المسلم اذا اراد قتل الانسان واخذ مالہ وھو ما روی انہ قال من قتل دون مالہ فھو شھید فالجراد اذا اراد افساد

اور آیت مین فرماتا ہے داور لیکن جسکی داہنی طرف سے نامہ اعمال دیے جاینگے اور اور آیت مین فرماتا ہے د اُسکی پشت کی طرف سے الپس خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ تحقیق کافرونکی نامہ اعمال ہونگی تو اُنپر نگہبان یعنی کرام کاتبین بہی ہونگی پس اگر کہا جاے کہ وہ فرشتہ جو اُسکی داہنی طرف ہے کیا چیز لکہیگا اگر اُسکی کوئی بہلائی نہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ جو بائین طرف لکہتا ہے وہ لکہتا ہے اپنے ساتہی کی اجازت سے تو ساتہی اُسکا گواہ ہوا اگرچہ نہین لکہتا اور یہی صحیح ہے

اٹہانوان باب ٹڈی مار ڈالنے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے لوگون نے ٹڈی مار ڈالنے مین بعض کہتے ہین اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور سب فقہ والے کہتے ہین کہ اُسکے مار ڈالنے مین کچہ ڈر نہین سو جنے اُسکا مار ڈالنا مکروہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ بہی اللہ کی ایک مخلوق ہے اُسکا رزق کہاتی ہے اور اُسپر کوئی حکم جاری نہین تو اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور جو کہتا ہے کہ اُسکے مار ڈالنے مین ڈر نہین تو اسواسطے کہ اُسکے چہوڑ دینے مین مال کا بگاڑ ہے اور تحقیق نبی صلعم نے رخصت دی ہے مسلمان کے مار ڈالنے مین جب کسی مسلمان کے مار ڈالنے یا اُسکے مال لینے کا ارادہ کرے وہ وہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو کوئی اپنے مال کے سبب مارا جاوے وہ شہید ہے تو جسوقت ٹڈی مال کے بگاڑنے کا ارادہ کرے

اور لیکن جسکے بائین طرف نامہ اعمال دئے جاوینگے

الاموال فهو اولی ان یجوز قتله الا تری
انهم اتفقوا انه یجوز قتل الحیة والعقرب
لانهما یوذیان الانسان فکذلک الجراد
وروی جابر عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال کان اذا دعا علی الجراد قال اللهم
اهلک صغاره واقتل کباره وافسد بیضه
واقطع دابره وخذ بافواهه عن معاشنا
وارزقنا انک سمیع الدعاء فقیل یا رسول
الله انک تدعو علی جند من جنود الله تعالی
بقطع دابره فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان الجراد نثرة حوت من البحر وروی
جابر انه قال فقد الجراد علی عهد عمر رضی الله
عنه فاغتم لذلک فبعث راکبا نحو الشام و
راکبا نحو الیمن وراکبا نحو العراق فاتاه الراکب
من قبل الیمن بقبضة من جراد فالقاه بین
یدیه فلما راه کبر ثم قال سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال خلق الله تبارک و
تعالی الف امة ستمائة فی البحر واربعمائة فی
البر فاول شئ یهلک من هذه الامم الجراد

تو اُسکا قتل بدرجہ اولی جائز ہوگا کیا تو نہین دیکھتا کہ عالمون
نے اتفاق کیا ہی کہ جائز ہے مارڈالنا سانپ اور بچھو کا کیونکہ
وہ دونون انسان کو ایذا دیتے ہین تو ایسی ہی ٹڈی ہے اور جابر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جب بد دعا کرتے آنحضرت ٹڈی پر
تو فرماتے یا اللہ مارڈال اُسکے بچونکو اور اُسکے بڑونکو اور گندہ کر دے
اُسکے انڈے کو اور اُسکی نسل قطع کر دے اور اُنکی مونہہ سے ہماری
معاش لیلے اور ہمکو روزی دے بیشک تو دعا سننے والا ہے
لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق آپ دعا مانگتے ہین ایک
لشکر اللہ کے لشکرون مین سے کہ اُسکی نسل قطع ہو تو آپنے فرمایا
کہ تحقیق ٹڈی مچھلی کا ریزہ ہے دریا مین اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت عمر رض کے زمانہ مین ٹڈی گم ہوئی تو حضرت عمر اس سبب
سے غمگین ہوے پھر ایک سوار شام کی طرف بھیجا اور ایک سوار
یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف پس سوار یمن
کی طرف سے اُنکے پاس ایک مٹھی ٹڈی لایا اور حضرت عمر رض
کے سامنے ڈالدی جب حضرت عمر نے اُسے دیکھا تو اللہ
اکبر کہا پھر کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ آپنے
فرمایا کہ حق تعالی نے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھہ سو دریا
مین اور چار سو جنگل مین سو پہلے جو چیز ان گروہون
مین سے ہلاک ہوگی وہ ٹڈی ہے + + + +

فاذا هلكت تتابعت الامم مثل نظام انقطع سلكه

باب نقش المسجد

قال الفقيه رحمه الله يكره لبعض الناس نقش المساجد بماء الذهب وغيره واباحه الآخرون وهذا قول ابي حنيفة رحمه الله فقال الفقيه رحمه الله عندي انه لا بأس به اذا لم يكن من غلة المسجد فاما من كره ذلك فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وهي من الهدى خراب وعلماؤهم يومئذ شر علماء تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود وروي انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان اقواما يزخرفون مساجدهم ويطولون مناراتهم ويموتون افئدتهم واعجبا كيف ضيعوا دينهم وروي عن ابن عباس انه قال امرنا بان تبنى المساجد جما والمدائن شرفا وروي عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوة

پھر جب ہلاک ہوجاویگی تو پے در پے گرینگی مثل لڑی کے ٹوٹی لگینگی

نناوان باب مسجد کے نقش ونگار کے بیان مین ہے

کہا فقیہ رحمہ نے بعض آدمی مکروہ کہتے ہین مسجد پر نقش ونگار کرنا سونے وغیرہ کے پانی سی اور اور عالمون نے اُسکو مباح کہا ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ کا ہے کہا فقیہ رحمہ نے کہ اگر مسجد مین خیانت نہو تو اسکا کچھ ڈر نہین لیکن جسنے اسکو مکروہ کہا ہے وہ اِس روایت کی طرف گیا ہے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا البتہ آویگا لوگون پر ایسا زمانہ کہ اسلام کا نام ہی نام رہجائیگا اور قرآن کی صرف لکھنے کی رسم رہ جاویگی مسجدین اُن دنون آباد ہونگی اور ہدایت سے ویران اور علما اُس زمانہ کے بہت بُرے ہونگے اور زمانہ کے عالمون کے پاس سے نکلیگا فتنہ اور اُنہین مین لوٹیگا ✦ اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے مین کہ آپنے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی کہ مسجدونکو آراستہ کریگی اور منارے اُنکے اونچے بناویگی اور دل اُنکے مرے ہوے ہونگے افسوس تعجب ہے کیسے اپنے دین کو ضایع کرینگے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حکم دیے گئے ہم کہ بناوین مسجد بے کنگرے اور مکان کنگرے دار اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین

والسلام ان الانصار جاؤا بمال الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالوا له خذ هذا
المال وزين مسجدك فقال لهم النبي عليه
الصلوة والسلام ان الزينة والتصاوير
الكنائس والبيع بيضوا مساجدكم واما من
قال بانه لا بأس به لان فيه تعظيم المساجد
والله تعالى امر بتعظيمه لقوله تعالى في بيوت
اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعني
تعظم وقال في اية اخرى انما يعمر مساجد الله
من امن بالله واليوم الاخر الاية وروى عن
عثمان بن عفان رضي الله عنه انه بنى مسجد
النبي بالساج وحسنه وروى عن عمر بن عبد
العزيز انه نقش مسجد النبي عليه الصلوة و
السلام وبالغ في عمارته وتزيينه وذلك
في زمان ولايته قبل خلافته ولم ينكر عليه
احد وذكر عن الوليد بن عبد الملك انه انفق
في عمارة مسجد دمشق وفي تزيينه مثل
خراج الشام ثلث مرات وروى ان سليمان
بن داود عليه السلام بنى مسجد بيت المقدس

کہ تحقیق آئے انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کچھ مال لیکر اور عرض کیا کہ یہ مال لیجیے اور اپنی مسجد کو
زینت دیجیے آپ نے اُنسے فرمایا کہ تحقیق آرائش اور
تصویرین عبادتخانون نصاریٰ کیلیے ہین سفید کرو مسجدون
اپنی کو لیکن جسنے کہا اسکا کچھ ڈر نہین سوا اسلیے کہ اسمین
مسجد کی تعظیم ہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی تعظیم کو حکم دیا ہے کہ
فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (یعنی اُن گھرون مین کہ حکم دیا
اللہ نے اُنکی بلند کرنیکا اور اُسمین اپنے نام لینے کا) یعنی تعظیم
کیجاے مسجد کی اور دوسری آیت مین فرماتا ہے (اللہ کی
مسجدین وہی آباد کرتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان
لایا ہے) آخر آیت تک اور عثمان رضی سے مروی ہے کہ مسجد
پیغمبر صاحب کے ساکھو کی لکڑی سے تعمیر کی اور اُسکو خوبصورت
بنایا اور عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اُنھون نے پیغمبر
صاحب کے مسجد پر نقش و نگار کیے اور اُسکی عمارت اور آرائش
مین بہت مبالغہ کیا اور یہ جب تھا کہ وہ مدینہ مین اپنی خلافت سے
پہلے امیر تھے یعنی عبد الملک بن مروان کی طرف سے اور کسی نے
اُنکو نہین روکا ٹوکا اور ولید بن عبد الملک کا بیان کرتے ہین
کہ اُسنے دمشق کی مسجد کی تعمیر مین شام کا محصول تین بار خرچ کیا
اور مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد بنائی

وبالغ فی تزیینه وفی الخبر انه اقام فی عمارته
کذا وکذا الف رجل سبع سنین ووضع الاٰخر
من الکبریت الاحمر علی راس قبة الصخرة فکن
الغزلات یغزلن فی ضوءها باللیالی علی راس
اثنی عشر میلا وکان علی حاله وذلک الی
ان خربه بخت نصر لعنه الله علیه

باب کراهة البزاق فی المسجد وغیره

قال الفقیه رحمه الله اذا کان الرجل فی المسجد فانه
یکره ان یبزق فیه ولکن ان یبزق فی ثیابه
ویدلکه لان الله تعالی قال فی بیوت اذن
الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه الاٰیه یعنی
تعظم وتشرف والبزاق فیه ترک التعظیم
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال ان المسجد لینزوی عن النخامة کما ینزوی
الجلدة فی النار اذا القیت وروی ابو هریرة
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه ابصر
نخامة فی المسجد فحکه ثم قال ایحب احدکم
ان یؤتی فی صلوته فیبزق فی وجهه فاذا
اراد احدکم ان یبزق فلا یبزق عن یمینه

اور اُسکی آرائش حد سے زیادہ کی اور تاریخ مین ہے کہ سلیمان ؑ
نے اپنی مکان کی تعمیر مین ایک ہزار آدمی سات برس تک
رکہی اور بنایا دوسرا مکان سرخ گندک کا سخرہ کی اوپر کہ ایک
بڑا پتہر ہے بیت المقدس مین کہ اُس مکان کی روشنی مین عورتین
سوت کاتا کرتی تہین بارہ میل مین - اور ویسا ہی تہا یہانتک کہ
خراب کر دیا اُسکو بخت نصر نے ❋

باب تھوکنے کے بیان میں مسجد کے اندر

کہا فقیہ رح نے جب آدمی
مسجد کے اندر ہو تو اُسکو مسجد مین تہوکنا منع ہے لیکن اپنے
کپڑے مین تہوک لے اور مل دے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یعنی اُن گہرون
مین کہ اللہ نے اُنکی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اپنی نام لینے کا انتہی -
ترفع سے مراد تعظم اور تشرف ہے اور اُسمین تہوکنا بے تعظیمی ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تحقیق مسجد
کہچتی ہے کہنکار سے جیسے کہچتی ہے کہال آگ مین جب
ڈالی جاتی ہے اور ابوہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے مسجد مین کہنکار پڑا دیکہا تو اسکو چہیل ڈالا
پہر فرمایا کیا تم مین سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ نماز
مین ہو اور کوئی آکر اُسکے موںہہ پر تہوکے جب تم مین سے کوئی
تہوکنا چاہے تو نہ اپنی دائین طرف تہوکے نہ سامنے

ولا يبزق امامه ولكن يبزق عن يساره او تحت
قدمه فان لم يجد مكانا فليبزق في ثوبه ثم
ليفعل هكذا يعني يدلكه وروي عن بعض الصحابة
انه قال اذا اشرط الرجل النخامة تعظيما للمسجد
ادخل الله في جوفه الشفاء واخرج منه الداء
واذا كان الرجل في غير المسجد واذا اراد
ان يبزق ينبغي له ان يبزق تحت قدميه
او عن يساره ولا ينبغي ان يبزق عن يمينه
ولا بين يديه لان النبي عليه الصلوة و
السلام قال اذا بزق احدكم فلا يبزق عن
يمينه وامامه وروي عن ابي بكر رضي الله
عنه انه بزق في مرض عن يمينه ثم قال
ما بزقت عن يميني منذ اسلمت وذكر عن
بعض الصالحين انه اراد ان يخرج حاجا فاختار
الجانب الايسر من المحمل فقيل له لم اخترت
جانب الايسر قال لاني اذا بزقت عن يساري
كان ايسر علي

باب كراهة صلوة الرجل وهو ناعس

قال الفقيه رحمه
الله يكره للرجل ان يصلي وهو ناعس ولو

تہوکے لیکن بائین طرف تہوکے یا پاؤن کے نیچے تہوکے
پس اگر کوئی جگہ نپاوے تو اپنے کپڑے مین تہوکے
پہر یہ کرے کہ اسکو مل ڈالے اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کہا
اُس صحابی نے کہ جسوقت کہرچے کوئی آدمی تہوک کو مسجد
کی تعظیم کرکے تو داخل کرتا ہے اللہ تعالے اُسکی پیٹ مین شفا
اور نکالتا ہے اُس سے بیماری اور جسوقت آدمی مسجد مین نہو
اور تہوکنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہیے کہ اپنے پاؤن کے نیچے
تہوکے یا بائین طرف اور نہین لائق ہے کہ اپنی داہنی طرف
یا سامنے تہوکے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
جسوقت تم مین کوئی تہوکے تو نہ اپنی داہنی طرف تہوکے
نہ اپنے سامنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ اُنہون نے بیماری مین اپنی داہنی طرف تہوکا پہر فرمایا
کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون اپنی داہنی طرف نہین
تہوکا اور بعض صالحین کا بیان کرتے ہین کہ اُنہون نے جب
ارادہ نکلنے کا کیا حج کو تو کجاوہ کے بائین طرف اختیار کی لوگون
نے کہا کہ تمنے بائین طرف کیون اختیار کی جواب دیا اسلیے
کہ مجھکو بائین طرف تہوکنا آسان ہوگا

باب بیچ ایک اُونگھتے ہوئے نماز پڑہنے کی کراہت مین

کہا فقیہ نے کہ آدمی کو مکروہ ہے نماز پڑہنا اونگھ مین +

فعل يجوز اذا جاء بافعال الصلوة والقرأة
تامة واذا خشى الرجل النعاس ينبغى ان يصب
الماء على وجهه اولا ثم يدخل فى الصلوة
ولو كان فى الصلوة فاخذه النعاس ينبغى
ان يحرك نفسه ويجتهد فى ازالته عن نفسه
روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا نعس احدكم فى الصلوة فليرقد حتى
يذهب عنه النوم فانه اذا صلى وهو ينعس
فلعله يذهب عند النوم يستغفر ربه
فيسب نفسه وروى حميد عن انس عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه دخل المسجد
فرای حبلا ممدودا بين ساريتين فقال
ما هذا الحبل قالوا لفلان يصلى اذا غلب
النعاس يتعلق به يا رسول الله قال عليه الصلوة
والسلام فليصل ما عقل فاذا خشى ان
يغلب عليه النوم فلينم

باب فضل العلم والادب

قال الفقيه رحمه الله
ينبغى للرجل ان يتعلم شيئا من العلم والادب

اور اگر پڑھ لے تو جائز ہے جب کہ نماز کے سب افعال اور قرأت
پوری پوری ادا کر سکے اور جب آدمی کو اونگھنے کا خوف ہو تو چاہیے
کہ اپنے موںھہ پر پانی ڈال لے پہر نماز مین داخل ہو اور اگر نماز مین
اُسکو اونگھہ آجاے تو چاہیے کہ اپنے نفس پر زور ڈالے
اور اُسکے دور کرنے مین کوشش کرے اور ہشام بن عروہ
اپنے باپ سے وہ عائشہؓ سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تم مین سے کسیکو نماز مین
اونگھہ آجائے تو چاہیے کہ سو رہے یہانتک کہ اُسکی نیند
جاتی رہے پس تحقیق جسوقت وہ اونگھنے مین نماز پڑہتا
ہوگا تو شاید وہ نیند مین رہے رب سے استغفار کرنے لگے
تو اپنے نفس کو گالیان دے یعنی استغفار کی جگھہ اور کچھہ کلمہ نکل
جاے اور حمید بواسطۂ انس کے نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ
مسجد مین آئے تو دو ستونون کے درمیان ایک رسی تنی ہوئی دیکھی تو
آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ فلان
شخص کی ہے کہ وہ نماز پڑہتا ہے جب اونگھہ کا غلبہ ہوتا ہے تو
اُسمین لٹک جاتا ہے کہا راوی نے کہ آپنے فرمایا چاہیے کہ نماز پڑہے
جبتک ہوش مین رہے اور جب اُسپر نیند کا غلبہ ہو جاے تو چاہیے کہ سو رہے

باب اکیسو دو علم اور ادب کی فضیلت مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
آدمیکو لائق ہے کہ کچھہ علم اور ادب سیکھے

وان كان قليلا لان القليل منه كثير فان
الرجل اذا عرف كلمة من الادب او من العلم
لكان له فضل على من لا يعلم شيئا منه وقال
على بن ابى طالب رضى الله عنه لكل شئ قيمة
وقيمة المرء ما يحسنه وروى عن الشعبى انه
قال لو ان رجلا سافر من اقصى الشام الى
اقصى اليمن فتعلم كلمة من العلم لم يضع سفره
وروى عن سعد بن خلف بن ايوب انه خرج
للعلم مقدار اربع سنين فلما رجع قال له ابوه
ما جعلت يا بنى قال تعلمت ان المرأة اذا كانت
ايامها عشرة فمدتها اغتسالها لا تحسب حتى
يحل لزوجها ان يقربها واذا كانت اقل من
عشرة لا يحل له ان يقربها ما لم تغتسل
او يمضى عليها وقت صلوة فقال له ابوه ما
ضاعت رحلتك وروى ايوب بن موسى
عن ابيه عن جده عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال ما نحل والده ولدا افضل
من ادب حسن وروى عن بعض المتقدمين
انه قال لابنه يا بنى تعلم العلم فان يكن لك

اگرچہ تھوڑا ہی ہو اسلئے کہ تھوڑا بھی بہت ہے پس تحقیق آدمی جسوقت
کوئی کلمہ ادب یا علم کا پہچان لیگا البتہ جو کچھ علم ادب جو
نہیں جانتا اسپر اسکو فضیلت ہوگی اور علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے ہر چیز کی قیمت ہے اور آدمی کی
قیمت وہ ہی جو درست کرے اسکو اور شعبی سے مروی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر آدمی شام سے یمن تک سفر کرے اور ایک کلمہ علم
کا سیکھے سفر اسکا ضائع نہ ہوویگا اور سعد بن خلف بن ایوب
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ علم حاصل کرنیکو نکلے چار برس تک
پھر جب لوٹے تو اُنسے اُنکے باپ نے کہا اے بیٹے تو نے
کیا کیا اُنہوں نے جواب دیا میں نے یہ سیکھا کہ جب عورت کے
دس دن حیض کے ہو جاویں تو اُسکی غسل کی مدت حساب نہ
یہانتک کہ حلال ہے اُسکی خاوند کو اُس سے صحبت کرنا اور جو
دس دن سے کم ہیں تو مرد کو حلال نہیں کہ اُس سے صحبت کرے
جبتک نہا نہ لے یا نماز کا وقت اُسپر گذر جاوے تو اُنکے باپ نے
جواب دیا کہ تو نے اپنے سفر کو ضائع نہ کیا اور ایوب بن موسیٰ
اپنے باپ دادا سے وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں
کہ تحقیق آپ نے فرمایا کہ کوئی بخشش باپ کی بیٹے کو بہتر
ادب سے نہیں ہے اور بعض پہلے لوگوں سے مروی ہے کہ انہوں
نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے علم سیکھ اگر

مال كان لك جمالا وان لم يكن لك مال كان
لك مالا وذكر عن سفيان بن عيينة انه
جاءه ابن اخيه فقال يا عم جئتك خاطبا
قال لمن قال لابنتك قال كفو كريم ثم قال
اجلس فجلس فقال اقرأ على عشر آيات من
كتاب الله تعالى فلم يستطع قال اروعشرة
احاديث فلم يستطع ثم قال فانشد عشر
ابيات من شعر فلم يستطع فقال لا قرآن
ولا حديث ولا شعر فعلى اى شيء اضيع
ابنتى عندك ثم قال لا اخيب مجيئك
فامر له باربعة الاف درهم وقال بعض
الحكماء ان العلم النافع والادب الصالح
كنز لا يغصبه غاصب ولا يسلبه سالب
وهما جمالك وزينتك وقوام دنياك و
آخرتك فاجتهد فى تعلمها وقال قائل سأضرب
فى طول البلاد وعرضها فاطلب علما او
اموت غريبا فان تلفت نفسى فلله درها
وان سلمت كان الرجوع قريبا وروى جابر
بن عبد الله عن النبى عليه الصلوة والسلام

مال ہوگا تو تیرے لیے جمال ہوجاویگا اور اگر تجھکو مال نہوگا
تو تیرے لیے مال ہوجاویگا اور سفیان بن عیینہ سے مذکور ہے کہ
اُسکے پاس اُسکا بھتیجا آیا اور کہا ای میرے چچا آیا ہون مین تیرے
پاس منگنی کے لیے ابن عیینہ نے جواب یا کسکے لیے کہا تیری بیٹی کے
لیے ابن عیینہ نے کہا اچھا جوڑ ہے پھر ابن عیینہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو
وہ بیٹھ گیا پھر کہا ابن عیینہ نے کہ پڑھ مجھپر دس آیتین قرآن کی
وہ نہ پڑھ سکا کہا دس حدیثین روایت کر وہ نہ کر سکا پھر کہا کہ دس
بیتین شعرون مین سے پڑھ تو نہ پڑھ سکا تو کہا ابن عیینہ نے نہ
قرآن ہے نہ حدیث ہے نہ کوئی شعر ہے پھر کس چیز پر اپنی بیٹی کو تیرے
پاس کھون پھر کہا مین تیرا آنا ضائع اور خوار نہین کرتا پس حکم
دیا اُسکو چار ہزار درہم کا اور بعضی حکیمون نے کہا ہے کہ بیشک
نفع دینے والا علم اور اچھا ادب ایسا خزانہ ہے کہ کوئی لوٹنے
والا اُسکو نہین لوٹ سکتا اور کوئی ضبط کرنیوالا اُسکو ضبط
نہین کر سکتا اور وہ دونون تیری خوبی اور زینت اور تیری دنیا
اور آخرت کے سنبھالنے والے ہین محنت کر اُنکے سیکھنے مین
اور ایک کہنے والا شعر مین کہتا ہے قریب ہے کہ مین لمبے چوڑے شہرون مین سفر کرونگا اور
عالمونکو ڈھونڈونگا یا مسافر ہی مر جاؤنگا سو اگر میرا نفس تلف
ہوگیا تو اُسکی نیکی اللہ کے لیے ہے اور اگر بچ رہا تو قریب ہے لوٹونگا
اور جابر بن عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین

انه قال اربعون حديثا يستظهره الرجل
خير له من اربعين الف درهم يتصدق
به واعطاه الله تعالى بكل حديث مدينة
في الجنة وله بكل حديث نور يوم القيمة +
قال الفقيه رح ولو لم يكن لاهل العلم
فضيلة سوى ان الله تعالى قال قل هل
يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون
لكان عظيما لانه اخبر ان العالم له فضل
كثير على الجاهل وامر بطلب زيادة العلم
لقوله تعالى وقل رب زدني علما ثم مدح
العلماء فقال الله تعالى افمن يعلم انما انزل
اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال الله
تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اوتوا العلم درجات فاخبر ان للعالم فضائل
ودرجات على من هو غير عالم وقال الله
تعالى وعلم ادم الاسماء كلها فلما علمه
الاسماء رفعه فوق الملائكة وامر الملائكة
بالسجود له فضلا لعلمه +

باب الخاتم

قال الفقيه رحمه الله الخاتم في اليمين و

کہ آپنے فرمایا چالیس حدیثین اگر کوئی آدمی زبانی یاد کرلے
تو اُسکے لیے چار ہزار درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے اور اللہ
تعالے اُسکو ہر ایک حدیث کے بدلے ایک شہر جنت مین دیگا اور
ہر ایک حدیث کی عوض قیامت مین اُسکے لیے ایک نور ہوگا
کہا فقیہ رح نے اگر اہل علم کے فضیلت مین کوئی دلیل نہو سوائے
اس آیت کے کہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
یعنی تو کہہ اے محمد کیا برابر ہین عالم اور جاہل تب بہی ایک بہت بڑی دلیل ہے
اُنکی فضیلت مین اسلئے کہ اسمین خبر دی ہے کہ بیشک عالم کو فضیلت ہے جاہل پر
اور حکم دیا ہے علم کی زیادتی طلب کرنیکا اپنے کلام پاک مین
کہ وقل رب زدنی علما یعنی کہہ اے محمد اے رب میرا علم زیادہ
کر اُسکے پہر عالمون کے تعریف مین فرماتا ہے افمن یعلم انما
انزل الیک من ربک الحق کمن ہو اعمی یعنی کیا جو شخص علم رکھتا ہے کہ
جو کچھہ تیری طرف اُتارا گیا ہی تیرے پروردگار کی طرف سے سب سچ
ہے مثل اُس شخص کے ہے کہ وہ اندہا ہے اور حقتعالی فرماتا ہے یرفع اللہ
الذین امنوا منکم درجات یعنی اللہ تعالے جو تم مین سے ایمان لاوینگے اُنکے درجے بلند
کریگا اور جو لوگ عالم ہین اُنکے پس خبر دی ہے حقتعالی نے کہ عالم کی
بہت فضیلتین اور درجے ہین اُس شخص پر جو عالم نہین اور حقتعالی
فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا یعنی اور سکہا دئیے آدم کو سب چیزون
کے نام اُنکے پس جب سکہا دیے اُسکو نام بلند کیا اُسکو فرشتون

والشمال جائز وكل ذلك مباح وجاء الاثر
بهما جميعا ولا يجوز للرجل خاتم الذهب
وكره بعض الناس خاتم الحديد ورخص
بعضهم وقد روى عن نعمان بن بشير انه قال
اتخذت خاتما من ذهب فدخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال مالى ارى
عليك حلية اهل الجنة قبل دخولها فانتزعته
فاتخذت خاتما من حديد فدخلت عليه
فقال مالى ارى عليك حلية اهل النار فانتزعته
فاتخذت خاتما من شبه فدخلت عليه
فقال مالى اجد منك ريح الاصنام قلت
فمما اصنع يا رسول الله قال اتخذه من ورق
ولا تبلغ به مثقالا وتختم به فى يمينك
وروى جابر بن عبد الله ان النبى عليه
الصلوة والسلام كان يتختم بيده اليمنى
ويلبس نعله اليمنى قبل اليسرى ويخلع اليسرى
قبل اليمنى وقال محمد بن سيرين ان النبى
عليه الصلوة والسلام وابا بكر وعمر وعثمان
كانوا يتختمون فى شمائلهم وروى عمرو

اور بائین ہاتہہ مین پہنا جائز ہے اور یہ سب مباح ہی اور دونون
ہاتہونکی روایتین آئی ہین اور مرد کو سونیکی انگوٹھی پہنا جائز نہین
اور بعض نے لوہے کی انگوٹھی پہنا مکروہ رکہا ہے اور بعض لوگون نے
رخصت دی ہے اور نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ
مین نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
تو آپنے فرمایا کیا ہوا مجہے مین تجہپر بہشتیونکا زیور دیکہتا ہون بہشت
مین داخل ہونے سے پہلے پس مین نے اُس انگوٹھی کو نکال ڈالا
اور لوہے کی انگوٹھی پہنی اور مین حضرت کے پاس حاضر ہوا تو آپنے
فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہپر دوزخیونکا زیور دیکہتا ہون پس مین نے
اسکو نکال ڈالا پہر مین نے پوت کی انگوٹھی بنوائی اور آپکے پاس
حاضر ہوا تو آپنے فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہسے مین بُت کی بو پاتا
ہون مین نے عرض کیا پہر یا رسول اللہ مین کیا کرون آپنے
فرمایا چاندی کی بنوا اور اُسکو ایک مثقال یعنی ساڑہے چار ماشے
سے کم رکہہ اور اپنی داہنی ہاتہ مین پہن اور جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم انگوٹھی پہنتے تہے اپنی داہنے
ہاتہ مین اور پہنتے تہے داہنی جوتی بائین سے پہلے اور نکالتے تہے
بائین داہنی سے پہلے اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم
اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اپنے بائین ہاتہہ
مین انگوٹھی پہنتے تہے اور عمرو بن شعیب نے روایت کیے

بن شعيب عن ابيه عن جده قال ابصر النبى
عليه الصلوة والسلام رجلا وفى يده خاتم
من الذهب فامره ان يطرح فطرحه وجعل
فى يده حلقة من حديد فقال اذهب فاطرح
فهذا شر من ذلك وهذا اشبه بحلية اهل
النار فطرحه فجعل فى يده خاتما من ورق
فلم ينهه وروى عن ابى جحيفة عن ابيه قال
راى عمر بن الخطاب رضى الله عنه على يد
رجل خاتما من حديد فجعل يخلعه حتى اخذ
فرمى به وقال عليك بخاتم من ورق وروى
الاعمش قال رايت فى يد ابراهيم النخعى خاتما
من حديد قال ابراهيم اخبرنى من راى
على يد ابن مسعود خاتما من حديد +
قال الفقيه وقد كره بعض الناس اتخاذ
الخاتم واجازه عامة اهل العلم فاما من
كره فقد احتج بما روى فى بعض الاخبار
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن لبس الخاتم الا لذى سلطان وروى
عن بعض التابعين انه قال لا يختم الا ثلثة

اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادا سے کہ آنحضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اُسکی
ہاتھہ مین سونے کی انگوٹھی تھی تو آپ نے اُسکو پھینکنے کا
حکم دیا اُسنے پھینکدی پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین لوہے کی
انگوٹھی پہنی پس حضرت نے فرمایا جا اور اسکو پھینکدے کیونکہ بہت
برا ہے اُس سے اور یہ زیادہ مُشابہ ہے ساتھ پوشش اہل
نار کے پس پھینکدے اُسنے پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین چاندی کی
انگوٹھی پہنی تو آپ نے اُسکو منع نکیا اور ابو جحیفہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ عمر بن خطاب رضہ نے ایک شخص
کے ہاتہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اُسکو نکالنے لگے
یہانتک کہ اُسکو نکالا اور پھینکدیا اور کہا کہ پہن چاندی
کی انگوٹھی اور اعمش روایت کرتے ہین کہ مین نے ابراہیم نخعی کے
ہاتھہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی ابراہیم نے کہا مجھکو اُس
شخص نے خبر دی ہے کہ ابن مسعود رضہ کے ہاتہ مین لوہے کی انگوٹھی
کو دیکھا۔ کہا فقیہ رحمہ نے تحقیق مکروہ رکھا ہے بعض لوگون نے
انگوٹھی پہننا اور عام اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے پس
جس شخص نے مکروہ رکھا ہے تو تحقیق اُسکی حجت وہ ہے جو بعض
حدیثون مین رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے انگوٹھی پہننے
سے منع کیا ہے مگر صاحب حکومت کو اور بعض تابعین
سے مروی ہے کہ کہا انگوٹھی نہین پہنتے مگر تین شخص

امیرا وکاتب او احمق وروی فی الخبر ان
خاتم رسول الله علیه الصلوة والسلام کان فی ید ابی بکر
ثم اخذه عمر وکان فی یده ثم اخذه عثمان حین ولی فکان
فی یده عامة خلافته حتی سقط منه فی
بئر زمزم واما من قال یجوز للسلطان وغیره
فاحتج بان اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وسلم ومن بعدهم کانوا یتختمون فی عهده
ومن بعده ولم یکن لهم امارة وهو ما
روی جعفر بن محمد عن ابیه ان الحسن و
الحسین کانا یتختمان فی یسارهما وکان فی
خواتیمها ذکر الله وروی یعلی بن عبید
عن راشد بن کریب قال رایت ابن الحنفیة
یتختم فی یساره وعن یونس ابن اسحق
قال رأیت قیس بن ابی حازم وعبد الرحمن
بن الاسود والشعبی وغیرهم یتختمون
فی یسارهم فهؤلاء لم یکن لهم سلطان
ولان السلطان یلبس للزینة او الحاجة
الی الختم وهو وغیره فی الحاجة والزینة
سواء فلما جاز للسلطان جاز لغیره وبه ناخذ

سردار یا لکھنے والا یا احمق اور حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق
انگوٹھی رسول اللہ صلعم کی ابوبکر رض کے ہاتہ مین رہی پہر اسکو
عمر رض نے لیا اور اُنکے ہاتہ مین ہی پہر اسکو عثمان رض نے لیا جب خلیفہ
ہوے اور اُنکے ہاتہ مین اکثر ایام اُنکے خلافت تک رہی یہانتک کہ
اُنسے چاہ زمزم مین گر پڑی اور جسنے کہا ہے کہ بادشاہ اور سبکو
جائز ہے تو یہ حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب اور جو اُنکے
پیچھے ہوے اُنکے وقت مین اور بعد آپکے پیچھے انگوٹھی پہنتے تھے
اور وہ کہین کے سردار بھی نہ تھے اور وہ روایت ہے کہ جعفر بن محمد
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ تحقیق حسن اور حسین رض
دونون اپنے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور تھا اُن دونون
کی انگوٹھیون مین ذکر اللہ کا اور یعلی بن عبید نے راشد بن
کریب سے روایت کی ہے کہ کہا ابن کریب نے کہ مین نے محمد بن حنفیہ رض
کو اُنکے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنے دیکھا اور یونس ابن اسحق
سے روایت ہے کہ مین نے قیس ابن ابی حازم اور عبد الرحمن ابن اسود
اور شعبی کو اور سوا اُنکے اپنے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنے
دیکھا تو ان لوگون کو تو کوئی حکومت نہتی اور اسلیے کہ
تحقیق بادشاہ پہنتا ہے آسائش کے لیے یا مہر کرنیکی حاجت
سے اور وہ اور اور حاجت اور زینت مین برابر ہین
پس جب بادشاہ کو جائز ہوا اور کو بھی جائز ہوا اور اسیکو ہم

باب نقش الخاتم والكتابة عليه

روى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا تستضيئوا بنيران المشركين ولا تنقشوا في خواتيمكم عربيا فسئل الحسن عن تفسير ذلك فقال معناه انه لا تشاوروا اهل الشرك في اموركم ولا تكتبوا في خواتيمكم محمد رسول الله وروى ثمامة عن انس بن مالك قال كان نقش خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة اسطر سطر منها محمد وسطر منها رسول وسطر منها الله وكان نقش خاتم ابي بكر نعم القادر الله وكان نقش خاتم عمر كفى بالموت واعظا يا عمر وروى وكان نقش خاتم عثمان لتصبرن او لتندمن وكان نقش خاتم علي بن ابيطالب كرم الله وجهه الملك لله قال الفقيه رحمه الله ولو كان خاتم في فصه تماثيل لا يكره وليس كالتماثيل في الثياب وفي البيوت لان التماثيل في فص الخاتم صغيرة تقصر العين

باب انگوٹھی کہدوانے اور اسپر کچہہ لکہوانے مین

انس بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا مشرکون کی آگ سے مت سُلگاؤ اور اپنی انگوٹھیون مین عربی مت کہدواؤ پس حسن بصری سے اسکی تفسیر پوچھی گئی تو اُنہون نے کہا کہ اِسکے معنی یہ ہین کہ مشرکون سے اپنے کامون مین مشورہ مت کرو اور اپنی انگوٹھیون مین محمد رسول اللہ مت کہدواؤ اور ثمامہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ اُسنے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی کے نقش کی تین سطرین تہین اُنمین سے ایک سطر مین محمد اور ایک سطر مین رسول اور ایک سطر مین اللہ اور ابوبکر کی انگوٹھی کا نقش تہا (نعم القادر اللہ) یعنی اللہ اچہا قادر ہے) اور حضرت عمر کی انگوٹھی کا یہ نقش تہا کفی بالموت واعظا یا عمر یعنی موت نصیحت دینی والی کافی ہے ای عمر) اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کی انگوٹھی پر یہ منقوش تہا (لتصبرن او لتندمن) یعنے صبر کر ورنہ ندامت اُٹھائیگا۔ اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے انگوٹھی پر یہ نقش تہا (الملک للہ یعنی ملک اللہ کا ہے) کہا فقیہ نے اور اگر ہووے انگوٹھی کے نگینہ مین تصویر تو مکروہ نہین مثل کپڑے کی تصویر اور گہر کی تصویر کے اسلیئے کہ انگوٹھی کے نگینہ کی

عنه فلا تبين وانما يكره التماثيل في
الثياب اذا كان ظاهرا في عين الناظر
وصار هذا كالعلم في الثياب انه يجوز
وان كان حريرا وابريشم فانه قليل فكذلك
التماثيل في الخاتم وروي عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان على خاتمه ذبابان
وعن ابي موسى الاشعري انه كان على
فص خاتمه كوكبان وروي عن حذيفة
هكذا وروي عن انس بن مالك انه كان
على خاتم ذي القرنين اسد بين رجلين
او رجل بين اسدين ولو كان على فصه اسم
الله تبارك وتعالى او اسم نبي من الانبياء فانه يستحب له اذا دخل
الخلاء ان يجعل الفص في كمه واذا اراد ان يستنجي يستحب له ان
يجعله في يمينه لانه لو استنجى مع ذلك
يكون فيه استخفاف وترك التعظيم والله اعلم

باب الرسالة

قال الفقيه رحمه الله اذا
كتب الرجل الرسالة ينبغي له ان يختم لانه ابعد
من الريبة وعلى هذا جرى الرسم وجاء به الاثر
وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال

پس وہ اچھی طرح معلوم نہین ہوا کرتی اور کپڑے کی تصویر یہی کہ وہ ہے
جب خوب معلوم ہوتی ہو دیکھنے والیکو تو ہوگئی یہ جیسے کپڑے مین
نقش ونگار اور وہ جائز ہے اگرچہ حریر اور ریشم سے ہو
پس تحقیق وہ تہوڑی ہے تو ایسے ہی تصویر انگوٹھی مین اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق انکی انگوٹھی پر
دو مکھیان تہین اور ابوموسی اشعری سے مروی ہے کہ تحقیق
انکی انگوٹھی پر دو ستارے تہے اور ایسی ہی حذیفہ سے مروی
ہے اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق ذی القرنین
کی انگوٹھی پر ایک شیر کی دو آدمیون کے درمیان تصویر تہی یا آدمی
کی تصویر دو شیرون کے درمیان مین اور اگر ہو کسیکی انگوٹھی پر
اللہ تعالی کا یا کسی نبی کا نام تو بہتر ہے اُسکو جب پاخانہ
مین جاوے تو انگوٹھی کو اپنی آستین مین کرلے اور جب
استنجا کرنے لگے تو داہنے ہاتھ مین ڈال لے تاکہ حقارت اور
بے ادبی نہ ہو - اور اللہ خوب جانتا ہے + +

باب خط لکھنے کے بیان مین +

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب آدمی کسیکو خط لکھے تو لائق
ہے کہ اُسپر مُہر کردے اسلیے کہ یہ شک سے
بہت دُور ہے اور ایسی ہی رسم جاری ہے اور روایت بہی
اسمین آئی ہے ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہون نے کہا

كرامة الكتابة ختمه وروى عن عمر بن الخطاب
رضى الله عنه انه قال ايما كتاب لم يكن مختوما
فهو اغلف وروى عنه ايضا انه قال ايما
صحيفه ليست بمختومة فهى مغلوفة وقال
الفقيه رحمه الله وكان الرسم فى كتاب
المتقدمين ان الكاتب يبدأ بنفسه من
فلان الى فلان وبذلك جاءت الآثار
وروى عن عمر انه كان اذا كتب الى خليفة
من خلفائه يبدأ بنفسه وكان يكتب الى
خلفائه او عماله ان ابدؤا بانفسكم وروى
وكيع عن ابى داود عن عبد الله بن محمد
بن سيرين انه كان اذا اراد سفرا فقال
له ابوه محمد بن سيرين اذا كتبت الى فابدأ
بنفسك فانك ان بدأت بى لم اقراء لك
كتابا وعن ربيع بن انس بن مالك قال
ما كان احد اعظم حرمة من النبى عليه
الصلوة والسلام فكان اصحابه اذا كتبوا
اليه كتابا بدؤا بانفسهم وقال ابن سيرين
ان النبى عليه الصلوة والسلام قال

خوبی خط کی مُہر کرنا ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا جس خط پر مہر نہین وہ اغلف ہے
یعنی بے ختنہ کیا ہوا اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنہون
نے کہا جس خط پر مہر نہین وہ ایسا ہے جیسے بے ختنہ کیا
اور کہا فقیہ رحمہ نے اور تھی رسم پہلون کے خطون مین یہ
تحقیق لکھنے والا اپنے نام سے شروع کرے فلان شخص
کی جانب سے فلان شخص کی طرف اسیطور روایتین آئی ہین
اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے نائبون مین
سے کسی نائب کو خط لکھتے تھے تو اپنے نام سے شروع کرتے
تھے اور لکھتے تھے اپنے غلامون کو اور عاملون کو کہ اپنے نام
سے شروع کرو اور روایت کیے وکیع نے ابو داؤد سے اُنہون نے عبد اللہ بن محمد
بن سیرین سے کہ جب وُہ سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اُنکا باپ
محمد بن سیرین اُنسے کہدیتا تہا کہ جسوقت تو میری طرف خط
لکھے اپنے نام سے شروع کر پس اگر تو نے میرے نام سے شروع
کیا تو مین اُسکو نہ پڑھونگا اور ربیع بن انس بن مالک سے
مروی ہے کہ اُنہون نے کہا نہین کوئی عظمت مین بڑا نبی صلعم سے
پس جب لکھتے تھے اصحاب آپکے اُنکی طرف کوئی خط تو اپنے
نام سے شروع کرتے تھے اور کہا ابن سیرین نے کہ تحقیق
فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق

ان اهل الفارس اذا كتبوا الى عظمائهم
بدؤا بعظمائهم فلا يبدؤن الرجل الا
بنفسه قال الفقيه رحمه الله ولو انه بدأ
بالمكتوب اليه جاز لان الامة قد اجتمعت
عليه وقال النبى عليه الصلوة والسلام
لا يجتمع امتى على الضلالة فلما اتفقت
الامة على ذلك ثبت انهم فعلوا ذلك
لمصلحة رأوا فى ذلك او نسخ ما كان من
قبل وقد وجدنا ان الاية قد تنسخ اذا
اجتمعت الامة على تركها وهو قوله تعالے
وان فاتكم شئ من ازواجكم الاية ولما
كان الاية من كتاب الله تعالى تنسخ باجماع
الامة اذا اجمعوا على تركها فاخبار الاحاد
اولى ان يترك بالاجماع وقد روى عن
الحسن انه كان لا يرى باسا بان يبدأ
بالذى يكتب اليه وقال الفقيه رحمه الله
فالحسن فى زماننا هذا ان يبدأ بالمكتوب اليه
ثم بنفسه لان البداية بنفسه يعد منه استخفافا
للمكتوب اليه وتكبرا عليه الا ان يكتب الى عبد

اہل فارس جب کسی اپنے امیر کو خط لکھتے تھے شروع کرتے تھے اپنے امیرن
کے نام سے پس شروع کرتے آدمی مگر اپنی نام سی کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اور اگر کوئی شروع کرے
مکتوب الیہ کے نام سے تو جائز ہے اسلیے کہ تحقیق امت
نے اسپر اتفاق کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نکریگی پس جب
اتفاق کیا امت نے اسپر تو ثابت ہوا یہ کہ انہون نے
کسی مصلحت سے جو انہون نے اسمین دیکھی ہے جائز کیا یا
منسوخ ہوگیا جو پہلے تھا اور تحقیق ہمنے پایا بیشک آیت
کبھی منسوخ ہوجاتی ہے جسوقت امت کا اتفاق ہوا اسکے
چھوڑنے پر اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے (اور اگر فوت ہو
تمسے کوئی شئی تمہاری بیبیون مسے) آخر آیت تک اور جب
کتاب اللہ کی آیت منسوخ ہوتی ہے اجماع امت سے
جب اتفاق کیا اسکے ترک کرنے پر تو احاد حدیثین بوجہ
اولی ترک ہونی چاہئین اجماع سے اور تحقیق حسن بصری
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ کچھہ ڈر نہ دیکھتے تھے شروع کرنے
مین مکتوب الیہ کے نام سے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس
بہتر ہمارے زمانہ مین یہ ہے کہ شروع کرین مکتوب الیہ کے
نام سے پھر اپنا نام لکھین اسلیے کہ اپنے نام سے شروع کرنا
مکتوب الیہ کی حقارت ہے مگر جب اپنے کسی نوکر یا غلام کے نام لکھے

من عبيده او غلام من غلمانه فيبدأ بنفسه
واذا ورد على انسان كتابة بالتحية او
نحوها ينبغي ان يرد بالجواب لان الكتابة
من الغائب كالسلام من الحاضر وروي
عن ابن عباس رضي الله عنه انه كان يرى
جواب الكتاب واجبا كما يرى رد السلام

باب ما جاء في المزاح

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالمزاح بعد ان لا نتكلم
بكلام يأثم فيه او لا يقصد به ان يضحك
القوم فان ذلك مذموم وروي عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
لا امزح ولا اقول الا حقا وروي عن انس
بن مالك ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يخالطنا فيقول لاخ لي يا ابا عمير ما فعل
بك النغير وروي ان عجوزا قالت يا رسول
الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال لها
النبي عليه الصلوة والسلام ان الجنة
لا يدخلها العجوز فجعلت تبكي فقالت
عائشة يا رسول الله انك لاحزنتها

تو اپنے نام سے شروع کرے اور اگر کسیکا کسی کے خط مین سلام
لکھا ہو یا مثل سلام کے اور کلمہ تو لایق ہے کہ جواب دے اسلئے کہ
غائب کی طرف سے لکھنا مثل حاضر کے سلام کے ہے اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جواب خط کا
واجب جانتے تھے مثل جواب سلام کے + **باب جو**
کچھہ خوشطبعی کے باب مین وارد ہوا
ہے اُسکے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کچھہ ڈر نہین خوشطبعی کرنے مین ایسی بات نہ کہے کہ اُسمین
گنہگار رہو یا ایسی بات کا ارادہ نکرے کہ اُسمین لوگ ہنسین
پس تحقیق یہ بُرا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ خوشطبعی تو کرتا ہون لیکن نہین کہتا ہون مگر سچ
بات اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ
الصلوۃ والسلام ہمسے اختلاط کرتے تھے تو میرے ایک بھائی
سے فرمایا ای ابو عمیر کیا کیا تو نے نغیر اور مروی ہے کہ ایک
بوڑھیا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ
مجھکو جنت مین داخل کرے تو اُس بُڑھیا سے آپنے
فرمایا کہ تحقیق بُڑھیا جنت مین داخل نہین ہونگی +
وہ بُڑھیا رونے لگی پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
یا رسول اللہ تحقیق آپنے اُسکو غم مین ڈالا تو آپنے بُڑھا

فقرأ رسول الله عليه الصلوة والسلام انا
انشأناهن الآية فسرت بذلك عنها في
رواية قال عليه الصلوة والسلام بعثن
شابا ثم قرأ هذه الآية وروى حماد بن سلمة
عن ابي جعفر الخطمي ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال لرجل يكنى ابا عمرة يا ام عمرة
فقال فلمس الرجل فرجه فقال يا رسول الله
ماكنت ارى اني امرأة فقال النبي عليه
الصلوة والسلام انما انا بشر مثلكم امازحكم
فقال الفقيه رضي الله عنه لا تكثر المزاح و
فان فيه ذهاب المهابة ولانه يذهب الصلحاء
يجترئ عليك السفهاء وتلتسب الى الخفة ولا
تمازح من لم تكن بينك وبينه مخالطة و
لم تعرف اخلاقه ولا بأس بان تمازح مع
اقربائك وجلسائك في غير مأثم ولا افراط
فيه فان خير الامور اوسطها ولان ذلك
احرى بان لا تنسب الرجل الى الثقل ولا
الى الخفة **باب الفوائد** روى وكيع
عن ثور عن محفوظ بن علقمة ان النبي عليه

انا انشأناهن انشاءً یعنے ہم نے اُن عورتونکو اُٹھایا ایک
اٹھان پر پس خوش ہوئی وہ بڑھیا اس بات سے
اور ایک روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ اُٹھائی جاوینگی جوان
پھر یہ آیت پڑھی اور حماد بن سلمہ جعفر خطمی سے روایت کرتے ہین کہ
تحقیق نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا ایک آدمی سے کہ اُسکی کنیت
ابوعمرہ تھی اے ام عمرہ پس کہا آدمی نے کہ چھوئی اُس
آدمی نے اپنی شرمگاہ پس عرض کیا یا رسول اللہ مین
اپنے اپکو عورت نہین دیکھتا ہون فرمایا نبی علیہ الصلوة
والسلام نے کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون تمسے خوشطبعی
کرتا ہون کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بہت خوشطبعی نکر پس تحقیق اسمین
ہیبت جاتی ہے اور اسلیے کہ تجھکو نیک آدمی برا کہین گے
اور بیوقوف تجھپر جرأت کرینگے اور ہلکاپن کی طرف نسبت دینگے
اور اُس شخص سے خوشطبعی نکر کہ اُسکے اور تیرے درمیان اختلاط
نہو اور تو اُسکی عادت نہین جانتا خوشطبعی کرنے مین کچھ ڈر نہین
اپنے رشتہ دارون اور ہمصحبتون کے ساتھ جسمین گناہ کی بات
نہو اور زیادتی نہو پس تحقیق سب کامون مین میانہ روی بہتر ہے
اور اسلیے کہ تحقیق یہ لایق تر ہے کہ آدمی گرانی اور ہلکاپن کے
طرف نسبت کیا جاوے **باب بہت سے فائدون مین**
روایت کیا وکیع نے ثور سے اُسنے محفوظ بن علقمہ سے کہ تحقیق

الصلوة والسلام رای رجلا فی الشمس فقال
له تحول الی الظل فانه مبارك وعن ابی هريرة
رضی الله عنه قال حرف الظل مجلس الشيطان
يعنی بين الظل و بين الشمس وروی ابو الزبير
عن جابر بن عبد الله عن النبی عليه الصلوة
والسلام قال اذا كتبتم الكتاب فتربوه فانه
اسرع للحاجة وانجح للطلب والبركة فی التراب
وروی نافع عن ابن عمر عن النبی عليه الصلوة
والسلام كان اذا اراد ان يذكر الحاجة ربط
فی يده خيطا وعن الحسن قال اهدی لعلی
بن ابی طالب كرم الله وجهه يوم النيروز
هدية فقال ما هذا فقيل له هذا يوم
يقال له النيروز فقال علی ليكن كل يوم
نيروز. وروی ابن ابی نجيح عن مجاهد ان
النبی عليه الصلوة والسلام ذكر رجلا فسال
عنه فقال رجل انا اعرف وجهه ولا اعرف
اسمه فقال النبی عليه الصلوة والسلام
ايش تلك المعرفة يعنی ما لم يعرف اسمه
لا يكون معرفة وروی عن النبی عليه الصلوة

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو دہوپ مین دیکہا تو
فرمایا کہ سایہ کیطرف پہر آ پس تحقیق وہ اچہا ہے اور ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سایہ کا کنارہ شیطان
کی نشست ہے یعنی درمیان دہوپ اور سایہ کے اور ابو الزبیر
جابر بن عبد اللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب تم کوئی خط لکہو تو اُسکو خشک مٹی پر مارو
پس تحقیق اُسمین حاجت روائی جلد ہوتی ہے اور مطلب
جلد نکلتا ہے اور برکت مٹی مین ہے اور نافع بواسطہ ابن عمر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت آپ چاہتے کہ کام تمکو
پر یاد آجاے تو اپنے ہاتہہ مین تاگا باندہ لیتے اور حسن سے روایت ہے
کہ اُنہون نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے طرف نوروز کے دن
کسینے تحفہ بہیجا تو اُنہون نے فرمایا یہ کیا ہے تو لوگون نے کہا کہ آج
نوروز کا دن ہے تو کہا حضرت علی رضی نے چاہیے کہ ہر دن
نوروز ہو اور ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کا ذکر کیا پہر اُسکا حال پوچہا
تو ایک شخص نے کہا کہ مین اُسکی صورت پہچانتا ہون نام نہین
جانتا تو آپ نے فرمایا یہ کون پہچان ہے یعنی جب تک اُسکا
نام نجانے تو پوری پہچان نہین ہوتی + اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے مروی ہے ....

والسلام انه قال اغلقوا الباب واوكوا السقاء
واطفؤا السراج فان الفويسقة تضرم على
اهل البيت بيتهم يعني الفارة تمد الفتيلة
وروى نافع عن ابن عمر ان النبي عليه الصلوٰة
والسلام كان اذا خرج الى العيد خرج
ماشيا واذا انقلب انقلب فى غير ذلك الطريق
وركب وكان يقدم الاكل فى الفطر ويؤخره
فى الاضحى وعن عطاء قال كان النبي عليه
الصلوٰة والسلام يقول اطلبوا الخير عند
حسان الوجوه وحسان الصوت وروى
عن يحيى بن كثير قال كان النبي عليه الصلوٰة
والسلام يكتب الى عماله ان لا يردوا الا رجلا
حسن الوجه وحسن الجسم وحسن الصوت
وحسن الخلق ويروى حسن الاسم وعن النبي
عليه الصلوٰة والسلام ما بعث الله رسولا
الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وروى عن ابن ابى مليكة ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال اذا نهيت المسكين ثلثا
فلم ينته فلا بأس بان تزجره وروى عن عمر

کہ دروازہ بند کرو اور برتنونکو ڈہک دو اور چراغ کو بجہا دو پس تحقیق فویسقہ
گہر والونکا گہر جلادیتا ہے یعنی چوہا بتی کہینچ لیجاتا ہے اور نافع
ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب
عید کو نکلتے تہے تو پیادہ نکلتے تہے اور جب لوٹتے تہے تو
اور رستے سے سوار ہوکر لوٹتے تہے اور عید الفطر کو کہانا پہلے
کہا لیتے تہے اور عید الضحےٰ مین بعد کو کہاتے تہے اور
عطا سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تہے کہ بہتری سمجہو... اچہی شکلون اور اچہی آوازون
کے دیکہنے اور سُننے کے وقت اور یحیی ابن کثیر سے
مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے عاملون کو لکہا
کرتے تہے کہ میری طرف مت بہیجو بہیجو مگر اچہی صورت
والے اور اچہے جسم والے اور اچہے آواز والے اور اچہی
عادت والے آدمی اور ایک روایت مین حسن الاسم آیا ہے یعنی
اچہے نام والا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ اللہ
تعالےٰ نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر خوبصورت اچہا نام
اور خوش آواز ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ تحقیق
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے مسکین کو
تین بار منع کیا اور نمانا تو اُسکی جہڑکی مین کچہہ
ڈر نہین اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ رای مصحفا صغیرا
فی ید رجل فقال من کتبہ فقال انا فضربہ
بالدرۃ فقال عظموا القرآن وعن ابراہیم
النخعی قال یکرہ ان یکتب المصحف فی الشئ الصغیر
وعن عمر بن قتادۃ قال بت لیلۃ فی المسجد
ولیس معی شئ فاستیقظت فاذا فی ثوبی صرۃ
فیہا اربعون درہما اونحوہا فاتیت عطاء
فاستفتیتہ قال ان الذی صرہا فی ثوبک لم
یصرہا الا وہو یرید ان یجعلہا لک فان کانت
لک الیہا حاجۃ فاقض بہا حاجتک وان
کنت عنہا غنیا فاعطہا محتاجا وعن ابن سیرین
قال کنا مع ابی قتادۃ علی سطح فانقض نجم
فاتبعناہ ابصارنا فنہانا وقال لا تتبعوا
ابصارکم فانا کنا نہینا عن ذلک وعن وکیع
عن ابن ذر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی بالباکورۃ وضع علی عینیہ وعلی
فیہ وقال اللہم ارزقنا آخرہ کما رزقتنا
اولہ وعن الحسن ان النبی علیہ الصلوۃ و
السلام قال اذا سل احدکم سیفا فلا یناولہ

کہ تحقیق اُنہون نے دیکھا ایک چھوٹا قرآن ایک شخص کے ہاتھ
مین تو فرمایا یہ کسنے لکھا ہے تو اُسنے کہا مین نے پس اُسکو
دُرہ سے مارا پھر فرمایا کہ قرآن کو بڑا رکھو اور ابراہیم نخعی سے مروی
ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مکروہ ہے کہ قرآن چھوٹی چیز مین لکھا جائے
اور عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ ایک رات مین
مسجد مین سویا اور میرے پاس کچھ نتھا جب مین جاگا تو یکایک
میرے کپڑے مین ایک تھیلی تھی اُسمین چالیس درہم تھے یا اُسکے
قریب پس مین عطا کے پاس آیا اُس سے مینے فتوی طلب
کیا جواب دیا تحقیق جس شخص نے ڈالی ہین تیرے کپڑے مین
نہین ڈالے مگر تجھے دینے کو .... سو اگر تجھکو
اُسکی کچھ حاجت ہے تو اپنی حاجت پوری کر لے اور اگر تو اُسکی
پروا نہین رکھتا ہو محتاجون کو دیدے اور ابن سیرین سے روایت
ہے کہ کہا ہم ابن قتادہ کے ساتھ ایک چھت پر تھے کہ ایکبار ایک تارا
ٹوٹا ہم نے اپنی آنکھین اُسکے پیچھے لگائین یعنی دیکھنے لگے تو ہمکو منع
کیا اور کہا اپنی آنکھین مت لگاؤ پس تحقیق ہم منع کئے گئے
ہین اس سے اور وکیع ابن ذر سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب نیا میوہ آتا تھا تو اپنی آنکھون اور منہ پر رکھتے
تھے یعنی چومتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ نصیب کر ہمکو آخر اُسکا
جیسے نصیب کیا تو نے اول اُسکا یعنی اول فصل سے آخر فصل تک اُسکو

جحه. تعمده فرای قومًا یفعلون فقال
الا انه عن هذا من فعل هذا فعلیه لعنة الله
وعن الزهری ان النبی علیه الصلوة والسلام
نهی عن ذبائح الجن وذبائح الجن ان تذبح
فی الدار الجدیدة للطیرة والعین تستخرج
وقد روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه نهی ان یقال مسیجد ومصیحف ای بالتصغیر
وعن الشعبی عن ابی جحیفة عن علی رضی الله
عنه قال سمعت النبی علیه الصلوة والسلام
قال اذا کان یوم القیمة نادی منادی
من وراء الحجاب غضوا ابصارکم عن فاطمة
بنت محمد علیه الصلوة والسلام حتی تمر
علی الصراط الی الجنة +

باب المرأة اذا کان لها زوجان

قال الفقیه رح اختلف
الناس فی المرأة التی یکون لها زوجان
فی الدنیا لایهما تکون فی الآخرة قال
بعضهم یکون لآخرهما وقال بعضهم بانها
تخیر مختارا بهما شاءت وقد جاء فی الآثار
ما یؤید قول کلا الفریقین اما من قال هی

اُسکو نچہوڑکر پس حضرت نے ایک قوم کو ایسا کرتے دیکہا تو آپنے فرمایا
مین نے تمکو بعض سے منع کیا تہا پس جس شخص نے ایسا کیا تو اُسپر اسکی لعنت
ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
ذبائح جن سے منع کیا ہے ذبائح جن یہ ہے کہ نئے گہر مین واسطے
اور نظر بد کے لیے ذبح کیا جاتا تاکہ نحوست نکل جاوے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا مسجد کو
مُسَیجد اور مصحف کو مُصَیحف کہنے سے ۔ یعنی ساتہ تصغیر کے
اور شعبی بواسطہ ابو جحیفہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے
ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپنے فرمایا جب
قیامت کا دِن ہوگا تو پکارنے والا ایک پردہ کی آڑ سے
پکاریگا کہ اپنی آنکہین بند کرلو فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے
یہانتک کہ گذر جاوین پُل صراط سے جنت کی طرف

باب اُس عورت کے بیان مین کہ جسکے دو خاوند ہون قیامت مین وہ کِسکو ملیگی

کہا فقیہ رح نے لوگون نے اختلاف کیا اُس عورت کے باب مین کہ جسکے دو خاوند
ہون دنیا مین کہ قیامت کے دِن کسکو ملیگی بعض نے کہا پچہلے
کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کرلیگی اور ہر دو فریق کے قول کو
حدیثین تائید کرتے ہین پس جسنے کہا کہ وہ

لآخرهما فقد ذهب الی ما روی عن معاوية
بن سفيان انه خطب ام الدرداء فابت و
قالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن رسول
الله صلی الله عليه وسلم انه قال المرأة لآخر زوجها
فی الآخرة وقال لی ان اردت ان تکونی زوجتی
فی الآخرة فلا تزوجی بعدی وآما من قال
انها تخير فقد ذهب الی ما روی عن ام
حبيبة زوجة النبی عليه الصلوة والسلام
انها سألت النبی عليه الصلوة والسلام فقالت
يا رسول الله المرأة منا ما يكون لها زوجان
لايهما يكون فی الآخرة فقال النبی عليه
الصلوة والسلام تخير فتختار احسنهما خلقا
منهما ثم قال رسول الله صلی الله عليه وسلم
قد ذهب حسن الخلق بالدنيا والآخرة +

باب القول فی اطفال المشركين

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فی اطفال
المشركين اذا ماتوا فی صغرهم قال بعضهم
هم فی الجنة وقال بعضهم هم فی النار
وقال بعضهم هم خدام اهل الجنة وقال

پچھلے کو ملیگی پس تحقیق وہ گیا ہے اُسطرف کہ معاویہ بن سفیان
سے مروی ہے کہ تحقیق اُنہون نے ام درداء کے پاس نکاح کا پیغام
بھیجا تو اسنے انکار کیا اور یہ کہا کہ مین نے ابو درداء سے سُنا ہے کہ
وہ پیغمبر صلعم سے حدیث ذکر کرتے تھے کہ آپنے فرمایا ہے کہ عورت
قیامت مین پچھلے خاوند کو ملیگی اور مجھسے ابو درداء نے کہا ہے کہ
اگر تو قیامت مین میری بی بی ہونا چاہے تو نکاح مت کیجیو اور
جسنے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا تو وہ اس روایت کی طرف
گیا ہے کہ ام حبیبہ زوجۂ نبی صلعم سے مروی ہے کہ اُنہون نے نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتون
مین سے وہ ہے کہ اُسکے دو خاوند ہوتے ہین تو قیامت مین کس
کو ملیگی تو آپنے فرمایا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا پس اختیار
کریگی اُن دونون مین سے جسکے اچھے خُلق ہونگے پھر فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے خُلق والا دنیا اور آخرت
مین اچھا رہا +

باب ہے مُشرکون کے بال بچون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگون نے کلام کیا ہے مُشرکون کے بال بچون مین
کہ چھوٹے عمر مین مرجاتے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ جنت
مین ہونگے اور بعض نے کہا کہ وہ دوزخ مین ہونگے اور
بعض کہتے ہین کہ وہ بہشتیون کے غلام ہونگے اور بعض

بعضهم بخلاف هذا وقد جاءت في هذا آثار
مختلفة اما من قال انهم في الجنة فقد ذهب
الى ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه
يهودانه وينصرانه ويمجسانه واما من قال
انهم في النار فقد ذهب الى ما روى في
الخبرات خديجة سألت رسول الله صلى الله
عليه وسلم من اولادها الذين ماتوا في
الجاهلية عن زوج كان لها قبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال النبي عليه الصلوة
والسلام ان شئت اسمعك تغاءهم في
النار ولان الله تعالى قال ولا يلدوا الا فاجرا
كفارا فاخبرهم انهم حين ولدوا كانوا
كفارا وروى عن عائشة رضي الله عنها انها
قالت مررت بجنازة صبي طفل فقلت له
طوبى عصفور من عصافير الجنة فقال النبي
عليه الصلوة والسلام ما تدرين لو كبر ما
ذا يكون منه واما من قال هم خدام اهل
الجنة فاحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة

بعض نے خلاف اسکے کہتے ہین اور بیشک اسمین روایتین
مختلف آئی ہین پس جسنے کہا کہ وہ جنت مین ہونگے تو وہ گیا ہے
طرف اسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اوپر اصل اسلام کے پھر اسکو ماباپ اسکے
یہودی کر لیتے ہین یا نصرانی کر لیتے ہین یا مجوسی کر لیتے ہین اور جو کہتا ہے
کہ وہ دوزخ مین ہونگے تو وہ اسطرف گیا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ
تحقیق حضرت خدیجہ رض نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اپنی اولاد کا حال پوچھا
کہ جاہلیت مین پہلے خاوند سے پیدا ہو کر مرگئی تھی پہلے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے اگر تو چاہے تو مین تجھکو انکی آواز
دوزخ مین سنا دون اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (اور نہ جنینگے مگر بدکار
کافر) پس خبر دی انکو تحقیق وہ جب پیدا ہونگے
کافر ہونگے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے
کہا کہ مین ایک چھوٹے لڑکے کے جنازہ پر گذری تو مینے اسکو کہا
خوشخبری ہو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیون مین سے تو فرمایا نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے تو کیا جانتی ہے کہ یہ بڑا ہوتا
تو کیا کام اس سے ہوتا اور جو کہتا ہے کہ وہ
بہشتیون کے غلام ہونگے تو اسکی حجت وہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام انه قال اتدرون من اللاهون
من امتی قالوا الله ورسوله اعلم قال هم
اطفال المشرکین لم یذنبوا فیعذبوا ولم
یعملوا حسنة فیثابوا ولکنهم خدام اهل
الجنة وقال الفقیه رحمه الله فلما جاءت
الاخبار مختلفة فالسکوت عنهم افضل
ونقول الله تعالی اعلم بامرهم وروی
عن ابیحنیفة رحمه الله انه سئل عن اطفال
المشرکین فقال لا علم لی بهم وسئل محمد
بن الحسن عن اطفال المشرکین فقال انی
اقف عن اطفال المشرکین لانی اعلم ان الله
تعالی لا یعذب احدا الا بذنب

باب الانبیاء

قال الفقیه رحمه الله کانت
الانبیاء علیهم السلام مائة الف واربعة
وعشرون الفا ثلثمائة وثلثه عشر منهم
مرسل وغیرهم لم یکونوا مرسلین هکذا روی
ابوذر الغفاری عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال لاصحابه یوم بدر انتم علی
عدد المرسلین وعلی عدد اصحاب الطالوت

والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کیا جانتے ہو تم کون ہین کھیلنے والے
میری اُمت سے بولے اللہ اور رسول اُسکا خوب جاننے والا ہے کہا وہ
مشرکون کے بچے ہین کہ کچہہ گناہ نہین کیا جو عذاب ہو اور کوئی
نیکی نہین کی کہ ثواب پاوین لیکن وہ بہشتیون کے
غلام ہونگے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس جب
حدیثین مختلف آئی ہین تو چپ رہنا اُون کے بارہ مین بہتر ہے
اور ہم یہ کہین کہ اللہ تعالے اُنکے حال کو خوب جاننے والا ہے
اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اُنسے کسی نے مشرکون کے
بچون کا حال پوچھا تو اُنہون نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا اور ایسا ہی محمد
بن حسن سے کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ
مین توقف کرتا ہون بچون کے باب مین لیکن مین جانتا ہون کہ اللہ
تعالے کسیکو بے گناہ عذاب نہ کریگا

باب ہے پیغمبرون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
انبیاء علیہم السلام ایک لاکھہ چوبیس
ہزار ہوئے ہین تین سو تیرہ اُن مین سے
مرسل ہین اور سوا اُنکے مرسل نہین ہین ایسے ہی روایت کیا ہے
ابوذر غفاری نے نبی علیہ الصلوۃ و
والسلام سے کہ آپنے جنگ بدر کے دن صحابہ سے فرمایا تم ہو
اور مرسلون کی شمار اور اصحاب طالوت کی شمار

حين جاوزوا النهر يعني ثلثمائة وثلثة عشر رجلا ومن لم يكن من الانبياء مرسلا كان بعضهم يوحى اليه في المنام وكان بعضهم يسمع الصوت من غير ان يرى شخصا فاول المرسلين كان آدم صلوات الله عليه كان رسولا الى ولده وخلقه الله تبارك وتعالى من تراب وخلق زوجته حوا من ضلعه اليسرى وقد ولدت منه حوا اربعين ولدا في عشرين بطنا من ذكر وانثى وتوالدوا حتى كثروا كما قال الله تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء وكانت كنية آدم ابا محمد في الجنة لان اكرم ولده محمد عليه الصلوة والسلام فكان يكنى به وكنيته في الارض ابو البشر وانزل عليه تحريم الميتة والدم ولحم الخنزير وعاش تسعمائة وثلثين سنة هكذا ذكره اهل التورىة وروى عن وهب بن منبه انه قال عاش آدم

جب وہ نہر سے گذرے تہے برابر ہے یعنی تین سو تیرہ آدمی اور جو نبی کہ مرسل نہین تہے بعض کے پاس اُنمین سے سوتے مین وحی آتی تہی اور بعض اُنمین سے آواز سنتے تہے بے کسی شخص کے دیکہے پس سب سے پہلے مرسل حضرت آدم علیہ السلام ہین کہ تہے رسول اپنی اولاد کی طرف اور پیدا کیا اُنکو اللہ تعالےٰ نے مٹی سے اور پیدا کیا اُنکی بی بی حوا کو بائین پسلی اُنکے سے اور تحقیق جنی اُنسے حوا چالیس اولاد مرد اور عورت بیس حمل مین اور اُنسے اولاد کے اولاد پیدا ہوئی یہانتک کہ کثرت ہوگئی جیسی اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا تمکو ایک جی سے یعنی آدم سے اور پیدا کیا اُس سے اُسکا جوڑا یعنی حوا اور پہیلائے اُن دونون سے بہت سارے مرد اور عورتان اور کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی جنت مین ابو محمد تہے اسلیے کہ تحقیق اُنکی اولاد مین سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس اُسی نام سے کنیت ہوئی اور اُنکی کنیت زمین مین ابو البشر ہے اور اُن پر مردار بہتا لہو اور سور کا گوشت حرام تھا اور نو سو تیس ۹۳۰ برس زندہ رہے ایسے ہی ذکر کیا اُسکو اہل توریت نے اور وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ زندہ رہے حضرت آدم

الف سنة ثم بعدہ شیث بن آدم و کان
نبیاً مرسلاً فکان وصی آدم و ولی عہدہ و
قال وہب انزل اللہ علی شیث خمسین صحیفة
وعاش تسع مائة سنة وکان شیث ابو البشر
کلهم والیه انتهت انساب الناس کلهم
ثم ادریس النبی علیه الصلوٰة والسلام و
کان مرسلاً واسمه اخنوخ وقیل خنوخ وانما
سمی ادریس لکثرة درسه من کتاب اللہ
وسنن الانبیاء الاولین وھو اول من خط
بالقلم واول من خاط الثیاب ولبسها یعنی
من ثیاب القطن وکان من قبله یلبسون
الجلود والصوف واجاب له الف انسان
ممن یدعوهم وھو جد اب نوح ورفع
الی السماء وھو ابن ثلثمائة وخمس وستین سنة کما
قال اللہ تعالی ورفعناہ مکاناً علیاً ثم نوح
علیه السلام واسمه شاکرا
وانما سمی نوحاً لکثرة نوحه
وبکائه من خوف اللہ تعالی عز وجل
وکان اول من امر بنسخ الاحکام

ہزار برس پہر بعد حضرت آدم کے شیث اُنکے بیٹے اور تہے وہ
نبی مرسل پس تہے وہ وصی حضرت آدم کے اور اُنکے ولی عہد اور
کہا وہب نے کہ اللہ تعالے نے حضرت شیث پر پچاس صحیفے اتارے
اور زندہ رہے نو سو برس اور تہے حضرت شیث ابو البشر
سب کے اور سب آدمیون کی نسب اُنہین تک پہنچتی ہے
پہر ادریس علیہ السلام
اور تہے مرسل اور نام اُنکا اخنوخ تہا اور بعض نے خنوخ کہا اور تحقیق
ادریس اُس جہت سے نام ہوا کہ کتاب اللہ کے
اور پہلے نبیون کے طریقون کا بہت درس
کیا کرتے تہے اور اُنہین نے سب سے پہلے قلم سے لکہا اور وہی کہ
کپڑا سیا اور پہنا اور اُن سے پہلے
کہال و صوف پہنتے تہے اور ایمان لائے اُنپر ہزار آدمی اُنکی امت سے
اور وہ پردادے نوح کے تہے اور آسمان کیطرف
چڑہائے گئے جب وہ تین سو پینسٹہ ٣٦٥ برس کے تہے جیسے فرمایا اللہ
تعالی نے (اور چڑہایا ہمنے اُسکو اونچے مکان پر) پہر نوح
علیہ السلام اور اُنکا نام شاکر تہا اور نوح نام اسوجہ سے ہوا
کہ نوحہ یعنی رویا بہت کرتے تہے اللہ کے خوف سے اور تہے
اول اُن رسولون کے کہ جنکی شریعت
مستقل تہی اور ناسخ تہے پہلی

وبالشرائع وكان قبله نكاح الاخت مباحًا و
حرم ذلك على عهده فكذبه قومه فارسل
الله تعالى عليهم الطوفان فغرقت الدنيا كلهم
الا من كان فى السفينة وكان معه فى السفينة
اربعون رجلا واربعون امرأة فلما خرجوا
من السفينة ماتوا كلهم الا اولاد نوح عليه
السلام سام وحام ويافث ونساءهم
كما قال الله تعالى وجعلنا ذريته هم الباقين
فتوالدوا حتى كثروا فالعرب والروم والفارس
كلهم من ولد سام والحبش والسند كلهم
من ولد حام وياجوج وماجوج والصقالب
والترك من ولد يافث ثم بعده هود النبى
عليه السلام وهو هود بن عبد الله ويقال
هود بن عوص بعثه الله تعالى الى عاد وقال
بعضهم عاد اسم قبيلة وقال بعضهم هو اسم
ملكهم وكانوا يسمون باسم ملكهم
فكذبوه فارسل الله تعالى عليهم الريح العقيم
فاهلك كلهم ثم بعده صالح النبى عليه
السلام وهو صالح بن عبيد ويقال صالح

شریعتون کے اور اُنسے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا اور
اُنکے عہد مین حرام ہوگیا تو اُنکی قوم نے اُنکو جھٹلایا تو
اللہ تعالی نے اُنپر طوفان بھیجا تو ساری دنیا ڈوب گئی سوائے
اُنکے جو کشتی مین تھے اور اُنکے ساتھ کشتی مین چالیس مرد
اور چالیس عورت تھین پھر جب کشتی سے نکلے سب گئے
مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سام اور حام اور یافث
اور اُنکی بیبیان جیسے فرمایا اللہ تعالے نے (اور
رکھا ہمنے اُسکی اولاد کو باقی) پھر اُنکے اولاد پیدا ہوئی
یہانتک کہ بہت ہوگئے پس عرب اور روم اور فارس سب
سام کی اولاد سے ہین اور حبش اور سند سب حام کی اولاد سے
ہین اور یاجوج اور ماجوج اور صقالب اور ترک یافث کی
اولاد سے ہین پھر بعد اُنکے ہود علیہ السلام ہوئے اور وہ ہود
بن عبد اللہ تھے اور بعض کہتے ہین کہ ہود بن عوص
عاد کی قوم پر بھیجے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ عاد
ایک قبیلہ کا نام ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ اُنکے بادشاہ کا
اور اپنے بادشاہ کے نام پر اُنکا نام ہوتا تھا پس حضرت ہود
کو جھٹلایا تو اللہ تعالی نے اُنپر ہوا بے نفع بھیجی پس سب کو
ہلاک کر دیا پھر اُنکے بعد صالح علیہ السلام نبی ہوئے
اور وہ صالح ابن عبید تھے اور بعض صالح

بن عانق بعثه الله تعالى الى ثمود وهو اسم
بيد بارض الحجر فسمى تلك القبيلة باسم تلك البير
وكذبوه وسالوه بان يخرج لهم ناقة حبلى من
صخرة الجبل ففعل فكذبوه فعقروا الناقة وكان
عاقر الناقة رجلا احمر ازرق يقال له قذار بن
سالف وهو اشقى القوم كما قال الله تعالى اذا
انبعث اشقيها فاهلكهم الله بالصاعقة و
الزلزلة ثم ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام
وهو ابراهيم بن آزر بن تارخ بن ناخور
وكان ابراهيم اول من استاك واول من
استنجى بالماء واول من جز شاربه واول من
راى الشيب واول من اختتن واول من اتخذ
السراويل واول من ثرد ثريدا واول من اتخذ
الضيافة وكان لابراهيم اربع بنين اسمعيل
واسحق ومدين ومدائن ويقال ستة بنين
وكانوا اثنى عشر وكان اسمعيل نبيا مرسلا وكان
ابا العرب كلهم وكان اسحق نبيا مرسلا وكان له
ابنان يعقوب وعيصو ولدا فى بطن واحد خرج
يعقوب من بطن الام على اثر عيص

بن عانق کہتے ہیں انکو اللہ تعالے نے قوم ثمود کیطرف بہیجا تہا
اور ثمود حجر کی زمین میں ایک کوئیں کا نام ہے تو اس قبیلہ کا نام بہی
اس کوئیں کے نام سے لیا گیا اور جہٹلایا انکی قوم نے انکو اور انسے سوال کیا
کہ ہمارے لیے ایک اونٹنی گیا بہن پہاڑ کے پتہر سے نکال انہوں نے
ویسا ہی کیا تب بہی انکو جہٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں نکال ڈالیں اور
اونٹنی کی کونچین نکالنے والا ایک شخص سرخ رنگ کیری آنکہوں والا
قذار بن سالف تہا اور وہ ساری قوم میں بدتر تہا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے
نے (جب کہڑا ہوا بدترین انکا) پہر اللہ تعالے نے انکو ایک کڑاک اور بہونچال
سے ہلاک کر دیا پہر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نبی ہوے اور وہ ابراہیم
بن آزر بن تارخ بن ناخور اور حضرت ابراہیم ہی نے سب سے پہلے مسواک
کری اور سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور سب سے پہلے
اپنی لبیں لوائیں اور سب سے پہلے اپنی سفید بال دیکہے اور سب سے
پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے پاجامہ پہنا اور سب سے پہلے ثرید بنایا
یعنی شوربا میں روٹی بہگو کر کہائی اور سب سے پہلے ضیافت کی اور حضرت
ابراہیم کے چار بیٹے تہے اسمعیل اسحق مدین مدائن اور بعض کہتے ہیں کہ چہہ
بیٹے تہے یا بارہ بیٹے تہے اور حضرت اسمعیل نبی مرسل اور سارے
عرب کے باپ تہے اور حضرت اسحق بہی نبی مرسل تہے اور حضرت اسحق
کے دو بیٹے تہے یعقوب اور عیص دونوں ایک ہی ساتہ پیدا ہوئے
یعقوب ماں کے پیٹ سے عیص کے بعد نکلے تہے

فسمی یعقوب لخروجه علی عقبه واما یعقوب
فهو اب بنی اسرائیل وکان یقال کنیة یعقوب
اسرائیل وهو فی لغتهم عبد الله واما عیصو
فهو اب الروم وکان لوط النبی علیه السلام
فی زمن ابراهیم وکان ابن عمه وکانت سارة
اخت لوط وهی ام اسحق وکان لوط النبی
علیه السلام ابن اخ ابراهیم وهو لوط ابن
هارون بن تارخ بن ناحور ثم ایوب النبی
علیه السلام وکان ابن بنت لوط وهو ایوب
بن موسے وکان زوجته بنت یعقوب یقال
لها لتا بنت یعقوب ویقال هی رحمه بنت
یوسف ثم شعیب علیه السلام وهو شعیب
بن یزید بعثه الله تعالی الی اهل مدین
فکذبوه فاهلکهم الله تعالی بالزلزلة والصاعقة
ثم موسی علیه السلام واخوه هارون
ابنا عمران بعثهما الله تعالی الی فرعون
بمصر واسم فرعون ولید بن مصعب
ثم یوشع بن نون وکان خلیفة موسی
من بعده ثم یونس بن متی علیه السلام

اسلیے یعقوب نام رکھا گیا کہ اُنکے پیچھے نکلے اور لیکن یعقوب
سو وہ سب بنی اسرائیل کے باپ تھے اور کنیت یعقوب کی اسرائیل
تھی اور اُسکی معنی عبرانی زبان مین عبد اللہ ہین یعنی بندہ اللہ کا
اور لیکن عیصو سو وہ سارے روم کے باپ ہین اور حضرت لوط بھی حضرت
ابراہیم کے زمانہ مین تھے اُنکے چچیرے بھائی اور سارہ حضرت لوط
کی بہن تھین اور حضرت اسحاق کی ماں اور لوط علیہ السلام
حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے اور وہ لوط بن ہارون بن
تارخ بن ناحور تھے پھر حضرت ایوب علیہ السلام نبی
ہوئے اور وہ حضرت لوط کے نواسہ تھے اور وہ تھے ایوب
بن موسی اور اُنکی بی بی حضرت یعقوب کی بیٹی تھین جنکو
لیا کہتے تھے کہ وہ رحمہ بنت یوسف تھین پھر حضرت
شعیب علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ یزید کے بیٹے تھے
اللہ تعالی نے اُنکو اہل مدین کیطرف بھیجا تھا سو اُنکی قوم نے
اُنکو جھٹلایا اللہ تعالے نے اُنکو بھونچال اور کڑک کے عذاب سے
ہلاک کیا پھر حضرت موسی علیہ السلام اور اُنکے بھائی ہارون دونون
عمران کے بیٹے نبی ہوے اللہ تعالی نے اُنکو فرعون کیطرف نبی کر
مصر کو بھیجا اور فرعون کا نام ولید بن مصعب تھا پھر حضرت
یوشع بن نون نبی ہوئے اور یہ حضرت موسی کے بعد اُنکے
خلیفہ ہوئے پھر یونس بن متی

الذی ابتلاہ اللہ تعالی بالحوت فالتقمہ الحوت
وکان فی بطنہ ثلثة ایام ویقال ابتلاہ اللہ تعالی
سبعة ایام ویقال اربعین یوما وقد بعثہ اللہ تعالی
الی اهل نینوی فکذبوہ فارسل اللہ تعالی علیهم العذاب
فآمنوا فصرف اللہ عنهم العذاب بعد ما غشیهم ثم
داود النبی علیہ السلام وهو داود بن ایشا
وکان نبیا مرسلا وکان ملک بنی اسرائیل
ثم ابنہ سلیمان بن داود علیهما السلام ثم
زکریا علیہ السلام بن ماثان ثم ابنہ یحیی بن
زکریا علیهما السلام ثم عیسی بن مریم
علیہ السلام ثم الیاس وکان الیاس علیہ
السلام نبیا مرسلا وکان من سبط یوشع
بن نون بعثہ اللہ تعالی الی اهل بعلبك
وهو مدینة بالشام وکان الیسع تلمیذ
الیاس وخلیفتہ من بعدہ وکان الاسباط
من اولاد یعقوب وکان لہ اثنا عشر ابنا
فتوالدوا حتی کثروا فصار اولاد کل ابن
سبطا والسبط فی بنی اسرائیل بمنزلة القبیلة
فی العرب وعاش یعقوب فی ارض مصر

کہ اُنکو اللہ تعالی نے مچھلی کے ساتھ آزمایا چنانچہ اُنکو مچھلی
نگل گئی اور تین دن اُسکے پیٹ میں رہے اور بعض کہتے ہیں
کہ سات دن تک خدا نے آزمایا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن
تک اور نینوا والون کی طرف بھیجے گئے تھے اُنکی قوم نے
اُنکو جھٹلایا پھر اللہ نے اُنپر عذاب بھیجا اُسوقت وہ ایمان لائے
اللہ تعالی نے عذاب پھیر دیا جبکہ اُنکو گھیر لیا تھا پھر داود علیہ السلام
ایشا کے بیٹے نبی ہوئے اور تھے نبی مرسل اور تھے بنی اسرائیل کے
بادشاہ پھر اُنکے بیٹے سلیمان علیہ السلام پھر زکریا بن ماثان
پھر یحیی بن زکریا علیہما السلام پھر عیسی بن مریم علیہما السلام
پھر الیاس علیہ السلام اور تھے الیاس علیہ السلام
نبی مرسل اور یوشع بن نون کی اولاد سے تھے
اللہ تعالی نے اُنکو بعلبک کی طرف نبی کر کے
بھیجا تھا اور بعلبک شام کے ملک میں ایک
شہر ہے اور الیسع حضرت الیاس کے ساتھ رہے
تھے اور اُنکے بعد خلیفہ ہوئے اور اسباط حضرت یعقوب
کی اولاد سے حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد
کثرت سے ہوئی تو ہر ایک کی اولاد سبط کہلائی
اور سبط بنی اسرائیل میں جیسے عرب میں قبیلہ اور حضرت یعقوب
مصر میں سترہ برس زندہ رہے اور اُنکی عمر

سبع عشر سنة وكان عمره مائة وسبعا و
اربعين سنة وعاش يوسف بعده ثلثا و
عشرين سنة ومات يوسف وهو ابن مائة
وعشرين سنة ويقال مائة وعشر سنين
وروي عن كعب الاحبار انه قال انا نجد في بعض الكتب ان
عشرة من الانبياء ولدوا مختونين خلق الله تعالى
آدم مختونا وشيث بن آدم وادريس و
نوحا ولوطا واسمعيل ويوسف وذكريا
وعيسى ومحمدا نبينا صلى الله عليه وسلم
وعليهم اجمعين وذكر عن وهب بن منبه
انه قال كان بين آدم وبين طوفان
نوح الفان ومائتان واثنان واربعون
سنة وبين طوفان وبين موت نوح
ثلثمائة وخمسون سنة وبين نوح وابراهيم
الفان ومائتان واربعون سنة وبين
ابراهيم وموسى تسعمائة سنة وبين موسى
وداود خمسمائة سنة وبين داود وعيسى
الف ومائتان سنة وقال بعضهم لا يصح هذا
يعني ما ذكرنا من مقدار السنين لان الله تعالى

ایکسو سینتالیس ۱۴۷ برس کی ہوئی اور حضرت یوسف
حضرت یعقوب کے بعد تیئیس ۲۳ برس زندہ رہے اور جب
حضرت یوسف مرے تو انکی ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی
عمر تہی اور بعض کہتے ہین ایکسو دس ۱۱۰ برس کی
اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ہم
بعض کتاب مین پاتے ہین کہ دس نبی ختنہ کیے
پیدا ہوئے حضرت آدم مختون ہوئے اور شیث اور
ادریس اور نوح اور لوط اور اسمعیل و یوسف اور زکریا
اور عیسے اور محمد ہمارے نبی علی نبینا وعلیہم السلام اور
وہب بن منبہ سے مذکور ہے کہ وہ کہتے ہین کہ
حضرت آدم مین اور حضرت نوح کے طوفان مین
بارہ سو بیالیس برس کا تفاوت تہا اور
حضرت نوح طوفان سے تین سو پچاس برس بعد
مرے اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان
مین بارہ سو چالیس ۱۲۴۰ برس کا تفاوت تہا اور حضرت
موسی اور حضرت ابراہیم کے درمیان نو سو برس کا اور حضرت موسی
اور حضرت داود کے درمیان مین پانسو ۵۰۰ برس کا اور حضرت داود اور حضرت
عیسے کے درمیان مین بارہ سو ۱۲۰۰ برس کا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ صحیح نہین
یعنی جو ہمنے برسون کی تعداد بیان کری اسلیے کہ حق تعالے نے

قال وقرونا بين ذلك كثيرا فلا يعرف
مقدار ذلك الا الله تعالى ثم انقطعت الرسل
بعد عيسى عليه السلام الى وقت محمد عليه
الصلوة والسلام وكانت بينهما فترة من
الرسل وذلك قوله عز وجل على فترة من الرسل
سمى فترة لان الدين قد فتر ودرس قال
قتادة كان بينهما خمسمائة وستون سنة
وقال الكلبي خمسمائة واربعون سنة
وقال مقاتل ستمائة سنة وهكذا قال الضحاك
وقال وهب بن منبه كان بينهما ستمائة
وعشرين سنة وهذا اصح الاقاويل و
الكتب التي انزل الله تعالى على انبيائه
التي هي معروفة عند الناس هي اربعة
التورية على موسى عليه السلام والزبور
على داود عليه السلام والانجيل على عيسى
عليه السلام والفرقان على محمد صلى الله
عليه وسلم وروى عن وهب بن منبه انه
قال انزل الله تعالى مائة كتاب واربعة
فخمسين صحيفة نزلت على شيث بن آدم

فرمایا ہے اور اسکے درمیان مین بہت زمانے ہین انکی
مقدار اللہ تعالے کے سوا کوئی نہین جانتا پہر بعد عیسے
علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
کوئی نبی نہ آیا اور اس عرصہ مین دین منقطع رہا یہی مراد
ہے اللہ تعالی کے قول سے (اور پہ توقف ہو رسولون
کے) فترت نام اسواسطے رکہا کہ دین منقطع ہوا اور مٹ گیا
قتادہ کہتے ہین کہ آنحضرت اور حضرت عیسے کے درمیان
پانسو ساٹہہ برس کا تفاوت ہے اور کلبی کہتے ہین پانسو چالیس
برس اور مقاتل کہتے ہین کہ چہہ سو برس اور ایسے ہی ضحاک نے
کہا ہے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ ان دونو کے درمیان
چہہ سو بیس برس کا فاصلہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے اور
کتابین کہ اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام پر اتاری ہین وہ
آدمیون مین مشہور ہین کہ چار ہین توریت موسی علیہ السلام
پر اور زبور داود علیہ السلام پر اور انجیل عیسے
علیہ السلام پر اور قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور وہب ابن منبہ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالے نے ایک سو چار کتاب
نازل کری ہین پچاس صحیفے تو نازل ہوئے ہین
شیث علیہ السلام پر

عليه السلام وثلثين صحيفة على ادريس و
عشرين صحيفة على ابراهيم عليه السلام و
في رواية اخرى عشر صحيفة على ابراهيم و
عشر صحيفة على موسى قبل التورية سمي كتاب
السنة والتورية على موسى والزبور على داود
والانجيل على عيسى والفرقان على محمد عليه
الصلوة والسلام واختلفوا في ذي القرنين
ولقمان قال بعضهم كانا نبيين واكثر اهل
العلم قالوا ان لقمان كان حكيما و
كان ذو القرنين ملكا صالحا ولم يكن نبيا
وقال عكرمة كان ذو القرنين ولقمان نبيين
وروى عن علي انه سئل عن ذي القرنين فقال
كان رجلا صالحا وقال بعضهم انما سمي
ذو القرنين لانه ملك فارس والروم وقال
بعضهم كان على رأسه شبه القرنين وقال
بعضهم لانه عاش قرنين وقال بعضهم لانه
سار الى قرني الشمس في مغربها ومطلعها و
قال بعضهم لانه راى في المنام في حال شبابه
دنى من الشمس واخذ بقرنيها فاخبر بذلك

اور تیس۳۰ صحیفہ ادریس پر اور بیس صحیفہ ابراہیم
علیہ السلام پر اور ایک اور روایت مین ہے
کہ دس صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پر اور توریت
اور دس موسیٰ پر
موسے علیہ السلام پر اور زبور داودؑ پر
اور انجیل عیسےؑ پر اور قرآن محمد
علیہ الصلوۃ والسلام پر اور ذی القرنین
اور لقمان کے باب مین علما نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا ہے کہ دونون نبی تھے اور اکثر اہل علم کہتے ہین
لقمان حکیم تھے اور ذوالقرنین نیک بادشاہ تھے
اور نبی نہ تھے اور عکرمہ کہتے ہین کہ ذوالقرنین
اور لقمان دونون نبی تھے اور حضرت علی سے مروی ہے
کہ انسے لوگون نے ذوالقرنین کا حال پوچھا
تو آپنے فرمایا کہ آدمی نیکبخت تھا اور بعض کہتے ہین کہ تحقیق
ذوالقرنین نام اسلیے کہا گیا تھا کہ بادشاہ روم اور فارس کا تھا اور
بعض کہتے ہین کہ اسکے سر پر دو سینگون کے نشان تھے اور بعض کہتے
ہین کہ زندہ رہا دو قرن اور بعض کہتے ہین اسلیے کہ سیر کیا
آفتاب کے دونون کنارہ مغرب اور مشرق تک اور بعض کہتے ہین
اسلیے کہ جوانی مین خواب مین دیکھا تھا کہ آفتاب سے نزدیک ہوگیا
اور اسکی دونون شاخین پکڑ لین اور اپنی قوم کو خبر کری

قومه فسموه ذا القرنين وكان اسمه اسكندر
وخمسة من الانبياء كان لسانهم عربيا
اسمعيل وهود وشعيب وصالح ومحمد صلى
الله عليه وسلم واختلفوا في الولد الذي امر
ابراهيم بذبحه قال بعضهم هو اسمعيل وقال
بعضهم اسحق وروي عن علي رض وابي هريرة
وعبد الله بن سلام وعكرمة وقتادة ومقاتل
وكعب ووهب بن منبه انهم قالوا هو اسحق
وقال ابن عباس وابن عمر ومجاهد ومحمد بن
كعب القرظي والكلبي انه اسمعيل وهذا القول
اشبه بالكتاب والسنة اما الكتاب فحيث قال
وفديناه بذبح عظيم ثم قال بعد قصة الذبح
وبشرناه باسحق نبيا الاية واما الخبر
فما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انا ابن الذبيحين يعني اباه عبد الله
واسمعيل عليه السلام واتفقت الامة انه
عليه الصلوة والسلام من ولد اسمعيل و
قال اهل التورية انه كان اسحق فان صح ان ذلك
في التورية فقد امنا به ويقال لم يملك احد

تو قوم نے اُسکا نام ذوالقرنین کہدیا اور اُسکا نام سکندر تہا
اور پانچ نبیون کی زبان عربی تہی حضرت اسمعیل اور
ہود اور شعیب اور صالح اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور عالمون نے اختلاف کیا ہے اُس لڑکے مین کہ جسکے
ذبح کرنیکا حکم حضرت ابراہیم کو ہوا تہا بعض کہتے ہین کہ وہ اسمعیل تہے
اور بعض کہتے ہین کہ وہ اسحاق تہے اور حضرت علی رض اور ابی ہریرہ
اور عبد اللہ بن سلام اور عکرمہ اور قتادہ اور مقاتل اور کعب
اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ وہ اسحق ہین
اور ابن عباس اور ابن عمر اور مجاہد اور محمد بن کعب قرظی
اور کلبی کہتے ہین کہ اسمعیل ہین اور یہ قول کتاب اور سنت سے
بہت موافق ہے چنانچہ قرآن مین فرمایا ہے (اور فدا دیا
ہمنے اُسکا بڑی ذبیحہ کا) پہر حقتعالی ذبح کے قصہ کے بعد فرماتا ہے
(اور ہمنے اُسکو خوشخبری دی اسحاق نبی کی) آخر آیت تک اور حدیث
مین ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ مین دو ذبیح کا
بیٹا ہون مراد عبد اللہ اُنکے باپ اور اسمعیل علیہ السلام
سے ہے اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلعم
اسمعیل کی اولاد سے ہین اہل توریت کہتے ہین کہ وہ
ذبیح اسحق ہین لیکن اگر یہ بات صحیح ہو جاوے کہ یہ توریت مین ہے تو ہم
ایمان لاسکے اور کہتے ہین کہ ساری روی زمین کی سلطنت کسیکو

من الملوك الدنيا كلها الا اربعة اثنان مسلمان
واثنان كافران فاما المسلمان فسليمان بن
داوده عليه السلام وذو القرنين واما الكافران
فنمرود بن كنعان وبخت نصر ويقال شداد
بن عاد وهو الذي خرب بيت المقدس
فقتل منهم سبعين الفا واسر منهم سبعين
الفا وذهب بهم الى باب بابل وفيهم دانيال
النبي عليه السلام وكان صغيرا وكان نبيا
ولم يكن مرسلا ويقال لم يتكلم احد من
الناس وهو طفل الا اربعة احدهم عيسى عليه
السلام والثاني صاحب الاخدود والثالث
صاحب جريج الراهب والرابع صاحب يوسف
قال جل ذكره وشهد شاهد من اهلها و
اختلفوا فيه قال بعضهم كان الشاهد رجلا كبيرا
ولم يكن طفلا وروي عن كعب الاحبار انه قال وجدت في
كتب الانبياء ان عمر آدم عليه السلام كان تسعمائة
وثلثين سنة وعمر نوح الف سنة الا خمسين
عمر ابراهيم مائة وخمس وتسعين سنة و
عمر اسمعيل مائة وسبع وثلاثين سنة و

مگر چار کو دو مسلمان اور دو کافر سو مسلمانون مین سلیمان
بن داود علیہما السلام اور سکندر ذو القرنین
اور کافرون مین نمرود بن کنعان اور دوسرا
بخت نصر اور بعض کہتے ہین کہ شداد بن عاد اور
جسنے کہ بیت المقدس کو خراب کیا ہے انہین سے
ستر ہزار مارے گئے اور ستر ہزار قید ہوئے اور انکو
بابل کے دروازے تک لیگئے اور انہین ہی دانیال پیغمبر
ہین اور چہوٹے تہے اور نبی مرسل تہے اور کہتے
ہین کہ لڑکپن مین کسی نے باتین نہین کرین مگر
چار نے ایک انہین سے عیسے علیہ السلام اور دوسرا
صاحب اخدود اور تیسرا جریج راہب کا مصاحب
اور چوتہا یوسف کی گواہی دینے والا حقتعالی فرماتا ہے
(اور گواہی دی گواہی دینے والے نے اسکے گہر والونمین سے)
اور علمانے اسمین اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ شاہد بڑا آدمی
تہا بچہ نتہا اور کعب احبار سے مروی ہے کہ انہونے کہا
کہ مینے نبیون کی کتابونمین پایا ہے کہ حضرت آدم کی عمر
۹۳۰
نوسو تیس کی تہی اور حضرت نوح کی عمر ساڑہے نوسو برس کی ۹۵۰
۱۷۵
اور حضرت ابراہیم کی عمر ایکسو پچہتر برس کی اور حضرت
۱۳۷
اسمعیل کی عمر ایک سو سینتیس برس کی اور

عمر اسحق مائة وثلثون سنة وعمر يعقوب مائة
وسبعة واربعون سنة وعمر يوسف مائة وعشرون
سنة وعمر موسى مائة وثلث وعشرون سنة
وعمر داؤد سبعون سنة وعمر سليمان مائة
وثمانون سنة وعمر زكريا ثلثمائة سنة وعمر
يحيى خمس وسبعون سنة وعمر شعيب مائتان
واربع وخمسون سنة وعمر صالح مائة وثمانون
سنة وعمر هود مائتان وخمس وستون
سنة وعمر عيسى ثلثمائة وثلث وثلثون سنة وعمر
محمد عليه الصلوة والسلام ثلث وستون سنة

باب ما خلق الله من الخلق

قال الفقيه رحمه الله وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى خلق
الخلق ثمانية عشر الف عالم الدنيا منها عالم
واحد وروى عمر بن الخطاب عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
خلق في الارض من الخلائق الف امة ستمائة
منها في البحر واربعمائة في البر وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان

حضرت اسحاق کی عمر ایکسو تیس ۱۳۰ برس کی اور حضرت یعقوب کی
عمر ایکسو سینتالیس ۱۴۷ برس کی اور حضرت یوسف کی عمر ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی
اور حضرت موسیٰ کی عمر ایکسو تیئیس ۱۲۳ برس کی اور حضرت داؤد کی
عمر ستر ۷۰ برس کی اور حضرت سلیمان کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی
اور حضرت زکریا کی عمر تین سو ۳۰۰ برس کی اور حضرت یحیٰی کی
عمر پچہتر برس کی اور حضرت شعیب کی عمر دو سو چون ۲۵۴
برس کی اور حضرت صالح کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی اور
حضرت ہود کی عمر دو سو پینسٹھہ ۲۶۵ برس کی اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی عمر تین سو تینتیس ۳۳۳ برس کی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر تریسٹھہ ۶۳ برس کی باب بیچ بیان
اسکے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کہا فقیہ
رحمہ اللہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوق
پیدا کری اس سے ایک عالم ہے اور عمر
بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
مین مخلوق کے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھ سو انمین
سے دریا مین اور چار سو خشکی مین اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

الله تعالى خلق ارضا بيضاء مثل الدنيا ثلثين
مرة مسيرة الشمس فيها ثلثين يوما مشحونة
خلقا من خلق الله تعالى لا يعلمون الا الله ولا
يعصون الله ما امرهم طرفة عين قيل يا رسول الله
اهم من ولد آدم قال ما يعلمون ان الله خلق آدم
قالوا يا رسول الله فاين عنهم ابليس قال لا يعلمون
ان الله تعالى خلق ابليس ثم قرأ رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويخلق ما لا تعلمون وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق ملكا
نصف اسفله نار ونصف اعلاه ثلج وهو
يقول سبحان من الف بين النار والثلج
اللهم فكما الفت بين الثلج والنار
فالف بين قلوب المؤمنين وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى خلق
ديكا تحت العرش وله جناحان اذا نشرهما
جاوزا المشرق والمغرب فاذا كان آخر
الليل نشر جناحيه وخفق بهما وصرخ
بالتسبيح سبحان الملك القدوس فاذا فعل ذلك
سبحت ديك الارض كلها وخفق باجنحتها

کہ اللہ تعالی نے ایک زمین کو سفید پیدا کیا دنیا سی تیس حصہ
زیادہ آفتاب کے گردش اس پر تیس دن مین ہوتی ہے
اور وہ زمین بہری ہتی ہے اللہ تعالے کی ایک مخلوق سے کہ
سوائے اللہ کے کسیکو نہین جانتے اور اللہ کے حکم کی بیفرمانی ایک
لحظہ بہی نہین کرتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ بنی آدم ہین
آپنے فرمایا کہ وہ نہین جانتے کہ اللہ تعالے نے آدم کو پیدا کیا ہے تو صحابہ نے
عرض کی یا رسول اللہ تو ابلیس انسے کہان رہتا ہے فرمایا کہ وہ نہیں
جانتے کہ اللہ تعالے نے ابلیس کو پیدا کیا ہے پہر پڑہا آپنے ویخلق
ما لا تعلمون یعنی پیدا کرتا ہے اللہ تعالے وہ چیزین جو تم نہین جانتے
ہو اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے نے ایک فرشتہ کو
پیدا کیا ہے کہ نیچے دہڑ اسکا آگ ہے اور اوپر کا دہڑ برف ہے اور وہ
یہ پڑہتا ہے کہ پاکی ہے اس قادر مطلق کو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
آگ اور برف کے درمیان ترکیب دی یعنی ضدین کو جمع کیا یا اللہ جسطرح
تو نے برف اور آگ کو جمع کیا ایسا ہی مومنون کے دلونکو جمع کہ یعنے
آپسمین اتفاق رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
نے ایک مرغ عرش کے تحت مین پیدا کیا ہے اور اسکے دو پر ہین کہ جب
انکو پہیلاتا ہے تو مشرق و مغرب سے بہی گذر جاتے ہین جب پچہلی رات
ہوتی ہی تو سر دو پرونکو پہیلاتا ہے اور پہڑ پہڑاتا ہے اور پڑہتا ہے اس تسبیح کے
زور سے آواز کرتا ہے سبحان الملک القدوس یعنی پاکی بیان کرتا ہوں

واخلات فی الصراخ وروی عنه علیه الصلوٰة
والسلام انه قال لا تسبوا الدیك الابیض فانه
یدعوا الی الصلوٰة وعن عبد الله بن الحارث قال
دخل کعب علی ابن عباس فقال له یا کعب
حدثنی عن البیت المعمور این هو قال بیت
المعمور فی السماء یدخل فیه کل یوم سبعون
الف ملك لم یدخلوه قط ولا یدخلونه حتی
تقوم الساعة وعن علی انه سئل ای الخلق
اشد قال اشد الخلق الجبال الرواسی والحدید
اشد منها تنحت به الجبال والنار تغلب
الحدید والماء یطفئ النار والسحاب یحمل
الماء والریح یحمل السحاب والانسان یغلب
الریح بالبنیان والنوم یغلب الانسان
والهم یغلب النوم فاشد خلق ربك الهم و
یقال الموت اشد خلقا من خلق الله تعالی

باب بدأ خلق السماء والارض

روی عن ابن عباس رضی الله عنه انه قال اول
شیء خلق الله تعالی القلم وکتب ما هو کائن
الی یوم القیمة ثم خلق السمك فکبس وبسط

اور آوازین کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ آپنے فرمایا کہ نہ گالی دو تم مرغ سفید کو اسلیے کہ وہ
نماز کیطرف بلاتا ہے اور عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہ کعب رض
ابن عباس رض پر داخل ہوئے تو ابن عباس رض نے کہا کہ اے کعب رض
مجھے بیان کر کہ بیت المعمور کہان ہے تو کعب رض نے کہا کہ وہ آسمان
مین ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے
ہین کہ اس روز سے پہلے داخل نہ ہوئے تھے اور نہ کبھی داخل
ہونگے قیامت تک اور روایت ہے کہ حضرت علی رض سے کسی نے پوچھا
کہ کونسی چیز مخلوقات خدا سے سخت ہے تو انہون نے کہا کہ بڑی سخت چیز
پہاڑ محکم ہین اور لوہا اس سے بھی سخت ہے کہ اس سے پہاڑ تراشتے ہین
اور آگ لوہے پر غالب ہے اور پانی آگ کو بجھاتا ہے اور بادل پانی کو
اٹھاتا ہے اور ہوا بادل کو اٹھاتی ہے اور انسان بسبب مکانون کے
ہوا پر غالب ہے اور نیند انسان پر اور غم نیند پر پس
تیرے رب کی سب مخلوقات سے غم زیادہ تر سخت ہے اور بعض
کہتے ہین کہ سب مخلوقات خدا تعالی سے موت زیادہ سخت ہے

باب آسمان و زمین کی ابتدا کے بیان مین

ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے
قلم پیدا کی اور جو کچھ قیامت تک ہونا تھا
لکھا پھر مچھلی کو پیدا کیا اور بچھایا

الارض علیها و یقال قبل ان یخلق الارض کان
موضع الارض کله ماء فاجتمع الزبد فی موضع
الکعبة فصارت ربوة حمراء کهیئة التل فکان
ذلك یوم الاحد ثم ارتفع بخار الماء کهیئة
الدخان حتی انتهی الی موضع السماء فجعل الله
درة خضراء و خلق منها السماء فلما کان یوم
الاثنین خلق الشمس والقمر والنجوم ثم بسط
الارض من تحت الربوة و ذلك قوله تعالی
وهو الذی خلق الارض فی یومین وقال
فی موضع اخرام السماء بنها رفع سمکها الایت
وخلق یوم الثلثاء دواب البحر والبر والطیر
وفجر یوم الاربعاء الانهار و بحر البحار وانبت
الاشجار وقسم الارزاق وقدر الاقوات
فذالك قوله تعالی وقدر فیها اقواتها فی اربعة
ایام ویقال کانت الارض تمیل علی الماء و
لا تستقر فخلق فیها الجبال الثوابت وجعلها
اوتادا الارض فاستقرت وخلق یوم الخمیس
الجنة والنار ثم خلق آدم یوم الجمعة و
خلق فی السماء اثنی عشر بروجا و هو قوله تعالی

زمین کو ٹہیرا اور کہتے ہین کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے زمین کی
جگہہ سب پانی تہا سوا ایک جہاگ کعبہ کی مقام پر اکہنا ہوگیا
پہر ایک سرخ ڈہیر ہوگیا جیسے ایک ٹیلہ اور یہ اتوار کے دن ہوا
پہر پانی کا بخار اوپر چڑہا جیسے دہوان یہانتک کہ آسمان کی
جگہہ تک پہونچا پس اللہ تعالی نے سبز موتی بنادیا اور اس سے
آسمان پیدا کیا پہر جب پیر کا دن ہوا سورج اور چاند اور
ستارے پیدا کیے پہر زمین کو ٹیلے کے نیچے سے پہیلایا
چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ
وہ ہے کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں اور جگہہ فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کیا آسمان کہ اسکو بنایا اور اسکی چہت کو اونچی کیا)
آخر آیتون تک اور منگل کے دن دریائی اور جنگلی چوپائے
اور پرندے پیدا کئے اور بدہ کے دن کی نہرین بہائین
اور دریا بہائے اور درخت اگائے اور رزقون کو تقسیم
کیا اور غذیون کا اندازہ کیا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور اندازہ کیا روزیونکا زمین مین چار دن مین
اور کہتے ہین کہ زمین پانی پر ہلتی تہی اور ٹہیرتی نہتی تو زمین
پہاڑ پیدا کئے اور انکو زمین کی میخین بنایا پس ٹہیر گئی اور
جمعرات کی دن بہشت اور دوزخ پیدا کیئے پہر آدم کو جمعہ کے دن
پیدا کیا اور پیدا کئے آسمانمین بارہ برج جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

تبارك الذی جعل فی السماء بروجًا و قال و
السماء ذات البروج والبروج الحمل والثور
والجوزا والسرطان والاسد والسنبله و
المیزان والعقرب والقوس والجدی و
الدلو والحوت وروی عن ابن عباس انه
قال القمر اربعون فرسخا فی اربعین فرسخا و
الشمس ستون فی ستین فرسخا وکل نجم مثل
جبل عظیم فی الدنیا وقال بعضهم الشمس مثل
عرض الدنیا ولولا ذلك لرأیت لا تری من
جمیع الدنیا وکذلك القمر وروی عن ابن عباس
رضی الله انه قال النجوم معلقة بالسماء کهیئة
القنادیل و قال بعضهم هی مکوکبة فی السماء
بمنزلة الکواکب فی الابواب والصنادیق و
روی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال
الرعد اسم ملك یزجر السحاب والصوت
الذی یسمع الناس هو صوت الملك ویقال
الصاعقة مخاریق فی اید الملائکة یزجرون
السحاب عن ابی بریدة عن ابیه قال ان
سماء الدنیا موج مکفوفة مجتمعة والثانیة

(برکت والا ہے جسنے پیدا کیے آسمان مین برج اللہ فرمایا
(قسم ہے آسمان برجون والے کی) اور برج یہ ہین حمل
ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس
جدی دلو حوت اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ چاند چار ہزار آٹھہ سو میل
مربع مین ہے اور ہر ایک تارہ جیسا بڑا پہاڑ دنیا
مین اور بعض کہتے ہین کہ سورج دنیا کے برابر
چوڑا ہے اور اگر ایسا نہو تو ساری دنیا کو نہ دکھائی
دیتا اور ایسا ہی چاند ہے اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تارے آسمان
مین مثل قندیل کے لٹکے ہوے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ آسمان مین ایسی چمکتی ہین جیسے میخین چمکنے والی
دروازون اور صندوقون مین اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رعد ایک
فرشتہ کا نام ہے کہ وہ بادلون کو جھڑکتا ہے اور
یہ آواز جو آدمی سنتے ہین اسی فرشتہ کی آواز ہے اور
کہتے ہین کہ بجلی فرشتون کے ہاتھہ مین کوڑے ہین کہ بادلونکو
ہین اور ابی بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہین کہ پہلا آسمان
ایک جما ہوا اکٹھا پانی ہے اور دوسرا آسمان

بیضاء والثالثة من حدید والرابعة صفر و
الخامسة نحاس والسادسة فضة والسابعة ذهب
ومابین السماء السابعة الی الحجب بخار من نور وعن کعب الاحبار
مثله الا انه قال السابعة من یاقوت حمراء ویقال
ما بین السماء والارض مسیرة خمسمائة عام وما بین المشرق
والمغرب مسیرة خمسمائة عام اکثرها معادن
وجبال وبحار والقلیل منها عمران ثم اکثر
اهل العمران اهل الکفر وقلیل منها اهل الاسلام
وحول الدنیا ظلمة ثم وراء الظلمة جبل
قاف وهو جبل محیط بالدنیا وهو من زمردة
خضراء واطراف السماء ملتصقة به ویقال
ما من جبل فی الدنیا الا وعرق من عروقه
متصل بالقاف فاذا اراد الله تعالی هلاک
قوم یامر الملک فیحرک عرقا من عروقها
فانخسفت بهم ارضهم وهذا کله قول
اهل التوحید سوی اقاویل اهل النجوم
ویقال اسم الملک صلصائیل وهو الذی
یحرک والله اعلم

باب اسماء الجنان والنیران

سفید مرمر کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا کانسی کا اور پانچوان
تانبے کا اور چھٹا چاندی کا اور ساتوان سونے کا اور جو
کچھہ درمیان ساتوین آسمان اور پردون کی ہے وہ ایک
نور کا بخار ہی اور ایسی ہے کعب بن احبار سے مروی ہے لیکن
وہ کہتے ہین کہ ساتوان آسمان سرخ یاقوت کا ہے اور کہا گیا
ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے
اور درمیان مشرق اور مغرب کے پانسو برس کی راہ ہے اکثر زمین
مین کانین اور پہاڑ اور دریا ہین اور تھوڑی مین آبادی ہے
پھر اکثر آبادی مین کافر ہین اور تھوڑی مین مسلمان اور دنیا
کے گرد مین تاریکی ہے اور تاریکی کے پرلی طرف کوہ قاف ہے
اور وہ پہاڑ دنیا کو گھیرے ہوے ہے اور وہ سبز زمرد کا ہے اور آسمان
کے کنارے اُس سے لگے ہوے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا کے ہر پہاڑ
کی ایک ایک رگ اُس پہاڑ کی رگون مین ملی ہوئی ہے اور
اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کوہ قاف پر مقرر کر رکھا ہے جب وقت
اللہ تعالی کسی قوم کا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کو اُس پہاڑ
کے ہلانے کا حکم دیتا ہے تو وہ اُسکی رگون مین سے ایک رگ کو ہلا دیتا ہے
تو اُس قوم کی زمین اُنپر دھس جاتی ہے اور یہ سب قول اہل اسلام
کے ہین نجومیون کے قول نہین اور کہتے ہین کہ ہلانے والے فرشتے
کا نام صلصائیل ہے واللہ اعلم باب بہشت اور دوزخ کے نامون مین

قال الفقيه رحمه الله الجنان اربعة قال الله
تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان ثم قال
بعد ذلك ومن دونهما جنتان فتلك اربعة
جنان احدها جنة الخلد والاخرى
جنة الفردوس والثالثة جنة المأوى والرابعة
جنة عدن وابوابها ثمانية وانما عرف ان
ابوابها ثمانية بالخبر وليس في كتاب الله
تعالى دليل على ان ابوابها ثمانية الا انه
قال حتى اذا جاؤها وفتحت ابوابها وقال
في ذكر النار فتحت ابوابها فذكر بغير واو
ابواب النار وذكر في ابواب الجنة بالواو
دليل على انها ثمانية لان الواو يذكر عند
ذكر الثمانية الا ترى الى قوله تعالى سيقولون
ثلثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم
كلبهم فلم يذكر في الرابع والخامس و
السادس الواو ثم قال ويقولون سبعة
وثامنهم كلبهم فذكر الواو عند ذكر
الثمانية وقال التائبون العابدون
الحامدون السائحون الراكعون الساجدون

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہشت چار ہین حقتعالی فرماتا ہے (اور
جو کوئی اپنے رب سے ڈریگا اُسکے لئے دو جنتین ہین) پہر فرمایا
(اور سوا اُنکی دو جنتین ہین) تو یہ چار جنتین ہوئین
پہلی جنة الخلد اور دوسری جنت الفردوس اور تیسری جنة الماوی
اور چوتہی جنت العدن اور اُنکے آٹہہ دروازے ہین
اور اُنکے آٹہہ دروازے حدیث سے ثابت ہین اور
قرآن مین کوئی دلیل آٹہہ دروازون کی سوا اسکے نہین
ہے کہ فرماتا ہے (یہان تک کہ آوینگے جنت مین اور
کہولے جاوینگے اُسکے دروازے) اور دوزخ کے بیان
مین فرمایا (کہولے جاوینگے اُسکے دروازے) تو ذکر کیا
کے دوزخ کے دروازون کو تو دلیل ہے اسپر کہ وہ آٹہہ ہین
کیونکہ واو ذکر کی جاتی ہے آٹہہ کے ذکر کے وقت کیا تو نہین
دیکہتا ہے کہ حقتعالے فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (تو قریب
کہینگے تین ہین چوتہا اُنکا کتا اور کہینگے پانچ ہین چہٹا
کتا) تو چار اور پانچ اور چہہ مین واو نہ لائے پہر فرمایا
(اور کہینگے سات ہین آٹہوان اُنکا کتا) تو واو کو
آٹہوین مین لائے اور فرمایا اللہ تعالے نے
(توبہ کرنے والی تعریف کرنے والے ...
(رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

الآمرون بالمعروف ثم قال عند الثامن والناهون
عن المنكر وقال خيرا منكن مسلمات مؤمنات
الى قوله تعالى وابكارا فذكر الواو عند الثامن
والصحيح ان يقال بانه انما عرف ان ابوابها
ثمانية بالاخبار وروى عن ابن عباس انه
قال اسفل اهل الجنة منزلا الذى له من
الجنة مسيرة خمسمائة عام وله خمسمائة
حور وانه ليعانق الزوجة عمر الدنيا وتوضع
المائدة بين يديه فلا ينقضى شبعه عمر الدنيا
وفى الشرب كذلك ويقال كل شئ فى الجنة
له نظير فى الدنيا فاهل الجنة يأكلون و
لا يتغوطون ولا يبولون نظيره فى الدنيا
الولد فى بطن الام واهل الجنة لهم خدم اذا
تمنى الرجل شيئا جاؤا به قبل ان يأمرهم
فيعرفون حاجته قبل ان يتكلم نظيره فى
الدنيا اعضاءه اذا احتاج الانسان الى شئ
عرف ذلك اعضاؤه ويفعلون ذلك من
غير ان يامرهم ويكلمهم وفى الجنة شجرة يقال
لها طوبى اصلها فى دار محمد عليه الصلوة و

اچھے کام کا حکم کرنیوالے پھر فرمایا آٹھوین مین (اور برے کام سے
روکنے والے) اور فرمایا ہے مسلمات مؤمنات قانتات تائبات
عابدات سائحات ثیبات وابکارا تو واو کو آٹھوین مین ذکر
کیا یعنی ابکارا مین اور صحیح یہ ہے کہ کہا جاوے کہ انکا آٹھ ہونا
فقط حدیثون سے ثابت ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ
کہتے ہین کہ ادنی بہشتی کا مرتبہ اسقدر ہوگا کہ اسکے پاس
پانسو برس کی راہ تک جنت ہوگی اور پانسو حورین ملینگے اور
معانقہ اسکا بی بی سے اتنا ہوگا جتنی اسکی عمر تھی دنیا
مین اور اسکے سامنے ایسا دسترخوان رکھا جاویگا کہ
اپنی دنیا کی عمر برابر کھاتا رہیگا تو سیر ہوگا یعنی نہایت
خوش ہضم اور لذیذ ہوگا اور ایسا ہی پینے کا حال ہوگا اور
کہتے ہین کہ جنت کی ہر چیز کی مثال دنیا مین ہے جو بہشتی
کھائینگے لیکن ہگینگے اور پاخانہ پیشاب نکرینگے اسکی مثال ایسی
ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ مین اور بہشتیون کے لیے غلام ہین کہ
جس چیز کو انکا جی چاہیگا وہ انکے حکم سے پہلے حاضر کرینگے
اس حاجت کے کہنے سے پہلے پہچان لینگے اسکی مثال دنیا مین
آدمی کے اعضا جب کسی چیز کی آدمی کو ضرورت ہوتی ہی آدمی کے
اعضا پہچان لیتے ہین اور وہ کرنے لگتے ہین بغیر کہے اسکے
اور جنت مین ایک درخت ہے کہ اسکو طوبی کہتے ہین اسکی جڑ نبی

والسلام وفی کل دار وفی کل موضع من الجنة
غصن من اغصانها نظیر فی الدنیا الشمس وقد
وصل ضوءها فی کل دار وفی کل موضع یدخل
فی کل شق وکوة وخرق وینتشر فی جمیع الدنیا
ولاهل الجنة لاینفد طعامها وان اکلوا منه لاینقص
شیٔ منه نظیره فی الدنیا العلم والقرآن یتعلمه الناس
ویعلمونه وهو علی حاله لاینقص منه شیٔ و
فی الجنة ظل ممدود ونظیره فی الدنیا قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسطة وبرکتها
کثیرة فذلک قوله تعالی الم تر الی ربک کیف
مد الظل وقد روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال الا انبئکم بساعة هی اشبه بساعة اهل
الجنة قالوا بلی قال هی الساعة التی قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسط وبرکتها کثیرة
والنیران سبعة بعضها فوق بعض لها سبعة
ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم فاولها جهنم
وهی اعلی الابواب وهی التی علیها ممر الخلق
یوم القیمة کما قال الله تعالی وان منکم الا واردها
والثانیة اسمها لظی والثالثة اسمها الحطمة

اور بہشت کے ہر ایک گہر مین اُسکی ایک شاخ ہوگی اُسکی مثال
دنیا مین سورج ہے کہ اُسکی روشنی دنیا کے ہر ایک گہر مین اور
ہر ایک جگہہ پہونچتی ہے اور ہر ایک دراڑ اور روزن مین گہستی ہے
اور تمام دنیا مین پہیل رہی ہے اور بہشتیونکا کہانا نہین گہٹیگا
اور اُسکو کہاوینگے تو کچہہ کم نہین ہوگا نظیر اُسکی دنیا مین
علم قرآن ہے کہ لوگ پڑہتے پڑہاتے مین اور وہ ویسا
کا ویسا ہی رہتا ہے کہ اُسمین سے کچہہ کم نہین ہوتا اور جنت
مین سایہ بہت دراز ہوگا اُسکی مثال دنیا مین صبح کا وقت
ہے سورج نکلنے سے پہلے کہ اُسکا سایہ برابر ہی اور اُسکی رحمت
فراخ ہے اور اُسکی برکت بہت ہے اسلیے اللہ تعالے فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تو نہین دیکہتا اپنے پروردگار کی طرف
کہ کیسا سایہ کو بڑہایا ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کیا مین تمکو ایسی گہڑی کی خبر دون کہ بہشت کی
گہڑی سے بہت مشابہ ہے لوگونے عرض کیا کہ ہان یا رسول
اللہ آپنے فرمایا کہ وہ وقت سورج نکلنے سے پہلے ہے اُسکا
سایہ برابر ہے اور رحمت اُسکی فراخ ہے اور برکت اُسکی
بہت ہے اور دوزخ سات ہین ایک دوسرے کے اوپر اور اُسکی سات دروازے
ہین اور ہر ایک دروازہ اُنمین سے بٹا ہوا ہے پہلا دروازہ جہنم
اور وہ سب دروازون سے اوپر ہے اور اُسی پر سے قیامت کے دن

والرابعة اسمها السعير والخامسة اسمها سقر والسادسة اسمها الجحيم والسابعة اسمها الهاوية وهي اسفل النيران وفيها اشد العذاب وهي اعدت للزنادقة وهم المنافقون وخازن النار يقال له مالك قد البس الله عليه الغضب والهيبة وخازن الجنان يقال له الرضوان قد البس الله عليه الرافة والرحمة باب نسب النبي عليه السلام واولاده وازواجه وذرياته قال الفقيه رحمه الله روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه ذكر نسبة نفسه فقال محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان وكان لا يجاوز نسبه من عدنان وروي عن كعب الاحبار وعن غيره انه ذكر نسبة رسول الله عليه الصلوة والسلام الى آدم وانكر ذلك بعضهم

اور چوتھے کا نام سعیر ہے اور پانچوین کا نام سقر ہے اور چھٹے کا نام جحیم ہے اور ساتوین کا نام ہاویہ ہے اور یہ سب سے نیچے کی دوزخ ہے اور اسمین سخت عذاب ہے اور زندیقون کے لیے طیار ہوئی ہے اور وُہ مُنافق ہین اور دوزخ کے داروغہ کا نام مالک ہے تحقیق اللہ تعالے نے اُسکو غُصّہ اور ہیبت کا لباس پہنادیا ہے، اور بہشت کے مالک کو رضوان کہتے ہین تحقیق اللہ تعالے نے اُسکو نرمی اور مہربانی کا لباس پہنادیا ہے، باب نبی علیہ السلام کے نسب اور اولاد اور بیبیون اور ذریات کے بیانمین کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے اپنے نسب کا ذکر کیا اور فرمایا محمد بیٹا عبد اللہ کا وہ عبد المطلب کا وہ ہاشم کا وہ عبد مناف کا وہ قصی کا وہ کلاب کا وہ مرہ کا وہ کعب کا وہ لوی کا وہ غالب کا وہ فہر کا وہ مالک کا وہ نضر کا وہ کنانہ کا وہ خزیمہ کا وہ مدرکہ کا وہ الیاس کا وہ نزار کا وُہ معد کا وہ عدنان کا اور اپنے نسب کو عدنان سے آگے نہ بڑہاتے تھے اور کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کو آدم ع تک بیان کیا ہے اور بعض نے اسکا انکار کیا ہے

وروی عن عبد الله بن مسعود انه قال كذب
النسابون لان الله تعالى قال وقرونا بين
ذلك كثيرا وقال فی موضع اخر والذين من
بعدهم لا يعلمهم الا الله واما الذين ينسبوه
الى آدم قالوا عدنان بن اود بن ارد بن اليسع
بن الهميسع بن ثبت بن سليمان بن حمل بن
قيدار بن اسمعيل بن ابراهيم خليل الرحمن
بن آذر بن تارخ بن ناخور بن اشرع بن
ارعوا بن قالع بن عامر بن شالح بن
ارفخشد بن سام بن نوح بن كمل بن هوشح
بن اخنوخ وهو ادريس النبی عليه السلام
بن برد بن مهلائيل بن قينان بن انوش
بن شيث بن آدم عليه السلام وقد توفی
اب رسول الله عليه الصلوة والسلام و
امه حاملة به فكفله جده عبد المطلب
وتوفی عبد المطلب وهو ابن ثمان سنين
فكفله عمه ابو طالب وهو اب علی ابن ابی طالب
حتى كبر واسم امه آمنة بنت وهب فتوفيت
امه وهو ابن ست وظائره التی ارضعته

اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جہوٹے
ہین نسب بیان کرنیوالے اسلیے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
(اور بہت گروہ اسکے درمیان مین) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اور وہ لوگ کہ اُنکے پیچھے ہین کوئی نہین جانتا اُنکو سوا
اللہ کے) اور لیکن جو لوگ کہ آپکے نسب حضرت آدم تک
بیان کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ عدنان اود کا بیٹا
وہ ارد کا بیٹا وہ الیسع کا وہ ہمیسع کا وہ ثبت کا وہ سلیمان
کا وہ حمل کا وہ قیدار کا وہ اسمٰعیل کا وہ ابراہیم کا وہ
آذر کا وہ تارخ کا وہ ناخور کا وہ اشرع کا وہ ارعوا
کا وہ قالع کا وہ عامر کا وہ شالح کا وہ ارفخشد کا
وہ سام کا وہ نوح کا وہ کمل کا وہ ہوشح کا وہ اخنوخ
یعنے ادریس کا وہ برد کا وہ مہلائیل کا وہ قینان کا وہ انوش کا
وہ شیث کا وہ آدم علیہ السلام کا اور تحقیق باپ پیغمبر صاحب
حضرت کی والدہ کو حاملہ چہوڑ کر مرے تہے تو آپکی کفالت
آپکے دادا عبد المطلب نے کی اور عبد المطلب حضرت
کو آٹھہ برس کا چہوڑ کر مر گئے پہر آپ کی کفالت
چچا ابو طالب نے کی اور ابو طالب حضرت علی کے باپ
یہانتک کہ آپ بڑے ہو گئے اور آپکی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب
تہا سو وہ آپکو چہہ برس کا چہوڑ کر مر گئین اور آپکی دائی [illegible]

من طائف يقال لها حليمة فاوحى الله تعالى
اليه وهو ابن اربعين سنة فاقام بعد الوحى
بمكة ثلث عشر سنين ثم هاجر الى المدينه فاقام
بها عشر سنين فتوفى ابن ثلثة وستين سنة
وقد مات عن تسع نسوة وجميع ما تزوج من
النساء اربع عشر نسوة اول امرأة تزوجها خديجة
بنت خويلد وهى سيدة النساء وكانت اسبق
النساء اسلاما ثم سودة بنت زمعة ثم عائشة
بنت ابى بكر تزوج هؤلاء الثلث بمكة و
تزوج بالمدينة حفصة بنت عمر بن خطاب
وام سلمة بنت ابى امية وام حبيبة بنت
ابى سفيان كانت هؤلاء الستة من قريش
وجويرية بنت الحارث من بنى المصطلق و
صفية بنت حيى بن اخطب وزينب بنت جحش
كانت امرأة زيد بن حارثة يقال لها ام المساكين
لسخاوها وهى اول نسائها التى ماتت بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة بنت
الحارث وهى خالة ابن عباس وزينب
بنت خزيمة وامرأة من بنى هلال وهى

ایک عورت طائف کی رہنی والی حلیمہ نام تہین اور چالیس برس
کی عمر مین آپ نبی ہوے اور بعد نبی ہونے کے آپ تیرہ برس
مکہ مین رہے پہر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہان دس برس
رہے اور تریسٹھہ برس کی عمر مین انتقال فرمایا اور جب آپکا انتقال
ہوا تو نو بیبیان آپکے تہین اور سب بیبیان آپکی نکاح مین چودہ
تہین پہلے جس سے آپنے نکاح کیا خدیجہ بنت خویلد سیدۃ النسا
تہین اور سب عورتون مین پہلے ایمان لائین پہر سودہ
بنت زمعہ پہر عائشہ ابوبکر کی بیٹی ان تینون سے آپنے
مکہ مین نکاح کیا اور پہر مدینہ مین حفصہ عمر بن خطاب کی
بیٹی اور ام سلمہ ابو امیہ کی بیٹی اور ام حبیبہ ابو سفیان کی
بیٹی سے آپ نے نکاح کیا اور یہ چہہ بیبیان
آپکی قریش سے تہین اور مدینہ ہی مین نکاح کیا جویریہ
بنت حارث سے کہ بنی المصطلق سے تہین اور صفیہ
بنت حیی بن خطب اور زینب بنت جحش سے کہ زید بن
حارثہ کی بی بی تہین بوجہ انکی سخاوت کے انکو ام المساکین
کہتے تہے اور بعد انتقال آنحضرت صلعم کی یہی سب بیبیون سے
پہلے مرین اور میمونہ بنت حارث سے اور یہ ابن عباس کے
خالہ تہین اور زینب بنت خزیمہ سے اور ایک عورت سے
کہ قبیلہ بنی ہلال سے تہین کہ اپنی

التی وہبت نفسها للنبی علیه الصلوٰة والسلام
وامرأة من کندة وهی التی استعاذت فطلقها
وامرأة من کلیب وکان له ثلثة بنین واربع
بنات فاول اولاده القاسم وکان رسول الله
علیه الصلوٰة والسلام یکنی ابا القاسم ثم ابنته
زینب ثم ابنه طاهر ولد بعد نزول الوحی
ولذلك سمی طاهرا ثم ابنته ام کلثوم ثم ابنته
فاطمة ثم ابنته رقیة فهؤلاء کلهم ولدوا
بمکة من خدیجه ثم ولد بالمدینة ابنه ابراهیم
من سریة یقال لها ماریة القبطیة فزوج
فاطمة من علی بن ابی طالب وزوج رقیة من
عثمان بن عفان فماتت بعد ما خرج رسول
الله صلی الله علیه وسلم الی غزوة بدر فلما
رجع من بدر زوجه ام کلثوم ولهذا سمی
عثمان ذی النورین وزوج زینب من ابی العاص
بن الربیع وماتت اولاده کلهم قبله الا
الفاطمة فانها عاشت بعده ستة اشهر
والله اعلم ویقال اربعة اشهر وکانت نسائه
کلهن ثیبات الا عائشة فانها کانت بکرا

اپنے نفس کو حضرت پر ہبہ کر دیا تہا اور ایک عورت قبیلہ کندہ
سے تہی کہ جس نے آنحضرت سے پناہ مانگی تہی آپ نے انکو طلاق
دیدی اور ایک عورت قبیلہ کلیب سے تہی اور آنحضرت کے تین بیٹے
اور چار بیٹیاں تہین پہلے قاسم اسیواسطے حضرت کی کنیت
ابوالقاسم تہی پہر آپکی بیٹی زینب پہر آپکے بیٹے طاہر کہ
نبوت کی حالت مین پیدا ہوے اور اسیواسطے انکا نام طاہر
پہر آپ کی بیٹی ام کلثوم پہر آپکی بیٹی فاطمہ پہر رقیہ اور
یہ سب حضرت خدیجہ سے مکہ مین پیدا ہوے پہر آپکے
بیٹے ابراہیم ایک لونڈی سے جسکا نام ماریہ قبطیہ تہا مدینہ
مین پیدا ہوے پس حضرت فاطمہ کی شادی حضرت
علی رض سے کری اور حضرت رقیہ کی حضرت عثمان بن
عفان سے کی جب آنحضرت جنگ بدر مین تشریف لیگئے تو
رقیہ کا انتقال ہوا جب جنگ بدر سے لوٹے تو آپ نے ام
کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اسیواسطے انکو ذی النورین
کہتے ہین اور حضرت زینب کا نکاح ابن ابی العاص سے
ہوا اور آنحضرت کی سب اولاد حضرت کے سامنے ہی گذر گئی
حضرت فاطمہ رض کے کہ وہ حضرت کے انتقال کے بعد چہ مہینے
زندہ رہین اور الله خوب جانتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ چار مہینے
رہین اور آپکی سب بیبیان بیوہ تہین سواے حضرت عائشہ کے

تزوجها وهی ابنة ست سنين وبنی بها وهی
ابنة تسع سنين وكانت عنده تسعا وغزا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة وثلثين
غزوة ثمانية عشر من ذلك بعث جيشه و
ثمانية عشر هو خرج بنفسه فاول غزوة غزوة بدر
وآخره غزوة تبوك واعتمر رسول الله اربع
عمرات وحج حجة واحدة وهی حجة الوداع
وكان فتح خيبر بعد الهجرة بست سنين و
فتح مكة بعد الهجرة ثمان سنين وكانت
وفاته يوم الاثنين فی شهر ربيع الاول
والتاريخ الذی تورخ به الكتب الی يومنا
هذا انما هو تاريخ الهجرة امر بها عمر بن الخطاب
رضی الله عنه بانه يجعل التاريخ من وقت
الهجرة بمشاورة اصحاب رسول الله عليه
الصلوة والسلام وكان من موالی رسول الله
عليه الصلوة والسلام زيد بن حارثة كان
لخديجة فوهبته من النبی عليه الصلوة
والسلام فاعتقه ومنهم ابو رافع وكان
لخديجة فوهبته من النبی عليه الصلوة

کہ آنحضرت نے جب اُنسی نکاح کیا تہا تو اُنکی چہہ برس کی عمر تہی
اور جب ہم بستر ہوے تو نو برس کے اور آپ کے نکاح مین نو برس
رہین اور آپنے سب چہتیس لڑائیان کفار سے کین اُنہین سے
اٹہارہ کیلیے آپنے اپنا لشکر بہیجا یعنی آپ بنفس نفیس تشریف
نہ لیگئے اُسکو محدثین کی اصطلاح مین سریہ کہتے
ہین اور اٹہارہ مین آپ خود تشریف لے گئے
اور سب سے پہلا غزوہ بدر اور سب سے پچہلا تبوک
ہے اور آنحضرت نے چار عمرے کیے اور ایک حج اور وہ
حجة الوداع تہا اور خیبر ہجرت سے چہہ برس بعد فتح ہوا اور مکہ
آٹہہ برس بعد فتح ہوا اور آپکا انتقال پیر کے دن ربیع الاول
کے مہینے مین ہوا اور آجکے دن تک کتابون مین ہجرت کی تاریخ
کہ لکہی جاتی ہے اس تاریخ لکہنے کا حکم حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ نے سب صحابہ کے مشورت سے دیا تہا کہ یہ تاریخ ہجرت کے
وقت سے قرار دی جاوے اور آنحضرت کے غلامون مین زید بن
حارثہ ہین کہ وہ حضرت خدیجہ کے غلام تہے اور اُنہون نے
آنحضرت کے لیئے ہبہ کردیا تہا اور حضرت نے اُنکو آزاد کردیا
اور دوسرے ابو رافع تہے اور وہ
بہی حضرت خدیجہ کے غلام تہے پس اُنہون نے آپکو
یہ بہی ہبہ کردیا

والسلام فلما اسلم العباس بشر ابو رافع للنبي
عليه الصلوة والسلام باسلامه فاعتقه
ومنهم سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان اسمه مهران ويقال له رباح
وكان في بعض الاسفار فكل من اعطاه شيئا
من متاعه اخذه وهو يحمله فمر به رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد حمل شيئا كثيرا
فقال له انت سفينة فسمي بذلك السفينة
ومن مواليه ثوبان ويسار وسقران وغيرهم
وجماعة غير هؤلاء كانوا ايضا مواليه فاعتقهم
جميعا

باب اسماء الخلفاء بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رحمه الله اختلف الصحابة بعد
وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت الانصار
منا امير ومنكم امير وقال بعضهم الخلافة
لعلي وقال بعضهم لابي عبيدة بن الجراح ثم اتفق
آراؤهم على ابي بكر الصديق فكانت خلافته
سنتين وكان اسمه عبد الله بن عثمان وكان اسمه
قبل الاسلام عبد الكعبة فسماه رسول الله

پھر جب ابو رافع نے حضرت عباس کے اسلام کی حضرت کو
خوشخبری دی تو حضرت نے انکو آزاد کر دیا اور ایک غلام کہ سفینہ
مولی رسول اللہ صلعم کے لقب سے مشہور تھے اور انکا نام مہران ہے
اور انکو رباح بھی کہتے ہین چنانچہ بعض سفر مین جو کوئی کچھ چیز
دیتا تھا وہ لاد لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی
طرف گذرے اور وہ بہت ساری چیزین لادے ہوے تھے
تو آپنے انسے فرمایا کہ تو سفینہ ہے یعنی کشتی تو انکا نام سفینہ
پڑ گیا اور آپکے غلام ثوبان اور یسار اور سقران اور
سوای انکے کئی اور اور سوائے انکے بہت غلام تھے
کہ آپنے ان سبکو آزاد کر دیا

یہ باب ہے خلیفون کے نامون مین جو حضرت کے بعد ہوے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پیغمبر صاحب کے انتقال کے بعد صحابہ
مین جھگڑا پڑا انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہونا
چاہیے اور ایک تم مین سے یعنی مہاجرین مین سے اور
بعضنے کہا کہ خلافت حضرت علی کو ملنی چاہیے اور بعض
کہا کہ ابو عبیدہ بن جراح کو پھر سب کے رائین ابو بکر صدیق کے
خلیفہ ہونے پر متفق ہوئین سو انکی خلافت دو برس تک ہے
اور انکا نام عبد اللہ بن عثمان تھا اور اسلام سے پہلے انکا نام عبد الکعبہ

علیه الصلوة والسلام عبد الله وکان یقال
له خلیفة رسول الله علیه الصلوة والسلام
ثم مات فولی عمر قال لهم کنتم تقولون لابی بکر
خلیفة رسول الله علیه الصلوة والسلام فکیف
تقولون لی فقال بعضهم نقول خلیفة خلیفة رسول
الله علیه الصلوة والسلام فقال هذا یطول
ویثقل ثم قال لستم انتم المؤمنون فقالوا
بلی نعم قال الست انا امیرکم فقالوا نعم قال
قولوا امیر المؤمنین فاول من سمی امیر المؤمنین
عمر فکانت خلافته عشر سنین فقتله ابو لؤلؤ
غلام مغیرة بن شعبة ثم ولی بعده عثمان
بن عفان وکان خلافته اثنی عشر سنة
فقتله اهل الفتنة ثم ولی بعده علی بن
ابی طالب رضی الله عنه وکانت خلافته ست
سنین فقتله عبد الرحمن بن ملجم المرادی
ثم معاویة بن ابی سفیان وکانت ولایته
عشرین سنة ثم یزید بن معاویة وکان
ولایته ثلث سنة فلما مات یزید بن معاویة
وقعت الفتنة فاهل العراق بایعوا عبد الله

عبد اللہ کہا اور اُنکو خلیفۃ الرسول بہی کہا کرتے تھے پہر اُنکا
انتقال ہوا تو پہر حضرت عمر والی ہوئے حضرت عمر نے لوگون سے کہا
تم ابو بکر کو خلیفۃ الرسول اللہ کا کہا کرتے تہے مجھکو کیا کہوگے
بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے خلیفہ کا خلیفہ کہینگے تو کہا حضرت عمر
نے یہ لقب مجھکو دراز معلوم ہوتا ہے پہر کہا کیا تم مؤمن نہین ہو
سب نے کہا ہان ہم مؤمن ہین حضرت عمر نے کہا کیا مین تمہارا امیر نہین ہون
کہا ہان آپ ہمارے امیر ہین تو کہا کہ مجھی امیر المؤمنین کہو پس پہلے جو امیر المؤمنین
کہلائے وہ حضرت عمر تہے سو اُنکی خلافت دس برس رہی
پہر اُنکو ابو لؤلؤ مجوسی مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے شہید
کر دیا پہر بعد اُنکے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوے
اور اُنکی خلافت بارہ برس رہی اُنکو بلوائیون نے شہید
کیا پہر اُنکے بعد حضرت علی بن ابی طالب خلیفہ ہوے اور
اُنکی خلافت چہہ برس رہی اور اُنکو عبد الرحمن بن ملجم
مرادی نے شہید کیا پہر معاویہ بن ابی سفیان رض
والی ہوے اُنکی حکومت تیرہ برس رہی پہر یزید
بن معاویہ حاکم ہوا اور اُسکی حکومت تین
برس رہی پہر جب یزید بن معاویہ مرا
تو فتنہ و فساد پڑ گیا اہل عراق
نی عبد اللہ

بن الزبير واهل الشام بايعوا مروان بن الحكم
وكانت ولاية مروان مقدار تسعة اشهر ثم
ولى عبد الملك بن مروان فبعث عبد الملك حجاج بن
يوسف الى عبد الله بن الزبير وكان بمكة
فحاصره واخذه وصلبه فصارت الولاية
كلها لعبد الملك بن مروان وكانت ولايته
عشر سنين وكان عامة الفتوح في ولايته
الى فرغانة في ايامه ثم الوليد بن عبد الملك
ثم سليمان بن عبد الملك ثم العبد الصالح
عمر بن عبد العزيز ثم مروان بن محمد فهؤلاء
كلهم كانوا من بني امية من وقت معاوية
وكان مقامهم بالشام ثم نقلت الولاية الى
ولد العباس فصارت مقامهم بالعراق
وهم بنوا بغداد فولى ابو العباس واسمه
عبد الله بن محمد بن علي بن عبد الله بن
عباس ثم اخوه ابو جعفر الدوانقي يقال
له المنصور ثم ابنه محمد بن عبد الله الذي
يقال له المهدي ثم ابنه موسى بن محمد ثم ابنه الاخر
الذي يقال له هارون بن محمد الذي يقال له الرشيد

بن زبیر سی بیعت کر لی اور شامیون نے مروان بن حکم سے
اور مروان کے حکومت نو مہینے رہی پہر عبد الملک بن مروان
حاکم ہوا اُسنے حجاج بن یوسف کو عبد اللہ بن زبیر پر
چڑہایا اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین تہے سو اُنکو آکر گہیر لیا
اور پکڑ لیا اور سولی دیدیا پہر ساری حکومت عبد الملک
بن مروان کی ہو گئی اور اُسکی حکومت دس برس رہی
اور اُسنے فرغانہ تک ملک فتح کر لیا اور اُسکی فرغانہ تک
حکومت رہی پہر ولید بن عبد الملک پہر سلیمان بن
عبد الملک پہر بندہ صالح عمر بن عبد العزیز پہر مروان بن
محمد اور یہ امرا معاویہ سے لیکر سب بنی امیہ تہے اور
اُنکا تختگاہ شام تہا پہر حکومت عباسیون مین آگئی
اور اُنکا تختگاہ عراق ہوا اور اُنہون نے شہر بغداد
بسایا پس حکومت ابو العباس پر آئی اور اُسکا نام
عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تہا
پہر اُسکا بہائی ابو جعفر دوانقی ہوا کہ اُسکو منصور
کہتے تہے پہر اُسکا بیٹا محمد بن عبد اللہ جسکو مہدی
کہتے تہے پہر اُسکا بیٹا موسی بن محمد پہر اُسکا دوسرا
بیٹا ہارون بن محمد کہ جسکو ہارون
رشید کہتے ہین ہوا

فلم يستقر عليه الامر ثم عبد الله بن هارون
الذي يقال له المامون باب ما يستحب
من الاسماء وروي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما بعث الله تبارك وتعالى
رسولا الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وكان يكتب الى الافاق اذا ابردتم
الي بريدا فابردوا برجل حسن الوجه حسن
الاسم وروي عن علي ابن ابي طالب انه قال
كنت احب الحرب فلما ولد لي الحسن سميته
حربا فدخلت على رسول الله عليه الصلوة و
السلام اخبرته بذلك فقال بل هو الحسن
فلما ولد لي الحسين سميته حربا فدخلت على
رسول الله عليه الصلوة والسلام فاخبرته
بذلك فقال بل هو الحسين ثم قال سميتهما
باسم ابني هارون شبر وشبير وروي
سعيد بن المسيب ان جده حزن بن بشير
دخل على رسول الله عليه الصلوة والسلام
فقال ما اسمك فقال حزن فقال انت سهل
فقال لا اغير اسمي عما سمانيه ابواي ...

پھر اُسکی سلطنت قایم نرہی پھر عبد اللہ بن ہارون ہوا
جسکو مامون کہتے ہین

باب اس بیان مین کہ نام کیا رکھنا مستحب ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سب رسول خوبصورت اچھے نام
والی خوش آواز بھیجے ہین اور آپ اطراف وجوانب مین
لکھہ بھیجتے کہ جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوبصورت
اچھے نام والا بھیجو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین حرب یعنی لڑائی کو بہت
چاہتا تھا جب میرے ہان حسن پیدا ہوے مین نے اُنکا نام حرب رکھا
پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی تو مین نے
آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ وُہ حسن ہے پھر حسین پیدا
ہوے تو مین نے اُنکا نام بھی حرب کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائی اور مین نے آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ
وہ حسین ہے، پھر فرمایا کہ مین نے اُنکا نام ہارون کے دونون بیٹون کے
نام پر رکھا ہے شبر اور شبیر اور سعید بن مسیب علیہ الرحمہ روایت کرتے
ہین کہ میرا دادا حزن بن بشیر آنحضرت صلعم کے خدمت مین حاضر ہوے آپنے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنے عرض کیا کہ حزن آپنے فرمایا تو سہل ہے
اُسنے عرض کیا مین اپنے نام کو جو میرے ماں باپ نے رکھا ہے نہین بدلونگا

قال سعيد بن المسيب لم تزل تلك الحزونة
فينا الى اليوم وروى عن المهلب بن ابى صفرة
عن ابيه انه دخل على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فسأله عن اسمه ونسبه فقال انا سارق بن
قاطع بن ظالم بن فلان حتى انتهى الى جلند
الملك الذى كان يأخذ كل سفينة غصبا قال
المهلب وكان على ابى ازار قد صبغه بالزعفران
فقال له رسول الله عليه الصلوة والسلام
دع السارق والقاطع فانت ابو الصفرة قال
يا رسول الله لم يكن احد ابغض الى منك و
الان ليس احد احب الى منك وانه قد ولدت
امس ابنة وقد سميتها صفرة حتى يكون كنيتى
موافقا لاسمها وكانت العرب اذا ولد لاحدهم
اول الولد كان يكنى به وامرأته ايضا يكنى به
فيقال للزوج ابو فلان ولامرأته ام فلان
كما قيل ابو سلمة وامرأته ام سلمة وابو الدرداء
وامرأته ام الدرداء وابو ذر وامرأته ام ذر
وكان الرجل لا يكنى ما لم يولد له وروى عن
معمر بن خيثم قال قال لى ابو جعفر محمد بن

توسعید بن مسیب کہتے ہین کہ ہمیشہ یہ حُزن یعنی غمگینی اور سختی
ہمارے گھر مین آجتک رہی اور مہلب بن ابی صفرہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ وہ یعنی اُنکا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکا نام اور نسب پوچھا
اُسنے عرض کیا کہ مین سارق ابن قاطع بن ظالم بن فلان
ہون یہانتک کہ اُسنے اپنے نسب کو جلند بادشاہ تک
پہونچایا جو کہ کشتیون کو بیگار مین پکڑا کرتا تھا مہلب کہتے
ہین کہ میرا باپ زرد ازار پہنے ہوے تہا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُس سے فرمایا چھوڑ دے سارق اور قاطع کو تو ابو صفرہ
ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سے زیادہ میرے نزدیک
کوئی دشمن نہتہا اور آپ سے زیادہ میرا کوئی دوست نہین اللہ نے
یہان کل ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اُسکا نام مین نے صفرہ رکہا
کہ میری کنیت اُس لڑکی کے نام کے موافق ہوجاوے اور عرب مین
جب کسیکے اول بچہ پیدا ہوتا تہا اُس بچہ کے نام پر اُسکی کنیت ہوا
کرتی تہی اور اُسکی بی بی کی بہی کنیت ہوتی تو خاوند کو ابو فلان کہتے
تہے یعنی فلانے کا باپ اور بی بی کو ام فلان یعنی فلانی کی
ما جیسے کہتے ہین ابو سلمہ اور اُنکی بی بی کو ام سلمہ اور ابو درداء
اور اُنکی بی بی کو ام درداء اور ابوذر اور اُنکی بی بی کو ام ذر
اور آدمی کی جبتک اولاد نہوتی تہی اپنے کنیت نہ کہتا تہا

على بما اكنيتني يا معمر قلت بما اكنيتُ نبعدُ ولا ولد
لى قال وما يمنعك ان تكني قلت حديث
بلغني عن على انه قال من اكتنى ولم يولد له
فهو ابو جوز قال ليس هذا من حديث على
انا لنكنى اولادنا فى حال صغرهم مخافة التعير
ان يلحق بهم وقد روى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال سموا باسمى ولا تكنوا بكنيتي
وروى اكتنوا بكنيتي ولا تسموا باسمى ولا تجمعوا
بين كنيتي واسمى فى واحد ويقال هذا منسوخ
لان على بن ابى طالب سمى ابنه محمدا وهو
ابن الحنفية وكناه بابى القاسم وقد كان
استاذن منه فاذن له وقد روى عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه قال سموا اولادكم
باسماء الانبياء صلوات الله عليهم اجمعين
واحب الاسماء الى الله تعالى عبد الله و
عبد الرحمن قال الفقيه رحمه الله لا احب
للعجم ان يسموا عبد الرحمن وعبد الرحيم
لان العجم لا يعرفون تفسيره فيسمونه بالتصغير
فصار ذلك مستنكرا عند العقلاء فان كانت

اسی معمر تیری کیا کنیت ہے مینے کہا کہ میری کچھ کنیت نہین اور نہ
میرے کوئی اولاد ابو جعفر نے کہا کہ کنیت کہنے سے تجکو کون منع
کرتا ہے مین نے کہا کہ ایک حدیث مجکو حضرت علی سے پہنچی ہے کہ انہون نے
کہا کہ جسنے کنیت رکھہ لی اور اسکی کچہہ اولاد نہین تو وہ ابو جوز ہے
ابو جعفر نے کہا کہ یہ علی کی حدیث نہین ہم تو اپنی اولاد کی کنیت
ننگ کے خوف سے کہ انکو لگجاویگا بچپن مین رکھدیتی تہی اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری
کنیت پر کنیت نہ رکھو اور روایت ہے کہ میری کنیت پر کنیت رکہو اور میرے
نام پر نام نہ رکھو یعنی نام اور کنیت کو ایک جا اکٹھا مت کرو اور کہتے ہین کہ
حدیث منسوخ ہے اسلیئے کہ علی بن ابی طالب نے اپنے بیٹے کا نام جو
بی بی حنفیہ سے تہے محمد رکہا اور انکی کنیت ابو القاسم رکہی اور تحقیق حضرت
علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تہی اور آپنے انکو
اجازت دیدی تہی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
کہ اپنی اولاد کے نام انبیا علیہم السلام کے نام پر رکھو اور اللہ کو عبد اللہ اور
عبد الرحمن نام بہت پسند ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ مین عجمیون کے لیے یہ پسند نہین کرتا کہ
وہ عبد الرحمن یا عبد الرحیم نام رکھین اسلیے کہ
عجمی لوگ اسکے معنی نہین جانتے اور حقارت سے گھٹا کر نام لینے لگیں گے
تو یہ عقلمندون کے نزدیک بہت برا معلوم ہوگا سو اگر

کذلک لا ینبغی ان یسمی بمثل ذلک الاسم و
روی عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ
نھی ان یسمی المملوک نافعا او یسارا او برکۃ
قال الراوی انہ لم یحب ان یقال لیس ھھنا
برکۃ ولیس ھھنا نافع اذا طلبہ انسان
وروی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ
قال لرجل ما اسمک قال جمرۃ قال ابن من
قال ابن شھاب قال ابن من قال ابن الحرقۃ
قال این تسکن قال بالحرۃ قال عمر ویحک
ادرک اھلک فقد احترقوا فرجع الرجل
الی اھلہ فوجدھم قد احترقوا جمیعا وروی
مالک بن انس عن یحیی بن سعید ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یحلب ھذہ
اللقحۃ یعنی الناقۃ فقام رجل فقال انا قال
لہ ما اسمک قال مرۃ قال اجلس ثم قال من
یحلب ھذہ اللقحۃ فقام رجل اخر فقال انا
قال ما اسمک قال حرب قال اجلس ثم قال
من یحلب ھذہ اللقحۃ فقام رجل قال انا
فقال ما اسمک فقال یعیش فقال لہ احلب فحلب

ویسے نام رکھین تو ایسے نام لینا نچاہیے یعنی گھٹا کر حقارت سے اور
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے
غلام کا نام نافع یا یسار یا برکت رکھنے کو منع فرمایا
ہے راوی کہتا ہے کہ یہ اچھا نہین کہ جب کوئی آدمی اسکو بلاوے
تو یون کہا جاوے کہ یہان برکت نہین یا یہان نافع نہین اور عمر
بن خطاب سے مروی ہے کہ انہون نے ایک شخص سے کہا کہ
تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا جمرہ (یعنی آگ کے انگارا) انہون نے کہا
کسکا بیٹا اُسنے کہا شہاب کا (یعنی انگارا) انہون نے کہا وہ کسکا بیٹا
اُسنے کہا حرقہ کا (یعنی جلانا) انہون نے کہا تو کہان رہتا ہے اُسنے کہا
کہ حرہ مین (یعنی تپش) حضرت عمر نے کہا کہ اُٹھہ خرابی ہو تجکو اپنے
گھر جا وہ سب جل گئے وہ شخص اپنے گھر آیا تو اُن سب کو جلا پایا اور
انس بن مالک نے یحیےٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اونٹنی کو کون دوہے گا
تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اُسنے عرض کیا کہ مرہ (یعنی تلخی) آپنے فرمایا بیٹھہ جا پہر فرمایا
اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین
آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہی اُسنے عرض کیا کہ حرب (یعنی لڑائی) آپنے
فرمایا بیٹھہ جا پہر فرمایا کہ اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا
کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا یعیش (یعنی جینے زندگی کرنے والا) آپنے

باب ذکر الایام والشهور

قال الفقیه رحمه الله اعلم ان السنة اثنا عشر
شهرا اولها المحرم وانما سمی محرما لان القتال
فیه کان محرما بینهم فی الجاهلیة ثم صفر
وانما سمی صفرا لان الناس قد اصابهم
المرض فاصفرت وجوههم فیه فسموه صفرا
لصفرة الوجوه ویقال ایضا انما سمی صفرا
لانه صفرا بلیس بجنوده حین خرج المحرم وحل
لهم القتال ثم شهر ربیع الاول لانه صادف
اول الخریف فسموه ربیع الاول ثم شهر
ربیع الاخر وانما سموه ربیع الاخر لانه صادف
اخر الخریف فسموه باسم ربیع الاخر ثم جمادی
الاولی ثم جمادی الاخری وانما سمیتا بذلک
لانهما صادفا ایام الشتاء حین اشتد
البرد وجمد الماء ثم رجب وانما سمی رجبا
لان العرب ترجبه ای تعظمه وکانوا یسمونه
اصم لانهم کانوا لا یسمعون فیه صوت
الحرب والسلاح ثم الشعبان وانما سموه
شعبان لان قبائل العرب کانت تتشعب فیه

اس باب مین دنون اور مهینونکا ذکر ہے ٭ کہا فقیہ
رحمه الله نے کہ جان تو کہ برس بارہ مهینے کا ہے پہلا مهینا
محرم اور اسکا محرم اسلیے نام کہا گیا کہ عرب کے لوگ ایام جاہلیت
مین تمام محرم آپس کی لڑائیکو حرام جانتے تھے پہر صفر اور صفر
اسلیے اسکا نام ہوا کہ عرب والے اس مهینے مین بیمار ہوتے
اور انکے چہرے زرد ہو جاتے تھے تو انہون نے اسکا نام
چہرہ زرد ہونے کی وجہ سے صفر رکھدیا اور کہتے ہین کہ صفر اسلیے
بہی نام رکہا گیا کہ شیطان اپنے لشکر سمیت زرد ہو جاتا ہی جب محرم
نکلتا ہی اور لڑائی حلال ہو جاتی ہے پہر ربیع الاول کا مهینا اور
چونکہ یہ مهینا ابتدائے خریف مین آیا تہا اسلیے اسکا نام ربیع الاول
رکھدیا پہر ربیع الآخر کا مهینا اور اسکا نام ربیع الآخر اسلیے کہا
کہ خریف کا آخر آیا تو اسکو ربیع الآخر کے نام سے نامزد کیا
پہر جمادی الاولی پہر جمادی الاخری اور ان دونکا نام اسلیے ہوا
کہ آتے ہین جاڑون کے دنون مین جب جاڑا سخت
ہو جاتا ہے اور پانی جم جاتا ہے پہر رجب اور رجب
اسلیے نام کہا کہ عرب کے لوگ اسکی ترجیب یعنی تعظیم کرتے تھے اور اسکا نام
اصم بہی لیا کرتے تھے اسلیے کہ اس مهینے مین لڑائی اور ہتیار کی
آواز نہ سنتے تھے پہر شعبان ہے اور اسکا شعبان نام اسلیے
رکہا کہ اس مهینے مین عرب کے قبیلے منشعب یعنی

ای تتفرق ويقال ايضا انما سمی شعبان لانه
تتشعب فيه خير كثير لرمضان ثم شهر رمضان
وانما سموه رمضان لانه صادف ايام الحر
والرمضاء الحر الشديد ويقال انما سمی رمضان
لانه يرمض الذنوب ای يحرقها ثم شوال
وانما سموه شوالا لان قبائل العرب كانت
تشول فيه ای تبرح فيه عن مواضعها و
يقال انما سموه شوالا لانهم كانوا يصيدون
فيه نحو قولك اشال الكلب اذا ارسل للصيد
ثم ذو القعدة وانما سموه ذا القعدة لانهم
كانوا يقعدون فيه عن الحرب ثم ذو الحجة
وانما سموه ذا الحجة لانهم كانوا يحجون فيه
ويقال سموه ذا الحجة لان بانصرامه الحجة
ای السنة فهذه اسماء الشهور بالعربية و
هی الشهور القمرية التی يعرف حسابها
بدوران القمر وهی حساب المسلمين لاجالهم
وعبادتهم واما الشهور الشمسية التی
يعرف حسابها بدوران الشمس بحساب الروم
بلسان السريانية يجعلون ابتداءها من ايام

متفرق ہو جاتے تھے اور کہتے ہین کہ شعبان اسلیے بھی نام کہا گیا
کہ اس مہینے مین خیر کثیر پہیلتی ہے بوجہ رمضان کے پہر رمضان
کا مہینا ہے اور اسکا نام رمضان اسلیے ہوا کہ گرمیون مین آیا اور
رمضا کہتے ہین سخت گرمی کو اور کہتے ہین کہ رمضان اسلیے
نام ہوا کہ گناہون کو رمض یعنے جلا دیتا ہے پہر شوال اور اسکا اسلیے
شوال نام ہوا کہ قبائل عرب اس مہینے مین تشول کرتے تھے
یعنی اپنی اپنی جگہہ سے باہر چلے جاتے تھے یعنی نکل جاتے اور کہتے
ہین کہ اسلیے بہی شوال نام ہوا کہ اس مہینے مین عرب شکار کرتے
تھے پہر ذیقعد اور اسکا نام ذیقعد اسلیے کہا کہ اس مہینے مین
عرب لڑائی سے قعود کرتے تھے یعنی بیٹھ رہتے تھے پہر ذی الحجہ
اور اسکا ذی الحجہ اسوجہ سے نام رکہا گیا کہ اس مہینے مین
عرب حج کیا کرتے تھے اور کہتے ہین کہ اسوجہ سے بہی اسکا نام
ذی الحجہ رکہا کہ اسکے ختم ہونے سے حجہ یعنی سال ختم ہو جاتا
ہے یہ نام ہین عربی مہینون کے اور یہی قمری مہینے ہین کہ جنکا
حساب چاند کے حال سے پہچانا جاتا ہے اور وہ حساب مسلمانونکا
ہے انکی اوقات اور عبادتون کے لیے اور شمسی مہینے وہ
ہین کہ جنکا حساب سورج کے دوران سے پہچانا جاتا ہے
رومی حساب سے سریانی زبان مین
ان مہینون کا شروع

مهرجان أولها تشرين الاول ثم تشرين
الاخر ثم كانون الاول ثم كانون الاخر
ثم شباط ثم اذر ثم نيسان ثم ايار ثم حزيران
ثم تموز ثم آب ثم ايلول واسماؤها بالفارسية
ابتداؤها من نيروز اولها فروردين ثم
اردى بهشت ثم خرداد ثم تير ثم مرداد
ثم شهريور ثم مهر ثم ابان ثم خمسة ايام
لا تعد من السنة يقال لها ايام مسترقة
ثم آذر ثم دى ثم بهمن ثم اسفندارمذ و
كلما مضى من شهر من شهور الفارسية
عشرة ايام دخل شهر من شهور الرومية
وفى كل سنة يتاخر النيروز بيوم واحد من
ايام الجمعة فان كان النيروز فى هذه السنة
يوم الخميس يكون فى السنة الثانية يوم
الجمعة وفى السنة الثالثة يوم السبت و
ما كان من شهور العربية ينقص فى كل سنة
عشرة ايام وربما ينقص احد عشر يوما فستة
منها نقصان الشهور والخمسة هى ايام المسترقة
واليوم والليل اربعة وعشرون ساعة

مهرجان جیسے کہ رسم ہے یعنی خزان کا مہینا پہلا
مہینا تشرین اول ہے دوسرا تشرین آخر تیسرا کانون
اول چوتھا کانون آخر پانچوان شباط چھٹا آذر
ساتوان نیسان آٹھوان ایار نوان حزیران دسوان
تموز گیارہوان آب بارہوان ایلول اور اسکی نام فارسی مین
ابتدا اسکی نوروز سے ہے پہلا فروردین دوسرا اردی بہشت تیسرا
خرداد چوتھا تیر پانچوان مرداد چھٹا شہریور ساتوان مہر آٹھوان
ابان پھر پانچ دن برس مین شمار نہین کیے جاتے اور انکا نام
خمسہ مسترقہ ہے نوان آذر دسوان دی گیارہوان بہمن بارہوان
اسفندارمذ اور جب دس دن فارسی مہینے کے گذر جاتے ہین
تو رومی مہینا شروع ہوتا ہے اور ہر سال مین نوروز
ایکدن پیچھے رہتا ہے ہفتہ کے دنو مین جیسے اس سال مین
نوروز جمعرات کو ہے تو دوسرے سال مین جمعہ کا ہوگا اور
اور تیسرے سال مین سنیچر کا اور جو مہینے عربی
مین ہر سال مین دس دن کم ہوتے ہین اور
کبھی گیارہ دن یعنی عرب کا سال رومی سال
سے اسقدر کم ہوتا ہے سوا نمین سے چھہ دن
تو مہینے کی کمی سے اور چار دن مسترقہ کے
اور دن رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہین

لا يزيد ولا ينقص منها وكلما ينقص من
النهار ازداد ذلك في الليل وكلما ينقص
من الليل ازداد في النهار واطول ما يكون
من النهار في نصف حزيران فيكون النهار
خمسة عشر ساعة والليل تسع ساعة وهو
اقصر ما يكون ثم يأخذ النهار في النقصان
وازداد الليل حتى اذا كانت ايام مهرجان
استوى الليل والنهار فيصير كل واحد منهما
اثنى عشر ساعة حتى اذا كانت بعد سبعة
عشر من كانون الاول صار الليل خمسة
عشر ساعة وهو اطول ما يكون والنهار
تسع ساعات وذلك اقصر ما يكون ثم يأخذ
الليل في النقصان حتى اذا كانت قبل النيروز
تسع عشر او اقل استوى الليل والنهار ثم
يزداد النهار الى النصف من حزيران فذلك
قول الله تعالى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا
ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وقال تعالى
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ الآية باب صفة
طبائع الانسان قال الفقيه رحمه الله

نہ زیادہ نہ کم جسقدر دن گھٹتا ہے اُسیقدر رات بڑھتی
ہے اور جتنی رات گھٹتی ہے اُتنا ہی دن بڑھتا ہے اور
سب سے بڑا دن حزیر مہینے کے نصف مین ہوتا ہے پس دن پندرہ
گھنٹے کا ہوجاتا ہے اور رات نو گھنٹے کی اور یہ چھوٹی سے
چھوٹی رات ہے پھر دن گھٹنے لگتا ہے اور رات بڑھتی
ہے یہان تک کہ مہرجان مہینا آتا ہے تو رات دن
برابر ہوجاتے ہین اور دونون بارہ بارہ گھنٹے کے ہوجاتے
ہین یہان تک کہ کانون کی سترھوین تاریخ رات
پندرہ گھنٹے کی ہوجاتی ہے اور وہ بڑی سے
بڑی رات ہے اور دن نو گھنٹے کا اور یہ
چھوٹے سے چھوٹا دن ہے پھر رات گھٹنے لگتی
ہے یہان تک کہ جب نوروز کو اُنیس دن یا کچہ کم
رہتے ہین تو رات دن برابر ہوجاتے ہین
پھر نصف حزیران تک دن بڑھتا ہے ایسے
ہی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے
(اور سورج اپنے ٹھیراؤ کو چلتا ہے یہ اندازہ زبردست جاننے والے کا
ہے) اور حق تعالے فرماتا ہے (لے آتا ہے رات کو دن مین اور
دن کو رات مین) اس باب مین انسان کی
طبیعتون کا بیان ہے، کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

ان اللہ تبارک و تعالی خلق الخلق و رکب فیہ
اربعۃ من الطبائع الیبوسۃ والرطوبۃ والحرارۃ والبرودۃ و خلق
فی النفس اربعۃ اشیاء لصلاح الجسد فلا یقوم الجسد
الا بھن المرۃ السوداء والمرۃ الصفراء والدم والبلغم فجعل
مسکن الیبوسۃ فی المرۃ السوداء و مسکن الرطوبۃ فی المرۃ الصفراء
و مسکن الحرارۃ فی الدم و مسکن البرودۃ فی
البلغم فایما جسد اعتدلت فیہ ھؤلاء
الاربعۃ کملت صحتہ فاذا غلب واحد منھا
علی غیرہ دخل علیہ السقم من ناحیۃ فاِن
قل فقد دخل الضعف من جھتہ ثم قد
تصیر ھذہ الطبائع فطرۃ فی الاخلاق
فمن الیبوسۃ العزم و من الرطوبۃ اللین و
من الحرارۃ الحدۃ و من البرودۃ الاناۃ
فاذا زاد احدھن او قل دخل الفساد
من قبلہ و قد جعل اللہ تعالی من عدۃ فی
مواضع من الراس فی کل شیء نوعا من
المنفعۃ النظر فی العین والسمع فی الاذنین
والشم فی الانف والکلام فی اللسان فکذلک
فی الجوف قد جعل لکل شیء معدنا فمعدن

تحقیق اللہ تعالی نے خلقت کو پیدا کیا اور اسمین چار طبیعتون کو
ترکیب دیا ایک یبوست دوسری رطوبت تیسری حرارت چوتھی
برودت اور نفس کے اندر چار چیزونکو رکھا تا کہ بدن کی اصلاح
اور قیام اُس سے رہے سودا اور صفرا اور خون اور بلغم خشکی کا
مقام مرہ سودا یعنی تلی مین اور رطوبت کا مقام مرہ صفرا
یعنی پتہ مین اور حرارت کا مقام خون مین اور برودت کا مقام
بلغم مین سو جس بدن مین یہ چارون برابر رہین گے تو اُسکو صحت
کامل رہیگی اور جب اُنمین سے ایک دوسری پر غالب ہوا تو بیماری
اُسمین آ جاتی ہے پس اُنمین سے جو تہوڑا ہو تو اسی طرف سے
ضعف آگیا پہر کبہی یہ طبیعتین عادت کے اندر رخصت ہو جاتی
ہین سو یبوست سے ارادہ اور رطوبت سے نرمی
اور حرارت سے تیزی اور برودت سے آہستگی
ہوتی ہے پس جب اُنمین سے ایک زیادہ یا کم
ہوتی ہے اُسی کی طرف سے فساد آ جاتا ہے اور
تحقیق اللہ تعالی نے سر مین سے چند جگہ مین ہر چیز
کی ایک طرح کی منفعت رکہی ہے آنکھ مین نگاہ
کان مین سماعت ناک مین سونگھنا زبان مین
بولنا اور ایسے ہی پیٹ کے اندر ہر چیز
کے لیے ایک کہان ہے

الضحك والسرور الطحال وموضع الخوف
والهيبة الرية وموضع الغضب الكبد و
معدن العلم والفهم القلب ومعدن العقل
الدماغ ومعدن الحزن والفرح الكلية
ويقال الصدر وخلق في الجسد ثلثمائة و
ستين عرقا للشد والوصل وخلق فيها مائتين
وثمانية واربعين عظما لمصلحة البدن
فذلك قوله تعالى وفي الارض آيات للموقنين
وفي انفسكم افلا تبصرون وقال علي ابن
ابي طالب رضي الله عنه العقل في القلب
والرحمة في الكبد والرافة في الطحال والنفس
في الرية وقال ينتهي طول الغلام لاحد و
عشرين سنة وينتهي عقله لثمان وعشرين
فلا يزيد بعد ذلك عقل الا التجارب و
قال بعض الحكماء موضع العقل في الدماغ
وموضع الحق في العينين وموضع الباطل
في الاذنين وموضع الحياء في الوجه وطريق
الروح في الانف وموضع الحيوة في الفم و
موضع الهموم في الصدور وموضع الضحك

سو ہنسی اور خوشی کا خزانہ تلی ہے اور خوف و ہیبت
کا خزانہ پھیپھڑا ہے اور غصہ کی جگہ کلیجا اور علم اور فہم کی
جگہ دل اور عقل کی جگہ دماغ اور غم اور خوشی کی
جگہ گردہ اور بعض کہتے ہین کہ چھاتی ہے اور اللہ نے
بدن کے اندر تین سو ساٹھ رگین پیدا کرین بدن کے جکڑنے
اور ملانے کے لیے اور دو سو اڑتالیس ہڈیان پیدا کرین
بدن کی صلاح کے لیے چنانکہ حق تعالی نے فرمایا
ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور زمین مین یقین کرنیوالونکے
لیے بہت سے نشان ہین اور تمہارے جانونمین کیا تم دیکھتے
نہین) اور علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے عقل تو
دلمین ہے اور رحمت کلیجہ مین اور شفقت تلی مین اور سانس
پھیپھڑے مین اور فرمایا حضرت علی نے کہ آدمی اکیس برس
تک بڑہتا ہے اور اٹھائیس برس تک اسکی عقل کی
انتہا ہے پھر اسکے بعد عقل نہین بڑہتی مگر تجربہ اور بعض
حکما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ مین ہے اور حق کی جگہ
دونون آنکھونمین اور باطل کی جگہ دونون کانونمین اور حیا
کی جگہ چہرہ مین اور روح کا رستہ ناک مین کو
اور زندگی منہ مین اور غم کی جگہ سینون
مین اور ہنسی کی جگہہ

في الطحال وموضع الرحمة والغضب في الكبد
وموضع الفرح والحزن في القلب وموضع
الكسب في اليد وموضع النصب في الرجلين

باب الفروسية والرمي

روى عن
عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال علموا اولادكم
السباحة والفروسية والرمي وامروهم
بالاحتفاء بين الاغراض وروى ابن عمر
عن النبي عليه الصلوة والسلام علموا اولادكم
السباحة والرمي والمرأة الغزل وروى عن
عتبة بن عامر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ارموا واركبوا وان ترموا احب الي
من ان تركبوا وكل شئ يلهو به الرجل باطل
الا ثلثة رمية بقوسه وتاديبه فرسه
وملاعبته مع اهله فانهن من الحق

باب النهي عن اقتناء الكلب

وروى
سالم عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقتنى كلبا الا للماشية او الصيد
نقص من اجره كل يوم قيراط وروى عطية عن
ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام

تلی ہیں اور رحمت اور غصہ کی جگہ جگر ہیں اور خوشی
اور غم کی جگہ دل ہیں اور کمانے کی جگہ ہاتھ ہیں
اور کھڑے ہونے کی جگہ دونوں پاؤں ہیں ۔

باب ہے بیان میں گھوڑے پر چڑھنے اور تیر پھینکنے کے

عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اپنی اولاد
کو تیرنا اور گھوڑے پر چڑھنا اور تیر پھینکنا سکھاؤ اور ان کو
نشانوں کے درمیان مشق کرنیکا حکم دو اور ابن عمر نے نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کری ہے کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور تیر پھینکنا
اور عورتوں کو کاتنا سکھاؤ اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تیر پھینکو اور
گھوڑے پر چڑھو اور اگر تم تیر پھینکوگے تو میرے
نزدیک گھوڑے پر چڑھنے سے بہتر ہے اور ہر شے جس سے آدمی
کھیلتا ہے باطل ہے مگر تین چیزیں اپنے کمان سے تیر پھینکنا
یا گھوڑے کو سکھانا یا اپنی بی بی کے ساتھ بازی کرنا یہ سب حق ہیں

باب ہے کتے کے پالنے کی امتناع میں

سالم اپنے باپ سے
اور وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں جو کوئی
سوائے چارپایوں کی حفاظت یا شکار کے اور طرح کتا پالے تو اسکے
ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہو جاتا ہے یعنی جو عبادت کرے گا
ثواب کم تھوڑا رہتا ہے ور روایت کی عطیہ نے ابن عمر سے وہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام سے

انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية او لصيد
نقص من اجره كل يوم قيراطان قيل يا ابا عبد الرحمن
انا كنا نسمع قيراطا فقال سمعت اذناى ووعاه
قلبى والذى لا اله الا هو يقول كل يوم
قيراطان وروى ابو هريرة عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية
او لصيد او لزرع نقص من اجره كل يوم قيراط
قال الفقيه رحمه الله فى الخبر دليل على انه اذا
امسك الكلب لحاجة فلا بأس به واذا امسك
للاغراء فهو مكروه وروى ابراهيم النخعى
ان النبى عليه الصلوة والسلام رخص لاهل
البيت القاصى يعنى البعيد باقتناء الكلب
وروى عن وهب بن منبه انه قال ان آدم
عليه السلام لما اهبط الى الارض قال ابليس
للسباع ان هذا عدو لكم فاهلكوه واجتمعوا
وولوا امرهم الى الكلب وقالوا انت اشجعنا و
جعلوه اميرا فلما راى ذلك آدم عليه السلام
تحير فى ذلك فجاءه جبرئيل قال امسح يدك
على راس الكلب ففعل ذلك فالفه فلما رات

کہ آپنے فرمایا جو کوئی سوا ے چوپایون کے حفاظت اور شکار کے کتا
پالیگا اُسکا ثواب ہر روز دو قیراط کم ہوگا لوگون نے کہا اے ابا عبد الرحمن
ہم تو ایک قیراط سنتے ہین تو اُنہون نے کہا میرے دونون کانون
نے سنا ہے اور میرے دل نے اُسکو یاد رکہا ہے قسم ہے اُسکی کہ کوئی معبود
نہین سوا اُسکے کہ آنحضرت دو قیراط فرماتے تہے اور ابو ہریرہ نے نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی چوپایون کی
حفاظت یا شکار کیلئے یا کہیتی کی حفاظت ان تینونکے سوا ے کتا پالیگا
تو اُسکے ثواب مین سے ایک قیراط ہر روز گہٹیگا کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے حدیث
مین دلیل ہے اسکی کہ اگر کوئی کسی ضرورت کے لیے کتا پالے تو کچہ ڈر نہین
اور اگر کسی پر بہونکانے کے لیے کتا پالیگا تو مکروہ ہے اور ابراہیم نخعی نے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو جسکا گہر دور ہے
کتا پالنے کی رخصت دی ہے اور وہب بن منبہ سے مروی
ہے کہ آپنے فرمایا کہ تحقیق آدم علیہ السلام جب زمین پر
اُترے تو ابلیس نے درندون سے کہا کہ یہ تمہارا دشمن ہے سو اسکو تم
مار ڈالو اور سب درندون نے اتفاق کیا اور اپنے کام کا کتے کو اختیار
دیا اور سب نے کہا کہ تو ہم سب سے زیادہ مردانہ ہے اور کتے کو سردار بنایا
جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حال دیکہا تو اسمین حیران ہوے
پس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا ہاتہ کتے کے سر پر پہیر
حضرت آدم نے یہی کیا تو کتا آپ سے الفت کرنے لگا جب درندون نے

السباع ان الکلب قد الف آدم علیه السلام
تفرقوا فاستانس الکلب منه آدم علیه السلام
فبقی معه ومع اولاده الی هذا الیوم

باب الکلام فی امر المسخ

قال الفقیه رحمه
الله اختلف الناس فی الخلق مسخهم الله تعالی
قال بعضهم ان القردة والخنازیر من نسل
قوم قد مسخهم الله تبارك وتعالی وکذلك
الفارة والدعموص وغیرها من الاشیاء
التی جاءت فیها الاثار انهم مسخوا وقال
عامة اهل العلم ان هذا لم یصح بل کانت
القردة وغیرها قد خلقوا قبل ذلك فالذین
مسخهم الله تعالی قد هلکوا ولم یبق لهم نسل
لانه قد اصابهم السخط والعذاب فلم یکن
لهم قرار فی الدنیا بعد ثلثة ایام وروی
المستورد بن الاحنف قال قیل لعبد الله بن
مسعود رضه ارایت القردة والخنازیر من
نسل قردة وخنازیر مسخت قبل ذلك
فقال عبد الله بن مسعود لم یمسخ الله امة
بان یجعل لها نسلا ولکنها من نسل قردة

کہ کتا حضرت آدمؑ سے الفت کرنے لگا سب متفرق ہو گئے
کتے نے حضرت آدم سے انس چاہا حضرت آدمؑ نے کتے کو
انس دیا سو یہ الفت کتے اور بنی آدم مین جو کہ دن تک باقی ہے،

باب مسخ یعنی شکل بندر وغیرہ ہو جانیکے بیان مین

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے
کہ لوگون کو اختلاف ہے، اس مخلوق مین جنکی صورت حق تعالی نے
مسخ کر دی ہے، بعض نے کہا ہے کہ بندر اور سور انہین کے نسل ہین جو قوم سے
جو صورتین مسخ ہو گئی تھین، ایسے ہی چوہا اور چھپکلی اور سوائے
انکے وہ چیزین کہ حدیث مین آئی ہین کہ وہ مسخ شدہ ہین
اور اکثر علما کہتے ہین کہ یہ صحیح نہین بلکہ بندر وغیرہ
مسخ سے پہلے پیدا ہوئے ہین اور وہ لوگ جنکو اللہ تعالی نے
نے مسخ کیا سب مر گئے اور انسے نسل باقی نہین
رہی اس لیے کہ انکو غصہ اور عذاب اللہ کا پہنچا
ہے سو وہ دنیا مین بعد تین دن کے نہ ٹھہرے
اور مستورد بن احنف نے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن مسعود سے لوگون نے کہا کیا تم نے
ان بندرون اور سورون کو دیکھا ہے جو
مسخ کیے گئے تھے تو انہون نے کہا کہ
اللہ نے کسی گروہ مسخ شدہ کی نسل
باقی نہین رکھی اور یہ سب ان بندرون

وخنازير كانت قبل ذلك قال ابو الليث و
تكلموا فى امر الزهرة وسهيل وهما نجمان
قال بعضهم هما ممسوخان فقد روى ذلك
عن ابن عباس وروى عطاء ان ابن عمر كان
اذا رای سهيلا شتمه واذا راى الزهرة
شتمها قال ان سهيلا كان عشارا باليمن
يظلم الناس وقال ان الزهرة كانت صاحبة
هاروت وماروت فمسخها الله شهابا فقال
مجاهد كان ابن عمر اذا قيل له طلعت الحمرة
قال لا مرحبا لها ولا اهلا يعنى الزهرة
وقال بعضهم هذا لا يصح لان هذه النجوم
خلقت حين خلقت السماء لانه روى فى
الخبر انه لما خلقت السماء فخلقت فيها سبعة
دوارة زحل ومشترى وبهرام وعطارد
وزهرة والشمس والقمر وهذا معنى قوله
تعالى وهو الذى خلق الليل والنهار والشمس
والقمر كل فى فلك يسبحون وجعل مصلحة
الدنيا بهذه الدوارة السبع ولكل واحد
منها سلطان فى نوع من المصلحة فجعل

اور سوروں کی نسل سے ہین کہ اس مسخ ہو پہلے
تہی ابو لیث کہتے ہین کہ زہرہ اور سہیل کے باب
مین لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اور وہ دو نو تاری
ہین بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مسخ شدہ ہین اور یہی ابن عباس
سے مروی ہے اور عطا نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب
سہیل کو دیکہتے تہے اُسکو گالی دیتے تہے اور جب زہرہ کو
دیکہتے تہے تو اُسکو گالی دیتے تہے۔ اُنہوں نے کہا کہ تحقیق
سہیل یمن مین عشر لینے والا تہا کہ لوگون پر ظلم کرتا تہا۔
اور کہا کہ تحقیق زہرہ ہاروت ماروت کی یار تہے سو اللہ تعالے
نے اُسکو مسخ کر کے ایک شعلہ بنا دیا مجاہد نے کہا کہ جب ابن عمر
سے کہا جاتا تہا کہ انگارہ نکلا کہتے تہے کہ بہلائی اور بہتری
مت ہو جیو اُسکو یعنی زہرہ کو اور بعض نے کہا کہ یہ صحیح نہین ہے
اسلیے کہ یہ تارے تو جب آسمان پیدا ہوا ہے پیدا ہوئی ہین کیونکہ
حدیث مین مروی ہے کہ جب آسمان پیدا کیا گیا تو اُسمین سات تارے
چکر مارنیوالے پیدا کیے گئے زحل و مشتری و بہرام اور عطارد
اور زہرہ اور سورج اور چاند اور یہی معنی ہین اللہ تعالے کے قول کے
جسکا ترجمہ یہ ہے۔ اور وہ ایسا ہے جسنے پیدا کیا رات و دن اور سورج
اور چاند کو سب آسمان مین تیر رہے ہین۔ اور دنیا کی مصلحت انہین سات
تارونپر رکہی ہے اور ہر ایک نمین سے ایک مصلحت کا بادشاہ ہے

سلطان الزهرة الرطوبة فثبت بهذا ان
قول من قال انهما ممسوخان لا يصح وان
الزهرة وسهيلا قد كانا قبل خلق آدم والذي
روى عن ابن عمر وغيره ان سهيلا كان
عشارا باليمن وان الزهرة فتنت هاروت
وماروت فمسخهما الله تبارك وتعالى شهابا
فهو كما قالوا ان رجلا اسمه سهيل وامرأة
اسمها زهرة فمسخهما الله تبارك وتعالى
شهابا ولكنهما لم يبقيا وقد هلكا بالوان
العذاب وصارا الى النار واما الذي روى
انه كان يشتم سهيلا يحتمل انه لم يشتم الكواكب
وانما شتم سهيلا الذي كان عشارا باليمن
وكذلك في الزهرة انما شتم المرأة التي كانت
اسمها زهرة ولم يشتم الكواكب

باب معاريض الكلام

قال الفقيه رح
وروى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه
قال في معاريض الكلام مندوحة عن
الكذب ومعاريض الكلام ان يتكلم الرجل
بكلمة يظهر من نفسه شيئا واراد به شيئا

سو زہرہ کو سلطان رطوبت بنایا پس ثابت ہوا کہ قول اس
شخص کا کہ جو ان دونوں کو مسخ شدہ کہتا ہے صحیح نہیں ہے
اور تحقیق زہرہ اور سہیل دونوں آدم علیہ السلام کے پیدایش سے پہلے ہیں اور جو
ابن عمر وغیرہ سے مروی ہے کہ سہیل ایک عشر لینے والا یمن میں
تھا یعنی ظلم سے اور زہرہ ہاروت اور ماروت کو فتنہ میں ڈالنے والی
تھی سو ان دونوں کو اللہ تعالے نے مسخ کرکے تارہ بنا دیا
سو وہ محمول ہے اسپر جو لوگ نقل کرتے ہیں کہ تحقیق ایک آدمی تھا اسکا نام
سہیل تھا اور ایک عورت کہ اسکا نام زہرہ تھا ان دونوں کو اللہ تعالے
نے تارے کی صورت میں مسخ کردیا تھا لیکن وہ دونو باقی نہیں رہے ہیں
اور تحقیق وہ دونو ہلاک ہوگئے ساتھ طرح طرح عذاب کے اور دونوں
آگ کی طرف گئے اور جو ابن عمر سے روایت ہے کہ ابن عمر سہیل کو گالی دیا کرتے
تھے تو وہ محمول ہے اسپر کہ وہ گالی تاروں کو نہ دیتے تھے بلکہ اس سہیل کو
گالی دیتے تھے کہ یمن میں عشر لینے والا تھا اور ایسے ہی زہرہ میں کہ
اس عورت کو گالی دیتے تھے جسکا نام زہرہ تھا اور تاروں کو گالی نہیں دیتے تھے
باب ہے کلام کے توریہ کرنے میں کہا فقیہ نے کہ عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کلام کو توریہ
کرنے میں جھوٹ سے بچاؤ ہے اور کلام میں توریہ کرنا
یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کہے کہ اس سے ظاہر
کچھ ہو اور ارادہ اسکا اور کچھ ہو

آخر وروی عن ابن عباس رضی الله عنه فی
قوله تعالی فی قصة موسی مع الخضر قال لا
تؤاخذنی بما نسیت قال لم ینس موسیٰ لکنها
هو من معاریض الکلام وروی عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه کان اذا اراد سفرا
وری بغیره یعنی یظهر من نفسه انه یرید
الخروج الی ناحیة اخری فکان یقول کیف
الطریق الی موضع کذا وکذا ثم یخرج الی
موضع آخر وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال استعینوا علی قضاء حوائجکم
بکتمان اسرارکم فان کل ذی نعمة محسود
علیها وروی عن علی ابن ابی طالب کرم
الله وجهه انه اذا امر قومه بشیٔ فخالفوه
فی ذلک کان یرفع راسه الی السماء ویقول
اللهم ما کذبت فظنوا انه سمع فی ذلک شیئا
من رسول الله علیه الصلوة والسلام وروی
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه رخص
فی الکذب فی ثلثة اشیاء فی الاصلاح بین
الاثنین وفی الحرب وان یرضی الرجل زوجته

اور ابن عباسؓ سے مروی ہے اللہ تعالی کے اس قول مین
کہ موسیٰ کا قصہ خضر کے ساتھ تھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہا
موسیٰ نے مت مواخذہ کر مجھے اُس چیز کا کہ مین بھول گیا
کہا ابن عباسؓ نے کہ موسیٰ بھولے نہین لیکن وہ ایک توریہ تھا اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ جب ارادہ سفر کا کرتے تھے
تو اور طرح پر دکھاتے تھے یعنی اُس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ
اور کسی طرف سفر کرنا چاہتے ہین تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ فلان
فلان گاؤن کیطرف کیسا راستہ ہے پھر نکلتے تھے اور گاؤن کیطرف
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ کوشش
کرو اپنی حاجتین بر آنے مین ساتھ پوشیدہ کرنے بھیدون کے بتحقیق
ہر ایک نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے اور علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب اپنی قوم کو کسی چیز کا
حکم دیتے تھے اور وہ اُسکے برخلاف کرتے تھے تو آپ اپنا سر
آسمان کیطرف اُٹھاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا اللہ
مین نے جھوٹ نہین بولا پس اس سے لوگ جان لیتے کہ انہون نے
اسباب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے تین چیزون مین جھوٹ
بولنے کی رخصت دی ہے دو شخصون مین صلح کرا دینے
مین اور لڑائی اور اپنی بی بی کو رضامند کرنے مین

باب الاستثناء والایمان قال
الفقیه رحمه الله کره بعض الناس ان یقول
الرجل لنفسه انا مؤمن الا ان یستثنی فیه
فیقول انا مؤمن انشاء الله تعالی قالوا لان
هذا اللفظ مدح ولا یجوز لاحد ان یمدح
نفسه فکما لا یجوز ان یقول انا زاهد وانا
عابد فکذلك لا یجوز ان یقول انا مؤمن
ولان الله تعالی وصف المؤمنین بعلامات
فما لم یوجد تلك العلامات فلا یجوز ان
یسمی نفسه مؤمنا وهو قول الله تعالی
انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت
قلوبهم الی قوله تعالی اولئك هم المؤمنون
حقا ولان الله تعالی قال قالت الاعراب
امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا فنهم
ان یسموا انفسهم مؤمنین وامرهم ان یسموا
انفسهم مسلمین وقال غیرهم لا بأس به و
ناخذ لما روی عن عطاء انه قال ادرکت
اصحاب رسول الله علیه الصلوٰة والسلام
وهم یقولون نحن المؤمنون المسلمون وروی

باب قسم و انشاء الله کہنے مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بعض
لوگون نے مکروہ رکھا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کہے کہ مین مومن
ہون مگر جب انشاء اللہ کہے تو درست ہے یعنی کہے کہ مین مومن
ہون انشاء اللہ دلیل انکی یہ ہے کہ تحقیق یہ لفظ تعریف کا ہے
اور نہین جائز ہے کسیکو کہ اپنی تعریف کرے پس جیسے کہ نہین
جائز ہے کہ مین زاہد ہون اور مین عابد ہون سو ایسے ہی کہنا
جائز نہین کہ مین مومن ہون اور تحقیق اللہ تعالی نے مومنون کی
توصیف بہت نشانیون کے ساتھ کی ہے سو جبتک نشانیان
نہ پائی جاوینگی تو جائز نہین ہے کہ اپنا نام مومن کہے اور وہ
قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہے (مومن وہ لوگ ہین جس وقت
اللہ کا ذکر آ جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین اللہ تعالی کے
اس قول تک وہی لوگ ہین تحقیق مومن) اور اسلیے کہ تحقیق
اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (کہتے ہین گنوار لوگ
کہ ہم ایمان لائے ہین تو کہدے اے محمد کہ تم ایمان نہین لائے ہو اور لیکن تم کہو
کہ ہم اسلام لائے) سو منع کیا انکو کہ اپنا مومن نام رکھین اور حکم کیا
انکو کہ اپنا مسلم نام رکھین اور دوسرے عالمون نے کہا ہے کہ
اسکا کچھ ڈر نہین اور اسیکو ہم لیتے ہین پس عطا سے مروی ہے کہ مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب کو پایا سو وہ
کہتے تھے کہ ہم مومن مسلم ہین ❊ ❊

نمیر بن زیاد بن علاقة عن عبد الله بن یزید
الانصاری قال اذا سئل احدکم عن ایمانه
فلا یشکن فیه وروی عن ابراهیم النخعی
قال ما یکره احدکم ان یقول انی مؤمن فان
کان صادقا لیوجرن علی صدقه وان کاذبا
فما دخل علیه من کفره اشد من کذبه ولان
الله تعالی قال یا ایها الذین امنوا کتب علیکم
الصیام الایة وقال فی موضع اخر یا ایها
الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوة الایة فمن
شك انه مؤمن ینبغی ان لا یلزمه الصیام
والصلوة لان الله تعالی انما اوجبهما علی
المؤمنین خاصة قال الفقیه رحمه الله لو
قال انا اموت مؤمنا ان شاء الله یجوز ولو
قال انا مؤمن ان شاء الله تعالی لا یجوز لان
الاستثناء یستعمل للمستقبل ولا یستعمل
للماضی ولا للحال لانه لا یصلح فی الکلام
ان یقال هذا ثوب ان شاء الله وهذه اسطوانة
ان شاء الله تعالی فکذلك لا یصلح ان یقال
انا مؤمن ان شاء الله تعالی وروی عن حسن

اور نمیر بن زیاد بن علاقہ عبد اللہ بن یزید انصاری سے روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب کوئی تمہارے ایمان کو پوچھے
تو اسمین شک مت کرو اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہیں کہ کوئی تم میں یہ کہنا مکروہ نجانے کہ میں مومن ہون سو اگر
وہ سچا ہے تو اپنے سچ پر البتہ ثواب پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو
اُسکے دلمین جو کفر داخل ہے وہ اس جھوٹ سے زیادہ سخت ہے
اور اسلیے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے اے ایمان والو
فرض کی گئی تمپر روزے آخر آیت تک اور اور جگہ فرمایا ہے
اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم نماز پڑھنے کو آخر آیت تک
اور جسنے شک کیا کہ وہ مومن ہے تو لایق ہے کہ اُسپر روزہ اور نماز
لازم ہو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اُن دونوں کو یعنی نماز روزہ کو
خاص مومنون پر واجب کیا ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اگر کسی نے کہا
کہ میں انشاء اللہ مومن مرونگا تو جایز ہے اور اگر کہا کہ میں
اب مومن ہون انشاء اللہ تو جایز نہیں اسلیے کہ انشاء اللہ
کہنا محاورہ میں زمانہ آیندہ کے لیے بولا جاتا ہے اور ماضی اور حال
کے لیے نہیں بولا جاتا اسلیے کہ کلام میں یہ کہنا صلاحیت نہیں
رکھتا کہ یہ کپڑا ہے انشاء اللہ اور یہ ستون ہے انشاء اللہ
سو ایسے ہی یہ کہنا صلاحیت نہیں رکھتا کہ میں مومن ہون
انشاء اللہ اور حسن بصری سے مروی ہے

البصری انه قال ان من عقل الرجل ان یقول
افعل کذا انشاء الله ومن حمقه ان یقول قد فعلت کذا انشاء الله
ولانه لو استثنیٰ فی الطلاق والعتاق لایقع الطلاق و
العتاق فاذا استثنیٰ فی ایمانه یخاف علیه فی ایمانه
الخلل والقصور وقال القائل شعراً ✤ وما الدهر
الا لیله ونهار ✤ وما الناس الا مؤمن و
مکذب ✤ اذا انت لم تؤمن ولم تك کافراً ✤
فاین اذا یا احمق الناس تذهب

باب الخوف فی الایمان

قال الفقیه رحمه الله
اختلف الناس فی الایمان قال بعضهم یزید
وینقص وقال بعضهم یزید ولا ینقص وقال
بعضهم لا یزید ولا ینقص وبه ناخذ اما
حجة من قال یزید وینقص فقوله تعالیٰ
لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم وقال فاما الذین
امنوا فزادتهم ایمانا وروی عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام انه قال اشفع یوم القیمة
فیخرج من النار کل من کان فی قلبه مثقال
حبة من الایمان ثم اشفع فیخرج من النار
من کان فی قلبه مثقال خردلة من الایمان

کہ اُنہوں نے کہا کہ یہ کہنا آدمی کی عقلمندی ہے کہ مین ایسا کرونگا
انشاءالله اور یہ کہنا اُسکی حماقت ہے کہ ایسا کیا مینے انشاءالله
اور اسلیے کہ اگر طلاق دے غلام آزاد کرے نہین انشاءالله کہا تو طلاق
واقع نہین ہوتی اور نہ غلام آزاد ہوتا ہے سو جب انشاءالله کہا تو اُسکی ایمان
مین خلل اور قصور کا خوف ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے ✤ اور نہین زمانہ
مگر رات اُسکی اور دن اُسکا ✤ اور نہین لوگ مگر مومن ہین اور جھٹلانے والے
✤ سو اگر تو نہ مومن ہے نہ کافر ہے ✤ سو اے احمق الناس تو اب
کہان جائیگا ✤

باب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمه الله نے کہ لوگون نے ایمان کے باب مین بہت
اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ بڑھتا گھٹتا ہے اور بعض کہتے
ہین کہ بڑھتا گھٹتا نہین اور بعض کہتے ہین نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا
ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین اور لیکن دلیل اُس شخص کی حجت
جو کہتا ہے بڑھتا گھٹتا ہے سو حق تعالیٰ کا قول ہے کہ (مومنون کے
دلو نہین اطمینان ڈالا اسلیے کہ بڑہین ایمان مین) وجہ اُنکو ایمان کے
اور فرمایا ہے (پس جو لوگ کہ ایمان والے ہین سو یہ قرآن اُنکا ایمان بڑھاتا ہے)
اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے الله شفاعت
کرونگا مین قیامت کے دن سو نکلیگا آگ سے جس شخص کے دل مین
ایکدانہ بھی ایمان ہوگا پھر مین شفاعت کرونگا سو نکلیگا آگ سے
جس شخص کے دل مین رائی بھر ایمان ہوگا

ثم اشفع فیخرج من کان فی قلبه مثقال ذرة
من الایمان واما حجة من قال انه یزید ولا
ینقص فما روی عن معاذ بن جبل انه قال یورث
المسلم من الکافر ولا یورث الکافر من المسلم
وقال سمعت رسول الله علیه الصلوة والسلام
یقول الاسلام یزید ولا ینقص وفی روایة
اخری الایمان یزید ولا ینقص واما حجة
من قال لا یزید ولا ینقص فما روی ابو مطیع
عن حماد بن سلمة عن ابی المهزم عن ابی هریرة
رضی الله عنه انه قال قد جاء وفد بنی ثقیف
الی رسول الله علیه الصلوة والسلام فقالوا
یا نبی الله الایمان یزید وینقص قال الایمان
مکمل فی القلب وزیادته ونقصانه کفر تام
وروی عن عوف بن عبد الله انه قال سمعت عمر
بن عبد العزیز یقول علی المنبر لو کان الامر
علی ما یقول هؤلاء الشکاک والضلال ان الذنوب
تنقص الایمان لا مسی احدنا وکان لا یدری کم
ما ذهب من ایمانه اکثر ام ما بقی منه و
معنی قوله تعالی لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم

اور اُس شخص کی حجت جو کہتا ہے کہ بڑہتا ہے گہٹتا نہین
یہ ہے جو معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ وہ مسلمان کو کافر سے
ترکہ دلواتے تہے اور مسلمان سے کافر کو نہ دلواتے تہے اور کہتے تہے
کہ سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تہے
کہ اسلام بڑہتا ہے گہٹتا نہین اور ایک روایت مین ہے
کہ ایمان بڑہتا ہے گہٹتا نہین اور حجت اُس شخص کی جو کہتا ہے کہ
نہ بڑہتا ہے نہ گہٹتا ہے یہ ہے جو روایت کی ابو مطیع نے
حماد بن سلمہ سے اُسنے ابی المہزم سے اُسنے
ابو ہریرہ رض سے کہ ایک گروہ بنی ثقیف کا طرف
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور
اُنہون نے عرض کیا اے نبی اللہ کیا ایمان بڑہتا
گہٹتا ہے فرمایا ایمان کامل ہے دل کے اندر اور
اُسکا بڑہنا گہٹنا پورا کفر ہے اور عوف بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مینے عمر بن عبد العزیز
سے سنا ہے کہ وہ منبر پر کہتے تہے اگر یہ امر یون ہے
جیسے یہ لوگ شک کرنیوالے اور گمراہ کہتے ہین کہ تحقیق گناہ
ایمان کو گہٹاتے ہین تو ہم تمام کیفیت ایک ہم مین کا نجاتا ہوتا کہ
جسقدر ایمان چلا گیا ہی یعنی گہٹ گیا ہی وہ زیادہ ہے یا جو کچہ کہ باقی
رہا ہے اور اللہ تعالے کا یہ قول کہ (مومن ہوتے ہین ایمان مین جو اوپر ایمان کے)

قال اهل التفسير ليزدادوا يقينا مع يقينهم
وقد ذكر الله الايمان فی كتابه علی وجوه
وانما يعرف معانيه اهل التفسير وقال ابو مطيع
ايمان اهل السماء وايمان اهل الارض واحد
ليس فيه زيادة ولا نقصان وروی هشام
عن ابی يوسف رض انه قال انا مؤمن حقا و
انا مؤمن عند الله ولا اقول ايمانی كايمان
جبرئيل عليه السلام وميكائيل وكان محمد
بن سفيان الثوری يقول انا مؤمن انشاء الله
ثم رجع وقال انا مؤمن وترك الاستثناء و
قال محمد بن الحسن اكره ان يقول الرجل ايمانی
كايمان جبرئيل وميكائيل ولا يقول ايمانی
كايمان ابی بكر وقال محمد بن الفضل سمعنا ابا
اسامة يقول الناس يقولون الايمان يزيد
وينقص كم يزيد وكم ينقص ده يازده دوازده
ايش هذا

باب اٰخر فی الايمان

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فی الايمان
قال بعضهم الايمان قول وعمل وهو قول احمد
بن حنبل واسحق بن راهويه ومن تابعهما

اسکے معنی اہل التفسیر نے یہ کہے ہین کہ بڑہتے ہین یقین مین
تحقیق ذکر کیا ہے اللہ نے ایمان کو اپنی کتاب مین بہت طرح سے اور
اسکے معانی ایک اہل تفسیر ہے تحقیق پہچانتے ہین اور کہا ابو مطیع نے
ایمان آسمان والونکا اور زمین والونکا ایک ہے اسمین کچھ زیادتی
کمی نہین ہے اور ہشام نے ابو یوسف سے روایت کی ہے
کہ انہون نے کہا کہ تحقیق مین مومن ہون اور مین مومن ہون
نزدیک اللہ کے اور مین نہین کہتا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل
اور میکائیل کے ہے اور محمد بن سفیان ثوری کہتے تھے
کہ مین مومن ہون انشاء اللہ پہر رجوع کیا اور کہا کہ مین
مومن ہون اور انشاء اللہ کہنا چھوڑ دیا اور کہا محمد بن حسن نے
کہ مین ناپسند کرتا ہون یہ کہ آدمی کہے کہ میرا ایمان مثل ایمان
جبرئیل اور میکائیل کے ہے اور نہ کہے کہ ایمان میرا مثل ایمان
ابو بکر کے ہے اور کہا محمد بن فضل نے کہ سنا ہم نے ابو اسامہ سے
کہ وہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہین کہ ایمان بڑہتا گہٹتا ہے سو کتنا بڑہیگا
اور کتنا گہٹیگا دس حصہ یا گیارہ یا بارہ یہ کیسی بات ہے *
باب ہے بیچ اسکے کہ عمل ایمان مین داخل ہے یا نہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
لوگ ایمان مین کلام کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ ایمان
فعل اور عمل ہے اور یہ قول احمد بن حنبل اور
اسحاق بن راہویہ اور انکے تابعین کا ہے

وقال بعضهم الايمان اقرار باللسان وهو
قول جهيم بن ابى عبد الله بن الكرام ومن تابعه
وقال بعضهم الايمان هو المعرفة بالقلب وهو
قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم
هو اقرار باللسان وتصديق بالقلب والعمل
من شرايعه وهو قول ابي حنيفة واصحابه وبه
ناخذ فاما من قال ان الايمان قول وعمل
فلان الله تعالى سمى الصلوة ايمانا وهو قوله
الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم يعنى
صلوتكم الى البيت المقدس فسمى الصلوة ايمانا
واما من قال الايمان قول فلان الله تعالى
قال فاثابهم الله بما قالوا جنت الاية ولان
النبى عليه الصلوة والسلام قال امرت ان
اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا
قالوها عصموا منى دماءهم واموالهم الا
بحق واما من قال ان الايمان المعرفة بالقلب
فلانه لو اعتقد بالكفر ولم يتكلم به فانه يصير
كافرا وكذلك اذا اعتقد الايمان ولم يتكلم
يصير مؤمنا واما من قال هو الاقرار باللسان

عبد الله بن محمد بن الكرام

اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے اور وہ قول
جہیم بن ابی عبد اللہ بن کرام اور اسکے تابعین کا ہے اور بعض نے
کہا ہے کہ ایمان دل کے ساتھ پہچاننا ہے اور یہ قول جہم بن صفوان
اور اسکے تابعین کا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ایمان زبان سے
اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننے کا نام ہے اور عمل شرائع
ایمان میں سے ہے اور وہ قول ابو حنیفہ اور انکے یاروں کا ہے اور
اسکو ہم لیتے ہیں پس جس شخص نے کہا کہ تحقیق ایمان قول اور عمل
ہے حجت لایا ہے کہ حق تعالے نے اپنے قول میں نماز کو ایمان سے
تعبیر کیا ہے اس قول کا ترجمہ یہ ہے (اور نہیں اللہ کہ تمہارے ایمان کو
ضائع کرے) یعنی تمہاری نماز کو بیت المقدس کی طرف سو نماز
کا نام ایمان کہا اور جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول ہی ہے تو اسکی دلیل یہ ہے
کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (پس ثواب دیگا انکو اللہ بسبب اسچیز کی کہ کہتے ہیں
بہشت) اور اسلیے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھ
حکم کیا گیا ہے آدمیوں سے لڑنیکو جبتک کہ کہیں لا الہ الا اللہ سو جس
نے کہہ لیا انہوں نے بچایا اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے مگر کسی حق سے
اور جو کہتا ہے کہ ایمان دل سے پہچاننا ہے تو اسلیے کہتا ہے کہ
اگر اعتقاد میں کافر ہے اور زبان سے نہیں کہتا سو وہ کافر ہے
رہیگا ایسے ہی جب ایمان کا اعتقاد رہا تو وہ مومن ہی ہے
اور جو کہتا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا

والتصديق بالقلب فلان جبرئيل عليه السلام
دخل على النبي عليه السلام فسأله عن الايمان
فقال النبي عليه الصلوة والسلام الايمان
ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله و
اليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله
تعالى فقال له جبرئيل عليه السلام صدقت
وكان السائل جبرئيل عليه السلام والمجيب
النبي عليه السلام بمحضر من الصحابة واراد
به تعليمهم واظهار الدين والشريعة ولان
الله تعالى قال قل يا اهل الكتاب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا وبينكم فثبت انه يصير مؤمنا
بالقول ثم القول لا يصح الا بتصديق القلب
لان الله تعالى ذكر في قصة المنافقين فقال
ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم
الآخر وما هم بمؤمنين فنفى عنهم الايمان
لانه لم يكن منهم مع القول تصديق فاذا
وجد القول مع التصديق صار مؤمنا وقال
محمد بن الفضل سمعت يحيى بن عيسى قال سمعت
سلم بن سالم يقول ما يسرني ان القى الله تبارك

اور دل سے سچ جانتا ہے تو دلیل اسکی یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپسے ایمان کو پوچھا
تو آپنے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے تو اللہ پر اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلی بُری
تقدیر پر کہ سب اللہ کیطرف سے ہے تو کہا جبرئیل علیہ السلام
نے سچ کہا تو نے ای محمد اور جبرئیل علیہ السلام سائل تھے
اور آپ جواب سب صحابہ کے سامنے دیتے جاتے تھے
اور آپکا ارادہ صحابہ کا سکہانا اور دین اور شریعت کا
ظاہر کرنا تہا اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کہہ تو ای محمد ای اہل کتاب آؤ ایسے بات
کیطرف کہ ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے) تو ثابت ہوا کہ تحقیق
وہ مومن ہوجاتا ہے کہنے سے پہر یہ قول نہین صحیح ہوتی مگر ساتہ
تصدیق دل کے اسلیے کہ اللہ تعالے نے منافقون کے قصہ مین فرمایا ہے
(اور بعض لوگونمین سے وہ ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اور قیامت پر
اور وہ مومن نہین ہین) سو ایمان انمین نپایا گیا اسلیے کہ
انمین قول کے ساتہ تصدیق نہ تہی سو جب قول تصدیق کے ساتہ
پایا گیا تو مومن ہوگیا اور محمد بن فضل نے کہا کہ مینے یحیی
بن عیسے سے انہون نے سلم بن سالم سے سنا ہے کہ وہ
کہتے تہے کہ نہین خوش کرتا ہے مجھکو کہ ملون مین اللہ تعالی سے

وتعالى بعمل من مضى وعمل من بقي وانا اقول
الايمان يزيد وينقص او قول وعمل باب
اخر في الايمان قال الفقيه رحمه الله
اختلف الناس في الايمان قال بعضهم هو
مخلوق وقال بعضهم هو غير مخلوق فاما
من قال بانه مخلوق فقد احتج بان الايمان
هو الاقرار باللسان والتصديق بالقلب و
الاقرار والتصديق من افعال العبد لان الاقرار
فعل اللسان والتصديق فعل القلب والعبد
مع جميع افعاله مخلوق لان الله تعالى
قال والله خلقكم وما تعملون واما من قال
انه غير مخلوق فقد احتج بان الايمان هو
شهادة ان لا اله الا الله وقول لا اله الا
الله كلام الله تعالى وكلام الله غير مخلوق
فمن زعم ان الايمان مخلوق زعم ان القران
مخلوق قال الفقيه رضي الله عنه فالحاصل
ان الاختلاف في هذه المسئلة لا اختلاف
في الحاصل في هذه المسئلة لان من قال انه
مخلوق انما اراد به فعل العبد ولفظ لسانه

ساتھ عملون اگلے اور پچھلے لوگون کے اعمال مین کہ قائل ہون اسبات
کا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے یا اسبات کا کہ ایمان قول اور عمل ہے باب
ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونیکے بیانمین کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے ایمان کے باب مین بعض کہتے ہین
وہ مخلوق ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے تو جو کہتا ہے کہ مخلوق
ہے تو وہ حجت پکڑتا ہے اسکی کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور
دل سے سچ جاننا ہے اور اقرار اور سچ جاننا بندہ کے فعل ہین
اسلیے کہ اقرار زبان کا فعل ہے اور سچ جاننا دل کا فعل ہے
اور بندہ اور اسکے فعل سب مخلوق ہین کیونکہ حق تعالی فرماتا
ہے (اور اللہ نے تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو) اور جو کہتا ہے
کہ وہ قدیم ہے تو اسکی حجت یہ ہے کہ ایمان اسبات کی
گواہی دینا ہے کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور
قول لا الہ الا اللہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام قدیم
ہے سو جسنے کہا کہ ایمان مخلوق ہے تو اسنے
قرآن کو بھی مخلوق کہا کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ حاصل اختلاف کا اس مسئلہ مین یہ ہے
کہ جسنے کہا کہ وہ مخلوق ہے تو اس نے
بندہ کا فعل اور اسکی زبان کا
قول مراد لی ہے

وفعل العبد لاشك انه مخلوق عندهم جميعاً ومن قال بانه غير مخلوق فانما اراد كلمة الشهادة وكلمة الشهادة غير مخلوقة عندهم جميعا ولا يصح هذا التاويل لان الايمان بالله وبانبيائه وبكلمة الشهادة وما اشبه ذلك هو الايمان فاذا كان هكذا فكيف يكون كلمة الشهادة ايمانا هذا قول باطل لان كلمة الشهادة كلام الله وكلام الله لا يكون ايمانا لانه هو المؤمن به ٭٭ الايمان

باب القول في القرآن

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في القرآن قال بعضهم هو مخلوق وهو مكتوب في المصاحف وهو قول البشر المريسي والحسن البخاري ومن تابعهما وقال بعضهم هو غير مخلوق وهو غير مكتوب في المصاحف وهو قول محمد بن كرام وعبد الله بن سعيد الكلابي ومن تابعهما وقال بعضهم هو وحيه وتنزيله ولا نقول هو مخلوق ولا غير مخلوق وهو قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم هو مكتوب في المصاحف محفوظ في القلب

اور قول بندہ کا بیشک سب کے نزدیک مخلوق ہے اور جسنے کہا کہ وہ قدیم ہے تو اُسنے کلمۂ شہادت مراد لی اور کلمہ شہادت کا سب کے نزدیک قدیم ہے اور یہ تاویل صحیح نہین ہے اسلیے کہ ایمان اللہ پر اور پیغمبرون پر اور کلمہ شہادت پر اور مثل اسکے پر یہی تو ایمان ہے پس جبکہ یہ ہوا تو کیسے ہوگا کہ کلمہ شہادت ایمان ہوجاوے یہ قول باطل ہے کیونکہ کلمہ شہادت اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام ایمان نہین ہوسکتا اسلیے کہ اسپر یعنی کلمہ پر ایمان لایا جاتا ہے کہ وہ ایمان ہے باب قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونیکے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ قرآن مین لوگون نے کلام کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے اور ورقون مین لکھا ہوا ہے اور اسکے بشر مریسی اور حسن بخاری اور اُنکے پیرو قایل ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے اور ورقون مین لکھا ہوا نہین اور اسکے قائل محمد بن کرام اور عبد اللہ بن سعید کلابی اور اُنکے پیرو ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ اللہ کی وحی اور اُسکا اُتارا ہوا ہے اور نہین کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے اور یہ جہم بن صفوان اور اُسکے تابعین کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ ورقون مین لکھا ہوا دل مین یاد ہے ٭٭

وهو غير مخلوق وهو قول ابراهيم بن يوسف
وشقيق الزاهد ومن تابعهما وهو قول
اهل السنة والجماعة وبه ناخذ فاما من قال
انه مخلوق فلان الله تعالى قال الله خالق
كل شئ وقال انا جعلناه قرانا عربيا وقال
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث واما
من قال انه غير مخلوق وهو غير مكتوب
فقد ذهب الى ما روى عن ابن عباس في
قوله تعالى قرانا عربيا غير ذي عوج يعني
غير مخلوق وروى عن سفيان بن عيينة
انه قال في قول الله تعالى الا له الخلق والامر
قال الخلق هو الخلق والامر هو القران وهو
غير مخلوق ولا باين منه وروى محمد بن
ابي بكر المدايني عن عبد الله بن محمد بن جعفر
بن احمد بن الازهر قال سمعت ابابكر محمد بن
عسكر ببغداد قال القران كلام الله غير مخلوق
فمن قال القران مخلوق فهو كافر بالله ومن
قال باللفظ ووقف فهو جهمي ومن وقف
فهو شر الثلثة وروى عن سفيان الثوري

اور قدیم ہے اور یہ کے قائل ابراہیم بن یوسف اور شقیق زاہد
اور اُنکے پیرو ہین اور یہی قول اہل سنت جماعت
کا ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین سو جو کوئی کہتا ہے کہ
قرآن مخلوق ہے اسکی یہ حجت ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے (اللہ پیدا کرنیوالا
ہے سب چیز کا) اور فرمایا ہے (تحقیق کیا ہمنے اسکو یعنی قرآن کو
قرآن عربی) اور فرماتا ہے (اور نہین آتا ہے اُنکے پاس کوئی نیا ذکر انکے
پروردگار کیطرف سے) اور جو شخص کہتا ہے کہ وہ قدیم اور غیر مکتوب ہے
تو وہ اُس قول کیطرف گیا ہے جو ابن عباس سے اس آیت کے
مضمون مین مروی ہے (قرآن عربی بے کجی کا) یعنی قدیم اور
سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے اللہ تعالی کے
اس قول کے معنی (الا له الخلق والامر) یہ بیان کیے ہین کہ خلق سے مراد
مخلوق ہے اور امر سے قرآن اور وہ قدیم ہے اور محمد بن
ابی بکر مداینی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن احمد بن
ازہر سے روایت کرتے ہین کہ مینے ابو بکر بن
محمد بن عسکر سے بغداد مین سنا ہے کہ اُنھون نے کہا
کہ قرآن کلام اللہ کا قدیم ہے سو جسنے کہا کہ قرآن مخلوق
ہے وہ کافر ہے اور جو کہتا ہے کہ لفظ ہے اور توقف
کیا تو وہ جہمی ہے اور جسنے توقف کیا تو وہ
بدتر ہے پہلے دو سے اور سفیان ثوری سے مروی ہے

انه قال من قال ان القرآن مخلوق فهو كافر
وروي عن عبد الله بن المبارك انه قال من
قال القرآن مخلوق فهو كافر وروي عن مالك
بن انس ان رجلا سأله عمن قال القرآن
مخلوق فقال هو كافر فاقتلوه وروي عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يقول
اعوذ بكلمات الله التامات كلها وقد نهى
عن الاستعاذة بغير الله فلما استعاذ
بكلام الله تعالى ثبت انه غير مخلوق ولان
الاستعاذة بغير الله لا يغني عن شئ وروي
عن ابن عباس انه قال ان الله تبارك وتعالى
اول شئ خلق القلم قبل كل شئ فلو كان كلامه
مخلوقا لقال ابن عباس اول شئ خلق القرآن
لانه خلق الاشياء بقوله كن قال الفقيه رضي
الله عنه ترك المنازعة والخوض في هذه
المسئلة ونحوها افضل من غير ان يقول
بالخلق وبالوقف فان الجدال والخصومة في
امره صعب فالسكوت عنه اسلم لدينك
وامر آخرتك +

کہ وہ کہتے ہین جو کہتا ہے قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور
عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ جو قرآن کو
مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور مالک بن انس سے مروی ہے کہ
اُنسے ایک شخص نے اُسکا حال پوچھا جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے تو
اُنہون نے کہا وہ کافر ہے اُسکو قتل کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپ فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ جمیع کلمات اللہ کے
جو کامل ہین اور تحقیق منع ہے سواے اللہ کے اور سے استعاذہ کرنا ہے
سو جب آپنے استعاذہ کلام اللہ کے ساتھ کیا تو ثابت ہوا
کہ وہ قدیم ہے اور اسلیے کہ سواے اللہ کے اور کے ساتھہ پناہ
مانگنا کچھہ کام نہین آتا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہین کہ سب سے پہلے اللہ تعالے نے قلم پیدا کیا سو اگر اللہ کا کلام
مخلوق ہوتا تو ابن عباس یہ کہتے کہ سب چیزون سے پہلے
خدا نے قرآن کو پیدا کیا اسلیے کہ حق تعالے نے سب چیزون
کو کن کے کلمہ سے پیدا کیا ہے کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ
اور مثل اسکے مین جھگڑا اور بحث نکرنا افضل ہے نہ یہ کہے
مخلوق ہے یا توقف کرے تحقیق لڑنا جھگڑنا اس امر مین
بہت سخت ہے تو چپ رہنا اُس مین بہت محفوظ ہے
دنیا اور آخرت مین
+

باب الکلام فی الرؤیة

قال الفقیه رضی الله عنه تکلم الناس فی الرؤیة
قال بعضهم لا یری الباری سبحانه لا فی الدنیا
ولا فی الاخرة وقال بعضهم یراه اهل الجنة
فی الاخرة بغیر کیف ولا تشبیه کما انهم یعرفون
فی الدنیا بغیر تشبیه وکیف فکذلک اهل الجنة
یرونه بغیر تشبیه ولا کیف کما یشاء سبحانه
فاما من قال انه لا یری ذهب الی قوله
تعالی لا تدرکه الابصار وقال الله تعالی
لموسی علیه السلام حیث قال رب ارنی انظر
الیک قال لن ترانی ولفظة لن یقتضی الابد
اما من قال بالرؤیة احتج بقوله تعالی وجوه
یومئذٍ ناضرة الی ربها ناظرة وقال فی موضع
اخر للذین احسنوا الحسنی وزیادة قال ابن
عباس رضی الله عنهما الزیادة النظر الی وجه
الله تعالی وقال فی اٰیة اخری کلا انهم عن
ربهم یومئذ لمحجوبون وروی جریر بن عبد الله
البجلی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر

باب اللہ کے دیدار کے بیان میں

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ لوگوں نے دیدار کے باب میں کلام کیا ہے
بعض کہتے ہیں کہ اللہ پاک کو نہ دنیا میں دیکھہ سکتے ہیں نہ آخرت میں
اور بعض کہتے ہیں کہ اُسکو بہشتی قیامت کے دن بے کیف اور بے
تشبیہ کے دیکھینگے جیسے وہ دنیا میں بے کیف و تشبیہ پہچانتے
ہیں سو ایسے ہی اہل جنت خدا کو بے کیف و تشبیہ دیکھینگے
جیسے اللہ پاک چاہیگا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کا دیدار
نہ ہوگا تو وہ اللہ کے اِس قول کی حجت پکڑتا ہے جسکا ترجمہ ہے
(اُسکو آنکھیں نہیں دیکھہ سکتیں) اور حقتعالی نے حضرت موسیٰ
کو فرمایا جبکہ موسیٰ نے کہا (اے رب مجھکو دکھا کہ میں تجھکو دیکھوں
تو کہا تو مجھکو نہ دیکھہ سکیگا) اور لن کا لفظ ہمیشہ کو مقتضی ہے
اور جو شخص دیدار کا قائل ہے تو اُسکی حجت اللہ تعالی کا یہ قول ہے
(بہت مُنہ اُسدن تر و تازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے)
اور اور جگہہ فرمایا ہے (جن لوگوں نے اچھے کام کئے اُنکے لئے نیکی ہے
اور زیادتی) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ زیادتی سے مراد اللہ تعالے کو
دیکھنا ہے اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے (قسم حق کی تحقیق وے
کفار اپنے پروردگار سے اُسدن پردہ میں رہینگے) اور جریر بن عبد اللہ
بجلی نبی علیہ الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا
تحقیق تم اپنے رب کو ایسا دیکھوگے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو

لاتملشن ولا تضامون فی رویتہ فان استطعتم
ان لا تغلبوا عن صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل
غروبہا فافعلوا ثم تلا قولہ تعالی فسبح بحمد
ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا قال
الفقیہ رحمہ اللہ سمعت محمد بن الفضل یقول
سمعت فارس بن مردویۃ قال علی بن عاصم
اجتمع اہل السنۃ والجماعۃ ان اللہ تعالی لم یرہ
احد من خلقہ فی الدنیا وان اہل الجنۃ یرونہ
فی الاخرۃ اللہم ارزقنا **باب القول فی
الصحابۃ** قال الفقیہ رحمہ اللہ ینبغی للعاقل
ان یحسن القول فی الصحابۃ ولا یذکر احدا
منہم بسوء لیسلم دینہ وروی عبد اللہ بن مغفل
عن رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال
اتقوا اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا فمن
احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی
ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ وعن
ابن مسعود عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال اذا ذکروا القدر فامسکوا واذا ذکروا

اور تمکو کچھہ شک نہین ہوتا اور نہ کوئی آڑ ہے اُسکی یعنی چاند
کے دیکھنے مین فرمایا اگر تمسے ہوسکے کہ صبح شام کی نماز مین
غفلت نکرو تو یکام ضرور کرو پھر آپنے یہ آیۃ پڑھی جسکا ترجمہ
یہہ ہے تسبیح اور پاکی بیان کر اپنے رب کی تعریف کیساتھہ سورج نکلنے
اور ڈوبنے سے پہلے کہا فقیہ رحمۃ نے مین نے محمد بن فضل سے اور
اُنہون نے فارس بن مردویہ سے سُنا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا
کہ اہل سُنت وجماعت کا اِس امر مین تفاق ہے کہ اللہ تعالے کو
دنیا مین کوئی نہین دیکھیگا اور بیشک بہشتی اُسکو قیامت مین
دیکھینگے یا اللہ ہمکو نصیب کر **باب صحابہ رضی اللہ
عنہم کے بیان مین** کہا فقیہ رحمۃ نے عقلمند کو چاہیے کہ
صحابۂ کرام کے حق مین اچھی بات کہی اور اُنمین سے کسیکا ذکر
بُرائی کے ساتھہ نکرے تاکہ اُسکا دین بچا رہے اور عبد اللہ بن
مغفل آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے
کہ میرے صحابہ کے باب مین اللہ سے ڈرو اور نہ بناؤ اُنکو نشانہ بُرائی کا
اور جو اُنکو دوست رکھیگا تو مجھے بھی دوست رکھیگا اور جو اُسنے
اُنکو دشمن جانیگا مجھی بھی دشمن جانیگا اور جسنی اُنکو ستایا مجھکو
ستایا اور جسنی مجھکو ستایا اُسنی خدا کو ستایا اور جسنی خدا کو ستایا
تو قریب ہے کہ خدا اُسکو پکڑی آور ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تقدیر کا ذکر آوے تو چپ ہو اور جب تا دونکا

النجوم فامسکوا واذا ذکروا اصحابی فامسکوا
وروی عن علی بن ابی طالب انه قال علے
المنبر خیر هذه الامة بعد نبینا ابو بکر
وخیرها بعد ابی بکر عمر ثم قال والله لو شاء
لسمیت الثالث قال انما عنی به عثمان وقال
بعضهم انما عنی به نفسه وقال محمد بن الفضل
اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبینا
ابو بکر ثم عمر واختلفوا فی عثمان وعلی فنحن
نقول عثمان ثم علی ثم اصحاب النبی علیه
السلام کلهم خیار صالحون لا نذکر احدا
منهم الا بخیر وروی عن ابراهیم النخعی انه
سئل عن القتال الذی وقع بین الصحابة فقال
ابراهیم تلک دماء قد سلمت ایدینا منها
فلا نلطخ بها السنتنا وروی ابو هریرة عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال لا یجتمع حب
هؤلاء الاربعة الا فی قلب مؤمن ابی بکر و
عمر وعثمان وعلی رضوان الله علیهم اجمعین
وروی ابو اسحاق الهمدانی عن رفیع عن علی قال
سمعت رسول الله علیه الصلوة والسلام

ذکر آوے تو چپکے رہو اور جب میرے یارونکا ذکر آوے تو چپ ہو رہو
اُن سب کے حقیقت اور ماہیت مین نہ پڑو اور علی بن ابیطالب سے مروی
ہے کہ اُنہوں نے منبر پر فرمایا کہ بعد نبی صاحب کے اس امت مین ابو بکر
سب سے بہتر ہے اور بعد ابو بکر کے ساری امت مین عمر بہتر ہے پھر
فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہوں
بعض کہتے ہین کہ اُس تیسرے سے مُراد حضرت عثمان ہے اور بعض کہتے
ہین کہ حضرت علی اپنی ذات سے مراد رکہتے تھی اور محمد بن فضل کہتے
ہین کہ اسپر سبکا اتفاق ہے کہ اس امت مین بعد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابو بکر رضہ بہتر ہین پھر عمر اور در بارہ عثمان اور علی کے
اختلاف ہے سو ہم کہتے ہین کہ پھر عثمان پھر علی اور پیغمبر صاحب کے
سب اصحاب اچھے اور نیک ہین اور ہم سبکو اچھا کہتے ہین اور ابراہیم
نخعی سے مروی ہے کہ اُنسے لوگون نے صحابہ کی لڑائیون کے باب مین
پوچھا تو اُنہون نے جواب دیا کہ ان خونون سے ہمارے ہاتھ بچ رہے
اب ہم اپنی زبانونکو نہین آلودہ کرتے اور ابو ہریرہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ان چاروں کی محبت
سوائے مومن کے دل کی اور مین جمع نہین ہوتی یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی
رضی اللہ عنہم اجمعین کی اور روایت کی ابو اسحاق ہمدانی نے رفیع
سے اُسنے حضرت علی رضہ سے کہا کہ سُنا مین نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

انه قال ان الله امرنی ان اتخذ ابا بکر ولیا و
عمر مشیرا و عثمان مسندا و علیا ظهیرا و
قال هم اربعة اخذ الله میثاقهم فی ام الکتاب
لا یحبهم الا مؤمن تقی ولا یبغضهم الا
فاجر فهم خلائف نبوتی و عضد دینی و عصمة
امتی و معدن حکمتی فلا تقاطعوا ولا تحاسدوا
وروی ابو الزبیر عن جابر بن عبد الله عن
النبی علیه الصلوة والسلام انه قال ابو بکر
وزیری والقائم فی امتی من بعدی و عمر حبیبی
و عثمان ختنی و علی اخی و صاحب لوائی وروی
محمد بن جبیر عن ابیه جبیر بن مطعم ان امرأة
اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم و امرها بامر
فقالت ارأیت ان لم اجدک فقال ان لم
تجدینی فاتی ابا بکر وروی عن ابی عصمة نوح
بن ابی مریم قال سألت ابا حنیفة رضی الله
عنه فقلت من اهل السنة والجماعة فقال
من فضل ابا بکر و عمر واحب عثمان و علیا و
رای المسح علی الخفین ولا یکفر احدا بذنب ولا
ینطق بشیء فی الله ولا یحرم نبیذ التمر +

کہ آپنے فرمایا کہ مجھکو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو دوست اور عمر کو
مشیر اور عثمان کو تکیہ گاہ اور علی کو اپنا پشت پناہ بناؤن اور فرمایا
کہ یہی چار ہین کہ جنسے حقتعالی نے ام الکتاب مین اقرار لیا ہے سو جو
مؤمن متقی ہے تو انکو دوست رکھیگا اور جو بدکار بدبخت ہی انکو
دشمن رکھیگا اور میری نبوت کے خلیفہ ہین اور میرے دین کی قوت بازو
ہین اور میری امت کے لیے بچاؤ ہین اور میری حکمت کے معدن ہین
سو انسی مت قطع کرو اور انسی مت حسد کرو اور ابو زبیر جابر بن
عبد اللہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ ابوبکر میرا وزیر اور میرے بعد میری امت کا سنبھالنے والا ہے
اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان میرا داماد ہے اور علی میرا بھائی ہے
اور جھنڈے کا مالک ہے اور محمد بن جبیر اپنے باپ جبیر بن مطعم سے
روایت کرتے ہین کہ ایک عورت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور
آپنے کسی امر مین اسکو حکم فرمایا تو اس عورت نے عرض کیا اگر
آپکو مین نپاؤن تو آپنے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نپاوے تو ابوبکر کے
پاس آئیو اور نوح ابن مریم سی مروی ہے کہ مین نے ابو حنیفہ رضی اللہ
عنہ سے پوچھا کہ اہل سنت وجماعت کون ہین تو انہون نے جواب
دیا کہ جو ابوبکر اور عمر کو افضل جانے اور عثمان اور علی کو دوست رکھے
اور موزون پر مسح کو جایز رکھے اور کسیکو بوجہ گناہ کے کافر نکہے اور
امور الہی مین کچھہ نبولے اور نبیذ تمر کو حرام نکہے +

باب الكلام في القدر

قال الفقيه رضي الله عنه ان استطعت ان
لا تخاصم في مسئلة القدر فافعل فانه نهى
عن الخوض فيها وروى عبد الله بن مسعود
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
ذكر القدر فامسكوا واذا ذكر النجوم فامسكوا
واذا ذكر اصحابي فامسكوا وذكر في الخبر ان عزيرا
النبي عليه الصلوة والسلام سال ربه عن القدر
فقال يا رب انك قدرت الخير والشر وتعاقبهم
على الشر ان فعلوا فاوحى الله تعالى اليه يا عزير
لا تسالني عن هذه المسئلة فانك ان تسالني
عنها بعد ما نهيتك عن ذلك لمحوت اسمك
عن ديوان الانبياء وقد جاءت الآثار عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان القدر
خيره وشره من الله تعالى وروى عبد الله
بن عمر ان النبي عليه السلام حين ساله جبرئيل
عليه السلام عن الايمان فقال ان تؤمن بالله
وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر
خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت

باب تقدیر کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ

اللہ نے اگر تجھسے ہوسکے تو تقدیر کے مسئلہ مین مت جھگڑ و بیشک
اسمین بحث کرنا منع ہے اور عبد اللہ بن مسعود نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تقدیر کا
کوئی ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی تارون کا ذکر
کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی یارونکا ذکر کرے تو چپ ہو رہو
یعنی ان تینون چیزونمین بحث نکرو اور حدیث مین آیا ہے کہ
حضرت عزیر علیہ السلام نے جناب باری سے تقدیر کے باب مین سوال کیا
اور عرض کیا کہ ای پروردگار میرے نیکی اور بدی کا اندازہ تو نے
کیا ہے اور بدی پر جو لوگ کرتے ہین تو عذاب کیگا تو حق تعالی نے
عزیر کی طرف وحی بھیجی کہ ای عزیر اس مسئلہ مین تو مجھسے مت پوچھ
سو اگر اس بارہ مین بعد منع کرنیکی مجھسے پوچھیگا تو مین تیرا نام
نبیون کے دفتر مین سے مٹا دونگا اور بہت روایتین نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے آئی ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک نیکی اور بدی کا
اندازہ اللہ کی طرف سے ہے اور عبد اللہ ابن عمر روایت کرتے
ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے جب جبرئیل نے ایمان کی
نسبت سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ ایمان لایا مین اللہ پر اور
اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلے
بری تقدیر پر کہ اللہ کیطرف سے ہے اور مرنیکے بعد اٹھنا ہے

وروی عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال بینما
نحن جلوس عند رسول الله علیه الصلوة والسلام
اذا قبل ابوبکر وعمر فی قوم من الناس فلما دنوا سلموا علی رسول الله
صلعم فقال بعض القوم یا رسول الله قال ابوبکر الحسنات من الله
والسیئات منا وقال عمر الحسنات والسیئات کلها من الله
تعالی فتابع بعض القوم ابابکر وبعض القوم عمر فقال النبی
علیه الصلوة والسلام ساقضی بینکما بما قضی به اسرافیل بین
جبرئیل ومیکائیل اما جبرئیل فقال مثل
مقالتک یا عمر واما میکائیل فقال مثل مقالتک
یا ابابکر فقال جبرئیل علیه السلام مختلف اهل السماء
واذا اختلف اهل السماء اختلف اهل الارض
فهلم نتحاکم الی اسرافیل فقصا علیه القصة
فقضی بینهما ان القدر خیره وشره من الله
تعالی فقال رسول الله علیه الصلوة والسلام
هذا قضائی بینکما ثم قال رسول الله علیه
الصلوة والسلام یا ابابکر لو شاء الله تعالی
ان لا یعصی فی ارضه لم یخلق ابلیس لعنه الله

باب الرفض

قال ابو اللیث رحمه الله
روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه انه

اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں
کہ ہم آنحضرت صلعم کی خدمت میں بیٹھے تھے سو ابوبکر اور عمر کچھ لوگوں
کے ساتھ آئی اور جب پاس آگئے تو سب نے آنحضرت صلعم پر سلام کہا تو
بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کہا ابوبکر نے نیکیاں اللہ کی طرف
سے ہیں اور برائیاں ہماری طرف سے اور عمر نے کہا کہ بھلائیاں
اور برائیاں سب اللہ کی طرف سے ہیں سو بعض لوگوں نے تو حضرت
ابوبکرؓ کی پیروی کی اور بعض لوگوں نے حضرت عمر کی تو آپ نے
فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ کر دونگا جیسے اسرافیل نے جبرئیل اور
میکائیل کا فیصلہ کیا سو جبرئیل نے تو ایسا کہا جیسا تو نے ای عمر
اور میکائیل نے ایسا کہا جیسا تو نے ای ابوبکر تو جبرئیل نے کہا کہ
آسمان والے اختلاف میں پڑگئے ہیں اور جب آسمان والوں نے
اختلاف کیا تو زمین والے بھی اختلاف کرینگے تو آؤ فیصلہ اسرافیل
کے پاس لیچلیں اور جبرئیل اور میکائیل نے اسرافیل سے سارا قصہ
بیان کیا تو اسرافیل نے اُن دونوں کا یہ فیصلہ کیا کہ بھلائی اور
برائی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا یہی
فیصلہ میرا ہے تم دونوں کے درمیان پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ ای ابوبکر اگر اللہ چاہتا کہ کوئی زمین پر نافرمانی نکرے تو
ابلیس ملعون کو نہ پیدا کرتا

باب رافضیوں کے بیان میں

کہا فقیہ ابواللیث رح نے حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ

قال يهلك فی اثنان محب مفرط ومبغض مفرط
وقال علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه يخرج فی
اٰخر الزمان قومٌ ينتحلون شيعتنا وليسوا من
شيعتنا لهم اسم يقال لهم الرافضة فاذا لقيتموهم
فاقتلوهم فانهم مشركون وروی ميمون بن
مهران عن ابن عباس عن النبی عليه الصلوٰة و
السلام انه قال يكون فی اٰخر الزمان قوم يسمون
الرافضة يرفضون الاسلام ويلفظونه فاقتلوهم
فانهم مشركون ويقال ان هارون الرشيد
قتلهم بهذا الحديث وقال عامر الشعبی الرفض
سُلّم الزنادقة فما رأيت رافضيا الا ورأيته
زنديقًا وقال ايضًا ان من شتم هؤلاء فهو
كافر ومن ابغضهم فهو رافضی

باب من حضر العشاء واقيمت الصلوٰة

قال الفقيه رحمه الله اذا وضع الرجل بين يدی
الطعام فاقيمت الصلوٰة فلا بأس بان يفرغ
من الطعام ثم يصلی اذا كان لا يخاف فوت
الوقت لانه لو قام الی الصلوٰة بعد ما اخذ
الی الطعام قبل ان يأكل يكون قلبه مشغولا

دو شخص ہلاکت مین ہین دوست حد سے بڑہنے والا اور دشمن حد سے
بڑہنے والا اور کہا حضرت علی رض نے کہ آخر زمانہ مین ایک قوم نکلیگی
اور وہ منسوب ہونگی طرف شیعہ یعنی گروہ ہمارے کے اور وہ ہمارے
گروہ مین نہین اُنکا ایک نام ہے کہ انکو رافضی کہینگے سو جب تم
وہ ملین تو مار ڈالیو بیشک وہ مشرک ہین اور میمون بن مہران
ابن عباس رض سے وہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی کہ اُنکا نام رافضی
ہوگا اسلام کو وہ چھوڑ دینگے اور اُسکو پھینک دینگے سو انکو مار ڈالیو
بیشک وہ مشرک ہین اور کہتے ہین کہ ہارون رشید نے اس حدیث
کے موافق انکو قتل کیا اور عامر شعبی کہتے ہین کہ رافضی لوگ
زندقہ کی سیڑہی ہین سو مینے جس رافضی کو دیکھا زندیق دیکھا
اور یہ بھی کہا ہے کہ جسنے گالی دی اُن لوگونکو یعنی صحابہ کو وہ
کافر ہے اور جسنے انسے بغض رکھا وہ رافضی ہے

باب اس بیان مین کہ نماز عشا کے وقت اگر کہانا حاضر ہو تو کیا کرے

کہا فقیہ رح نے کہ جب آدمی کے سامنے کہانا رکہا جاے اور نماز
کی تکبیر ہو جاے تو کہانے سے فارغ ہونے مین کچھ ڈر نہین پہر
نماز پڑھ لے جبکہ وقت جاتے رہنے کا خوف نہو اسلئے کہ اگر نماز کے
لیے کہڑا ہوا بعد کہانا شروع کرنیکے پہلے اسکے کہ کہالے تو اُسکا
دل کہانے مین مشغول رہیگا

فلو كان في الطعام وقلبه مشغولا في الصلوة
خير من ان يكون في الصلوة وقلبه في الطعام
وروى عن ابن عباس رض انه حضرته الصلوة
واحضر العشاء فقال نبدأ بالنفس اللوامة
وروى نافع عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا كان احدكم على طعام
فلا يعجلن حتى يقضي حاجته منها وان اقيمت
الصلوة وروى عن عبد الله بن الارقم
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
حضرت احدكم الصلوة وحضر الغائط فابدأ وا بالغائط
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يصل احدكم وهو ثائب وزنا يعني
به بولا والمعنى في ذلك ان قلبه يكون مشغولا
في الصلوة

باب كراهة الدخول على اهله من السفر

قال الفقيه
رضي الله عنه واذا رجع الرجل من سفره
فانه يستحب له ان يدخل على اهله النهار
ولا ينبغي ان ياتيهم ليلاً في حال غفلتهم
وروى جابر بن عبد الله عن النبي عليه الصلوة

سو اگر کہانی مین ہو اور دل اُسکا نماز کیطرف مشغول ہے تو بہتر ہے اس سے
کہ نماز مین ہو اور دل اُسکا کہانے مین ہو اور ابن عباس رضی
سے مروی ہے کہ نماز کا وقت بہی موجود تہا اور کہانا بہی تو انہون نے
کہا کہ نفس کی طرف سے شروع کیا جاوے یعنی اول کہانا کہا لین
اور نافع ابن عمر سی وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کوئی کہانے پر ہو تو جلدی
نکرے جب تک کہ اُس سے فارغ ہولی اور اگرچہ نماز کی تکبیر ہو جاوے
اور عبد اللہ ابن ارقم نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تمکو نماز کا وقت بہی آجاوے اور پاخانہ
کی حاجت بہی ہو تو پہلے پاخانہ جاؤ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی نماز نہ پڑہے
جب پیشاب کا بہت زور ہوا مقصود ان سب حدیثون سے یہ ہے کہ
دل نماز ہی کیطرف مشغول رہے

باب سفر سے اپنے گہر مین رات کو نہ آنے کا

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ جسوقت آدمی سفر سے لوٹے تو اُسکو مستحب ہے کہ اپنے
گہر مین دن کے وقت آوے اور رات کے وقت آنا نچاہیے
کہ گہر والے غفلت مین ہون اور جابر بن عبد اللہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین

دخلت علی عمر و معی صبی فی رجلیه اجراس
فقال عمر اخبری مولاك ان هذا یکون للشیطان
قال الفقیه رضی الله عنه قد اجاز العلماء
الجرس للدواب اذا کانت فیه منفعة للناس
والخبر انما ورد فی الذی هو للهو واما اذا
کانت فیه منفعة او مصلحة فلا بأس به

باب التعزیة

قال الفقیه رحمه الله التعزیة لصاحب المصیبة
حسن وهو ماجور فی ذلك وقد جاء الاثر
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال حق
المسلم علی المسلم ان یعزیه اذا اصابته مصیبة
وروی معاویة بن قرة عن ابیه عن النبی
علیه الصلوة والسلام ان رجلا من اصحابه
غاب عنه فسأل عنه فقالوا انه قد مات ابن
له فقال قوموا بنا نعزیه فقمنا فعزیناه ولا
بأس لاهل المصیبة ان یجلسوا فی بیت او
فی المسجد ثلثة ایام والناس یأتونهم ویعزونهم
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
لما بلغه خبر قتل جعفر بن ابی طالب وزید

کہ مین حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئی اور میرے پاس ایک بچہ پاؤنمین
گھونگرو پہنے ہوے تہا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے مالک سے
کہدے کہ یہ شیطان کے کام مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ علمانے جائز کیا
ہے چوپایونکو گھونگرو پہنانا جبکہ اُنمین لوگون کی کوئی منفعت
ہو اور حدیث کھیل کود کی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور لیکن جب
اُسمین کوئی نفع یا مصلحت ہو تو کچھہ اُسکا ڈر نہین ہے

باب ماتم پرسے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مصیبت والی کی ماتم پرسی کرنا اچھا ہے اور
اُسکو اسمین ثواب ہے اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
آئی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مسلمانکا مسلمان پر حق ہے کہ جب اُسکو
کوئی مصیبت پہونچے تو اُسکی ماتم پرسی کرے اور معاویہ بن قرہ
اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپکے یارونمین ایک شخص آپ سے غائب ہوگیا تو آپنے اُسکا
حال دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اُسکا ایک بیٹا مرگیا ہے تو
آپنے فرمایا کہ اُٹھو ہمارے ساتھہ اُسکی ماتم پرسی کرین سو ہم اُٹھے
اور اُسکی ماتم پرسی کی اور مصیبت والے اگر گھر مین یا مسجد مین تین
دن تک بیٹھین تو کچھہ مضائقہ نہین اور لوگ اُنکی ماتم پرسی کرین
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکے پاس جعفر
ابن ابی طالب اور زید بن حارث اور عبد اللہ بن

بن حارث وعبد الله بن رواحة جلس فى المسجد والناس يأتونه ويعزونه ويكره الجلوس على باب الدار فان ذلك عمل الجاهلية ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك

باب المسابقة

قال الفقيه رضى الله عنه لا بأس بالمسابقة والمسابقة ان يجرى الخيل لينظر ايهما يسبق صاحبه فان كان ذلك بغير عوض فلا بأس وان استبقا على شرط العوض فهو على وجهين ان قالا اينا سُبِقَ فعليه كذا فهذا لا يجوز وهو قمار وان قالا ان سبق فرسى فلى عليك كذا وان سبق فرسك فلا شئ فهذا جائز واذا كان العوض فى احد الجانبين جاز وان كان فى الجانبين لا يجوز واذا ارادا ان يجوزا العوض فى الجانبين فليدخلا بينهما محللا وليقولا ان سبق فرسى فلى عليك كذا وان سبق فرسك فلك على كذا وان سبق هذا الثالث فلا شئ عليه فهذا جائز اذا كان الثالث بعدو معهما وله قوة وروى مجاهد عن النبى عليه الصلوة و

رہا حضرات تینون کے شہید ہونیکی خبر آئی تو آپ مسجد مین بیٹھے یعنے غمگین ہوکر اور لوگ اُنکے پاس آتے جاتے تھے اور ماتم پرسی کرتے تھے اور گھر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہے بیشک یہ طریقہ جاہلیت کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے

باب گھوڑ دوڑ کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے باہم گھوڑ دوڑ کرنے مین کچھ ڈر نہین اور گھوڑ دوڑ یہ ہے کہ گھوڑے چھوڑے جاوین اور دیکھین کہ اُن دونو مین سے کونسا آگے نکلتا ہے اور اگر یہ بدلی کی ہے یعنی شرط نہ بدی تو کچھ اسکا ڈر نہین اور اگر کسی شرط پر دوڑائی گئی تو اسکی دو صورتین ہین اگر ان دونون نے کہا کہ جو ہم مین سے آگے نکلجاویگا تو اسکو یہ دینا ہوگا سو یہ جایز نہین اور یہ جوا ہے اور اگر دونون نے کہا اگر میرا گھوڑا نکل گیا تو مین تجھسے یہ لونگا اور اگر تیرا گھوڑا آگے نکل گیا تو کچھ نہین تو جایز ہے اور اگر دونون طرف مین سے ایک طرف ہو تو جایز ہے اور اگر دونون طرف عوض ہے تو جایز نہین اور جب چاہین کہ دونون طرف سے عوض جایز ہوجاوے تو چاہیے کہ کوئی حلال کرنیوالا یعنی تیسرا شخص داخل کرلین اور یہ نہ کہین کہ اگر میرا گھوڑا آگے نکل جاوے تو مین تجھسے یہ لونگا اور اگر تیرا گھوڑا آگے نکل گیا تو مین تجھکو یہ دونگا اور اگر یہ تیسرا گھوڑا آگے نکل گیا تو کچھ اُسپر نہین سو یہ جایز ہے جبکہ

السلام انه قال لا يحضر الملائكة شيئا من
لهوكم الا النضال والرهان يعنے الرمى
وسبق الخيل وروى الزهرى قال كانوا
يسبقون على عهد رسول الله عليه الصلوة
والسلام على الخيل والركاب ويسبق الرجال
على ارجلهم وروى عن انس بن مالك قال
كانت للنبى عليه الصلوة والسلام ناقة تسمى
العضباء لا تسبق فجاء اعرابى على قعود له
فسبقها فاشتد ذلك على المسلمين فقال النبى
عليه الصلوة والسلام حق على الله ان لا يرفع
شيئا من الدنيا الا وضعه وروى هشام
بن عروة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم سابق عائشة فسبقته فلما اخذها اللحم
سابقها فسبقها فقال النبى عليه الصلوة والسلام
يا عائشة هذه بتلك وروى مالك عن يحيى
بن سعيد عن سعيد بن المسيب انه قال ليس
برهان الخيل باس اذا دخل فيه المحلل قال الفقيه
رحمه الله الفائدة فى المسابقة ان القوم كانوا يحتاجون
الى الغزو فكان فى المسابقة اظهار الجلادة و

کہ آپنے فرمایا کہ فرشتے تمہارے کسی کہیل مین نہین موجود ہوتے
مگر نضال اور رہان مین یعنی تیر پہینکنے اور گہوڑا دوڑانے
مین اور زہری روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین گہوڑے اور اونٹ دوڑایا کرتے تہے نیز آدمی اپنے
اپنے پیرون سے دوڑتے تہے اور انس بن مالک سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تہی
کہ اُسکو عضبا کہتے تہے سو وہ پیچہے نرہتی تہی سو ایک اعرابی اپنے
جوان اونٹنی پر سوار آیا تو آگے بڑہ گیا مسلمانون پر یہ گران
گذرا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہے
کہ اللہ جس چیز کو اونچا کرتا ہے اُسکو نیچا بہی کرتا ہے
اور ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے مسابقت
کی تو حضرت عائشہ آگے نکل گئین اور جبکہ وہ موٹی ہو گئین
اور حضرت نے اُنسے مسابقت کری تو حضرت آگے نکل گئے تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ بدلہ ہے (تنبیہ یہ مسابقت
پایون سے دوڑنے مین تہی جیسا کہ الفاظ حدیث کے دلالت کرتے
ہین انتہی) اور امام مالک یحیی بن سعید سے وہ سعید ابن مسیب سے روایت
کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ گہوڑ کے دوڑانی مین کچہہ ڈر نہین
جب اُسمین کوئی محلل ہو جاوے یعنی تیسرا شخص کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

کہ مسابقت مین یہ فائدہ ہے کہ لوگ لڑائیان کرتے تہے اور مسابقت مین اظہار تیزی کا ہے

رياضة النفس والاستعداد لامر القتال وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سابق ابا بكر وعمر فسبق رسول الله صلعم وصلا ابو بكر ومكث عمر ومعنى قوله صلا ابو بكر يعني كان راسه عند صلوي فرس رسول الله صلى الله عليه وسلم والصلوي موضع العجز

باب نثر السكر في العرس وغيره

قال الفقيه رضي الله عنه اذا نثر السكر في العرس او نثر على الامراء او العسكر قال بعضهم لا بأس بان ينتهب وقال بعضهم لا يجوز وقال بعضهم يجوز ذلك في العرس ولا يجوز في نثار الامراء فاما من كره ذلك فاحتج بما روي عن حميد عن انس بن مالك عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه نهى عن النهبة والانتهاب وقال من انتهب فليس منا وروي عن عدي بن ثابت عن عبد الله بن يزيد الخطمي قال نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن المثلة والنهبة وروي عن ابن مسعود رضي الله عنه انه كان اذا نثر على الصبيان يمنع صبيانه عن النهبة وانثر لهم شيئا اخر واما من قال لا بأس به فلان صاحبه قد اباح

اور نفس محنت کا عادی ہوتا ہے اور لڑنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے مسابقت کی تو آپ آگے نکل گئے ابوبکر کا گھوڑا بالکل قریب رہا اور حضرت عمر کا ٹھہر گیا اور اسکے معنی یہ ہوے کہ ابوبکر کے گھوڑے کا سر حضرت کے گھوڑے کے دُم کے پیچھے تہا اور صلوی چوتڑ کے جگہہ کو کہتے ہین

باب شکر بکھیرنے کا شادی وغیرہ مین

کہا فقیہ رح نے سکر بکھیرنا نکاح مین یا امیرون اور لشکرون پر بعض نے کہا جایز ہے لوٹنا اُسکا اور بعض نے کہا کہ نہین جایز ہے اور بعض نے کہا جایز ہے شادی وغیرہ مین اور امیرون پر جو بکھیرا جاتا ہے وہ لوٹنا جایز نہین سو جسنے اسکو مکروہ کہا ہے تو اُسکی حجت وہ روایت ہے کہ حمید بواسطۂ انس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے لُٹانے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی لوٹیگا وہ ہم مین سے نہین ہے اور عدی بن ثابت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سکر لڑکون پر بکھیری جاتی تو وہ اپنے بچون کو لوٹنے سے منع کیا کرتے اور اُنکے اوپر اور کوئی چیز بکھیر دیتے اور جسنے کہا ہے کہ کچھہ ڈر نہین تو اسلیے کہ سکر کے مالک نے لوٹ

ذلك ولما روى عن الحسن وعكرمة انهما قالا لا باس بنهبة السكر فى العرس وروى عن عبد الله بن قرط قال اُتِىَ رسول الله صلى الله عليه وسلم بخمس اوست بدنات فجعل البدن يزدلفن باتيهن يبدأ بنحورهن فلما وجبت جنوبها قال رسول الله عليه الصلوة والسلام كلمة لم افهمها فسألت من يجنبى قال من شاء فليقطع يعنى اباح لهم اللحم فاذن لهم بالنهب وروى عن الحسن وعكرمة انهما كانا لا يريان باسا بنهب السكر فى العرس وقال الشعبى انما كره من النهبة ما اخذ بغير طيبة نفس صاحبه فاما من اخذ بطيب نفس صاحبه فلا باس واما من اجازه فى العرس وكره فى نثار الامراء ذهب الى ما روى خالد بن معدان عن معاذ بن جبل قال شهد رسول الله صلى الله عليه وسلم عرس شاب من الانصار فلما زوجوه جاءت الجوارى باطباق عليها اللوز والسكر فامسك القوم فقال لهم الا تنتهبون فقالوا يا رسول الله انك نهيت عن النهبة فقال تلك نهبة العساكر واما العرسات فلا قال الفقيه

اور اسلیئے کہ حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اُن دونون نے کہا ہے کہ نکاح مین سکر لوٹنے کا کچھہ ڈر نہین اور عبد اللہ بن قرط سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھہ اُونٹ قربانی کے آئے تو ہر ایک آپکے نزدیک ہونے لگا اس ارادے سے کہ مین پہلے ذبح کیا جاؤن جب ذبح ہو چکے تو آپنے ایسا کلمہ فرمایا کہ مین نہ سمجھا تو مین نے پاس والے سے پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ یہ فرمایا ہے جو چاہے سو کاٹ لے یعنے اُنکے لیئے گوشت مباح کر دیا اور اُنکو لوٹ لینے کو اجازت دیدی اور حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ دونون نکاح کے وقت سکر لوٹنے مین کچھہ ڈر نجانتے تھے اور شعبی کہتے ہین کہ لوٹ اسلیئے مکروہ ہے کہ مالک کی بے رضامندی اور دلخوشی کے لیوے اور جب مالک کے خوشی سے لی تو کچھہ ڈر نہین اور جسنے نکاح مین اجازت دی ہے اور امراء کے لیئے مکروہ کہا ہے تو وہ اُس روایت کی طرف گیا ہے کہ خالد بن معدان نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصار کے نکاح مین تشریف لائے جب اُسکا نکاح ہو گیا تو باندیان کئی طباق بادام اور سکر کے لائین تو لوگون نے توقف کیا تو آپنے اُنسے فرمایا کیون نہین لوٹتے تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے لوٹنے کو منع فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لشکر کی لوٹ منع ہے اور نکاح مین لوٹنا منع

وبهذا ناخذ اذا كان النثر في العرس او في وليمة
او في رجل نحر جزورا واباح النهبة للناس او
قدم رجل من سفر فينثر عليه شئ فلا بأس
بان ينتهب منه واذا كان النثر على الامراء
فلا يجوز ان ينتهب لان النثر عليهم بمعنى الرشوة
الا ترى ان هدية الامراء مكروهة وقد جاء
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال هدايا
الامراء غلول وكذلك النثر عليهم وكذلك
اذا ذبح البقر لاجل الامير فانه يكره اخذ
ذلك اللحم الا لاهل السجن

باب الهدية

قال الفقيه رضي الله عنه اذا اهدى اليك
انسان فان لم يكن الذي اهدى اليك ظالم
ولا يكون من حرام فالافضل ان تقبل الهدية
وتكافيه بافضل منه او مثله وان عجزت
عن المكافات بالمال فبالدعاء وحسن الثناء
وقد روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من لا يشكر الناس لا يشكر الله وروى
ابن عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال من اهدى اليكم معروفا

اور اسی کو ہم لیتے ہین جو اگر یہ بکھیر نکاح مین یا ولیمہ مین ہو یا
کوئی شخص اونٹ کو ذبح کرے اور لوگون کو لوٹ مباح کر دے
یا کوئی شخص سفر سے آوے اور اوسپر کوئی چیز بکھیر جاوے اور اسکو
لوٹ لین تو کچھ ڈر نہین اور جبکہ بکھیر امیرون پر ہو تو اسکا لوٹنا
جائز نہین کیونکہ انکے اوپر کی بکھیر تو رشوت کا حکم رکھتی ہے
کیا تو نہین دیکھتا کہ امیرونکا تحفہ مکروہ ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ امیرون کے تحفے مغتنبہ ہین اور
ایسے ہی انکے اوپر کی بکھیر اور ایسے ہی جب کوئی گائے کسی امیر
کے لیے ذبح کی جاوے تو اسکا گوشت لینا مکروہ ہے مگر قیدیون
کو مکروہ نہین ٭

باب تحفہ لینے دینے کے بیان

مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے جب کوئی شخص تیرے پاس تحفہ بھیجے
پس اگر وہ ظالم نہین ہے اور نہ وہ تحفہ حرام کے مال مین سے ہے تو
ہدیہ قبول کر لینا افضل ہے اور تجھکو اسکا بدلا اس سے بہتر یا
مثل اسکے دینا بہتر ہے اور اگر مال کا بدلا دینے مین عاجز ہے تو دعا
اور اسکی اچھی تعریف کرنی چاہیے اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے آدمیون کا شکر
نکیا وہ خدا کا شکر بھی نہین کریگا اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمکو تحفہ بھیجے برسم معروف

فکافوه فان لم تجدوا فادعواله حتی یعلم انکم
قد کافیتموه وعن النبی علیه الصلوۃ والسلام
انه قال اجیبوا الداعی ولا تردوا الهدیة وروی
انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوۃ
والسلام انه قال الهدیة تذهب بالسمع والبصر
والقلب وروی عطاء الخراسانی عن النبی
علیه الصلوۃ والسلام انه قال تصافحوا فانه
یذهب الغل وتهادوا وتحابوا فانه یذهب
الشحناء وروی عن جابر عن النبی علیه الصلوۃ
والسلام انه قال اشکر الناس لله اشکرهم
بعباده فمن لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر
وقال النبی علیه الصلوۃ والسلام من اهدی
الیه خیرا فلیجزه وان عجز عن جزائه فلیثن
علیه ثناء احسنا فان لم یثن فقد کفر النعمة
وقال النبی علیه الصلوۃ والسلام من زاده الله
نعمة فلیشکر والا فلیثن بها وروی ابن عباس
عن النبی علیه الصلوۃ والسلام انه قال من
اهدیت الیه هدیة وعنده قوم فهم شرکاء
فیها قال الفقیه رحمه الله تکلم الناس فی اول

سو تم اُسکا بدلا دو اور اگر تم بدلا نہ دے سکو تو اُسکے لیے دعا کرو
کہ وہ جانے کہ تم نے بدلا دیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی
ہے کہ آپنے فرمایا دعوت اور تحفہ کو قبول کرلو اور انس بن مالک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ
تحفہ کان اور آنکھ اور دل کو لیجاتا ہے اور عطاء خراسانی
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ مصافحہ آپسمین کرو کیونکہ وہ کدورت کو دور کرتا ہے اور
آپسمین تحفہ دو لو اور دوستی رکھو کہ وہ کینہ دور کرتا ہے
اور جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ زیادہ شکر کرنیوالا اللہ کا وہ ہے جو زیادہ شکر کرے
اُسکے بندونکا جسنے تہوڑیکا شکر نکیا وہ بہت کا بہی شکر نکریگا
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی کسیکے پاس اچھی چیز لاوے
تو اُسکا بدلا دے اور اگر بدلا نہ دے سکے تو اُسکی اچھی تعریف
کرے سو اگر نہ کیا تو اُسنے کفران نعمت کیا اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسیکو کچھ
نعمت دے تو چاہیے کہ اُسکا شکر کرے اور نہین تو
اُسکی تعریف کرے اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس شخص
کے پاس کچھ تحفہ آوے اور اُسکے پاس اور لوگ بیٹھے ہین تو وہ سب

هذا الحديث فقال بعضهم الخبر على ظاهره و
كل من اهدى اليه هدية فجلساءه شركاءه
وقال اهل الفقه رحمهم الله الخبر على وجه الاستحباب
يستحب له ان يشاركهم على وجه الكرم والمروة
فان لم يفعل ذلك فلا يجبر عليه وروى عن
ابى يوسف القاضى انه اهدى اليه شئ فروى
بعض اصحابه هذا الحديث فقال ابو يوسف ان
الحديث فى الفاكهة ونحوها لا فى الخبز و
اللبن وذكر الفقيه ابو جعفر عن ابى القاسم احمد
بن حمزة انه اهدى اليه هدية فذكر له الحديث
فقال انهم شركاء فى السرور لا فى الهدية
والله اعلم

باب تشميت العاطس

قال ابو الليث رضى الله عنه روى فى بعض الاخبار
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من
عطس ثلث عطسات متواليات استقر الايمان
فى قلبه وروى انس بن مالك رض قال عطس رجلان
عند رسول الله عليه الصلوة والسلام فشمت
لاحدهما ولم يشمت الاخر فقيل يا رسول الله
شمت هذا ولم تشمت هذا فقال ان هذا حمد

بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حدیث اپنی معنو پر ہے اور جسکے پاس
کچھہ تحفہ آوے تو اُسکے ہمنشین اُسکے شریک ہین اور فقیہ رح
نے کہا ہے کہ یہ حدیث استحباب کے طور پر ہے اُس شخص کو اُنکا
شریک لینا مستحب ہے بطور مروت کے اور شرم کے اور اگر یہ نکریگا
تو اسپر کوئی جبر نہین اور ابو یوسف قاضی سے مروی ہے کہ
کہ کوئی چیز اُنکے پاس تحفہ آئی تو اُنکے بعض یارون نے یہ حدیث
روایت کے تو ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ حدیث میوون مین
اور مثل اُسکے ہے نہ کہ روٹیون اور گیہون وغیرہ مین اور ابو جعفر
فقیہ ابو قاسم احمد بن حمزہ سے ذکر کرتے ہین کہ اُنکے پاس کہین
سے تحفہ آیا تو یہ حدیث اُنکے سامنے پڑہی گئی تو اُنہون نے
کہا کہ وہ لوگ اُسکی خوشی مین شریک ہین نہ تحفہ مین

باب چھینک کے جواب دینے مین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی
اللہ عنہ نے بعض حدیث مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس نے پے در پے
تین بار چھینکا تو ایمان اُسکے دل مین ٹہیر گیا اور انس
بن مالک روایت کرتے ہین کہ دو شخصون نے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا تو آپ نے ایک کو جواب
دیا اور دوسرے کو نہ دیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے
اسکو جواب دیا اور اُسکو نہین دیا آپنے فرمایا کہ اسنے تو الحمد للہ کہا

السمع هذا لم يحمد الله وقال الفقيه رضي الله عنه يستحب
للعاطس ان يخفض صوته بالعطاس ويرفع
صوته بالتحميد ليسمع الناس لان التشميت
انما يجب عليهم بعد ما حمد الله وروى عن ابن
عمر انه سمع رجلا عطس فقال له ابن عمر يرحمك
الله ان كنت حمدت الله وروى مالك عن
عبد الله ابن ابي بكر بن عمرو بن حزم عن ابيه
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال
ان عطس رجل فشمته ثم ان عطس رجل فشمته
ثم ان عطس فقل له انك مضنوك يعني مزكوم
قال عبد الله لا ادري بعد الثالثة او الرابعة
وقال ابو هريرة تشميت العاطس ثلثا فما زاد
فهو مزكوم قال الشعبي تشميت العاطس مرة
كسجدة ليسجدها مرة فان عاد لم يسجدها و
روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه اذا
كان عطس نكس راسه وخمر وجهه وخفض
صوته فاذا عطس رجل فحمد غيره فهو حسن و
قد روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال من سبق العاطس بالحمد امن من الشوص

اور اُسنے نہیں کہا اور کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے کہ چھینکنے والے کو
مستحب ہے کہ چھینکتے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد
کہتے وقت اونچی کرے تاکہ سب لوگ سنیں اسلیے کہ چھینک کا
جواب دینا اُنپر واجب ہے جبکہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور ابن عمر
سے مروی ہے کہ اُنہوں نے ایک شخص کو چھینکتے سنا تو اُنہوں نے
کہا کہ اللہ تجھپر رحم کرے اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے اور امام مالک عبد اللہ بن ابی بکر
بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلعم سے روایت
میں کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چھینکے اور اسکو پھر
جواب دے پھر اگر اس نے چھینکا پھر اسکو جواب دے پھر
اگر چھینکا پھر اسکو جواب دے اور اس سے کہہ کہ تجھکو زکام
ہوا ہے عبد اللہ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ تیسری
چھینک کے بعد یا چوتھی کے بعد آپ نے کہا ابو ہریرہ نے کہ جواب
چھینک کا تین بار ہے اور جب زیادہ ہوا تو اسکو زکام ہے
کہا شعبی نے کہ چھینک کا جواب ایک بار ہے جیسے کہ سجدہ تلاوت
کیا جاتا ہے پھر اگر دوبارہ کیا تو سجدہ نہ آویگا اور نبی علیہ
والسلام سے مروی ہے کہ جسوقت آپ چھینکتے تھے تو سر جھکا لیتے
تھے اور اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے اور آواز کو پست کرتے تھے
پس جسوقت کسی نے چھینکا اور کسی دوسرے نے الحمد للہ کہا تو اچھا
اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو

والموص والعلوص قال اهل اللغة الشوص وجع
الضرس واللوص وجع الاذن والعلوص وجع
البطن

باب مداراة الناس

قال الفقيه رضی الله عنه یستحب للرجل ان یداری مع
الناس ویترك المنازعة والخصومة ما امكنه
وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال اول ما نهانی ربی بعد عبادة الاوثان
عن شرب الخمر وعن ملاحات الرجال وروی
جابر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه
قال مداراة الناس صدقة وروی سعید
بن المسیب عن رسول الله علیه الصلوة والسلام
انه قال راس العقل بعد الایمان بالله تعالی
مداراة الناس قال بعض الحکماء من عصی
والدیه لم یر السرور من ولده ومن لم
یستشر فی الامور لم یصل الی حاجته و
من لم یدار مع اهله ذهبت لذة عیشه
ویستحب للرجل اذا دخل منزله ان یسلم
علی اهله ولا یتکلم حتی یستکمل الجلوس واذا
تکلم تکلم بالتؤدة والرفق لان النبی علیه

اور لوص اور علوص سے ہمن مین رہا لغت والے کہتے ہین کہ شوص
ڈاڑھ کا درد اور لوص کان کا درد اور علوص پیٹ کا درد

باب آدمیون کے ساتھ آشتی اور صلح رکھنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مستحب ہے کہ آدمی لوگون کے
ساتھ خوش خلقی سے پیش آوے اور جہانتک ہوسکے جھگڑا اور خصومت
چھوڑ دے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اول اُس چیز کا جو منع کیا مجھکو میرے رب نے بعد عبادت بتون کے یہ
ہے کہ بچون مین شراب سے اور دل لگی کی باتون سے اور روایت ہے جابر سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا آدمیون کے ساتھ مدارات
کرنا صدقہ دینا ہے اور سعید بن مسیب نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایمان کے بعد بڑی عقلمندی
لوگون کے ساتھ مدارات کرنا ہے بعض حکما کہتے ہین جسنے اپنی
مان باپ کی نافرمانی کی وہ اپنی اولاد سے خوشی نہ دیکھیگا اور
جسنے کاموں مین مشورت نہ لی اُسکی حاجت پوری نہوگی اور جسنے
گھر والون سے مدارات نکی اُسکے عیش کا مزا جاتا رہیگا اور
مستحب ہے کہ جسوقت آدمی اپنے گھر مین جاوے تو گھر والون سے
سلام کرے اور باتین نہ کرے جب تک اچھی طرح نہ
بیٹھ لے اور جب باتین کرے تو آہستگی اور نرمی سے
کرے اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

الصلوٰة والسلام قال خیرکم خیرکم لاهله
وقال الله تعالی وعاشروهن بالمعروف
وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا غضبت
امرأتك وحملت علیك فاضرب کفك بین
کتفیها وقل یا ایها الرجس النجس الخبیث المخبث
اخرج عن جسد طیب فیخرج باذن الله تعالی
وقال عمر بن میمون ثلثة من الفواقرة و
ثلثة لا یستجاب لهم دعاءهم وثلثة لا یدخلون
الجنة فاما الفواقر فرفیق لو احسنت الیه لم
یشکر وان اسأت لم یعف وجار ان رای
منك حسنة لم یفشها وان رای سیئة لم یدفنها
وزوجة سیئة ان شهدت لها لم تقر عینك
بها وان غبت عنها لم تطمئن قلبك الیها واما
الذین لا یستجاب لهم فرجل دعا علی کل ذی
رحم محرم ورجل داین بدین الی اجل ولم
یشهد علیه ورجل یقول لزوجته اللهم
ارحنی منها یقول الله تعالی ایها العبد فلدیك
امرها فان شئت فطلقها وان شئت فامسکها
واما الذین لا یدخلون الجنة فعاق والدیه

ہے تم مین بہتر وُہ ہے کہ اپنے گہر والون کے ساتہہ بہتر ہو
اور حقتعالی فرماتا ہے (اور بسر کرو اُنکے ساتہہ اچھی طرح) اور
سفیان ثوری سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین جب تیری بی بی تیرے
اوپر غصہ ہو اور تجہپر اُٹہے تو اپنے ہاتہہ اُسکے مونڈہے پر مار
اور کہہ ای پلید خبیث نکل پاک بدن سے سو اللہ کے حکم سے نکل
جاویگا یعنی اُسکا غصہ جاتا رہیگا اور عمر بن میمون کہتے ہین کہ
تین چیزین کمر توڑنے والی ہین اور تین ہین کہ اُنکی دعا قبول
نہین ہوتی اور تین ہین کہ جنت مین نجاوینگے سو کمر توڑنے
والی چیزون مین سے ایک وہ رفیق ہے کہ تو نے اُسکے ساتہ
احسان کیا اور اُسنے تیرا شکر نکیا اور اگر تجہسے کوئی بُرائی ہو تو
معاف نکرے اور دوسرا ہمسایہ کہ اگر کوئی نیکی دیکہے تو اُسکو
ظاہر نکرے اور اگر کوئی برائی دیکہے تو اُسکو نہ چہپاوے تیسرے
تیری بی بی اگر تو اُسکے سامنے آوے تو اُس سے تیری آنکہین
ٹہنڈی نہون اور اگر تو اُس سے غائب ہے تو اُسکی طرف سے تیرے
دلکو اطمینان نہو اور جنکی دعا قبول نہوگی ایک ایسا آدمی کہ اپنے
تمام اقربا پر بد دعا کرے اور دوسرا وہ شخص کہ ایک مدت پر قرض
دیا اور کوئی گواہ اُسپر نہوا اور وہ شخص کہ اپنے بی بی کی نسبت
کہے یا اللہ مجہکو راحت دے اُس سے حقتعالے فرماتا ہے ای بندے تیرے
پاس اسکا معاملہ ہے چاہے تو اسکو طلاق دے چاہے بند رکہہ اور جو لوگ

و مد من خمر و منان

باب الامثال

قال الفقیه رح روی عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام قال ما تکلم رسول الله صلی الله علیه وسلم بکلام الا صار مثلا لم یسبقه الیه احد ومن ذلك قوله علیه الصلوة والسلام لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین وقوله لا یجنی علی المرء الا یده وقوله الشدید من غلب نفسه والقوی من ملك غضبه وهونه وقوله الآن حمی الوطیس کان فی حرب حنین معناه ای اشتد الحرب وهاج وقعه وقوله علیه الصلوة والسلام لیس الخبر کالمعاینة وقوله الشاهد یری ما لا یری الغائب وقوله ساقی القوم آخرهم شربا وقوله لو بغی جبل علی جبل لدکه الله وقوله الحرب خدعة وقوله ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقوله المسلم مرآة المسلم وقوله البلاء مؤکل بالمنطق وقوله الناس کاسنان المشط وقوله الناس کابل مائة لا تکاد تجد فیها راحلة وقوله الغنی غنی النفس وقوله ترك الشر صدقة

اور دائم الخمر اور احسان جتانے والا

باب مثالین بیان کرنے مین

ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام کیا ہے وہ ایک ایسی مثال ہوگئی ہے کہ جسکو آپسے پہلے کسی نے بیان نہین کیا اور ان مثالون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہین کاٹا جاتا یعنی جب ایک کام مین آدمی کو نقصان پہونچتا ہے پھر اسکو نہین کرتا اور ایک قول یہ ہے کہ آدمیکو اسکا ہاتہ گنہگار کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے سخت وہ کہ جو اپنے نفس پر غالب آیا اور مضبوط وہ جسکا غصہ اور خواہش اسکے اختیار مین ہو اور ایک قول یہ ہے کہ گرم ہو وطیس کہ جنگ حنین مین آپنے فرمایا تھا اسکے معنی یہ ہوے کہ لڑائی سخت ہوئی اور اسکے ہونے کا غلبہ ہوا اور ایک قول کہ سنا ہوا دیکھے کے برابر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ حاضر وہ دیکھتا ہے جو غائب نہین دیکھتا اور ایک قول یہ ہے کہ جو لوگون کو پلاتا ہے وہ آخر مین پیئے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کرے تو اللہ تعالے اسکو کوٹ ڈالے اور ایک قول یہ ہے کہ لڑائی دہوکے کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مقدم رکہے اپنے نفس کو پھر جسکا ذمہ دار ہوا اور ایک قول کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بولنے سے بلا مین پڑجاتا ہے اور ایک قول یہ ہے آدمی آپسمین کنگھے کی دندانون کی طرح ہین

وقوله سيد القوم خادمهم وقوله عدة
المؤمن اخذ الكف وقوله ان من الشعر لحكمة
وقوله وان من البيان لسحرا وقوله نية المؤمن
خير من عمله وقوله ارحم من فى الارض يرحمك
من فى السماء وقوله استعينوا على الحوائج بالكتمان
وبرواية أخر وهو قوله استعينوا على حوائجكم
بكتمان اسرادكم فان كل ذى نعمة محسود و
قوله المستشار مؤتمن فلا يخون فلينصح وقوله
من لا يرحم لا يرحم وقوله العائد فى هبته كالعائد
فى قيئه وقوله الدال على الخير كفاعله وقوله
حبك الشئ يعمى ويصم وقوله كل معروف
صدقة وقوله لا ياوى الضالة الا الضال و
قوله مطل الغنى ظلم وقوله السفر قطعة من
العذاب وقوله المسلمون عند شروطهم و
قوله الناس معادن كمعادن الذهب والفضة
وقوله الظلم ظلمات يوم القيمة وقوله جبلت
القلوب على حب من احسن اليها وبغض من اساء
اليها وقوله لا يشكر الله من لا يشكر الناس و
قوله عفو الملوك ابقاء للملك هذه الامثال

اور ایک قول یہ ہے کہ قوم کا سردار اُنکا خدمتگار ہے یعنی اُنکی خبرگیری
مین رہتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مؤمن کا وعدہ کرنا ہاتھہ کا پکڑ لینا ہے
اور ایک قول ہے کہ بیشک بعض بیان سراسر حکمت ہے اور ایک یہ قول ہے
کہ بعض بیان تو نرا جادو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مؤمن کی نیت
اُسکے عمل سے بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو زمین مین ہے اُسپر تو رحم کر
پس جو آسمان مین ہے وہ تجھپر رحم کریگا اور ایک قول یہ ہے حاصل کرو
حاجتون کو خاموشی مین اور ایک روایت مین ہے کہ حاصل کرو اپنے
مطلب اپنی گفتگو کو چھپا کر بیشک جسکے پاس نعمت ہوتی ہے اُس سے
لوگ حسد کرتے ہین اور ایک قول یہ ہے کہ جس سے مشورت لی جائے
امانتدار ہی شرط ہے چاہئے کہ خیانت نکرے اور خیرخواہی کرے
اور ایک قول یہ ہے کہ جو شخص رحم نکرے اُسپر بھی رحم نہوگا اور ایک
قول یہ ہے اپنی دی ہوئی چیز کا پھیر لینا اپنی قی کی ہوئی کھا لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ نیکی کا بتانیوالا ایسا ہے جیسا اُسکا کرنیوالا اور ایک قول
یہ ہے کسی چیز کی دوستی آدمیکو اندھا بہرا کر دیتی ہے اور ایک قول ہے
کہ ہر اچھا کام صدقہ کا ثواب رکھتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ گم شدہ چیز
کھونے والے ہی کو ملے اور ایک قول یہ ہے کہ قرضدار جب غنی ہو جاوے تو
اُسکو دیر کرنی ظلم ہے اور ایک قول یہ ہے سفر بھی ایک عذاب کا ٹکڑا ہے اور
ایک قول یہ ہے کہ مؤمن اپنے شرطونکے پاس ہین اور ایک قول یہ ہے کہ
آدمی ایسے ہین جیسے سونے چاندی کی کھان اور ایک قول یہ ہے کہ ظلم

كلها عن النبى عليه الصلوة والسلام وقال منصور
بن عمار فى الحكمة من ابصر عيب نفسه اشتغل
من عيب غيره ومن تعرى عن لباس التقوى
لم يستتر لشيئ ومن رضى برزق الله لا يحزن
على ما فى يد غيره ومن سلّ السيف لغيره
قُتل به ومن حفر بيرًا لِاخيه وقع فيه ومن
هتك حجاب غيره انكشف عورته ومن نسى
زلة نفسه استعظم زلة غيره ومن كابر
الامور عطب ومن استغنى بعقل نفسه ذل و
من تكبر على الناس ذل ومن تعمق فى العمل مل
ومن فخر على الناس فضح ومن تسفه عليهم
شتم ومن صاحب الارذال حقر ومن جالس
العلماء وقر ومن دخل مدخل السوء اتهم و
من تهاون بالدين ارتطم ومن اغتنم اموال
الناس افتقر ومن انتظر العاقبة اصطبر
ويقال العافية بالفاء ومن جهل موضع قدمه
عثر فى ندامة ومن خشى الله فاز
ومن لم يجرب الامور خدع ومن صارع
اهل الحق صرع ومن احتمل ما لا يطيقه عجز و

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے اور منصور بن عمار حکمت کے باب مین
کہتے ہین جو اپنے عیب کو دیکھیگا اور کے عیب سے بیخبر رہیگا اور
جو شخص پرہیزگاری کے لباس سے ننگا ہے وہ کسی چیز سے ڈہکا
نجائیگا اور جو شخص اپنے رزق پر خوش رہیگا اُسکو کسیکے پاس
کچھہ دیکھنے سے رنج نہوگا اور جو کسی پر تلوار کھینچیگا آپ اُس
سے کاٹا جاویگا جو شخص اپنے بہائی کے لیے کنوان کہودیگا
آپ اُسمین گریگا جو کسی کی پردہ دری کریگا اُسکا فضیحت آپ ہوگا
جو اپنی خطا بہول جائیگا اور کی خطا کو بُرا سمجھیگا جو بہاری
سمجھیگا کامون کو ہلاک ہوگا جو اپنی عقل پر بے پرواہ رہیگا
خطا کہائیگا جو لوگون سے تکبر کریگا ذلیل ہوگا جو اعمال مین
حد سے زیادہ مشقت کریگا وہ تہکیگا جو لوگون پر اپنا فخر کریگا
رسوا ہوگا جو انکے ساتہ نادانی برتیگا گالی دیا جاویگا اور
جو رذیلون مین بیٹھیگا حقیر ہوگا جو عالمون کے پاس بیٹھیگا
اُسکا وقر ہوگا جو کوئی کسی بُری جگہہ جاویگا اُسپر تہمت لگیگی
جو کوئی دین مین سُستی اختیار کریگا مُصیبت مین پڑجاویگا جو کوئی
لوگونکا مال لوٹیگا محتاج ہوجائیگا اور جو انتظار مین نیک انجام کے
رہی صبر کریگا اور یہ بہی آیا ہے جو آرام کا انتظار کریگا صبر کریگا اور
جو بے موقع قدم رکہیگا ندامت مین پڑیگا اور جو اللہ سے ڈریگا مراد کو
پہنچیگا اور جسنے کامونمین تجربہ نکیا ہوگا دہوکے مین آجائیگا جسنے اہل حق کو

ومن عرف اجله قصر امله ومن استفاد الجهل
ترك طريق العدل ولا حول ولا قوة الا بالله
العلى العظيم ويقال جزية المسلم كراء بيته و
ذل رقبته دينه وعذابه سوء خلق امرأته و
قال بعض الحكماء لقاء العلماء والاخوان تلقيح
العقول وروى الاشعرى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال مثل المؤمن الذى يقرأ القرآن
كمثل الاترجة ريحها طيبة وطعمها طيب وقال
الفقيه رضى الله عنه انما اراد بالاترج اترج
اهل الحجاز لانه يكون ريحها طيبا وطعمها
حلوا واما الاترج الذى فى بلادنا لا يكون
له طعم طيب وان كانت ريحها طيبة ومثل المؤمن
الذى لا يقرأ القرآن كمثل التمرة طعمها طيب
ولا ريح لها ومثل الفاجر الذى يقرأ القرآن
كمثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مرّ ومثل
الفاجر الذى لا يقرأ القرآن كمثل الحنظلة طعمها
مر وريحها منتن **باب العمارة و**
والبناء قال الفقيه رضى الله عنه كره
بعض الناس ان ينفق الرجل ماله فى البناء

جسنے اپنی موت کو پہچانا اپنی امید کم کردیگا جسنے جہالت کے ساتھہ
استعانت کیئے تو اُسنے اپنی سیدہی راہ کو چہوڑا اور نہیں ہے زور بچنا گناہوں سے
اور نہیں قوت طاعت کی مگر الله بزرگ کی مدد سے اور کہتے ہیں مسلمان کا جزیہ اسکی
گہر کا کرایہ ہے اور اُسکا قرض اُسکے گردن کا جہکنا ہے اور اُسکا عذاب
اسکی بی بی کی بد خلقی ہے اور بعض حکما کہتے ہیں عالموں اور بہائیوں سے
ملاقات کرنا عقل کا نتیجہ کرتا ہے اور ابو موسی اشعری نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مؤمن قرآن پڑہنے والے
کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اترج اُسکی خوشبو بہی اچہی او اُسکا مزہ بہی
اچہا اور کہا فقیہ رحمۃ الله نے اترج سے مراد اہل حجاز کا اترج ہے
اسلیئے کہ اُسکی خوشبو اچہی ہوتی ہے اور اُسکا مزہ میٹہا ہوتا ہے اور ہمارے
ملک کے اُترج کا مزہ اچہا نہیں ہوتا اگرچہ اُسکی خوشبو اچہی ہوتی
ہے اور جو مؤمن کہ قرآن نہیں پڑہتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے
چہوہارا اُسکا مزہ اچہا ہے اور کچہہ اُسمیں خوشبو نہیں اور جو بدکار
قرآن پڑہتا ہے اُسکی مثال جیسے ناز بو اُسکی خوشبو اچہی اور مزہ
کڑوا اور جو فاجر کہ قرآن نہیں پڑہتا جیسے پہلیندوا کہ اُسمیں
نہ کوئی مزا ہے نہ خوشبو ہے **باب مکان بنانے**
کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ الله نے
کہ بعض علماء کے نزدیک آدمی کو مکانات بنانے میں
مال خرچ کرنا مکروہ ہے

واحتجوا بما روى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا اراد الله بعبد
شرًا اهلك ماله في اللبن والطين وفي خبر اخر
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
بنى فوق ما يكفيه جاء به يوم القيمة حاملا
على عنقه وروى عن الحسن البصري ان رجلا
قال له اني بنيت دارا فادخلها ادع لي بالبركة
فدخل الحسن مع اصحابه ونظر في الدار فقال
خربت دار نفسك وعمرت دار غيرك غرك
من في الارض ومقتك من في السماء وقال
بعضهم لا بأس به لان الله تبارك وتعالى
قال تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون
الجبال بيوتا فاذكروا الاء الله الاية فاخبر
ان القصور من نعماء الله وقال في اية اخرى
قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده
الاية وذكر ان ابنا لمحمد بن سيرين بنى دارا
فانفق عليها مالا كثيرا فذكر ذلك لمحمد بن
سيرين قال ما ارى باسا بان يبني الرجل
من ماله ما ينفعه وروى عن النبي عليه

اور اُنکی حجت وہ ہے جو ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جبکہ اللہ تعالے کسی بندے کے حق مین
برائی چاہتا ہے تو اُسکے مال کو اینٹون اور مٹی مین تلف کرتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو کوئی مکان حاجت سے زیادہ بنائیگا قیامت کے دن اپنی گردن
پر لاد کر لائیگا اور حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُنسے
آکر کہا کہ مینے ایک مکان بنایا ہے سو آپ چلیے اور میرے لیے برکت کی دعا
کیجیے پس حسن بصری اپنے یارون سمیت اُٹھے اور مکان کو دیکھا اور کہا
کہ تو نے اپنے نفس کا گھر اُجاڑ دیا اور اور کا گھر آباد کیا اور عزت
کی تیری زمین والون نے اور غصے ہوے تجھپے آسمان والے اور بعض کہتے
ہین کہ اسکا کچھ ڈر نہین اسلیے کہ حق تعالے فرماتا ہے (بناتے ہو نرم زمین
مین اور کھودتے ہو پہاڑو مین گھر سو اللہ کی نعمتین یاد کرو) سو اللہ
نے خبر دی کہ محل و مکان اللہ کی نعمتین ہین اور آیت
مین فرمایا ہے (کہہ تو اے محمد کسنے حرام کر دی اللہ کی
زینتین جو نکالی ہین اپنے بندون کے واسطے) اور مروی ہے
کہ محمد بن سیرین کے بیٹے نے گھر بنایا اور بہت مال اُسمین
خرچ کیا اسکا محمد بن سیرین سے ذکر کیا گیا تو اُنہون نے کہا کہ میرے
نزدیک کچھ ڈر نہین اگر مکانات کے بنانے مین کوئی آدمی
خرچ کرے * اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام ...

الصلوة والسلام انه قال اذا انعم الله تعالى
على عبده نعمة احب ان يرى اثر النعمة فيه
ثم من اثر النعمة البناء الحسن والثياب الحسنة
الا ترى انه لو اشترى جارية جميلة بمال عظيم
فانه يجوز ولا يلام عليه ولا يأثم وان كان
يكفيه دون ذلك فكذلك البناء قال الفقيه
رحمه الله الافضل له ان يصرف ماله الى امر
آخرته فان انفقها فى امر دنياه فى البناء او
فى الثياب الحسنة فهو غير حرام بعد ان
يجتنب من ثلثة اشياء اولها ان لا يكتسب
المال من حرام او شبهة والثانى ان لا يظلم
مسلما ولا معاهدا والثالث ان لا يضيع فرائض
الله تعالى من وقتها وسنة رسول الله تعالى

باب المعاملة مع اهل الكفر

قال الفقيه رضى الله عنه لا بأس للمسلم ان
يكون بينه وبين اهل الذمة معاملة اذا
كان مما لا بد منه ولا بأس بان يعوده و
هو مريض ويلقنه كلمة التوحيد وقد عاد
النبى عليه السلام يهوديا وعرض عليه الاسلام

سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے بندہ پر انعام کرتا ہے تو
پسند کرتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اُسمین ظاہر ہو پہر نعمت کے اثر مین
سے اچھا مکان بنانا اور اچھا کپڑا ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر
کوئی باندی خوبصورت بہت مال کے عوض مین خریدے تو
جایز ہے اور اُسکو کوئی بُرا نہین کہتا اور اگرچہ اُسکو اور حاجت
نہو تو ایسے ہی مکان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہتر یہ ہے
کہ اپنا مال آخرت کے کام مین صرف کرے اور اگر اُسکو
دنیا کے کامون مین صرف کرے تو مکان یا اچھے کپڑے
بناوے تو حرام نہین ہے جبکہ تین چیزون سے بچا رہے ایک تو
یہ ہے کہ حرام کا مال یا مشتبہ نہو دوسرے یہ کہ کسی
مسلمان یا معاہد پر ظلم نکرے تیسرے یہ کہ اللہ کے فرضون کو
ضایع نکرے وقت اُنکے سے اور سنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے

باب کافرون سے معاملات کرنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ کچھ ڈر نہین کہ مسلمان اور ذمی کے
درمیان مین کوئی ضروری معاملہ رہا کرے اور کچھ ڈر نہین
کہ بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرے اور کلمہ توحید اُسکو
سکہاوے اور بیشک نبی علیہ الصلوۃ والسلام
نے ایک یہودی کی عیادت کی اور اسپر اسلام پیش کیا ہ

فاسلم فمات فلما خرج قال الحمد لله الذی اعتق
بی نسمة من النار ولا باس للمسلم اذا كانت
له قرابة اهل الذمة ان يهدی اليهم الدراهم
وقد اهدی رسول الله صلی الله عليه وسلم
الی خالة حارثة وهو كافر بمكة وروی عن صفية
زوجة رسول الله صلی الله عليه وسلم انها
لما ماتت اوصت بثلث مالها لاخ لها من
اليهود وروی عن ميمون بن مهران انه
قال من الناس من احبه فی الله واحبه لنفسی
ومن الناس من ابغضه فی الله وابغضه لنفسی
ومن الناس من ابغضه فی الله واحبه لنفسی و
من الناس من احبه فی الله وابغضه لنفسی
فاما الذی احبه فی الله وابغضه لنفسی فهو
مؤمن يوذينی فاما الذی احبه فی الله واحبه
لنفسی فهو مؤمن ينفعنی واما الذی ابغضه
فی الله وابغضه لنفسی فهو كافر يوذينی واما
الذی ابغضه فی الله واحبه لنفسی فهو كافر
ينفعنی يعنی ابغضه لاجل كفره واحبه لاجل
منفعته لی والله اعلم باب ما قيل فی

پس وہ اسلام لایا پھر مرگیا تب آپ نکلے تو کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ
میرے سبب سے ایک جی آگ سے آزاد ہوا اور کچھ ڈر نہین کہ اگر مسلمان
اور ذمی کے درمیان کوئی قرابت ہو اور اُسکو کچھ روپیہ تحفہ دی اور
تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خالہ حارثہ کو مکہ مین تحفہ بھیجا
اور وہ کافر تھی اور صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے
مروی ہے کہ جب وہ مرین تو اپنے تہائی مال کی وصیت اپنی بہائی
یہودیون کو کی اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ
اُنہون نے کہا بعض آدمی کو اپنے اور اللہ کے لیے دوست
رکہتا ہون اور بعض آدمی کو اپنے اور اللہ کے لیے دشمن
جانتا ہون اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دشمن اور اپنے
لیے دوست اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دوست
اور اپنے لیے دشمن جانتا ہون سو جسکو مین اللہ کے لیے
دوست رکہتا ہون اور اپنے لیے دشمن تو وہ مومن ہے
کہ مجھکو تکلیف دیتا ہی اور جسکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست رکہتا ہون
تو وہ مومن ہے کہ مجھکو نفع پہونچاتا ہے اور جسکو مین اللہ
اور اپنے لیے دشمن رکہتا ہون تو وہ کافر ہے کہ مجھکو تکلیف
دیتا ہی اور جسکو مین اللہ کے لیے دشمن اور اپنے لیے دوست رکہتا ہون تو وہ کافر ہے
کہ مجھکو نفع دیتا ہے یعنی بسبب اُسکے کفر کے مین دشمن رکہتا ہون اور بسبب اُسکے
نفع کے دوست رکہتا ہون واللہ اعلم باب ہے صبح سویرے

مباکرة الغداء قال الفقیه رضی الله عنه
روی عن ابی هریرة انه قال فی مباکرة الغداء ثلث
خصال یطیب النکهة ویطفیٔ المرة ویزید فی
المروة قیل کیف یزید فی المروة قال اذا تغدیت
فی منزلی لم تطمع نفسی فی طعام غیری و
ذکر ان رجلا دخل علی معاویة بن ابی سفیان
وهو یتغدی باکرا فدعاه الی طعام فقال
قد فعلت فقال له معاویة انك انهم اکلا
اذا فعلت قبل هذا الوقت قال لا ولکن فعلت
ذلك لاربع خلال اولها الخلوف الفم والثانی
ان عطشت شربت الماء والثالث ان اردت
حاجة لبثت فیها وانا فارغ القلب والرابع
ان رایت طعاما رایته ومعی عرضی ویقال
الندامة اربعة ندامة یوم وندامة سنة
وندامة ابد فندامة الیوم ان یخرج الرجل
قبل ان یتغدی ثم عرض له عارض فلم یقدر
علی الرجوع الی منزله فبقی نادما فی یومه کله
واما ندامة السنة فهو ان الزارع اذا ترك
الزراعة فبقی نادما الی اخر السنة فاما ندامة

کہانا کہانے مین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ صبح سویرے کہانے مین تین فائدے ہین
مونہہ اچہا رہتا ہے اور صفرا بجہتا ہے اور مروت بڑہتی ہے
اُنسے لوگون نے کہا کیونکر مروت بڑہتی ہے تو اُنہون نے جواب دیا
کہ جب تو نے اپنے گہر مین کہانا کہالیا تو اورکے کہانے کی طرف
نہین للچاویگا اور مروی ہے کہ ایک شخص معاویہ بن سفیان کے
پاس آیا اور وہ صبح سویرے کہانا کہارہے تہے تو اُنہون نے کہانے کی
تواضع کی اُس شخص نے کہا کہ مین کہا چکا ہون تو معاویہ نے اُس سے
کہا کہ تو بہت حریص ہے کہانیکا جب تو نے اسوقت سے پہلے کہالیا
اُسنے کہا نہین لیکن مین نے یہ کام چار خصلتون کے وجہ سے کیا پہلے
مونہہ مین خوشبو رہنا دوسرے اگر مجہکو پیاس لگے تو پانی پیونگا
تیسرے جب مجہی کوئی کام ہوگا اوسا مین ٹہرونگا تو دل بیفکر
نچنت رہیگا چوتہے جب مین کہانا دیکہونگا تو اُسکو بیغرضی سے
دیکہونگا اور کہتے ہین کہ ندامت چار ہین ندامت دن بہر کے
ندامت سال بہر کی ندامت عمر بہر کے ندامت ہمیشہ کی دن
بہر کے ندامت یہ ہے کہ آدمی گہر سے بے کہانا کہائے نکلے پہر اگر اسکو
کوئی معاملہ پیش آجاوے اور لوٹی تو گہر کو نہ لوٹ سکے تو دن بہر شرمندہ
رہیگا اور سال بہر کے ندامت یہ ہے کہ کسان جب کہیتی چہوڑ دیتا ہے
تو سال بہر تک شرمندہ رہتا ہے اور عمر بہر کے ندامت

العمران يتزوج امرأة غير موافقة فبقي في الندامة
الى آخر العمر واما ندامة الابد فهو ان يترك امر
الله تبارك وتعالى ويعصيه فهو ابدا في الندامة
في الآخرة وقال علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
من اراد البقاء ولا بقاء فليباكر الغداء وليخفف
الرداء وليلزم الحذاء وليقل غشيان النساء
قيل له وما خفة الرداء قال قضاء الدين و
ليلزم الحذا يعني لا يمشي حافيا **باب كلام**
الحكماء قال يزيد الرقاشي خمسة لا يحسن من
خمسة الكذب من الامراء والحرص من الزهاد
والسفه من ذوي الاحساب والبخل من ذوي
الاموال والاستطالة من الفقراء قال الفقيه
رحمه الله هذه الاشياء لا يحسن من جميع الناس
ولكن عن هؤلاء اقبح ويقال عشرة اشياء
قبيحة في عشرة اصناف من الناس الحدة
في السلطان والبخل في الاغنياء والطمع
في العلماء والحرص في الفقراء وقلة الحياء في
ذوي الاحساب واتيان الزهاد ابواب
اهل الدنيا والفتنة في الشيوخ والجهل في

یہ ہے کہ ناموافق عورت سے نکاح کریگا تو عمر بھر شرمندہ
رہیگا اور ہمیشہ کی ندامت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے کی حکم کو نمانیگا اور اُسکی
نافرمانی کریگا تو آخرت مین ابدالآباد تک شرمندہ رہیگا اور علی
بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہمیشگی اور انکو ہمیشہ
رکھنا چاہتا ہے تو صبح سویرے کہانا کہایا کرے اور چادر چھوٹی
بناوے اور ہمیشہ جوتیان پہنے اور عورت کے پاس کم جاوے لوگون نے
عرض کیا کہ چھوٹا ہونا چادر کا کیا معنے فرمایا قرض ادا کرنا اور جوتیان
لازم پکڑنا یعنی ننگے پاؤن نہ پہرنا **باب حکما کی کلام مین**
کہا یزید رقاشی رحمہ نے کہ پانچ چیزین پانچ شخص سے اچھی نہین معلوم
ہوتین امیرونکا جھوٹ بولنا اور زاہدونکا حرص کرنا ذی حسب
آدمیکا نادانی کرنا اور مالدارونکا بخیل ہونا اور فقیرونکا سوال مین
زیادتی کرنا کہا فقیہ رحمہ اللہ نے یہ چیزین سب آدمیون سے اچھی نہین
معلوم ہوتین لیکن ان لوگونسی بہت بُری ہین اور کہتی ہین کہ دس
آدمیون مین دس چیزین بُری معلوم ہوتی ہین بادشاہ
مین تیزی امیرون مین بخل عالمون مین طمع فقیرون
مین حرص اور صاحب حسب مین بیحیائی زاہدون مین
دنیاداروں کے دروازون پر آنا بوڑہون مین فتنہ
اور عابدون مین
جہالت

العباد والجبن فی الغزاة وتشبه الرجال
بالنساء والنساء بالرجال وقال بعض الحکماء
التفکر نور والغفلة ظلمة والجهالة ضلالة و
انقص الناس عقلا من ظلم علی من هو دونه
قال ابراهیم بن زیاد العدوی ثلث تفرح
القلب وتجم العقل ویروی تجیء العقل الزوجة
الجمیلة والکفاف من الرزق والاخ المونس
وقال بعض الحکماء وجدت العلم فی الطلب
والحکمة فی البطن الجائع ونور الاسلام فی
صلوة اللیل وهیبة الخلق فی هیبة الخالق
وروی عن جعفر بن محمد انه قال تکلم علی
ابن ابی طالب کرم الله وجهه بست کلمات
لم یسبقها احد فی الجاهلیة والاسلام اولها
من لانت کلمته وجبت محبته والثانی ما هلك
امرأ قط عرف قدره والثالث ان لکل شیء
قیمة وقیمة المرء ما یحسنه والرابع سل من
شئت تکن اسیره وفی روایة فانت ذلیله
والخامس اعط من شئت تکن امیره والسادس
استغن عن من شئت تکن نظیره ویقال

اور غازیوں مین نامردی اور مردون کو عورتون کی صورت بنانا
اور عورتونکو مردونکی صورت بنانا اور بعض حکیم کہتے ہین کہ فکر کرنا
نور ہے اور غافل رہنا تاریکی ہے اور جہالت گمراہی ہے اور سب سے
زیادہ کم عقل وہ ہے کہ اپنے سے چھوٹے پر ظلم کرے اور ابراہیم
بن زیاد عدوی کہتے ہین کہ تین چیزین دلکو خوش کرتی ہین
اور عقل کو بڑھاتی ہین خوبصورت بی بی اور رزق کی فراغت
اور رفیق ایسا کہ غمخوار اور بعض حکمانے کہا کہ مین نے
علم کو طلب کے اندر پایا اور حکمت کو خالی پیٹ مین اور
اسلام کا نور رات کی نماز مین اور مخلوق کی ہیبت خالق کی ہیبت
سے ڈرنے مین اور جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ انہون
نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے چھ باتین
ایسی فرمائی ہین کہ کسینے پہلے زمانہ جاہلیت مین
کہین نہ اسلام مین پہلے یہہ کہ جسکا کلام نرم ہوگا
اُسکی محبت ضرور ہوگی دوسرے یہ کہ وہ آدمی کبھی
نہ ہلاک ہوگا جسنے اپنی قدر پہچانی تیسرے یہ کہ ہر چیز کی
قیمت ہے اور آدمی کی قیمت جو وہ نیکی کرے چوتھی یہہ کہ
جس سے تو سوال کریگا اُسکا تو قیدی ہوجاویگا اور ایک روایت مین ہے
کہ تو اُسکا خوار رہیگا پانچوین یہ کہ جسکو تو کچھ دیگا تو اُسکا سردار ہوجاویگا چھٹے یہ کہ
جس سے تو بے پروائی کریگا تو اُس جیسا ہی ہو جاویگا اور کہتے ہین کہ

مكتوب في بعض الكتب الكفالة مذمومة
فيها ست خصال الكفران والخسران والغرم
والصرم والملامة والندامة ويقال مكتوب
على باب ملك الروم ان الكفالة اولها ندامة
واوسطها ملامة وآخرها غرامة ويقال
من لم يصدق فليجرب حتى يعرف البلية من
السلامة وقال وهب بن منبه نظرت
في التوراة والانجيل والزبور والفرقان فاخذت
من كل واحدة كلمة وكتبت في دق وعلقتها
في عنقي وانظر في كل يوم مرة فكتبت من
التوراة لا تامن على السلطان وان كان
اباك فهو نار حريق ومن الزبور لا تامن
على المرأة وان طال مكثها في بيتك و
من الانجيل لا تامن على صحيح ولا تيئس من
مريض فان الله تعالى يحدث ما يشاء
من الفرقان ومن يتوكل على الله فهو حسبه
ويقال اربعة اشياء اذا فرط الرجل اهلكته
واستوهنته اولها النساء والثاني العبيد
والثالث القمار والرابع الخمر قال بعض الحكماء

کہ بعض کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ کسیکا ضامن بننا برا ہے
اسمیں چھہ باتیں ہیں ناشکری اور گھاٹا اور تاوان اور
قطع دوستی اور ملامت اور ندامت اور کہتے ہیں کہ
شاہ روم کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ضامن ہونے میں
اول میں ندامت ہے درمیان میں ملامت ہے آخر میں تاوان ہے
اور کہتے ہیں کہ جو بات کو سچا نہ جانے تو آزمالے یہانتک کہ
پہچان لے مصیبت کو سلامتی سے اور وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے
توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان کو دیکھا ہیں تو میں نے
ہر ایک میں سے ایک بات لے لی اور ایک ورق میں لکھکر اپنے
گلہ میں لٹکا لیں اور ہر روز ایکبار اسکو دیکھ لیتا ہوں
توریت میں سے تو میں نے یہ لکھ لیا کہ بادشاہ پر بھروسہ مت رکھ
اگرچہ تیرا باپ کیون نہو وہ تو جلانیوالی اگ ہے اور زبور میں سے
یہ کہ عورت پر بھروسہ مت رہ اگرچہ تیرے پاس بہت دنوں رہے
ہے اور انجیل میں سے یہ کہ تندرست پر ہرگز بھروسہ مت رکھ اور
بیماری سے ناامید مت ہو کہ بیشک اللہ تعالے جو چاہتا ہے نئی بات
کر دیتا ہے اور قران میں سے یہ کہ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ
اسکو کافی ہے اور کہتے ہیں کہ چار چیزیں ہیں کہ جب آدمی ان میں
زیادتی کریگا تو اسکو وہ ہلاک اور ذلیل کردینگی پہلی تو عورت
دوسرے نوکر تیسرے جوا چوتھے شراب اور بعض حکیم کہتے ہیں

من صحب ضالا لم يصلح له دينه ومن مدح
فاسقا ذهب بهاء وجهه ومن طمع مال
غيره نزعت البركة من ماله ومن تواضع
لغني ذهب ثلثا دينه وقال بعض الحكماء
من استعمل ثلثا سلم دينه من قنع بما اعطي
استغني عما لم يعط ومن عمل بما علم وقف
بما لم يعلم ومن ترك ما لا يعنيه تفرغ لما لا
يعنيه ومن ذكر ما امامه لم يخاطر بنفسه
وقال بعض الحكماء اياك والمزاح فان فيه سبعة
خصال مذمومة اولها ذهاب الورع والثاني
ذهاب الهيبة والثالث قساوة القلب والرابع
خيانة الجليس والخامس يهدم الصداقة
ويجلب العداوة والسادس مذمة العقلاء
ويستهزء به السفهاء والسابع ان عليه وزر
من اقتدى به ويقال اضيع الاشياء عشرة
عالم لا يسئل وعلم لا يعمل به ورأي صواب
لا يقبل وسلاح في بيت من لا يستعمله ومسجد
بين قوم لا يصلون فيه ومصحف في بيت من
لا يقرأ فيه ومال في يد من لا ينفق وخيل

کہ جو گمراہ کی صحبت میں بیٹھیگا اُسکا دین درست نہوگا اور
جو فاسق کی تعریف کریگا اُسکے چہرہ کی رونق جاتی رہیگی
اور جو کوئی کسی غیر کے مال میں نیت ڈالیگا تو اُسکی مال کی برکت
چھن جاویگی اور جو کوئی مالدار کے سامنے جھکیگا اُسکا دو حصہ دین
جاتا رہیگا اور بعض حکما کہتے ہیں جو شخص تین چیزونکو برتیگا تو اُسکا
دین سلامت رہیگا جو کہ دی ہوئی پر قناعت کریگی جو اُس سے بے پروا
رہے اور جسنے پڑھکر عمل کیا بے پڑھے پر واقف ہوگا اور جو
بیفایدہ بات کو ترک کریگا جو بیفایدہ بات ہوگی اُس سے فارغ
ہوگا اور جسنے آیندہ کو یاد رکھا اُسکو وسوسہ نہوگا اور بعض حکما
کہتے ہیں خوش طبعی سے بچ کہ اُسمیں سات خصلتیں بری ہیں پہلے تو
پرہیزگاری جاتا رہتا دوسرے ہیبت کا جاتا رہنا تیسرے دل کا
سخت ہوجانا چوتھے پاس بیٹھنے والے کی خیانت پانچوین سچائی دوستی کو
گرادیتی ہے اور دشمنی کو کھینچتی ہے چھٹے عقلمند اُسکو برا کہتے
ہیں اور نادان اُسکی ہنسی کرتے ہیں ساتوین جو کوئی اُسکی پیروی
کرے گا اُسکا گناہ اُسپر رہا اور کہتے ہیں کہ دس چیزین زیادہ
ضایع ہوتی ہیں جس عالم سے کوئی نپوچھے اور جس علم پر
عمل نہو اور اچھی رائے کہ قبول نکیجاے اور گھر میں ہتیار رہو اور
اُسے نہیں ورتے اور ایک قوم میں مسجد ہے اور وہ اُسمین نماز نہین پڑھتی اور
گھر میں قرآن رکھا ہے اور اُسمیں پڑھتے نہین اور ہاتھ میں مال ہے اور

عندمن لا یرکب وعلم الزهد عند من یرید
الدنیا وعمر طویل لمن لا یتزود منه لسفر یوم
القیمة وقال رجل لابن عباس یا ابن عباس
ما راس العقل قال ان یعفوا الرجل عمن ظلمه
وان یتواضع لمن دونه وان یتدبر ثم یتکلم
قال فما راس الجهل قال عجب المرء بنفسه وکثرة
الکلام فی ما لا یعنیه وان یعیب علی الناس فی
الشئ الذی یأتی هو بمثله قال فما زین الرجل
قال حلم من غیر ضعف وجود بغیر اسراف
واجتهاد فی العبادة بغیر طلب الدنیا وقیل
لبعض الحکماء من العاقل قال من تمسک بثلثة
فی ثلثة اشیاء فهو العاقل حقا من تمسک بالصدق
والاخلاص فیما بینه وبین الله فی الطاعات
وتمسک بالبر والمروة فیما بینه وبین الخلق
فی المعاملة وتمسک بالصبر والقناعة فیما بینه
وبین نفسه بالنوائب والبلیات وقال بعض
الحکماء الناس اربعة اصناف جواد وبخیل ومسرف
ومقتصد فالجواد الذی یجعل نصیب اخرته لدنیاه والمسرف
الذی یجعل نصیب اخرته لدنیاه والبخیل الذی لا یعطی واحدا

پاس ہے اور اُسپر نہین چڑہتا اور علم زہد اُسکے پاس جو دنیا کا طالب
ہے اور عمر دراز ہے اور آخرت کے سفر کا توشہ تیار نہین کرتا
اور ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ ای ابن عباس عقل کا سر
کیا ہے اُنہون نے کہا کہ جو کوئی اُسپر ظلم کرے اُسکو معاف
کر دے اور اپنے سے کمتر کی تواضع کرے اور سوچکر بات کہے
اُس شخص نے کہا نادانی کا سر کیا ہے اُنہون نے جواب دیا آدمی
خود بینی اور بہت باتین کرنا جو بیفائدہ ہون اور لوگونکا عیب
اُس چیز مین کہ اُسکو آپ بھی کرتا ہو اُس شخص نے کہا آدمی کی
زینت کیا ہی جواب دیا کہ باوجود قوت بردبار ہی اور بخشش کرنی بغیر اسراف
کے اور عبادت مین بے دنیا کی طلب کے محنت کرنا اور بعض حکما سے
کہا گیا کہ عقلمند کون ہے اُسنے جواب دیا کہ جسنے تین چیز مین تین
چیز کو اختیار کیا تو وہ اصل عقلمند ہے جسنے صدق اور خلاص
اختیار کیا اللہ کی تابعداری مین اور جسنے نیکی اور مروت
مخلوق کے ساتھہ معاملات مین اختیار کری اور صبر اور
قناعت نفس کے ساتھہ سختی اور بلا مین اختیار کیا اور
بعض حکما نے کہا ہے کہ آدمی چار قسم کے ہین بہت
بخشش کرنیوالا بخیل فضول خرچ اندازہ سے بخشش کرنیوالا بہت بخشش
کرنیوالا وہ ہے کہ اپنا دنیا کا حصہ آخرت کے لیے کری اور فضول خرچ وہ کہ
اپنا آخرت کا حصہ دنیا کی لیے کرے اور بخیل وہ کہ دنیا اور آخرت مین

منهما نصيبه والمقتصد الذي يعطي كل واحد
منهما نصيبه وقال عيسى بن مريم عليه السلام
يا معشر الحواريين ارضوا بالدون من الدنيا
مع الدين كما رضي اهل الدنيا بالدون من الدين
مع الدنيا ولهذا المعنى قال الشاعر ارى رجالا
بدون الدين قد قنعوا ولا اراهم رضوا في العيش
بالدون ٭ فاستغن بالدين عن دنيا الملوك
كما استغنى الملوك بدنياهم عن الدين ٭

باب البول في حال القيام

قال الفقيه رضي الله عنه قد رخص بعض الناس
ان يبول الرجل قائما وكره بعض الناس الا
من عذر وبه نقول فاما من اباحه فقد ذهب
الى ما روى عن حذيفة ان النبي عليه الصلوة
والسلام اتى سباطة قوم فبال قائما ثم توضأ
ومسح على ناصيته وخفيه واما من كره فقد
ذهب الى ما روى عن عائشة رضي الله عنها
انها قالت ما بال رسول الله عليه الصلوة و
السلام قائما بعد ما نزل عليه القرآن فمن
اخبرك ان النبي عليه الصلوة والسلام بال

حصہ نہ دے اور درمیانہ وہ کہ دنیا اور
آخرت میں بہرہ ور رہے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے گروہ حواریوں کے راضی ہو دین کے
ساتھ دنیا کو کمینہ سمجھکر جیسے دنیادار دنیا کے ساتھ راضی ہوگئے
دین کو کمینہ سمجھکر اور اسی معنی میں ایک شاعر کہتا ہے میں لوگوں کو
دیکھتا ہوں کہ تھوڑے دین پر قناعت کر لی ٭ اور نہ جانا کہ
راضی رہا دین وہ عیش دنیا پر ساتھ تھوڑے دین کے ٭ سو بے پروا
ہو جا بادشاہوں کی دنیا سے سبب دین کے جیسے بے پروا ہو بادشاہ
سبب دنیا کے دین سے ٭

باب کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے بیان میں

کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تحقیق بعض لوگ رخصت دیتے ہیں
کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں اور بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے
اگر کوئی عذر نہو اور یہی ہم کہتے ہیں سو جو لوگ کہ اسکو مباح کہتے
ہیں وہ اس روایت کیطرف گئے ہیں جو حذیفہ سے مروی ہے کہ تحقیق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور کھڑے
ہوکر پیشاب کیا پھر وضو کیا اور پیشانی کے بالوں پر مسح کیا
اور دونوں موزوں پر اور جو اسکو مکروہ کہتا ہے تو وہ اس روایت
کیطرف گیا ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب سے قرآن نازل ہوا ہے کبھی پیشاب کھڑے ہوکر نہیں
کیا اور اگر کوئی تجکو خبر دے کہ آنحضرت نے کھڑے ہوکر

قائما فكذبه وروى نافع عن ابن عمر انه قال
ما بلت قائما منذ اسلمت وروى ابن بريدة
عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال اربع خصال من الجفاء ان يبول الرجل
وهو قائم وان يمسح جبهته قبل ان يفرغ
من الصلوة وان يسمع النداء فلا يشهد مثل
التشهد وان ذكر عنده فلم يصل علي واما
الذي رواه حذيفة فاحتمل انه فعل ذلك
للعذر لاجل نجاسة المكان او غير ذلك
فاذا احتمل هذا فالاخذ بالاخبار المشهورة
اولى **باب خصاء الحيوان** قال
الفقيه رحمه الله كره بعض الناس خصاء الحيوان
كلها واحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لا خصاء في الاسلام
ولا كنيسة يعني لا تحدث كنيسة في دار
الاسلام سوى ما كان في القديم وذكر في
قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله
يعني الخصاء وروى ابن عمر عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه نهى عن خصاء الابل

پیشاب کیا ہے تو اسکو تو جھٹلا دے اور نافع ابن عمر سے روایت ہے
کی انہوں نے کہا کہ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا جب سے
میں مسلمان ہوا ہوں اور ابن بریدہ اپنے باپ سے اور وہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ چار خصلتیں ظلم کی
ہیں ایک یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے دوسرے یہ کہ اپنے چہرہ کو
نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پونچھے تیسرے یہ کہ اذان سنے
اور اسکا جواب نہ دے چوتھے یہ کہ اسکے پاس ذکر کیا جاوے
پھر مجھپر درود نہ بھیجے اور جو حذیفہ نے روایت کی ہے
آپکا پیشاب کرنا کسی عذر سے ہے سو بوجہ نجاست مکان تھا
یا سوا اسکے اور جبکہ یہ احتمال ہے تو جو مشہور حدیثیں ہیں انکا اختیار کرنا
اولی ہے **باب حیوانوں کو خصی کرنیکے بیان میں** کہا فقیہ
رحمہ اللہ نے بعض لوگوں نے ہر ایک حیوان کا خصی کرنا مکروہ کہا ہے
اور اس روایت کی حجت پکڑا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اسلام میں خصی کرنا نہیں ہے
اور کوئی کنیسہ اسلام میں نہیں یعنے دار الاسلام میں گرجا نہ بنایا
جاوے مگر جو پہلے بن چکے اللہ تعالی نے شیطان کے قول کی حکایت
کی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے اور البتہ حکم دونگا میں انکو سو بدلینگے
اللہ کی پیدائش کو یعنے خصی کرینگے اور ابن عمر نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ

والبقر والغنم والخيل وكان ابن عمر يقول
منها نسل الخلق فلا يصلح الاناث الا بالذكور
يعنى ان الله تعالى خلق الذكور والاناث
للنسل وفى الخصاء قطع النسل وقال بعضهم
يجوز خصاء الانعام كلها الا الخيل لما روى
عن ابن عمر رضى الله عنه انه نهى عن خصاء
الفرس وقال بعضهم يجوز خصاء البهائم سوى
بنى آدم وبه ناخذ لان فى ذلك منفعة للناس
للحاجة والناس قد احتاجوا الى ذلك وكما
يجوز ذبح الحيوان للحاجة الى لحمها فكذلك
يجوز الخصاء له اذا كان فى ذلك منفعة
للناس وقد روى عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه ضحى بكبشين املحين خصيين فلولا
ان فى الخصاء من المنفعة ما لم يكن فى غيره
لما اختار رسول الله عليه الصلوة والسلام
للاضحية الكبشة الخصى فلما اختار الخصى لما
ان الخصى اطيب لحما واكثر شحما ثبت ان الخصاء
جائز وكذلك سائر الحيوان واما الخبر الذى
روى قال لا خصاء فى الاسلام فالمراد عنه

اور بیل اور بکری اور گھوڑے کے خصی کرنے سے منع فرمایا کرتے
اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ مخلوق کی نسل اسی سے ہے کیونکہ بے مادہ اور نر کے
نسل کی درستی نہین ہو سکتی یعنی اللہ تعالیٰ نے نر اور مادہ کو نسل کے
لیے پیدا کیا ہے اور خصی کرنے مین نسل قطع ہوتی ہی اور بعض کہتے
ہین کہ چوپایون کا خصی کرنا جائز ہے سوا گھوڑے کے اسلیے کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے گھوڑے کو خصی کرنے سے
منع کیا ہی اور بعض کہتے ہین کہ سب چوپایونکو سوا آدمی کے خصی کرنا
جائز ہے اور اسکو ہم لیتے ہین اسلیے کہ اسمین آدمیونکی ضرورت کا
کے لیے منفعت ہے اور آدمیونکو اسکی احتیاج پڑتی ہی اور جیسیکہ حیوان
ذبح کرنا گوشت کی ضرورت کے لیے جائز ہو سو اسیلو اسطے خصی کرنا بھی
ضرورت کے لیے جائز ہے جبکہ اسمین آدمیون کی منفعت ہو اور تحقیق نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے دو مینڈھون اچھے
خصی کی قربانی کری سو اگر اس خصی کرنے مین منفعت نہوتی جو
غیر مین نہین ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے
لیے خصی مینڈھا کیون اختیار کرتے سو جب خصی اختیار کیا
اسلیے کہ تحقیق خصی کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے اور
اسمین چربی بہت ہوتی ہی تو ثابت ہوا کہ خصی کرنا جائز ہی
اور ایسے ہی سب حیوانون مین اور وہ حدیث کہ روایت کی گئی ہے
کہ اسلام مین خصی کرنا نہین ہے تو اس سے مراد

اکثر اهل العلم خصاء بنی آدم وقال بعضهم معناه
ان یخصی الرجل نفسه فالنهی انصرف الیه کما
روی عثمان بن مظعون انه هم بذلك حتی
نهاه النبی علیه السلام فالنهی انصرف الیه
فان قیل لم لا یجوز خصاء بنی آدم وفیه منفعة
ایضا قیل له لا منفعة فیه لانه لم یجز للخصی
ان ینظر الی النساء کما لا یجوز للفحل وهکذا روی
عن عائشة رضی الله عنها وغیرها انه لا یجوز
نظر الخصی الی النساء کما لا یجوز للفحل وقد کره
بعض الناس سمة البهائم لان فیه تعذیب
البهیمة بغیر فائدة وقال بعضهم لا بأس به
اذا کان فی ذلك منفعة لان فی ذلك علامة
وقد روی عن رسول الله علیه الصلوة والسلام
انه اشعر بدنته فی صفحة سنامها الایمن فلما
اشعرها لاجل العلامة فکذلك السمة و
قد روی عن رسول الله علیه الصلوة والسلام
انه نهی عن کی الحیوان علی الوجه فیه دلیل
علی ان فی غیر الوجه جائز والله اعلم باب
السمر بعد العشاء قال الفقیه رحمه الله

اکثر اہل علم کے نزدیک آدمی کا خصی کرنا ہی اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے
معنی یہ ہین کہ آدمی اپنے آپکو خصی کر ڈالے سو یہ نہی اسی طرف پہرتی
ہے جیسے کہ روایت ہے عثمان بن مظعون سے کہ انہوں نے خصی ہونیکا
قصد کیا یہانتک کہ منع کیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہی اسیطرف
رجوع ہوتی ہے پس اگر کوئی کہے کہ آدمی کا خصی کرنا کیون جائز نہین
اور اسمین بہی منفعت ہے تو کہا جاویگا کہ کوئی منفعت اسمین نہین کیونکہ
خصی کو عورتونکی طرف دیکھنا جائز نہین جیسے نر کو اور ایسی ہی
حضرت عائشہ وغیرہ سی روایت ہے کہ خصی کو نظر کرنا عورتونکی طرف
جائز نہین جیسے نر کو اور بعض لوگون نے چوپایون کے نشان
کرنیکو مکروہ جانا ہی اسلیے کہ اسمین چوپایونکو بیفایدہ عذاب ہوتا ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا کچھ مضائقہ نہین ہے جبکہ اسمین منفعت ہے
کیونکہ اسمین ایک نشان ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے اونٹ کی کمر کے اوپر کے
بال مونڈ دیے تھے داہنی طرف سی جبکہ وہ بال مونڈ کر
علامت کے لیے تو ایسے ہی نشان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے حیوانون کے منہ پر
داغ دینے سے منع فرمایا ہے اسمین دلیل ہے کہ سوائے
چہرہ کے اور جگہ جائز ہے واللہ اعلم باب عشا کے بعد
باتین کرنیکے بیانمین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

كره بعض الناس السمر بعد العشاء واجازه
بعضهم فاما من كرهه فقد احتج بما روى
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى عن النوم
قبل العشاء والحديث بعدها وروى عن
عمر انه كان لا يدع سامرا بعد العشاء فيقول
ارجعوا فلعل الله يرزقكم صلوة وتهجدا واما
من اباحه فقد ذهب الى ما روى علقمة عن
عبد الله بن مسعود انه قال ربما سمر رسول
الله عليه الصلوة والسلام بعد العشاء في
بيت ابي بكر رضي الله عنه ليلة في امر الذي
يكون من امر المسلمين وروى عن ابن عباس
ومسور بن مخرمة انهما سمرا الى طلوع الثريا
قال الفقيه رضي الله عنه السمر على ثلثة اوجه
احدها ان يكون في مذاكرة العلم فهو افضل
من النوم والثاني ان يكون السمر في اساطير
الاولين والاحاديث الكذبة والسخرية و
الضحك فهو مكروه والثالث ان يتكلموا
للموانسة ويجتنبوا الكذب وقول الباطل
فلا بأس به والكف عنه افضل للنهي الوارد

بعض لوگ عشا کے بعد باتین کرنیکو مکروہ کہتے ہین اور بعض نے
جائز کہا ہے سو جسنے اُسکو مکروہ کہا ہے تو حجت پکڑی ہے
ساتھ اُسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے سونا
پہلے عشا کے اور باتین کرنیکو منع فرمایا ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے
کہ وہ کسیکو نہین چھوڑتے تھے باتین کرنیکو بعد عشا کے اور کہتے تھے کہ
لوٹ جاؤ یعنی اپنے گھر کو تو شاید اللہ تمکو نماز اور تہجد نصیب کرے
اور جسنے اسکو مباح کہا ہے تو وہ گیا ہے اُس روایت کیطرف کہ علقمہ
عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ کبھی کبھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد عشا کے حضرت ابوبکر صدیق رض کے گھر مین
بعد عشا کے مسلمانون کے کسی کام مین باتین کیا کرتے تھے
اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ان دونون نے
ثریا تارے کے نکلنے تک باتین کرین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ
نے کہ باتین کرنا تین قسم پر ہے پہلے تو علم کی باب مین
کچھہ ذکر کرنا سو وہ سونے سے افضل ہے اور دوسرے یہ کہ پہلے
داستانون اور جھوٹی باتون اور ہنسی ٹھٹھہ کی باتین
ہون تو وہ مکروہ ہے اور تیسرے یہ کہ دل لگانے
کی باتین کرین اور جھوٹ اور باطل باتون
سے بچین تو اُسکا کچھہ ڈر نہین اور
بچنا اُس سے افضل ہے بوجہ منع آجانے کے

فيه فاذا فعلوا ذلك ينبغي لهم ان يكون
رجوعهم الى المنازل على ذكر الله او التسبيح
او الاستغفار حتى يكون ختمه بالخير وقد روى
عن عائشة رضى الله عنها انها قالت لا سمر
الا المسافر والمصلى ومعنى ذلك ان المسافر
يحتاج الى ما يدفع عنه النوم للمسير فابيح
له ذلك وان لم يكن له قربة وطاعة و
المصلى اذا سمر ثم يصلى فهو افضل ليكون
نومه على الصلوة وختم سمره بالطاعة

باب بيان عدد سور القرآن

قال الفقيه رح قال عبد الله بن مسعود جميع
سور القرآن مائة واثنا عشرة سورة
قال الفقيه رح انما قال انها مائة واثنا عشرة
سورة لانه كان لا يعد المعوذتين من
القرآن يعنى قل اعوذ برب الفلق وقل
اعوذ برب الناس وكان لا يكتب هاتين
السورتين فى المصحف وكان مقرا بانهما منزلان
من السماء وهما من كلام رب العالمين
ولكن النبى عليه السلام كان يرقى بهما

سو ایسا کریں تو اُنکو لایق ہے کہ اپنے گہرون کی طرف
اللہ کا ذکر اور تسبیح اور استغفار کرتے ہوے لوٹین کہ اُن
باتونکا خاتمہ بخیر ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
اُنہون نے کہا کہ بعد عشا کی یا تو مسافر بات کرے یا نمازی اور اسکی معنی
یہ ہوے کہ مسافر کو ایسی چیز کی حاجت ہوتی ہے کہ اُسکے
چلنے میں نیند کے غلبہ کو دفع کرے اُسکے لیے مباح ہوا
یعنی بات کرنا اگرچہ اُسمین اُسکے لیے تقربت اور بندگی نہین اور نمازی جب
باتین کریگا پہر نماز پڑہیگا تو وہ افضل ہے کہ اُسکی نیند نماز پر ہو
اور باتین اُسکی بندگی پر ختم ہون باب قرآن کی سورتون
کی گنتی مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود
کہتے ہین کہ سب سورتین قرآن مین ایکسو بارہ ہین فقیہ رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جو کہا کہ وہ ایکسو
بارہ سورتین ہین تو اسواسطے کہ وہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس کو
قرآن مین نہ شمار کرتے تہے اور اُن دونونکو قرآن مین نہ
لکہتے تہے اور اقرار کرتے تہے کہ وہ دونون
آسمان سے نازل ہوئی ہین اور دونون
اللہ کے کلام ہین اور نبی علیہ الصلوة
والسلام اُسکو منتر کے طور پر پڑہا
کرتے تہے ....

ويعوذ بهما فاشتبه عليه انهما من القرآن
اوليسا من القرآن فلم يكتبهما فی المصحف و
قال مجاهد جميع سور القرآن مائة وثلث
عشر سورة وانما قال ذلك لانه کان يعد
سورة الانفال والتوبة سورة واحدة
قال ابی بن کعب جميع سور القرآن مائة و
ستّ عشرة سورة وانما قال ذلك لانه
كان يعد القنوت سورتين احدهما اللهم
انا نستعينك الی قوله من يفجرك والاخر
من قوله اللهم اياك نعبد الی قوله ملحق
وقال زيد بن ثابت جميع سور القرآن مائة
واربعة عشر فهذا قول عامة اصحاب رسول
الله عليه الصلوة والسلام وهكذا فی مصحف
الامام عثمان بن عفان وفی مصحف الامصار

باب عدد آيات القرآن وکلماتها

قال الفقيه رح اختلف القراء فی عدد آيات
القرآن وکلماته والمختار من الاقاويل هو
عدد الکوفيين وهو عدد المنسوب الی
علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهی ستة

اور ان دونوں کو ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے سو عبد الله بن مسعود کو یہ
شبہ ہوا کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں یا نہیں سو انکو قرآن میں نہ لکھا
اور مجاہد کہتے ہیں سب سورتیں قرآن کی ایکسو تیرہ ہیں ۱۱۳
اور مجاہد نے اسلیے یہ کہا کہ وہ سورہ انفال اور توبہ
کو ایک گنتے تھے ابی بن کعب کہتے ہیں
کہ کل سورتیں قرآن کی ایکسو سولہ ہیں ۱۱۶ اور انہوں نے
یہ اسلیے کہا کہ وہ قنوت کو قرآن کی دو سورتیں
شمار کرتے ہیں ایک اللهم انا نستعینک سے من یفجرک
تک اور دوسری اللهم ایاک نعبد سے ملحق تک
اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ساری سورتیں
قرآن میں ایک سو چودہ ہیں ۱۱۴ اور یہی قول
اکثر صحابہ رضی الله عنہم کا ہے اور ایسے ہی
حضرت عثمان رضی الله عنہ کے قرآن میں اور
سب شہروں کے قرآن میں ہے، باب قرآن کی
آیتوں اور اسکے کلموں کی گنتی میں کہا فقیہ ابو
اللیث نے کہ قاریوں نے قرآن شریف کی آیتوں اور کلموں کے
گنتی میں اختلاف کیا ہے اور سب قولوں میں مختار قول
کوفیوں کی شمار ہے اور وہ شمار حضرت علی بن ابی طالب رضی
کی طرف نسبت کی گئی ہے اور وہ چھ ہزار ۶۲۶۳

الاف ومائتان وستة وثلثون اٰية وقد
قالوا غير هذا وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال جميع آيات القرآن ستة الاف
ومائتان وثمان عشر ايات وروى عن ابن
عباس رضى الله عنه انه قال جميع اٰيات
القرآن ستة الاف ومائتان وست عشرة
اٰية وفى عدد اسمعيل بن جعفر المدنى
ستة الاف ومائتان واربع عشرة اٰية و
فى عدد المكين ستة الاف ومائتان و
اثنا عشر اٰية وفى عدد اهل الشام ستة
الاف ومائتان وستة وعشرون اٰية
وروى عن ابراهيم التيمى انه قال ستة الاف
ومائة وتسع وتسعون اٰية وفى عدد البصريين
ستة الاف ومائتان واربع اٰيات وفى
عدد اهل الشام ستة الاف ومائتان و
خمسون اٰية وفى قوله العامة ستة الاف
وستمائة وست وستون اٰية واختلفوا فى
عدد كلمات القرآن قال حميد الاعرج كلمات
القرآن سبعون الفا وستة الاف واربعمائة

دو سو ترسیٹھہ آیتین ہین اور سوا اسکے بہی علماء نے کہا
ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ سب
آیتین قرآن کی چهہ ہزار دو سو اٹهارہ ہین ٦٢١٨ اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ سب آیتین
قرآن کی چهہ ہزار دو سو سولہ ہین ٦٢١٦ اور اسمعیل بن جعفر
مدنی کے شمار مین چهہ ہزار دو سو چودہ ٦٢١٤
ہین اور مکہ والون کے شمار مین چهہ ہزار
دو سو بارہ ہین ٦٢١٢ اور شام والون کی
گنتی مین چهہ ہزار دو سو چهبیس ہین ٦٢٢٦
اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے
کہ اُنہون نے کہا کہ چهہ ہزار
ایک سو ننانوین آیتین ہین ٦١٩٩ اور بصریون
کے شمار مین چهہ ہزار دو سو چار آیتین ٦٢٠٤
ہین اور شامیون کی گنتی مین چهہ ہزار
دو سو پچاس آیتین ہین اور اکثر
کا قول یہ ہے کہ چهہ ہزار چهہ سو
چهیاسٹهہ آیتین ہین اور قرآن کے کلمون کے شمار
مین بهی اختلاف ہے کہا حمید اعرج نے کلمات
قرآن کے چهہتر ہزار چار سو ٧٦٤٠٣

وثلثون كلمة وقال الفقيه رضي الله عنه وقد
قالوا فيه الاقاويل وقالوا ايضا غير هذا وقال
المجاهد بل هي سبعون الفا ومائتان وخمسون
كلمة وقال ابراهيم التيمي بل هي سبعة و
سبعون الفا واربع مائة وتسع وثلثون
كلمة وقال عطاء الخراساني هي سبعة وسبعون
الفا واربع مائة وتسع وثلثون كلمة وعن
عبد العزيز بن عبد الله قال عدد كلمة القرآن
سبعة وسبعون الفا واربع مائة وست
وثلثون كلمة وقد زادوا على هذا ونقصوا
والله اعلم **باب عدد حروف القرآن**
قال الفقيه رحمه الله قال عبد الله بن مسعود
رضي الله عدد حروف القرآن ثلثمائة الاف
واثنان وعشرون الفا وستمائة وتسعون
حرفا والتالي القرآن بكل حرف عشر حسنات
وقال ابن عباس رضه جميع حروف القرآن
ثلثمائة الاف وثلث وعشرون الفا وستمائة
واحد وسبعون حرفا وقال مجاهد هو
ثلثمائة الف واحد وعشرون حرفا قال

تئیس ہین اور کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ اسمین بہت قول لکھے ہین اور سوا اسکے
بہی کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ ستر ہزار دو سو
پچاس کلمہ ہین اور ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ
ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمہ ہین اور
عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ ستتر ہزار
چار سو انتالیس کلمہ ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
کہ ستتر ہزار چار سو چہتیس کلمہ ہین اور
اس کم زیادہ سے بیان کیے ہین واللہ اعلم
باب قرآن کے حرفون کی گنتی مین کہا
فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ قرآن کے حرفون کی گنتی تین لاکھ
بائیس ہزار چھ سوی حرف ہین اور قرآن کے
پڑہنے والے کیلیے ہر حرف کی عوض مین دس نیکیان
ہین اور ابن عباس کہتے ہین کہ سب حرف قرآن
کے تین لاکھ تیئیس ہزار چھ سو اکہتر ہین
اور مجاہد نے کہا ہے کہ تین لاکھ
اکیس حرف ہین اور

ابراهيم التيمي هو ثلثمائة الف وثلث وعشرون
الفا وخمس عشر حرفا وعن عبد العزيز بن
عبد الله قال حروف القرآن ثلثمائة الف واحد
عشر الفا ومائتا حرف وعدد ما في القرآن
من الالف ثمانية واربعون الفا وثمان مائة
واثنان وسبعون الفا وعدد الباء واحد
عشر الفا واربعمائة وثمانية وعشرون حرفا
وعدد التاء عشرة الاف ومائة وتسعة و
تسعون حرفا وعدد الثاء عشرة الاف و
مائتان وسبعة وسبعون حرفا وعدد الجيم
ثلثة الاف ومائتان وثلثة وسبعون حرفا
وعدد الحاء ثلثة الاف وتسعمائة وثلثة
وتسعون حرفا وعدد الخاء الف واربعمائة
وستة عشر حرفا وعدد الدال خمسة الاف وست
مائة واثنان واربعون حرفا وعدد الذال اربعة
الاف وستمائة وتسع وتسعون حرفا وعدد
الراء واحد عشر الفا وسبعمائة وتسع وتسعون
حرفا وعدد الزاء الف وخمسمائة وتسعون حرفا
وعدد السين خمسة الاف وثمانمائة واحد

اور ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ تین لاکھ
٣٢٣٠١٥
تیئیس ہزار پندرہ حرف ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین
٣١١٢٠٠
کہ قرآن کے حرف تین لاکھ گیارہ ہزار دو سو
ہین اور کل الف قرآن مین اڑتالیس ہزار
٤٨٨٧٢
آٹھ سو بہتر ہین اور ب گیارہ ہزار
١١٤٢٨
چار سو اٹھائیس اور ت دس
ہزار ایک سو ننانوے اور
ث دس ہزار
١٠٢٧٧
دو سو ستتر اور ج تین ہزار
٣٢٧٣
دو سو تہتر اور ح تین ہزار
نو سو ترانوے اور خ
١٤١٦
ایک ہزار چار سو سولہ اور
٥٦٤٢
د پانچ ہزار چھ سو بیالیس
اور ذ چار ہزار
٤٦٩٩
چھ سو ننانوے اور ر
١١٧٩٩
گیارہ ہزار سات سو ننانوے
١٥٩٠
اور ز ایک ہزار پانسو نوے
٥٨٩١
اور س پانچ ہزار آٹھ سو اکیانوے

وتسعون حرفا وعدد ش الفان ومائتان و
ثلثه وخمسون حرفا وعدد ص الفان وثلثة
عشر حرفا وعدد ض الف وستمائة وسبعة احرف
وعدد ط الف ومائتان واربعة وسبعون حرف
وعدد ظ ثمانمائة واثنان واربعون حرفا و
عدد ع تسعة الاف ومائتان وعشرون
حرفا وعدد غ الفان ومائتان وثمانية احرف
وعدد ف ثمان الاف واربعمائة وتسعة وتسعون
حرفا وعدد ق ستة الاف وثمانمائة وثلث
عشر حرفا وعدد ك تسعة آلاف وخمسمائة
وعدد ل ثلثون الفا واربعمائة واثنان و
ثلثون حرفا وعدد م ستة وعشرون الفا
ومائة وخمس وثلثون حرفا وعدد ن ستة وعشرون الفا
وخمسمائة وستون حرفا وعدد و خمسة وعشرون الفا
وخمسمائة وستة وثلثون حرفا وعدد ه تسعة عشر الفا و
خمسمائة وسبعون حرفا وعدد لا اربعة الاف وسبعمائة و
عشرون حرفا وعدد ى خمسة وعشرون الفا
وتسعمائة وتسعة عشر حرفا قال الفقيه رحمه الله في
هذا اختلاف كثير الا ان جماعة من القراء ذكروا

٢٢٥٣
اور ش دو ہزار دو سو
٢٠١٣
ترپن اور ص دو ہزار تیرہ
١٦٠٧
اور ض ایک ہزار چھ سو سات
١٢٧٤
اور ط ایک ہزار دو سو چوہتر
٨٤٢
اور ظ آٹھ سو بیالیس اور
٩٢٢٠
ع نو ہزار دو سو بیس
٢٢٠٨
اور غ دو ہزار دو سو آٹھ
٨٤٩٩
اور ف آٹھ ہزار چار سو ننانوے
٦٨١٣
اور ق چھ ہزار آٹھ سو
٩٥٠٠
تیرہ اور ک نو ہزار پانسو
٣٠٤٢٣
اور ل تیس ہزار چار سو
٢٦١٣٥
تیئیس اور م چھبیس ہزار ایکسو پینتیس
٢٦٥٦٠
اور ن چھبیس ہزار پانسو ساٹھ
٢٥٥٣٦
اور و پچیس ہزار پانسو چھتیس
١٩٥٧٠
اور ہ انیس ہزار پانسو ستر
٤٧٢٠
اور لا چار ہزار سات سو
٢٥٩١٩
بیس اور ی پچیس ہزار نو سو
انیس کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اسمیں اختلاف بہت
ہے لیکن قاریوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے

لهذا التفسير والله اعلم باب ذكر اثلاث القرآن وانصافه وارباعه

روى عن حميد الاعرج انه قال حسبت القرآن بالحروف فوجدت النصف عند قوله تعالى في سورة الكهف ما لم تحط به خبرا وقال غيره وجدت النصف عند قوله انك لن تستطيع معي صبرا وقد تم النصف وصارت صبرا في النصف الاخر وقال بعض المتقدمين حسبت القرآن بالحروف فوجدت النصف عند قوله تعالى في سورة الكهف وليتلطف فاللام في النصف الاول والطاء والفاء في النصف الاخر وقال بعضهم النصف عند قوله تعالى فهل نجعل لك خرجا وقال جماعة من القراء النصف عند قوله تعالى لقد جئت شيئا نكرا وعند العامة النصف الاول ينتهي عند آخر السورة وروى عن بعض المتقدمين انه قال الثلث الاول ينتهي عند قوله تعالى في سورة التوبة وقعد الذين كذبوا الله ورسوله سيصيب والثلث الثاني عند قوله

جیسا کہ میں نے بیان کیا اور اللہ خوب جانتا ہی باب ہی اس بیان میں کہ ثلث قرآن کا کس جگہ پر ہے اور نصف کس جگہ اور ربع کس جگہ حمید اعرج سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو نصف قرآن از روی حروف کے سورہ کہف میں اس مقام پر ہوا (ولیتلطف) سو لام ثانی تو نصف اول میں اور ط اور ف نصف ثانی میں اور بعض کہتے ہیں کہ نصف قرآن اللہ تعالے کے اس قول پر ہے (فھل نجعل لک خرجا) اور قاریوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ نصف قرآن اللہ تعالے کے اس قول پر ہے (لقد جئت شیئا نکرا) اور اکثر کے نزدیک نصف پورا ہوتا قریب اخیر سورہ کے اور بعض متقدمین سے مروی ہے کہ پہلا ثلث سورہ توبہ میں اللہ تعالی کے اس قول پر ہے (وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ سیصیب) اور دوسرا ثلث . . . . . .

فی سورة العنکبوت الا بالتی هی احسن وعند
العامة الثلث الاول عند قوله تعالی وطبع
الله علی قلوبهم فهم لا یعلمون والثلث الثانی
عند قوله تعالی فی سورة العنکبوت وما یعقلها
الا العالمون والثلث الثالث الی اخره وقال
بعض المتقدمین ان الربع الاول ینتهی عند
راس ثلث ایات من سورة الاعراف والربع
الثانی فی موضع النصف والربع الثالث عند
قوله تعالی فی سورة والصافات فامنوا فمتعناهم
الی حین والرابع الربع الی اخره وعند العامة
الربع الاول الی اخر سورة الانعام والثانی
الی اخر سورة الکهف والثالث عند اخر سورة
الزمر والرابع الی اخره

باب فضل المعلمین

قال الفقیه رحمه الله وروی زید بن اسلم عن
ابیه عن بعض اصحاب النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال احب العباد الی الله تعالی
بعد الانبیاء والشهداء المعلمون وما فی
الارض بقعة احب الی الله تعالی بعد
المساجد من البقعة التی فیه الکتاب

سورہ عنکبوت مین اس قول پر ہے (الا بالتی ہی احسن)
اور اکثر کے نزدیک ثلث اول اللہ تعالی کے اس قول پر ہے
(وطبع اللہ علی قلوبہم فہم لا یعلمون) اور دوسرا سورہ عنکبوت مین
اس قول پر (وما یعقلہا الا العالمون) اور
تیسرا آخر قرآن تک اور بعض متقدمین
کہتے ہین کہ پہلا ربع سورہ اعراف
مین شروع کی تین آیتون پر پورا
ہوتا ہے اور دوسرا جہان نصف قرآن ہے
اور تیسرا سورہ صافات مین اس آیت پر
(فامنوا فمتعناہم الی حین) اور چوتھا آخر قرآن تک
اور اکثر کے نزدیک پہلا ربع سورہ انعام کے آخر تک اور
دوسرا سورہ کہف کے آخر تک اور تیسرا سورہ زمر کے آخر تک
اور چوتھا آخر قرآن تک

باب پڑھانیوالونکی فضیلت کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کی زید بن اسلم نے
اپنے باپ سے انہون نے کسی صحابی سے کہ تحقیق انہون نے کہا کہ بہت
محبوب بندہ نزدیک اللہ کے بعد نبیون اور شہیدون کے علم
پڑھانیوالے ہین اور سب سے زیادہ پیاری جگہ
نزدیک اللہ کے بعد مسجدون کے وہ جگہ
ہے جس مین کتاب ہو یعنے مکتب

وعن ابراهیم النخعی انه قال معلم الصبیان
یستغفر له الملائکة فی السماء والدواب فی
الارض والطیور فی الهواء والحیتان فی
البحار ویقال ان الصبی اذا دخل الکتاب و
تعلم بسم الله الرحمن الرحیم غفر الله له بذلک
ثلثة انفس للاب والام والمعلم وقال ابو سعید
الخدری من علم ابنه او ابنته القرآن فله بکل
درهم اعطاه للمعلم وزن احد فاذا خرج
الصبی من بیته الی الکتاب یکثر الخیر فی بیت
والدیه ویقل الشر فیه ویهرب الشیطان
منه وقال الحسن البصری من علم ولده القرآن
کسی یوم القیمة بثلث حلل من حلل الجنة کل
حلة منها خیر من الدنیا وما فیها والناس
کلهم عراة وله بکل حرف من کتاب الله
تعالی درجة وروی ابو عبد الرحمن الثلمی عن
عثمان بن عفان عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال افضلکم من تعلم ثم علمه قال
ابو عبد الرحمن وهذا الحدیث اجلسنی فی
هذا المجلس وکان یعلم الناس وکان معلما

اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے کہا کر پڑہانیوالے
لڑکون کے لیے فرشتے آسمانونمین بخشش مانگتے ہین اور چارپاے
زمین مین اور پرندے ہوا مین اور مچھلیان دریا ونمین اور کہتے ہین
کہ تحقیق لڑکا جب داخل ہوتا ہے مکتب مین اور سیکہتا ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو بخشتا ہے اللہ تعالے بسبب اسکے تین شخصون کو
اُسکے باپ کو اور اُسکی مان کو اور پڑہانیوالیکو اور ابو سعید خدری
صحابی فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پڑہاویگا
تو اُسکے لیے ہر ایک درہم کے عوض کہ معلم کو تنخواہ مین دیگا اُحد پہاڑ
کے برابر ثواب ملیگا پس جسوقت لڑکا اپنے گہر سے مکتب کیطرف کو
نکلتا ہے تو اُسکے ماباپ کے گہر مین نیکی کی کثرت ہوتی ہے اور
برائی اُسمین سے کم ہوتی ہے اور اُس سے شیطان بہاگ جاتا ہے اور حسن بصری
کہتے ہین جو کوئی اپنی اولاد کو قرآن سکہاویگا تو قیامت کے دن
بہشت کے حلونمین سے تین حلے اُسکو پہنا ے جاینگے کہ ہر ایک حلہ
تمام دنیا سے اور جو کچھہ اُسمین ہے بہتر ہوگا اور سب لوگ ننگے ہونگے
اور اُسکو قرآن کے ایک ایک حرف کے عوض ایک درجہ ملیگا اور روایت کی
ابو عبد الرحمن تلمی نے حضرت عثمان سے اُنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ تحقیق آپنے فرمایا تم سب سے بہتر وہ ہے جسنے قرآن پڑہا اور
پڑہایا اور عبد الرحمن کہتے ہین کہ مجھکو اسی حدیث نے اس مجلس مین
بٹہایا اور وہ لوگون کو پڑہاتے تہے ......

للحسن والحسین وروی الضحاک عن ابن عباس رض
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال فی
حجة الوداع اللهم اغفر للمعلمین واطل اعمارهم
وبارک لهم فی کسبهم وروی فی خبر انس
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اللهم اغفر العلماء وافقر المعلمین قال الفقیه
رضی الله عنه فالذی قال بارک لهم فی
کسبهم یعنی قوت یوم بیوم والذی قال
افقرهم یعنی لا تکثر اموالهم لانه لو کثرت
اموالهم ترکوا التعلیم قال ابو اللیث رحمه الله
اذا اراد المعلم ان ینال الثواب ویکون عمله
کعمل الانبیاء فعلیه ان یحفظ نفسه خمسة
اشیاء اولها ان لا یشارط الاجر علی احد
ولا یستغنی عنه فکل من اعطاه شیئا ترکه
وان شارطه علی تعلیم الهجاء وحفظ الصبیان
جاز والثانی ان یکون ابدا علی الوضوء
لانه یمس المصحف فی کل وقت وفی کل ساعة
والثالث ان یکون ناصحا فی تعلیمه مقبلا
علی ذلک العمل والرابع ان یعدل بین الصبیان

اور امام حسن اور حسین رضی کے معلم تھے اور ضحاک ابن عباس سے روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین دعا
کی کہ یا اللہ پڑہانیوالونکو بخش اور انکی عمر زیادہ کر اور انکے
کسب مین برکت دے اور انس کی حدیث مین ہے کہ آپنے دعا
کی کہ یا اللہ بخش علماؤن کو اور محتاج رکھہ سکھانیوالونکو
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بیچ تطبیق ان دونون حدیثون کے کہ یہ جو آپنے
دعا کی کہ برکت دے انکے کسب مین تو اس سے مراد یہ ہے کہ انکے
قوت ہر روز کے مین برکت دے اور یہ جو دعا کی کہ انکو محتاج
رکھہ تو مراد اس سے یہ ہے کہ انکو غنی نکر اسلیے کہ جب غنی ہونگے
تو پڑہانا چھوڑ دینگے کہا ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہ جبکہ معلم چاہے
کہ ثواب پاوے اور عمل اُسکے مثل عمل انبیا کے ہوجاوین تو
اُسکو لازم ہے کہ ان پانچ چیزون سے اپنے نفس کو بچا رکھے اول یہ کہ
کسیکے ساتھہ شرط تنخواہ وغیرہ کی نکرے اور نہ اس سے بے پروا
ہے جسنے جو دیدیا لے لیا اور جسنے کچھہ ندیا اُسے چھوڑ دیا
اگر ہجے سکھانے اور لڑکون کی حفاظت پر کچھہ شرط تنخواہ
وغیرہ کی بھی کی تو جائز ہے اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ وضو سے رہے اسلیے
کہ ہر وقت اور ہر گہڑی قرآن شریف چھونیکی حاجت پڑتی
ہے اور تیسرے یہ کہ تعلیم مین خیر خواہی کرے اور اس کام پر مستعد رہے
چوتھے یہ کہ جب لڑکے کسی بات مین آپس مین تنازع کرین تو ان مین عدل کرے

اذا تنازعوا وينصف بعضهم من بعض ولا
يميل الى اولاد الاغنياء دون الفقراء والخامس
ان لا يضرب الصبيان ضربا مبرحا ولا يجاوز
الحد فيه فانه يحاسب يوم القيمة وروى عن
حبيب بن ابى ثابت قال المعلمون ولد وا بنجم
الملوك ويحاسبون كما يحاسب الملوك وروى
عن بعض التابعين ان ابنه اتاه وهو يبكى
فقال مالك يا بنى قال ضربنى المعلم قال حدثنى
عكرمة عن ابن عباس انه قال معلم صبيانكم
شراركم عند الله اقلهم رحمة لليتيم واغلظهم
على المسكين وروى عن بعض الصحابة رضى
الله عنه انه قال ثلث لا ينظر الله اليهم يوم
القيمة معلم الكتاب يكلف اليتيم ما لا يطيق
ورجل يجلس عند السلطان ويتكلم بهوائه
ورجل يسأل وهو مستغنى عن السوال وقال
على ابن ابى طالب كرم الله وجهه ما من رجل
حفظ القران الا كان حقه فى بيت المال
كل سنة مائتى دينارا والفى درهم ....
.... وان حفظ نصف

اور ایک دوسرے کا انصاف کرادے اور غریبونکو چھوڑکر امیرونکی
اولاد کیطرف نہ جھکے پانچوین یہ کہ لڑکونکو سخت ماری
اور حد سے زیادہ نہ بڑھے کیونکہ قیامت کے دن اسکا حساب
ہوگا اور حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ معلمین بادشاہوں
کے ستارون کیوقت پیدا ہوے ہین اور انسے حساب لیا جاویگا
جیسا بادشاہون سے اور ایک تابعی سے مروی ہے کہ انکا
بیٹا اُسکے پاس روتا ہوا آیا تو پوچھا کہ اے بیٹے تجھے کیا
ہوا اُسنے کہا کہ مجھے اُستادجی نے مارا ہے اُنہون نے کہا کہ حدیث
کی مجھکو عکرمہ نے ابن عباس سے کہ تحقیق اُنہون نے کہا کہ بہت بُرا ہے
وہ معلم کہ یتیمون پر رحم نہ کرے اور مسکینوں پہ سختی کرے
اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخص ہین کہ
کہ اللہ تعالے قیامت کے دن اُنکی طرف نظر رحمت نہ کریگا ایک
معلم جو تکلیف دیوے یتیم کو اُسچیز کی کہ وہ طاقت نہ رکھے دوسرا
وہ آدمی جو بادشاہونکی مجلس کہے اور اُنکی خواہش کے موافق
کلام کرے تیسرا وہ آدمی جو سوال کرے بغیر احتیاج کے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن
یاد کریگا تو اُسکا حق بیت المال مین سے ہر سال دوسو
دینار یا ایک ہزار درہم ہین اور
جو کوئی آدھا قرآن یاد کریگا

القرآن فانه دينارا والف درهم يوخذ بها لو
يوم القيمة فان كانت له حسنات اخذ من حسناته
فان لم يكن له حسنات اخذ من اوزار هذا
العبد ويحمل على الوالى **باب قلة الاكل**
قال الفقيه رحه ينبغي للرجل ان لا يكثر الاكل و
لا يأكل فوق الشبع لان ذلك مذموم عند
الله وعند الناس وهو مضر بالبدن وروي
عن بعض الاطباء انه قيل له هل تجد الطب
في كتاب الله تعالى قال نعم قد جمع الله الطب
كله في هذه الاية كلوا واشربوا ولا تسرفوا
يعني ان الاسراف في الاكل يتولد منه الامراض
وقال الحسن البصري رضي الله عنه حلية الرجل
اربعة اشياء ان يكون قادرا على
خلقه ويتكلم بالوزن ويقابله براس ماله
ويحفظ المدخل والمخرج وقال عمر بن الخطاب
رضي الله عنه ان من السرف ان يأكل الرجل
كل ما يشتهي وروي عن سمرة بن جندب ان
ابنا له اكل حتى اتخم فتقيأ فقال سمرة لو مت
على هذا ما صليت عليك وعن النبي عليه

تو ایکسو دینار یا ایکہزار درہم - اگر دنیا مین اپنے حق سے محروم
رہا تو قیامت کے دن دلایا جایگا - والی بیت المال قیامت کے
دن پکڑا جاویگا اگر اسکی نیکیاں ہونگی تو وہ حافظ کو دلائی جاوینگی
ورنہ حافظ کے گناہ اُتار کر والی پر رکھے جاوینگے **باب تہوڑے**
کھانیکے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے آدمی کو لائق ہے کہ زیادہ نہ کہاوے
اور بہت سیر ہو کر نہ کہاوے اسلیے کہ یہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے
اور نزدیک لوگون کے بہی اور بدن کو بہی مضر ہے اور بعض طبیبون سے
مروی ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا کہ کیا کہین قرآن شریف مین
بہی طب کا ذکر ہے تو اُسنے کہا کہ تحقیق اللہ تعالے نے تمام طب کو اس
آیت مین جمع کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (کہاؤ اور پیو اور زیادتی
نہ کرو) یعنی اسلیے کہ کہانے مین زیادتی کرنیسے بہت مرضین پیدا ہوتی ہین
اور حسن بصری رضہ کہتے ہین کہ آدمی کو چار باتین چاہیین اپنی عادت
کو قابو مین کرے اور بات تول کر کہے اور اپنی جمع کا مقابلہ کرتا
رہے آور آمدنی اور خرچ کی محافظت رکہے - عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ یہ بہی اسراف ہے
کہ جو آدمی کا نفس چاہے وہ کہا لیوے اور سمرہ بن جندب سے
مروی ہے کہ اُنکے ایک بیٹے نے اسقدر کہایا کہ تخمہ
آگیا پہر قے کری تو سمرہ نے کہا اگر تو ایسی حالتمین مرجاتا
تو مین تجہیز نماز نہ پڑہتا اور نبی علیہ

الصلوة والسلام انه قال ما ملأ ابن ادم
وعاء شرا من بطن حسب آدم اكلات يقمن
صلبه فان كان لا محالة فثلث لطعامه و
ثلث لشرابه وثلث لنفسه ويقال فى كثرة
الاكل ست خصال مذمومة اولها ان
يذهب خوف الله عن قلبه والثانى ان يذهب
رحمة الخلق من قلبه لانه يظن انهم كلهم شبعان
والثالث ان يثقل فى الطاعة والرابع انه اذا
سمع كلام الحكمة لا يجد له الرقة والخامس
اذا تكلم بالحكمة والموعظة لا يقع فى قلوب
الناس ولا يوثر فيهم والسادس يهيج منه
الامراض ويقال اربع خصال فى الطعام
فريضة واربع سنة واربع ادب واثنان
دواء واثنان مكروه فاما الاربع التى هى
فريضة اولها ان لا ياكل الا من الحلال و
الثانى ان يعلم انه من رزق الله والثالث
ان يكون راضيا بقسم الله والرابع ان لا
يعصى الله ما دامت قوة ذلك فيه واما
الاربع التى هى سنة اولها ان يسمى الله

الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ آدمی کے بھرے پیٹ
سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہین کافی ہے آدمی کو چند لقمے کہ جن سے
اُسکی پیٹھ سیدھی رہے اگر نہ رہ سکے تو تین حصے کرے ایک حصہ
کہانیکا دوسرا حصہ پینے کا تیسرا حصہ سانس کا اور کہتے ہین کہ بہت
کھانیمین چھہ خصلتین بُری ہین اول یہ کہ اُسکے دل سے خوف
اللہ کا جاتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اُسکے دل سے رحم جاتا رہتا ہے کیونکہ
وہ یہی گمان کرتا ہے کہ سب میری طرح پیٹ بھرے ہین تیسرے یہ کہ
عبادت مین کاہل رہتا ہے چوتھے یہ کہ جب کلام حکمت کے سنے
تو اُسے رقت نہین ہوتی - پانچوین یہ کہ دانائی اور نصیحت کے
کلام کرے تو لوگونکو اُسکی تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ کہ اس سے
مرضین پیدا ہوتی ہین اور کہتے ہین کہ چار باتین کہانیمین
فرض ہین اور چار سنت ہین اور چار ادب ہین اور دو
دوا ہین اور دو مکروہ ہین پس جو چار کہ فرض ہین پہلے
اُسمین سے یہ ہے کہ حلال کہانا کہاوے دوسرے
یہ کہ اُسکو اللہ کے رزق مین سے جانے تیسرے
یہ کہ جو اللہ نے قسمت مین دیا اُسپر راضی رہے
چوتھے یہ کہ اللہ کی بیفرمانی نہ کرے جبتک کہ اُسکی
قوت رہے اور جو چار کہ سنت ہین پہلے اُن مین
سے یہ ہے کہ بسم اللہ کرکے

تعالى فى الابتداء والثانى ان يحمد الله فى
الانتهاء والثالث ان يغسل يديه قبل الطعام
وبعده والرابع ان يثنى رجله اليسرى وينصب
اليمنى عند الجلوس واما الاربع التي هى ادب
اولها ان ياكل مما يليه والثانى ان يصغر اللقمة
والثالث ان يمضغه مضغا ناعما والرابع
ان لا ينظر الى لقمة غيره واما اللذان فيهما
دواء احدهما ان ياكل مما يسقط من المائدة
والثانى ان يلعق الاصابع والقصعة حتى
ينقيها واما اللذان نهى عنهما ان لا يشم الطعام
وان لا ينفخ فيه ولا ياكله حتى يبرد والله
اعلم **باب التحية** قال الفقيه رضى الله
عنه تحية المسلمين فيما بينهم التسليم وهى
تحية اهل الجنة فيما بينهم فى الجنة فينبغى
للمسلم ان يفشى السلام على جميع المسلمين
فان ذلك من اخلاق المسلمين وروى عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لانس
بن مالك اذا خرجت من منزلك ولا تقعن
بصرك على احد من اهل قبلتك الا سلمت عليه

کہانا شروع کرے دوسرے یہ کہ جب کہا چکے الحمد للہ کہے
تیسرے یہ کہ کہانے سے پہلے اور پیچہے دونون ہاتہ دہووے
چوتہے یہ کہ بایان پاون موڑے اور دہنا کہڑا کرکے بیٹہے
اور جو چار ادب ہین پہلا یہ کہ اپنے آگے سے کہاے دوسرا یہ کہ
لقمہ چہوٹا لے تیسرا یہ کہ اسکو اچہی طرح چباوے چوتہا یہ کہ
دوسرے کے لقمہ کیطرف نہ دیکہے اور وہ دو جو دوا ہین
پہلا انمین سے یہ ہے کہ دسترخوان مین سے جو لقمہ یا ریزہ گری
تو اٹہا کر کہالے دوسرا یہ کہ انگلیان اور پیالہ چاٹے یہانتک
صاف کردے اور وہ دو جو منع یعنی مکروہ ہین پہلا انمین سے یہ ہے
کہ سونگہے نہین اور نہ اسمین پہونکے دوسرا یہ کہ جب تک ٹہنڈا
ہنوے نہ کہاے اور اللہ خوب جانتا ہے **باب سلام کرنیکے
بیان مین** کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ مسلمانون کی دعا
آپسمین سلام ہے اور وہی بہشتیون کی دعا ہے جو بہشت مین
ایک دوسرے کو کرینگے تو مسلمان کو چاہیے کہ سلام کو مسلمانون
مین خوب پہیلاوے پس تحقیق یہ مسلمانون کے اخلاق سے
ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے انس بن مالک سے فرمایا کہ جب تو اپنے گہر سے
نکلے تو تیری آنکہہ جس اہل قبلہ تیرے پر (یعنی مسلمان پر)
پڑے تو اس کو سلام کر ......

فانك اذا سلمت عليه يدخل حلاوة الايمان
فى قلبك قال واذا دخلت بيتك فسلم يكثر
بركتك وبركة بيتك وذكر عن بعض الصالحين
ان رجلا من اصدقاء الصالح استقبله و
قال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك
ما هذا فهلا قلت السلام عليكم يكون لك عشر
حسنات فارد عليك فيكون لى عشر حسنات
فاذا اجتمعت عشرون حسنة يرجى عند ذلك
نزول الرحمة وسئل عن بعض الصالحين عن
قول الرجل لصاحبه اطال الله بقاءك قال
هذا تحية الدهرية وتحية المسلمين السلام
عليكم وروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان
يخرج الى السوق فقيل له ايش تصنع فى السوق
وانت لا تبيع ولا تشترى قال انما اخرج لاجل
السلام وكان لا يمر على احد الا سلم عليه و
قال لقمان لابنه يا بنى اذا اتيت نادى قوم
فارمهم بسهم الاسلام يعنى سلم عليهم ثم
اجلس ولا تنطق معهم ما لم تراهم قد نطقوا
فان افاضوا فى خير فافض معهم وان افاضوا

پس جب تونے اسپر سلام کیا تو ایمان کی حلاوت تیرے دلمین داخل
ہوگی اور فرمایا آپنے جب تو گہرمین داخل ہووے تو سلام کر تاکہ تجھمین
اور تیرے گہرمین برکت زیادہ ہوگی اور بعض صالحین کا ذکر ہے
کہ ایک شخص اُسکے یارونمین سے اُسکے پاس آیا تو صالح سے پوچھا
کہ کیا حال ہے تو اُسکو صالح نے کہا کہ خرابی ہو تجھکو یہ
تونے کیا کہا سلام علیکم کیون نہین کہا کہ تیرے لیے دس
نیکیان ہوتین اور پہر مین جواب دیتا تو مجھے بہی دس نیکیان
ملتین جب بیس نیکیان اکٹھی ہوجاتین تو نزول رحمت کے امیدوار
ہوتے اور کسی صالح سے پوچھا گیا کہ جب آدمی اپنے رفیق سے
اور یہ کہے اللہ تیری عمر دراز کرے یہ کہنا کیسا ہے تو اُس صالح
نے جواب دیا کہ یہ دہریون کی دعا ہے اور دعا مسلمانونکی السلام علیکم
ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بازار مین جایا کرتے
کسی نے پوچھا کہ آپ بازار مین کیون جایا کرتے ہین نہ آپ کچہ
بیچتے ہین اور نہ کچہ خریدتے ہین تو اُنہون نے کہا کہ فقط
سلام علیکم کہنے کو جاتا ہون اور یہی عادت تہی کہ جب کسی پر
گذرتے تو السلام علیکم کہتے - اور لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا
ای میرے پیارے بیٹے جب تو کسی قوم کی مجلس مین آوے تو اُنکی طرف
اسلام کا تیر پھینک یعنی اُنپر سلام کر پہر بیٹہ اور نہ بول جبتک کہ اُنکو
تو بولتے نہ دیکہ لے پس اگر وہ پہلے بات بولین تو تو بہی شریک ہو جو

في غير ذلك فتحول عنهم الى غيرهم باب

ما قيل في النكاح

قال الشيخ الفقيه رحمه الله روي عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة وروي ان رجلا جاء الى الحسن البصري يستشيره في تزويج ابنته فقال زوجها من رجل تقي فانه ان احبها اكرمها وان ابغضها لم يظلمها وقال الحسن جهد البلاء اربعة كثرة العيال وقلة المال وجار السوء وزوجة تخونك وقيل لمالك بن دينار حين ماتت امرأته ام يحيى يا ابا يحيى لم لا تزوجت فقال لو استطعت لطلقت نفسي وقال بعض الاعراب التزوج فرح شهر وغم دهر ودق ظهر ووزن مهر وذل عمر وروي ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ثلثة لهم حق على الله تعالى وعونهم واجب المجاهد في سبيل الله والناكح المستعفف يستعف بها والمكاتب يريد الاداء وروي في الخبر ان رجلا من بني اسرائيل قال لا اتزوج حتى استأمر

ورنہ اُنسے کنارہ کرکے اور کسی پاس جا باب ہے نکاح کرنیکے بیان مین کہا شیخ فقیہ رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ جسمین زیادہ خرچ اور تکلیف نہو اور مروی ہے کہ تحقیق ایک شخص حسن بصری کے پاس آیا اور اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے مین اُنسے مشورہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی آدمی متقی سے اُسکا نکاح کر دے اسلیے کہ متقی کی اگر اس سے محبت پڑ گئی تو اُسکی عزت کریگا اور اگر دل نہ لگا اور اُسے بری لگی تو ظلم نہین کریگا اور کہا حسن نے کہ سخت بلا چار چیزین ہین عیال کی کثرت مال کی قلت برا ہمسایہ اور جورو بیبی خیانت کرنیوالی اور مالک بن دینار رحمہ کی جورو ام یحیی جب فوت ہو گئین تو کسی نے اُنسے کہا کہ ای ابا یحیی آپ نکاح کیون نہین کر لیتے تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھسے ہو سکتا تو اپنے نفس کو بھی طلاق دے دیتا اور بعض اعراب کا مقولہ ہے کہ نکاح کرنا ایک مہینے کی خوشی ہے اور ہمیشہ کا غم اور کمر کا ٹوٹنا اور مہر کا بوجھ اور عمر بھر کی ذلت اور ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ تین ہین کہ اُنکا اللہ پر حق ہے اور اُنکی مدد کرنا واجب ہے اللہ کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور نکاح کرنیوالا پارسا کہ اُسکے سبب سے پرہیزگار رہے اور مکاتب کہ ادا کرنا چاہتا ہے یعنے وہ غلام کہ کچھ روپیہ کے عوض اپنی آزادی لکھ کے لکھوالیتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد ادا ہو وے

مائة انسان فشاور تسعا وتسعين وبقي واحد
فعزم ان اول من لقيه غدا يشاوره فيعمل
برأيه فلما اصبح وخرج من منزله لقي مجنونا
راكبا على قصب فاغتم بذلك ولم يجد بدا
من الخروج من عهده فقدم اليه فقال
له المجنون احذر فرسي هذا كيلا يضربك
فقال له الرجل احبس فرسك حتى اسالك
عن شئ فوقف فقال اني كنت عاهدت ان
استشير اول من استقبلني وانت اول من
استقبلني واني اريد ان اتزوج فكيف اتزوج فقال
له المجنون النساء ثلث واحدة عليك وواحدة لك
وواحدة لك وعليك ثم قال احذر الفرس
كيلا يضربك ومضى فقال الرجل اني لم اسأله
عن تفسيره فلحقه وقال يا هذا احبس فرسك
حتى اسالك عن شئ فحبسه ودنا منه وقال
فسره فاني لم افهم مقالتك فقال اما التي هي لك
فهي المرأة البكر فقلبها وحبها لك ولا تالف
احدا غيرك واما التي عليك فهي المرأة التي
ذات ولد تاكل مالك وتبكي على الزوج الاول

سو آدمیوں سے صلاح نہ لیلونگا سو ننانوے آدمی سے تو اُسنے
صلاح لی باقی ایک آدمی رہگیا اُسنے یہ ارادہ کیا کہ صبح کو جس سے
پہلے ملونگا اُسکی صلاح لیلونگا اور اُسکی رائے پر عمل کرونگا جب
صبح ہوئی تو وہ اپنے گھر میں سے نکلا ایک دیوانہ ایک نے پر سوار
اُسکو ملا سو اُسکو دیکھہ کر اُس شخص کو فکر ہوا اور اپنے اقرار سے
نہ نکل سکا تو وہ شخص اُس دیوانہ کے سامنے آیا دیوانے نے کہا
کہ میرے گھوڑے کے سامنے سے ہٹ جا کہ تجھے مارے نہیں اس شخص
نے اُس سے کہا کہ اپنے گھوڑے کو روک میں تجھسے کچھ پوچھونگا سو وہ
ٹھیر گیا اُس شخص نے کہا کہ مینے یہ عہد کیا تھا کہ میں صلاح لونگا
اُس سے جو مجھکو پہلے ملیگا سو تو ہی پہلے ملا ہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں
سو کسطرح کروں دیوانے نے اُس سے کہا کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ایک میں
تو تیرا فائدہ ہے دوسری میں نقصان تیسری میں فائدہ اور نقصان ہے
کہا پھر میرے گھوڑے سے تجکو مارے نہیں اور چل دیا اُس شخص نے کہا کہ
میں اُسکا مفصل بیان تو اُس سے پوچھوں پھر اُسکو جا ملا اور
کہا کہ ذرا اپنا گھوڑا تو روک تاکہ میں تجھسے ایک بات پوچھوں اُسنے
روک لیا وہ شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ اِسکو مفصل بیان
کر میں تیری بات نہیں سمجھا اُس دیوانہ نے کہا کہ وہ عورت کہ جسمیں
تیرا فائدہ ہے تو وہ باکرہ ہے اور اُسکا دل اور اُسکی طبیعت تیرے ساتھ
رہیگی اَور کے ساتھ الفت نکریگی وہ جسمیں تیرا نقصان ہے تو وہ

اور وہ اولاد والی ہے سو تیرا مال کھائیگی اور اپنے پہلے خاوند کو روئیگی

واما التی لك وعليك فالزوجة التی لا ولد
لها فان كنت خيرا لها من الاول فهی لك
والا فهی عليك ثم مضى فلحقه الرجل فقال
له ويحك تكلمت بكلام الحكماء وعملت عمل
المجانين فقال يا هذا ان بنی اسرائيل ارادوا
ان يجعلوا لی قاضيا فابيت فالحوا علی فجعلت
نفسی مجنونا حتی نجوت منهم وروی فی
الخبر ان رجلا جاء الی داؤد عليه السلام
فقال انی اريد ان اتزوج فقال اذهب الی
سليمان عليه السلام واساله وكان سليمان
عليه السلام يومئذ ابن سبع سنين فخرج
الرجل الی سليمان فوجده يلعب مع الصبيان
وهو راكب علی قصبة فاتاه فقال انی اريد
ان اتزوج فكيف اتزوج فقال سليمان عليه
السلام عليك بالذهب الاحمر والفضة
البيضاء واحذر الفرس كيلا يضربك فلم يفهم
جوابه وقد كان داود عليه السلام امر الرجل
بان يرجع اليه ويخبره بجوابه فرجع اليه واخبر
بمقالة سليمان عليه السلام فقال له داود

اور جسمیں تیرا فائدہ اور نقصان ہے وہ عورت ہے کہ جسکی کچھ اولاد نہیں
یعنے پہلے خاوند سے اگر تو اسکے لیے پہلے خاوند سے اچھا ہے تو تو وہ
تیرے لیے اچھی ہے اور نہیں تو وہ تیرے لیے مضر ہے پھر چلدیا پھر اُسکو
وہ شخص ملا تو اس شخص نے اُس سے کہا کہ خرابی ہو تجھکو تو باتیں تو
حکیموں کیسی کرتا ہے اور کام دیوانوں کے اُسنے کہا اے یار مجھکو بنی اسرائیل
قاضی کرنا چاہتے تھے مینے انکار کیا اُنھوں نے مجھسے اصرار کیا سو مینے
آپکو دیوانہ بنایا تھا تاکہ مینے اُنسے نجات پائی اور حدیث میں
مروی ہے کہ ایک شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گیا اور کہا کہ
مین نکاح کرنا چاہتا ہوں اُنھوں نے فرمایا کہ سلیمان عم کے پاس جا
اور اُنسے پوچھ اور حضرت سلیمان کی عمر اُن دنوں سات برس کی
تھی وہ شخص حضرت سلیمان عم کے پاس آیا تو اُنکو ایک نَے پر سوار لڑکوں
کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا اُسنے اُنسے کہا کہ مین نکاح کرنا چاہتا
ہون تو کس طرح کرون حضرت سلیمان عم نے کہا کہ تو
زر سرخ اور چاندی سفید کو لے اور گھوڑے سے
بچ کہ مارے نہیں سو وہ شخص اُنکے جواب کو نہ سمجھا اور اُس
شخص سے داؤد علیہ السلام نے فرمادیا تھا کہ میرے پاس لوٹتے
ہوئے آنا اور جو وہ کہے مجھسے کہنا تو وہ شخص حضرت داؤد کی پاس
آیا اور حضرت سلیمان عم کی بات کی اُنکو خبر دی حضرت
داؤد علیہ السلام نے فرمایا

عليه السلام اما الذهب الاحمر فالمرأة البكر
واما الفضة البيضاء فالثيب الشابة وقوله
احذر الفرس كيلا يضربك اى اياك والعجائز
وذوات الاولاد وروى انس بن مالك عن
النبى عليه الصلوة والسلام انه كان يامر
بالنكاح وينهى عن التبتل نهيا شديدا ويقول
تزوجوا الودود الولود فانى مكاثر بكم الامم
يوم القيمة وروى عن عبد الله بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال ان الله لعن اربعة ولعنت عليهم
الملائكة رجل يحصر ولم يجعل الله حصورا
وامرأة تذكر والله عز وجل جعلها انثى و
رجل تخنث والله خلقه ذكرا والذى يضل
الاعمى عن الطريق وقال ابو القاسم الحكيم
هر كرا زن نى اورا مروت نى وهر كه را فرزند
نى اورا شادى نى وهر كه را اين هر دو
نى اورا هيچ غم نى والله اعلم باب ابتداء
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
الفقيه رضى الله عنه بلغنا ان رسول الله عليه

کہ زر سرخ تو باکرہ عورت ہے اور چاندی سفید بیوہ جوان
اور یہ جو انہوں نے کہا کہ بچ گھوڑے سے تجکو مارے نہین تو
مراد اس سے یہ ہے کہ بوڑہی عورتون اور اولاد والیون سے بچ اور
انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین
کہ آپ نکاح کرنیکا حکم دیا کرتے تھے اور مجرد رہنے سے سخت
منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ محبت والیون اور بہت
جننے والیون سے نکاح کرو تحقیق مین چاہتا ہون کہ بسبب کثرت تمہاری
کے قیامت کے دن اور امتون پر فوق لیجاؤن اور عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اُسکے فرشتے چار شخصون پر لعنت کرتے
ہین ایک وہ شخص کہ نکاح نکرے اور خدا نے اُسکو نہین روکا اور
وہ عورت کہ اپنے آپکو مرد بناوے اور خدا نے اُسکو عورت بنایا
اور وہ مرد کہ خنثے بنے اور خدا نے اُسکو مرد بنایا اور وہ شخص کہ
اندہے کو رستہ سے بہکاوے اور ابو القاسم حکیم کہتے ہین کہ جسکی عورت
نہین اُسے مروت نہین اور جسکے اولاد نہین اُسکو خوشی نہین
اور جسکے دونو نہین اُسکو کچہ غم نہین اور اللہ خوب جانتا ہے،

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے حال مین

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو روایت
پہنچی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

الصلوة والسلام لما بلغ خمسا وعشرين سنة
فقال له عمه ابو طالب يا ابن اخي والله ليس لي
مال كثير فازوجك من مالي ولا ترك ابوك
مالا فهل لك ان تاتي خديجة بنت خويلد
فتواجر نفسك منها فانها تعطي من يتجر لها
بكرين فلعلها تزيدك بكرا آخر فجاء به الى
خديجة فاحسنت الاجابة فقالت نعمة وكرامة
وسازيدك بكرا مع بكرين فخرج النبي مع
غلام لها يقال له ميسرة الى ناحية الشام
في تجارة فاصاب ربحا كثيرا فالقى الله تعالى
محبته في قلب ميسرة فلما رجعا من سفرهما
ونزلا بمر الظهران قال ميسرة للنبي عليه الصلوة
والسلام تقدم وبشر خديجة بما ربحنا فلعلها
ان تزيدك بكرا آخر ففعله فزادته بكرا آخر
ثم ان ميسرة اخبر خديجة بانه راى من
محمد عليه الصلوة والسلام في الطريق من العجائب
وانواع العلامات فوقعت المحبة في قلب خديجة
ورغبت فيه وصنعت خديجة طعاما ودعت
رؤساء قريش فطلبت من ابيها ان يزوجها

جب پچیس برس کے ہوئے تو آپکے چچا ابوطالب نے آپ سے
کہا کہ اے میرے بھتیجے میرے پاس بہت مال نہیں کہ تیرا نکاح
کردوں اور نہ تیرے باپ نے کچھ مال چھوڑا سو تو خدیجہ بنت خویلد
کے پاس چل اور اسکی نوکری کر لے جو کوئی اسکی نوکری کرتا ہے
تو وہ دو جوان اونٹنیاں دیا کرتی ہے شاید تجھے ایک اونٹ
دیدے تو ابوطالب آپکو خدیجہ کے پاس لے آئے حضرت خدیجہ
نے پسند کیا اور کہا سر آنکھوں پر اور میں ایک اونٹنی
دو اونٹنیوں کے ساتھ بڑھا دونگی سو آنحضرت مع خدیجہ کے
ایک غلام کے کہ میسرہ نام تہا شام کیطرف تجارت کے لیے
تشریف لے گئے تو وہاں بہت نفع ہوا سو اللہ تعالی نے آپکی
محبت میسرہ کے دلمیں ڈالدی جب دونوں اپنے سفر سے پہرے
اور مر الظہران میں کہ ایک جگہ کا نام ہے اترے تو میسرہ نے
آپ سے کہا کہ آپ آگے چلکر خدیجہ کو اپنے منافع کی خوشخبری
دیں شاید وہ ایک اور اونٹنی زیادہ دیدے تو آپ نے ایسا ہی
حضرت خدیجہ نے اس خوشخبری کی ایک اور اونٹنی زیادہ دی
پہر میسرہ نے حضرت خدیجہ کو اس بات کی خبر دی کہ میں نے رستہ میں محمد
علیہ الصلوۃ والسلام سے کئی عجائبات اور طرح طرح کی نشانیاں
دیکھی ہیں تو آنحضرت کی محبت حضرت خدیجہ کے دلمیں گھر کر گئی
طرف راغب ہوئیں اور کھانا پکوایا اور قریش کے رئیسوں کو

من محمد عليه الصلوة والسلام فابى وغضب
فسقته خمرا حتى سكر ثم طلبت منه فزوجها
منه فلما افاق الشيخ راى على ثيابه اثر الخلوق
فقال ما هذا فقالت زوجتني من محمد عليه
الصلوة والسلام فقال لها قد خطبك اشراف
قومك فابيت ونكحت رجلا ليس له مال فقالت
ان له حسبا ولا حاجة الى ماله فبنى بها فلما
بلغ النبي عليه الصلوة والسلام اربعين سنة
راى شيئا كانه ظلة تهوى اليه في الهواء
ففزع من ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم
فسمع صوتا يقول له لا تخف فاني جبرئيل فجاء
النبي الى خديجة حزينا وقال رايت شيئا خفته
فقال لي لا تخف فاني جبرئيل فاخاف على نفسي
الجنون فقامت خديجة وجاءت الى ورقة
بن نوفل وكان ابن عمها وقد تنصر فقالت
يا ابن عمي ان صاحبي راى شيئا وقال اني جبرئيل
فقال ورقة بن نوفل سبحان الملك القدوس
هو جبرئيل ناموس الله الاكبر وسفيره الى الانبياء
فان كان صاحبك راى فهو نبي فرجعت اليه

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کردی تو اُسنے انکار کیا اور غصہ ہوا تو
حضرت خدیجہ نے اپنے باپ کو شراب پلایا یہانتک نشہ مین آیا تو پہر
حضرت خدیجہ نے اجازت مانگی تو اُسکے باپ نے نشہ مین آنحضرت صلعم
سے نکاح کردیا جب ہوش مین آیا تو کپڑون پر رنگ کا اثر پایا تو کہا
کہ یہ کیا ہے تو حضرت خدیجہ نے کہا کہ نکاح کیا تونے میرا محمد (علیہ
الصلوۃ والسلام) سے تو اُسنے کہا کہ مجھسے بڑے بڑے اشراف لوگون نے
تیری درخوست کری اور تینے نہ مانا اور تونے ایک ایسے شخص کے
ساتہ نکاح کیا کہ اُسکے کچہ مال نہین حضرت خدیجہ نے کہا کہ وہ
خاندانی شخص ہے مجھکو اُسکے مال کی کچہ حاجت نہین تو آنحضرت صلعم نے اپنے
حضرت خدیجہ سے بنا کی یعنی ہم بستر ہوے جب آنحضرت کی عمر
چالیس برس کی ہوی تو آپنے ایک چیز ایسی دیکھی جیسا سائبان
کہ وہ آپکی طرف اوپر سے جہکتا آتا تہا تو آپ اُس سے گہبرائے پہر ایک
آواز سنی کہ وہ کہتا ہی مت ڈر بیشک مین جبرئیل ہون تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس غمگین آئے اور کہا کہ مینے ایک چیز
دیکھی اور اُس سے ڈرا اُسنے کہا نہ ڈر تو مجھسے مین جبرئیل ہون ہو
مین ڈر رہا ہون کہ باولا نہ ہو جاؤن حضرت خدیجہ اُٹہین اور ورقہ
بن نوفل اپنے چچیرے بہائی کے پاس آئین اور وہ نصرانی ہوگیا تہا
تو حضرت خدیجہ نے کہا اے میرے چچازاد بہائی میرے خاوند نے
ایک چیز دیکھی ہے اور آواز سنی کہ مین جبرئیل ہون تو ورقہ بن نوفل نے

فاخبرته بذلك فبينما هو جالس مع خديجة
يوما فرأى شخصا بين السماء والارض فقال يا
خديجة انى ارى شخصا بين السماء والارض
فقال له ادن مني فدنا منها وكشفت راسها و
جعلت راسه في بطنها فقالت هل تراه قال لا
قد اعرض عني فقالت له ابشر فانه ملك
ولو كان شيطانا لما استحيى فبينما رسول الله
صلى الله عليه وسلم يوما من الايام على جبل حراء
اذ ظهر له جبرئيل وبسط له بساطا كريما ثم
بحث من الارض فنبع الماء فعلمه الوضوء ثم
صلى ركعتين وبشره بالنبوة وقرأ عليه اقرأ
باسم ربك الذي خلق الى قوله ما لم يعلم فرجع الى
خديجة واخبرها بذلك فامنت به وعلمها
الوضوء ثم اسلم ابوبكر ثم علي وقال بعضهم
اسلم علي ثم ابوبكر ثم بلال ثم اسلم رفقاء ابي بكر
ثم عثمان وعبد الرحمن بن عوف وطلحة و
الزبير وسعد وسعيد وغيرهم فلما اسلم عمر تم
به اربعون رجلا والله اعلم

باب
هجرة النبي عليه الصلوة والسلام

اور اسبات کی خبر دی پس ایکدن آپ حضرت خدیجہ کی پاس
بیٹھے تھے تو ایک جو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا حضرت خدیجہ نے
آپ سے کہا کہ میرے پاس آجاؤ تو آپ قریب ہو گئے حضرت خدیجہ نے
اپنا سر کہولا اور آپکا سر اپنی پیٹ کیطرف کر لیا پھر پوچھا کہ اب اسکو تم
دیکھتے ہو آپ نے کہا نہین تحقیق اسنے مجھسے منہ پھیر لیا حضرت
خدیجہ نے کہا مین تمکو خوشخبری دیتی ہون کہ تحقیق وہ فرشتہ ہے
اگر شیطان ہوتا تو نہ شرماتا اس اثنا مین انہین دنون مین آپ کسی
ایکدن کوہ حرا پر تھے کہ یکایک آپکو حضرت جبرئیل معلوم ہوئے
اور ایک اچھا بچھونا آپکے لیے بچھایا پھر زمین کہودی تو اس سے
ایک چشمہ نکلا حضرت جبرئیل نے آپکو وضو سکھایا پھر دو رکعت
نماز پڑھی اور آپکو نبوت کی بشارت دی اور آپکو اقرء باسم ربک
الذی خلق ما لم یعلم تک پڑھایا تو آپ حضرت خدیجہ کے پاس
آئے اور اسکی خبر دی تو آپ پر ایمان لائین اور آپ نے انکو
وضو سکھایا بعد اسکے حضرت ابوبکر رض ایمان لائے پھر حضرت علی رض
اور بعض نے کہا کہ اول حضرت علی ایمان لائے پھر حضرت ابوبکر پھر بلال پھر
حضرت ابوبکر کے رفیق پھر حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف اور
طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور سوا انکے پس جب حضرت عمر اسلام
لائے تو چالیس آدمی پورے ہو گئے اور اللہ خوب جانتا ہے

باب
آنحضرت کی ہجرت کے بیان مین

قال الفقیه رضی الله عنه وقد کان النبی علیه الصلوٰة
والسلام یخرج الی منا ویعرض علی اهل الموسم
الاسلام فمر علی نفر من اهل المدینة فعرض علیهم
الاسلام فاسلم معوذ بن عفراء واسلم القوم
کلهم فقال لهم رسول الله علیه الصلوة والسلام
فهل لکم ان تنصرونی حتی ابلغ رسالات ربی قالوا
یا رسول الله کان بیننا قتال فی العام الاول وهو
یوم من ایامهم اقتتل فیه الاوس والخزرج
ونحن مباغضون ولکن موعدک الموسم من العام
الثانی فرضی رسول الله علیه الصلوة والسلام
فرجعوا الی المدینة فدعوا الناس فی السر فلم
یاتهم سنة ولم یرجع النبی الیهم فی السنة الثانیة
حتی اسلم اهل بیت کثیر فی المدینة فلما حضر
الموسم خرج من اهل المدینة ناس کثیر ونزلوا
بمنا فخرج منهم سبعون رجلا من الانصار و
امرأة فنزلوا بعقبة منا عن یمین الجمرة فجاءهم
رسول الله علیه الصلوة والسلام فی رحالهم
ومعه عباس بن عبد المطلب فقاموا الیه فحیوا
بالسلام وسلم علیهم رسول الله علیه الصلوة و
السلام

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا کی
طرف جایا کرتے تھے اور اور جو لوگ کہ حج کرنیکو آتے اُنپر
اسلام پیش کرتے یعنی دعوت اسلام کیا کرتے سو آپ چند شخصوں
مدینے والوں پر گذری اور اُنپر اسلام پیش کیا تو معوذ بن عفرا اور
وہ سب قوم اسلام لے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے
فرمایا کہ کیا تم میری مدد کروگے تاکہ میں اللہ کا پیغام پہنچاؤں
اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے سال میں ہم لوگوں میں لڑائی
ہوئی تھی اور وہ انکی ایک دنوں میں سے ایکدن تھا کہ جسمیں قبیلہ
اوس اور خزرج لڑی تھی اور فی الحال ہمارے آپسمیں بغض ہے لیکن ہم
آپ سے حج آیندہ کا وعدہ کرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر
راضی ہوگئے اور وہ لوگ جب مدینہ میں گئے تو لوگوں کو پوشیدہ دعوت اسلام
کرتے یہانتک ابھی حج آیندہ نہ آیا تھا کہ گہروں کے گہر مدینہ میں اسلام
لے آئے پہر جب حج کا موسم آیا تو مدینہ والوں میں سے بہت لوگ
نکلے اور منا میں آکر اُترے پہر اُنمیں سے ستر مرد اور عورت نکلے
اور منا کی گہاٹی پر جمرہ کے دہنی طرف اُترے یعنی جس جگہ
کنکریاں پھینکتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت
عباس کے اُنکے پاس اُنکے ڈیروں پر آئے تو سب
حضرت کی تعظیم کو کہڑے ہوگئے اور سلام کیا اور
آنحضرت نے بھی اُنپر سلام کیا . . .

وقال اخذ من بني اسرائيل اثنا عشر نقيبا و
انا آخذ منكم النقباء كما اخذ موسى عليه السلام
من قومه فبايعوه فقالوا يا رسول الله اشترط
لربك ولنفسك وقال اشترط لربي ان تعبدوه
ولا تشركوا به شيئا واشترط لنفسي ان تمنعوني
مما تمنعون منه انفسكم واهليكم قالوا فان
فعلنا فماذا لنا قال فلكم الجنة قالوا ربح كثير
فصاح ابليس ثلثا فقال يا معشر قريش هذا
محمد عليه الصلوة والسلام يحالف اهل يثرب
عليكم فجاؤا يطلبونهم فلم يجدوهم فلما رجع
النقباء الى المدينة بعث معهم مصعب بن عمير
يعلمهم القرآن ويفقههم في الدين فلما علم اهل
مكة ان النبي عليه الصلوة والسلام وجد انصارا
ومهاجرا مكروا به وارادوا قتله فامره الله
بالهجرة الى المدينة فاتى رسول الله صلعم منزل
ابي بكر فقام اليه ابو بكر فقبل راسه فقال النبي
عليه الصلوة والسلام مالك ان قريشا قد ارادوا
قتلي فقال ابو بكر دمي دون دمك ونفسي
دون نفسك فقال رسول الله صلى الله عليه و

اور فرمایا کہ میرے بہائی موسی نے بنی اسرائیل مین سے بارہ سردار لیے تہے
مین بہی تم سے سردارونکو لیتا ہون جیسے موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے لیے تہے انہون نے
حضرت سے بیعت کی اور کہا یا رسول اللہ آپ اپنے رب کے اور اپنے لیے
شرط کر لیجیے آپ نے فرمایا کہ مین اپنے رب کے لیے شرط کرتا ہون کہ اسکو تم پوجو
اور کوئی چیز اسکے شریک مت ٹہیراو اور اپنے لیے یہ شرط کرتا ہون
کہ جو چیز تم اپنے لیے اور اپنے گہر والونکے لیے چاہو میرے لیے بہی
مت چاہو تو وہ بولے کہ اگر ہمنے یہ کیا تو ہمارے لیے کیا چیز ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارے لیے جنت ہے سب نے کہا اسمین تو بہت نفع ہے اسوقت
شیطان تین بار چلایا اور کہا اے گروہ قریش کے محمد نے مدینہ والون سے
تم پر قسم کہائی تو قریش انکو ڈہونڈہنے آئے تو انکو نہ پایا پہر جب سردار جو
ایمان لائے تہے مدینے کیطرف پہرے تو آنحضرت صلعم نے انکے ساتہ مصعب بن عمیر
کو کر دیا کہ انکو قرآن سکہلوے اور دین کی باتین سمجہاوے پہر جب مکہ والونکو
خبر ہوئی کہ آپ نے انصار اور مہاجرین کو پا لیا یعنی اپنا تابع کر لیا
تو ان لوگون نے آپکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے آپکو مدینہ کیطرف
ہجرت کرنیکا حکم دیا پہر آنحضرت ابو بکر صدیق رض کے گہر تشریف
لائے تو ابو بکر صدیق آپکی تعظیم کو کہڑے ہوے اور آپکا سر مبارک
چوما تو آنحضرت نے فرمایا کیا تجہے معلوم نہین کہ قریش نے میرے
قتل کا ارادہ کیا ہے ابو بکر صدیق نے عرض کی میرا خون آپکے خون کے ساتہ ہے
اور میری جان آپکی جان کے ساتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم قد اذن الله لی بالهجرة فقال ابوبکر و
الصحبة یا رسول الله قال بلی فقال ابوبکر عندی
بعیران قد حبستهما للخروج فخذ احدهما
فقال لا آخذه الا بثمن فاشتری منه احدهما
فلما امسی خرج هو وابوبکر راجلین فسار الی
جبل یقال له ثور وانتهیا الی الغار وامر ابوبکر
عامر بن عبد الله بن فهیرة ان یرعی غنمه بثور
وتخلف تلک اللیلة علی بن ابی طالب ونام
علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم فجاء
قریش فدخلوا علیه فوجدوا علی بن ابی طالب
فقالوا له این محمد قال لا ادری فخرجوا علی اثره
حتی اتوا ثورا ورسول الله صلی الله علیه وسلم
مع ابی بکر فی الغار فخفی علیهم مکانهما فارسلوا
فی کل مکان یطلبونه فلم یقدروا علیه فرجعوا
وکان عبد الله بن ابی بکر یاتیهما باخبار اهل مکة
کل لیلة وکان عامر بن عبد الله بن فهیرة یاتیهما
بالغنم ویحلبون لهما ما ارادوا ویذبحون ما
ارادوا فمکث فیه ثلث لیال ویقال اکثر من ذلک
حتی سکن اهل مکة ثم خرجا من الغار واستاجرا

کہ حق تعالے نے مجکو ہجرت کا حکم دیا ہی تو ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ میں
بہی آپکے ساتہ جانا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیون نہین پہر ابوبکر صدیق
نے عرض کیا کہ میرے پاس دو اونٹ ہین جنکو اسیلیے روک رکہا ہے تو
ایک اُنمین سے آپ لیجیے تو آپ نے فرمایا کہ مین تو بلا قیمت نہین لیتا
تو آپ نے ایک کو خرید لیا اور جب رات ہوئی تو آپ اور ابوبکر صدیق
پیادہ پا نکلے اور کوہ ثور کیطرف چلے اور ایک غار مین جا پہنچے اور
ابوبکر صدیق نے عامر بن عبداللہ بن فہیرہ کو حکم دیا تہا کہ اپنی بکریان
ثور کے پاس چرادے اور حضرت علی اُس رات مین آپکے قایم مقام آپکے
بستر پر سورہے اور قریش آئے اور مکان مین داخل ہوئے تو وہان حضرت علی
کو پایا تو قریش نے حضرت علی سے پوچہا کہ محمد کہان ہے حضرت علی نے
کہا کہ مین نہین جانتا تو لوگون نے آپکا پیچہا کیا اور ساتہ کہوج کے
کوہ ثور تک آگئے اور آپ مع ابوبکر صدیق کے غار مین تہے
قریش پر آپکا مکان چہپا رہا اُنہون نے ہر طرف آدمی ڈہونڈہنے
کو بہیجے تو آپ پر قابو نپا سکے پہر سب لوٹ آئے اور عبداللہ حضرت
ابوبکر کے بیٹے آپ اور ابوبکر صدیق کے پاس ہر رات مین مکہ والون کی
خبر لاتے تہے اور عامر بن عبداللہ بن فہیرہ رات کو وہان ہی بکریان
لے آتا تہا جتنا چاہتے دودہ دوہتے اور جو چاہتے ذبح کرلیتے تو
اسمین تین رات ٹہیرے بعض کہتے ہین کہ اس سے زیادہ یہانتک کہ مکہ
والونکو تسکین ہوگئی یعنی سب جان گئے کہ بہاگ نکل گئے پہر دونو غار سے نکلے

منهم سبعين ولم يكن في الدنيا واقعة اعظم
من واقعة البدر وذلك ان ابليس جاء بنفسه و
حضرت الشياطين وحضر كفار الجن كلهم وحضر
تسعمائة وخمسون رجلا من صناديد قريش و
حضر ثلثمائة وثلثة عشر من المؤمنين وهم جميع
اهل الاسلام وهم افضل الخلق وسبعون من
امتي الجن والف من الملائكة وروي عن الحسن
البصري انه كان اذا قرأ سورة الانفال كان يقول
طوبى لجيش قائدهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وجاسوسهم امين الله ومبارزهم اسد الله
وجهادهم طاعة الله ومددهم ملائكة الله
وثوابهم رضوان الله ومن غزواته غزوة ذات
السويق وذلك ان ابا سفيان خرج مع جماعة
من اصحابه بعد بدر الى المدينة وحلف ان
لا يرجع حتى يقتل بعض اصحاب النبي عليه السلام
فجاء الى بعض نواحي المدينة سرا ونزل في بيت
يهودي ثم خرج واحرق بيتين وقتل رجلين
من اصحابه فخرج رسول الله عليه الصلوة والسلام
مع جماعة من اصحابه في طلبه فخشي ابو سفيان

اور ستر کو قید کر لیا اور کوئی لڑائی بڑی دنیا مین لڑائی بدر سے
نہین ہوئی اور یہ اسلیے کہ ابلیس خود اور اسکی سب اولاد اور جن جو کافر
تھے سب اسمین حاضر تھے اور ساڑھے نو سو ۹۵۰ سردار کفار قریش سے تھے
اور مسلمان فقط تین سو تیرہ ۳۱۳ کہ لشکر اہل اسلام تھے اور وہ سب
مخلوق سے افضل تھے اور ستر مسلمان جن اور ہزار فرشتے تھے اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ جسوقت سورہ انفال پڑھتے تھے
تو کہا کرتے تھے کہ بہلے نصیب ہین اس لشکر کے کہ جسکے
پیش لشکر رسول اللہ ہون اور جاسوس انکے امین اللہ
(یعنی جبرئیل) ہون اور مبارز (یعنی بہادر میدان نکلکر مقابل
ہونیوالا) شیر اللہ کا ہو (یعنی حضرت علیؓ) اور جنکا جہاد طاعت اللہ
کے ہو اور جنکی مدد فرشتے ہون اور جنکو ثواب اللہ کی رضامندی
ہو یعنی سب صفتین بدریون مین ہین اور آپکے غزوات مین سے
ایک غزوہ ذات سویق ہے اور یہ اسوجہ ہوا کہ ابو سفیان بعد بدر کے
ایک جماعت لیکر مدینہ کو نکلا اور قسم کھائی کہ بغیر قتل کیے بعض اصحاب
رسول اللہ کے نہ پھرونگا تو مدینہ کے گرد پوشیدہ آپہنچا اور ایک
یہودی کے گھر مین اترا پھر نکلا اور دو گھرونکو جلا دیا اور دو
صحابیونکو شہید کر ڈالا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اپنے یارون کو لیکر ابو سفیان کی
تلاش کو نکلے ابو سفیان ڈرا کہ

بان یدرکہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
فالقی ما کان معہ فی الطریق من الزاد و
ھرب مع اصحابہ وکان اکثرما القوا من الزاد
السویق فسمیت غزوۃ ذات السویق فرجعوا
ولم یکن بینھم قتال ومنھا غزوۃ بنی قینقاع
ویقال قیقاع وھی من بعض نواحی المدینۃ
حاصرھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشفع
الیہ عبد اللہ ابن ابی المنافق مع جماعۃ من اھل
المدینۃ فترکھم ومنھا غزوۃ احد وذلک ان
قریشا لما رجعوا من بدر جمعوا جمعا کثیرا وذلک
فی السنۃ الثانیۃ وخرجوا الی المدینۃ واستنفروا
العرب وانفقوا المال وخرج الیھم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان القتال عند جبل
احد فکانت الھزیمۃ علی الکفار حتی ترک الرماۃ
امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشتغلوا
بالغارۃ فرجعت الکفرۃ علیھم وقتل من المسلمین
یومئذ سبعون رجلا وجرح کثیر منھم وانھزم
الباقون ثم صرف اللہ عنھم الکفار فرجعوا فذلک
قولہ تعالی ولقد صدقکم اللہ وعدہ الی قولہ

کہین آنحضرت کے ہاتہ نہ آجاوین توزاد یعنی توشۂ راہ رستہ
مین پہینک کے اپنی جماعت سمیت بہاگ گیا اور جو زاد کہ پہینک گیا
تہا اکثر اسمین سویق یعنی ستو تہے اسیواسطے اسکا نام ذات السویق
ہوا پس واپس چلے آئے اور لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ قینقاع ہے اور بعض اسکو قیقاع کہتے ہین اور یہ
غزوہ گرد نواح مدینہ کی ہوا جب آپ نے محاصرہ کیا تو عبد اللہ بن
ابی منافق نے ایک جماعت اہل مدینہ کے ساتہ ملکر آپ سے
انکی سفارش کی تو آپ نے انکا محاصرہ چہوڑ دیا اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ احد ہے اور یہ یون تہا کہ جب قریش بدر سے
واپس آئے تو بہت لشکر جمع کیا اور یہ واقعہ دوسرے سال ہجری
مین تہا تو کفار جمع ہو کر مدینہ کو نکلے اور تمام عرب سے نصرت چاہی اور
بہت مال خرچ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی انکیطرف
نکلے تو کوہ احد کے پاس لڑائی شروع ہوئی تو اول ہلہ
مین کفار بہاگ گئے جب ایک قوم نے تیر پہینکنے والونمین
سے جو پہاڑ کی ایک بلند جگہ پہ مورچہ لگائے ہوئے بحکم
آنحضرت کہڑے تہے غنیمت پر للچا کر اور حکم آنحضرت پس پشت
ڈالکر اسکو لوٹنے لگے تو کفار ونکو وہ مورچہ ہاتہ آگیا اور غالب آگئے
تو ستر مسلمان شہید ہوئے اور بہتیرے زخمی ہوگئے اور باقی کی بہاگ گئے
تو پہر اللہ تعالے نے کفار ونکو مسلمانون سے پہیر ا اور مسلمان جمع ہوئے

تعالى ثم صرفكم عنهم يعنى رجع الامر اليكم ومن
غزواته غزوة بدر الصغرى وذلك ان ابا سفيان
لما رجع من احد قال لرسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الموعد بيننا وبينكم بدر الصغرى
وكان هناك سوق فخرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع سبعين نفرا من اصحابه وانتهى
الى ذلك الموضع ولم يخرج احد من الكفار
فرجعوا سالمين وربحوا فى تجارتهم وذلك
قوله تعالى الذين استجابوا لله والرسول الى قوله
فانقلبوا الاية ومن غزواته غزوة بطن الرجيع
وذلك انه عليه الصلوة والسلام بعث مرثد
بن ابى مرثد مع سبعة نفر فيهم عاصم بن ثابت
بن الافلح فساروا حتى نزلوا بطن الرجيع فخرج
اليهم جمع من المشركين فقتلوهم واسروا خبيبا
ورجلا اخر وحملوهما الى مكة وقتلوهما هناك
ولم ينج منهم الا رجل واحد جريح حسبوا انه
مات فتركوه فنجا ومنها الغزوة التى بعث محمد
بن مسلمة مع جماعة من اصحابه فخرج اليهم
المشركون وقتلوهم كلهم الا محمد بن مسلمة

ثم صرفكم تک بیان کیا ہے اور آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ
پھر پھیر اتمکو
بدر صغرے ہے اور یہ یون ہوا کہ جب ابو سفیان جنگ احد سے
پھرنے لگا تو آپ سے کہا کہ ہمارا تمہارا مقابلہ بدر صغری میں ہوگا
اور وہان ایک بازار تہا تو آپ مع ستر صحابیون کے وقت
موعود میں اس مقام پر پہنچے اور کفار میں سے کوئی مقابلہ کو
نہ آیا تو مسلمان صحیح وسالم واپس آئے اور مال تجارت جو
ساتہ لیگئے تہے بازار میں بیچکر نفع کثیر اٹہایا جیسا کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الی قولہ فَانْقَلَبُوا
الآیۃ حاصل ترجمہ اسکا یہ ہے جو لوگ اس طرح اسی میں حاضر ہوئے
باوجودیکہ جنگ احد میں انکو تکالیف پہنچ چکی تہین تو انکو
دین و دنیا ہاتہ آئی یعنی اللہ کی رضامندی اور تجارت میں نفع
کثیر اور آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ بطن الرجیع ہے اور
یہ یون ہوا کہ آپنے مرثد بن ابی مرثد کو مع سات آدمیون کے
کہ جنمین عاصم بن ثابت بہی تہا واسطے مقابلہ کفار کے بہیجا تو وہ
چلتے چلتے بطن الرجیع پر نازل ہوئے تو ایک جماعت مشرکین کی
مقابلہ کو نکلے تو اسمین سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی کہ دو کو کہ ایک
انکا خبیب رض تہا قید کرکے مکہ لیگئے اور انکو وہان شہید کیا اور ایک کو
مرا ہوا جانکر چہوڑ گئے تہے لیکن زندگانی باقی تہی کہ بچ رہا اور نام اسکا
جریج رضی اللہ عنہ تہا اور آپکے غزوات میں سے ایک وہ غزوہ تہا کہ جسمین

ظنوا انه مات فنجا من بين القتلى ومنها غزوة
بئر معونة وذلك ان عامر بن مالك كان فارسا
من فرسان العرب وكان ملاعب الاسنة
كتب الى رسول الله عليه الصلوة والسلام ان
ابعث الى رجالا يعلموننا ويفقهوننا في الدين
فهم في ذمتي وجواري فبعث رسول الله عامر
بن مالك الساعدي في اربعة عشر رجلا من
المهاجرين والانصار فلما ساروا ليلة بلغهم ان
عامر بن مالك قد مات فكتبوا الى رسول الله
عليه الصلوة والسلام فامدهم رسول الله
عليه الصلوة والسلام باربعة نفر فساروا كلهم
حتى انتهوا الى بئر معونة فخرج اليهم عامر بن الطفيل
مع بعض قبائل العرب منهم رعل وذكوان
وبني لحيان وعصية فقاتلوهم فقتلوهم كلهم
عند بئر معونة الا عامر بن امية الضمري و
سعد بن ابي وقاص ورجلا آخر قد كانوا تخلفوا
عن القوم فلما علموا بقتلهم رجعوا الى المدينة
فقنت رسول الله اربعين يوما على تلك القبائل
بقتلهم ومنها مقتل كعب بن الاشرف بعث

کہ انکو مردہ جانکر چھوڑ گئے تھے تو وہ بچ رہے اور آپکے غزوات
مین سے ایک بیر معونہ ہے اور یہ یون ہوا کہ عامر بن مالک نے جو عرب کے
سوارون مین ایک سوار تھا اور وہ نیزہ بازی کیا کرتا تھا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لکھا کہ کچھ آدمی ہماری طرف ارسال
کرین تا کہ ہمین تعلیم دین کی کرین اور وہ سب میرے ذمہ اور
امان مین ہین تو عامر بن مالک ساعدی کو مع چودہ شخصون کے
مہاجرین اور انصار سے بھیجا جب ایک رات کی مسافت طے کر چکے
تو انکو یہ خبر پہنچی کہ عامر بن مالک مر گیا تو انہون نے آنحضرت کو لکھا
تو آپنے چار آدمی واسطے امداد کے اور بھیجے تو سب ملکر چلے
یہانتک کہ بیر معونہ پر پہنچے تو عامر بن طفیل قبیلہ ہای رعل
ذکوان بنی لحیان عصیہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو آیا تو لڑائی ہوئی
اور سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی عامر بن امیہ ضمری اور سعد
بن ابی وقاص اور ایک اور آدمی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے اور لڑائی
مین موجود نہ تھے جب انکو انکی شہادت معلوم
ہوئی تو پیچھے کو مدینہ مین آئے تو آنحضرت نے
چالیس دن ان قبائل کی ہلاکت کے لیے
قنوت پڑہی یعنے نماز مین ان پر بددعا کی
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ
قتل ہونا کعب بن اشرف کا ہے ..

رسول الله عليه الصلوة والسلام محمد بن مسلمة
مع ثلثة نفر فقتلوه في داره ومنها غزوة بني النضير
وكان سببه ان عمرو بن امية الضمري لما رجع
من بئر معونة ودنا الى المدينة خرج رجلان
من بني كلاب قد كساهما رسول الله عليه الصلوة
والسلام وآمنهما فقتلهما ولم يعلم انهما كانا
مستامنين فجاء بنو كلاب الى رسول الله صلعم
وطلبوا ديتهما فخرج النبي عليه الصلوة والسلام
الى بني نضير مع ابي بكر وعمر وعثمان وعلي ليستعين
على دية الكلابيين وقد كان بينهم عهد ان
يعينوا على معاقلهم فهمت بنو النضير بقتل
النبي عليه الصلوة والسلام فاتاه جبرئيل عليه
السلام فاخبره فخرج من بين ظهرانيهم و
الى المدينة وجمع العساكر فاتاهم وحاصرهم
قطع نخيلهم وخرب بنيانهم حتى اصطلحوا على
ان يتركهم ليخرجوا وتركوا اموالهم وحمل كل رجل
مقدار ما يحمل على بعير واحد واجلاهم الى الشام
وذلك قوله تعالى هو الذي اخرج الذين كفروا
من اهل الكتاب الى آخر السورة ومنها غزوة

کہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے
اُسکو ایک وجہ سے اُسکے گھر مین جا قتل کیا اور آپکے غزوات مین
سے ایک غزوہ بنی نضیر ہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جب عمرو بن
امیہ ضمیری رض بیر معونہ سے واپس آئے اور قریب مدینہ کے آئے دو آدمی
قبیلہ بنی کلاب سے نمودار ہوئے کہ آنحضرت صلعم نے انکو کپڑے پہنائے
تھے اور امان دی تھی تو اسنے انکو کافر حربی جانکر قتل کیا اور
یہ معلوم نتھا کہ یہ ذمی ہین آپ نے انکو پناہ دی ہوئی ہے تو
بنو کلاب آئے اور دیت اُن دونو کی مانگی تو آپ معہ چار یارون
حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض وحضرت عثمان رض وحضرت علی رض کے
یہود بنی نضیر کیطرف تشریف لیگئے تا کہ وہ اس دیت مین آپکی
امداد کرین اور یہ انکا عہد تھا کہ ہم دیت مین امداد دیا کرینگے یعنی
ادای دیت مین شریک ہونگے تو بنی نضیر نے آپ کو شہید کرنیکا ارادہ
کیا تو آپکے پاس جبرئیل آئے اور اسبات کی خبر دی تو آپ وہانسی نکلکر مدینہ
مین آئے اور لشکر جمع کرکے انپر یعنی یہود بنی نضیر پر چڑھ آئے اور
محاصر کیا اور انکی کھجورونکو کاٹ ڈالا اور گھرونکو خراب کیا
یہانتک کہ اسبات پر راضی ہوگئے کہ آپ ہمکو چھوڑ دین ہم سب مال
وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے فقط ایک ایک اونٹ کی سواری زاد لیکر روانہ
ہوئے اور آپ نے انکو شام کیطرف جلا وطن کیا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ وہ ہے کہ جسنے نکالا اہل کتاب کو) آخر سورت تک

بنی المصطلق وذلك ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم خرج مع العسکر وحمل عائشة رضی الله عنها
وتکلم فیها اهل الافك بما قالوا فنزل فی شانها
اِنَّ الَّذِیْنَ جَآؤُا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ الی
قوله اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وهی سبع عشرة
اٰیة نزلت فی براءة عائشة رضی الله عنها و
منها غزوة ذی قرد وذلك ان ناسا من
الاعراب قدموا وساقوا الابل من بعض
نواحی المدینة فخرج الیهم رسول الله علیه الصلوة
والسلام وقدم علی اثر السارق ابا قتادة الانصاری
مع جماعة من اصحابه فاسترد الابل منهم و
رجعوا ومنها غزوة الحدیبیة خرج الی العمرة
فنزلوا بعسفان ثم نزلوا بالحدیبیة وهو اسم
البئر فسمی ذلك المحل بذلك الاسم وقد کان
بینهم وبین المشرکین الرمی بالحجارة وغیرها
ومنها غزوة الخندق وذلك ان اهل مکة
وجمیع الاعراب اتوا المدینة مقدار ثمانیة
عشر الف رجل وهم الاحزاب وحاصروا المدینة
سبعة عشر یوما فامر رسول الله علیه الصلوة

بنی مصطلق ہے اور یہہ یون ہوا کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مع لشکر کے تشریف لیے چلے اور حضرت عائشہ کو بہی اونٹ
پر بٹھا لیا اور بہتان باندھنے والون نے کہا جو کہا حضرت
عائشہ کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی (بیشک وہ لوگ
کہ بہتان لائے ایک فرقہ ہے تم مین سے) الطیبات للطیبین تک
یعنے پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور یہہ سترہ آیتین
ہین کہ حضرت عائشہ رض کے پاکیزگی مین نازل ہوئین
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ ذی قرد ہی اور یہہ یون ہو
کہ کچہہ آدمی گنوارونین سے آئے اور مدینہ کے گرد نواح سے
چند اونٹ ہانک کر لیگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر
چڑہائی کی اور ابو قتادہ کو مع ایک جماعت صحابہ کے اون چورون
کے پیچہے دوڑایا تو اونہنے سب اونٹونکو اونسے پہیر لیا اور واپس
آئے اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حدیبیہ ہے کہ آپ عمرہ کے
لئے نکلے تہی اور عسفان مین آکے ٹہیرے پہر حدیبیہ مین آکر اوترے
اور حدیبیہ ایک کنوئے کا نام ہے اسجگہ کا نام اوسکے
نام سے پڑ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان
پتہر وغیرہ کے پہینکا پہینکی ہوئی اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ
خندق ہے اور یہہ یون ہوا کہ اہل مکہ اور سب گنوار مقدار
اٹہارہ ہزار آدمیونکے مدینہ پر چڑہ آئی اور یہی احزاب ہین

[illegible]

والسلام بحفر الخندق كيلا يدخلها المشركون
في حال غفلتهم فسكنوا هنالك خمسة عشر يوما
او اكثر فارسل الله عليهم ريحًا عاصفا فانهزموا
وذلك قوله تعالى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الى قوله تعالى وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا الاٰية ومنها غزوة بني قريظة وكانت
بقرب المدينة وكان بينهم وبين النبي عليه
الصلوة والسلام عهد فنقضوا العهد بقدوم
الاحزاب فلما هزم الله تعالى الاحزاب اتاهم
رسول الله عليه الصلوة والسلام فحاصرهم
حتے نزلوا على حكم سعد بن معاذ فحكم ان يقتل
مقاتلتهم ويسبي ذراريهم ونساءهم فقتل رسول
الله عليه الصلوة والسلام مقاتلتهم وهم كانوا
اربعمائة وخمسين رجلا ويقال اكثر وفيهم حيي
بن اخطب وكعب بن اسد وذلك قوله تعالى وَ
اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ يعني
حاربوهم من اهل الكتاب مِنْ صَيَاصِيْهِمْ يعني
من حصونهم وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ الاٰية
ومنها غزوة ذات الرقاع وقد صلى في تلك

تاکہ مشرکین غفلت کیوقت نہ آجائین تو مشرکین وہان پندرہ
دن رہے یا اس سے زیادہ پھر اللہ تعالی نے ایک سخت تیز ہوا
بھیجی تو وہ بہاگ گئے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے (ای ایمان
والو اللہ کی نعمت اپنے اوپر یاد کرو) اللہ تعالی کے اس قول تک
(اور پھیرا اللہ نے کافرون کو) آخر آیت تک اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ بنی قریظہ ہے اور وہ مدینہ کے پاس ہی تھا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے یعنے یہود بنی قریظہ
کے درمیان عہد تہا تو اونہون نے احزاب کے آنے سے وہ عہد
توڑ دیا جب حق تعالی نے احزاب کو بہگا دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو (یعنے یہود کو کہ جنہون نے عہد توڑا تہا) جا گہیرا
یہانتک کہ سعد کے حکم پہ (قلعہ سے) اوترے یعنی جو سعد بن معاذ
ہمارے حق مین حکم کردین ہمکو منظور ہے تو سعد بن معاذ نے حکم دیا
کہ لڑنیوالے جوان قتل کرا دئے جاوین اور بال بچے قید کئے
جاوین ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے
جوانون کو قتل کرا دیا کہ سارے ۲۵۰ چار سو تھے اور بعض کہتے
ہین کہ اس سے زیادہ تھے اور اونہین مین حیی بن اخطب
اور کعب بن اسد تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے (اور
اوتارا اللہ تعالی نے اون لوگون کو جو اونسے لڑائی کرتے تھے
اونکے قلعون سے اور اونکے دلون مین رعب ڈالا) اور آپکے

الغزوة صلوة الخوف وكان أصحاب لصفة حفاة
وكانوا يلفون الخرقة على اقدامهم من شدة الطريق
وكان يسقط تلك الرقاع والخرق عنهم فسميت غزوة
ذات الرقاع وقيل انما سميت ذات الرقاع لان
الموضع الذى انتهوا اليه جبل فيه خطوط حمر و
صفر وبيض كانها رقاع فسمى ذلك ومنها غزوة
موتة بعث رسول الله عليه الصلوة والسلام
رجالاً من المهاجرين والانصار وامر عليهم زيد
بن حارث فقتل فى تلك الغزوة زيد بن حارث
وجعفر الطيار وعبد الله بن رواحة وغيرهم
رضى الله عنهم ومنها غزوة خيبر وكانت فى
سنة ستٍ بعد الهجرة حتى فتحها واستولى عليها
ومنها غزوة انمار خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع اصحابه ولم يكن بينهم قتال و
منها غزوة فتح مكة خرج رسول الله عليه الصلوة
والسلام ومعه عشرة آلاف من المهاجرين و
الانصار وذلك بعد ثمان سنين من وقت
الهجرة ففتحها واظهر فيها الاسلام ومنها
غزوة بنى خزيمة بعث رسول الله عليه الصلوة

غزوہ مین آپ نے صلوۃ الخوف
پڑھی ہے اور اصحاب صفہ ننگے پاؤن تھے
اور اپنے پاؤن پر بوجہ شدت رستہ کے چیتھڑے لپیٹتے تھے اور یہ
چیتھڑے گر گر جاتے تھے اسیواسطے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا
یعنی چیتھڑون والا اور بعض کہتے ہین اسکا نام ذات الرقاع
اسوجہ سے ہوا کہ اوس جگہ جہان یہ پہنچے تھے ایک پہاڑ تھا کہ اوسمین
سرخ اور زرد اور سفید لکیرین تھین جیسا کہ گودڑی مین
رقاع یعنی چیتھڑے کئی رنگ کے ہوتے ہین تو اسکا یہہ نام پڑ گیا
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ موتہ ہے
کہ اوسمین آنحضرت صلعم نے چند مہاجرین اور انصار
زید ابن حارثہ کو سردار بنا کر بہیجا تو اوس غزوہ مین زید
بن حارثہ اور جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ رض شہید ہوئے
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ خیبر ہے اور یہہ چھہ
برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور سب قبضہ کر لیا اور
آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ انمار ہے کہ آنحضرت صلعم مع اصحاب کے
اوسمین تشریف لیگئے لیکن آپسمین لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ فتح مکہ کا ہے کہ آپ مع دس ہزار مہاجر اور انصار کے
تشریف لیگئے اور یہہ آٹھہ برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور
اسلام خوب ظاہر کیا اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ بنی خزیمہ ہے

والسلام خالد بن الولید بعد ما دخل مکۃ الی بنی خزیمۃ فقتلھم وسباھم وقد کانوا ادعوا الاسلام فلم یصدقھم فامر رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام برد ما اخذ منھم وضمن دیۃ قتلاھم ومنھا غزوۃ حنین خرج رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام من مکۃ ومعہ اثنا عشر الف رجل الی ھوازن فاعجبوا بانفسھم لکثرتھم وقالوا لن نغلب الیوم من قلۃ فابتلاھم اللہ تعالی بالھزیمۃ ثم انعمھم ونصرھم حتے ظفروا علی المشرکین وھزموھم وغنموا غنائم کثیرۃ وھو الذی یسمے یوم اوطاس وذلک قولہ تعالی وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ الایۃ ومنھا غزوۃ طائف رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غزوۃ حنین من اوطاس الی طائف وحاصرھم اربعین یوما حتی فتحھا ومنھا غزوۃ دومۃ الجندل بعث عبد الرحمن بن عوف الیھا مع سبعمائۃ رجل فاصطلحوا واسلموا فاقام عندھم وتزوج بھا تماضر بنت اصبغ بن عمرو الکلبی وھی ام ابی سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف ومنھا

بعد داخل ہونے مکہ کے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تو اونکو قتل کیا اور مقید کر لائے اور تحقیق اونہون نے اظہار اسلام کا کیا تو خالد رض نے نہ مانا یعنے اس گمان سے کہ ڈر کے مارے زبانی کہتے ہین ہے تو آنحضرت صلعم نے اونکی غنیمتین پھیر دینے کا حکم دیا اور اونکے مقتولونکے دیت کے ضامن ہوئے اور اپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حنین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح ہونے مکہ کے مع بارہ ہزار آدمی کے مکہ سے طرف قبیلہ ہوازن کے تشریف لیگئے تو لوگ یعنے صحابہ بسبب کثرت کے عجب مین آئے اور کہنے لگے کہ اب کوئی بسبب قلت کے غالب نہ ہوگا تو اللہ تعالی نے ازمایش کے لئے اونکو ہزیمت دی پھر مدد اور نصرت بخشی یہانتک کہ مشرکینون پر فتحیاب ہوئے اور اونکو بہگایا اور مال اونکی غنیمتین بہت لوٹین اور اوسیکو یوم اوطاس بہی کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (وردون حنین کو جب عجب مین ڈالا تمکو تمہاری کثرت نے) آخر آیت تک اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ طائف ہے کہ آپ غزوہ حنین مین موضع اوطاس سے طرف طائف تشریف لیگئے اور اونکا چالیس روز تک محاصرہ کیا یہانتک فتح کیا اور آپکے غزوات مین سے غزوہ دومۃ الجندل ہے آپنے عبد الرحمن بن عوف کو مع سات سو آدمیونکے اونکی طرف بھیجا تو اونہون نے صلح کی اور اسلام لائے تو عبد الرحمن رض

وہان مقیم ہوئے اور تماضر بنت اصبغ بن عمرو کلبی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور کنیت تماضر کی ام ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف ہے اور آپکے غزوات مین سے

تبوك نحو الروم فظفر بهم و غنم منهم غنائم كثيرة ومنها انه عليه الصلوة والسلام بعث خالد بن الوليد فی ثلثمائة رجل الی دومة الجندل قبل قدوم عبد الرحمن فغنم منها غنائم كثيرة ومنها غزوة قبل نجد ومنها غزوات لم نذكرها ذلك تخفيفا للناظرين وتسهيلا للقارئين

باب ما يكره

قال الفقيه رحمه الله تعالى يكره الكلام فی خمس مواضع اولها خلف الجنازة والثانی عند قراءة القرآن والثالث عند الخطبة وفی مجلس الذكر والرابع فی الخلاء والخامس فی الجماع ويكره النظر فی خمس مواضع فی الصلوة يمينا وشمالا وفی ابواب الناس والی عورات النساء فی الجماع والی من فوقه فی امر الدنيا علی وجه الرغبة والی من دونه فی امر الدين ويكره الاستماع الی خمسة اشياء احدها اللهو والغناء والثانی الی النياحة والثالث الی كلام الباطل والفضول والرابع الی اثنين يتناجيان والخامس فی ابواب الناس ويكره الضحك فی خمس مواضع عند الجنازة وعند المقابر وعند

ایک غزوہ تبوک ہے اور وہ طرف شام کے ہے تو آپ اوسمین فتحیاب ہوئے اور اونکی غنیمتین بہت لوٹین اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ یہہ ہے جو آپنے خالد بن ولید رضہ کو ساتھ تین سو آدمیونکے دومہ جندل کیطرف عبد الرحمن کے آنے سے پہلے بہیجا تو اوسمین غنیمتین بہت لوٹین اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ وہ ہے جو جانب مین نجد کے ہوا اور آپکے بہت ایسے ہین جو ہمنے ناظرین کی تخفیف اور پڑہنیوالونکے تسہیل کے لئے ذکر نہین کئے۔

باب مکروہ چیزونکے بیان مین

کہا فقیہ رح نے کہ پانچ جگہہ کلام کرنا مکروہ ہے اول جنازہ کے پیچھے دوم قراءۃ قران کیوقت سوم خطبہ کیوقت اور جہان ذکر اللہ ہو چہارم پاخانہ پہرنے کیوقت پنجم جماع کیوقت اور پانچ جگہہ مین نظر کرنے مکروہ ہے اول نماز مین داہنے بائین تاکنا دوم لوگونکے دروازونمین تاکنا سوم وقت جماع کی شرمگاہ عورت کی طرف نگہ کرنی چہارم بطور حرص کے اپنے سے زیادہ دنیا دار کیطرف تاکنا پنجم اپنے سے کمتر دیندار کیطرف دیکہکر دین مین سستی اور کاہلی کرنی اور کان رکہنا پانچ چیزون کی طرف مکروہ ہے اول تماشا اور سرود کیطرف دوم نوحہ کیطرف سوم جہوٹی اور فضول کلام کیطرف چہارم اون دو شخصون کیطرف جو پوشیدگی مین بات کرتے ہین

النجم بالمصيبة وعند قراءة القرآن وعند ذكر
الله تعالى ويقال الضحك من غير عجب نوع من
الجنون واختلفوا في اتخاذ الانف من الذهب
والاسنان منه قال ابو حنيفة رحمه الله لا
بأس بان يتخذها من الفضة ولا يجوز من الذهب
وقال محمد بن الحسن لا بأس به وبهذا القول
ناخذ وروى في الخبر ان عرفجة بن اسعد
اصيب انفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ انفا
من فضة فانتن عليه فامره رسول الله عليه
الصلوة والسلام بان يتخذ انفا من ذهب و
يكره الصوم في خمسة ايام يوم الفطر ويوم النحر
وثلثة ايام بعدها ويكره صلوة التطوع في
خمس ساعات احديها بعد صلوة العصر الى
ان يصلي المغرب والثانية بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر
والثالث بعد ما يصلي الفجر الى ان يرتفع الشمس
والرابع عند استواء الشمس والخامس يوم
الجمعة اذا خطب الامام ويكره صلوة الفريضة
في ثلثة اوقات وقت طلوع الشمس وعند استوائها
وعند غروب الشمس الا عصر يومه

غم مصیبت کیوقت چہارم قراءۃ قرآن کیوقت پنجم ذکر
اللہ کیوقت اور کہتے ہین کہ سوائے پسندیدہ چیز دیکھنے کے
ہنسنا ایک قسم جنون کا ہے اور سونے سے ناک اور دانت
بنوانے مین علمانے اختلاف کیا ہے ابو حنیفہ رح نے کہا
کہ چاندی سے بناوے تو کچھ ڈر نہین اور سونے سے جایز نہین
اور محمد بن حسن رح نے کہا کہ سونے سے بہی کچھ ڈر نہین
اور اسیکو ہم لیتے ہین اور حدیث شریف مین ہے کہ عرفجہ
بن اسعد رض کا ناک ایام جاہلیت مین جنگ کلاب کے دن
کٹا گیا تو اونہون نے چاندیکا بنوایا تو وہ بدبودار ہو گیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو سونے سے بنانے کا حکم دیا اور پانچ
دن روزہ رکھنا مکروہ ہے عید الفطر کے دن عید الضحی
کے دن اور تین دن اونکے پیچھے اور نفل پڑہنے
پانچ گھڑیون مین مکروہ ہین اول نماز عصر سے نماز مغرب
تک دوم طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت سنت کے سوم
بعد نماز فجر کے سورج کے بلند ہونے تک چہارم عین دوپہر کے
وقت پنجم دن جمعہ مین خطبہ کیوقت اور تین وقتون مین
فرض پڑہنے بہی مکروہ ہین اول طلوع آفتاب کے
وقت دوم عین دوپہر کیوقت سوم غروب کے وقت مگر اوس
دن کے عصر کہ وہ غروب کے وقت درست ہے۔

باب الدعوات

قال الفقیه رحمه الله ینبغی
للعبد ان یدعو الله تبارك وتعالی فی کل وقت ویرفع
الیه جمیع حوائجه فان ذلك علامة العبودیة
وان احب العباد الی الله تعالی من یسأله وابغض
الناس الی الله تعالی من استغنی عنه واحب الناس
الی الناس من استغنی عنهم ولا یسأل لهم شیئا
وابغض الناس الی الناس من یسألهم وروی
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال لیس
شئ علی الله تعالی اکرم من الدعاء وقال النبی
علیه الصلوة والسلام الدعاء مخ العبادة ثم
تلا قوله تعالی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ الآیة وقال
ابو هریرة لا یزال العبد بخیر ما لم یستعجل فقیل
له وکیف یستعجل قال یقول قد دعوته فلم یستجب
لی وعن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
ما دعا عبد بدعوة الا وقد اعطاه الله تعالی ما
سأل او صرف عنه من البلاء ما هو اعظم منه
او ادخر له ما هو خیر له منه وروی الاعمش عن
ابراهیم انه قال اذا رای احدکم فی منامه شیئا

باب دعاؤن کی بیان مین

کہا فقیہ رح نے
آدمی کو لائق یہی ہے کہ اللہ تبارک تعالے سے ہر وقت دعا کرتا رہے
اور تمام حاجتین اوسے مانگی پس تحقیق یہہ بندہ ہونیکی علامت ہے
اور بہت پیارا اللہ کو وہ شخص ہے جو اوس سے مانگی اور بہت برا
اوسکے نزدیک وہ ہے جو اللہ سے بے پرواہ ہے اور بہت پسند لوگون کو وہ
شخص ہے جو اونسے بے پرواہ ہے اور بہت برا اونکے نزدیک وہ ہے
جو اونسے مانگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ
تحقیق آپنے فرمایا کہ نزدیک اللہ کے دعا سے زیادہ بزرگ کوئی چیز
نہین اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دعا مغز ہے
عبادت کا پھر پڑہا آپنے اس آیت کو اور کہا رب تمہارے نے
پکارو مجھکو مین قبول کرونگا دعا تمہاری تحقیق جو لوگ تکبر کرتے
ہین کہ مجھسے مانگین تو ذلیل ہوکر جہنم مین داخل ہونگے اور
ابوہریرہ رض نے کہا کہ آدمی ہمیشہ بہلائی کے ساتھ رہتا ہے جبتک
کہ جلدی نہ کرے لوگون نے پوچھا کہ کیا جلدی کرنا اونہون نے کہا کہ
جلدی کرنا یہہ ہے جو آدمی کہتا ہے کہ مین نے اللہ سے دعا مانگی تھی قبول
نہوئی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو کوئی اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہی اللہ اوسکو دیتا ہے
یا اوس سے زیادہ مصیبت اوسکی ٹلتی ہے یا اوسکے لئے ثواب جمع کر
رکہتا ہے یعنی جو دعا کہ بندہ مانگے مناسب حال ہو وہ کرتا ہے اور

يكره فليتفل عن يساره ثلث مرات وليقل اعوذ
بالله بما عاذت به ملئكة الله تعالى ورسله من
شر رؤياي هذه التي رايت هذه الليلة ان لا
يضرني في دنياي وفي آخرتي فانه لا يضر ذلك
باذن الله تعالى وروى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا حلم احدكم حلما
فليبزق عن شماله ثلث مرات وليستعذ بالله من
شره فانه لا يضر ذلك باذن الله تعالى وعن
عبد الله بن مسعود انه قال اذا اتيت باهلك
اول كرة فمرها لتصلي ركعتين ثم خذ براسها و
قل اللهم بارك لي في اهلي وبارك لاهلي في و
ارزقني منها وارزقها مني واجمع بيننا ما جمعت
في خير وفرق بيننا ما فرقت من خير وعن ابن
عباس انه قال اذا اتى احدكم اهله فليقل اللهم
جنبني الشيطان وجنب الشيطان مما رزقتني
فان ولد بينهما ولد لم يضره الشيطان باذن
الله وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما انعم الله على عبد من نعمة
في اهل او مال او ولد او دار فقال ما شاء الله

کہ وہ اوسکے نزدیک بُری ہے، تو اوسوقت یعنے بیداری کیوقت
تین بار بائین تہوکے اور یہہ پڑہے (پناہ مانگتا ہون ساتہہ اللہ
کے ساتہہ اون کلماتکے کہ جنکے ساتہہ اللہ کے فرشتون اور
پیغمبرون نے پناہ مانگی اس خواب کی برائی سے جو مینے آج رات
دیکہی یہہ کہ مجہہ اس برائی کا ضرر دنیا اور آخرت مین نہ پہونچی
جب یہہ کہیگا تو خدا کے حکم سے ضرر نہ پہونچیگا اور ابو ہریرہ رض نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ جب کوئی تم سے
بُری خواب دیکہے تو تین بار بائین طرف تہوکے اور اللہ کے ساتہہ
اس کے برائی سے پناہ مانگے تو اللہ کے حکم سے اسکا ضرر اوسکو نہ پہونچیگا
اور عبد اللہ بن مسعود رض سے مروی ہے، کہ اونہون نے کہا کہ جب تو اپنی عورت
کے پاس پہلے مرتبہ جاوے تو اوسی کہہ کہ دو رکعتین پڑہے پہر اوسکے
سر کو پکڑ کر یہہ کہہ کہ (یا اللہ برکت کر تیرے لئے میری عورت مین
اور میری عورت کے لئے مجہہ مین نفع دے مجہکو اوس سے اور اوسکو
مجہسے اور جب تک ہمارے جمع ہونے مین بہتری ہے، تو جمع رکہہ
اور جب جدائی مین بہتری ہو تو جدا کر) اور ابن عباس سے
مروی ہے، کہ اونہون نے کہا کہ جب کوئی تمہارا اپنے عورت کے پاس
جاوے تو یہہ کہے (یا اللہ مجہے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا)
تو جب اوس سے فرزند ہوگا اللہ کے حکم سے شیطان ضرر نہ کریگا
اور انس بن مالک رض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے

ولاقوة الا بالله لا يرى فيه آفة دون الموت
ثم قرأ ولولا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء
الله لا قوة الا بالله وعن مجاهد انه قال
اذا دخلك شئ من الطيرة فقل ما شاء الله
لا قوة الا بالله لا يأتي بالحسنات الا الله
تعالى ولا يقي السيئات الا الله تعالى ثم امض
لوجهك وعن ابن عباس رضي الله عنه انه قال
قل عند الطيرة اللهم لا طير الا طيرك ولا
خير الا خيرك ولا اله غيرك ولا حول ولا
قوة الا بالله وعن ابن عمر انه قال من ضل ضالة
فليصل ركعتين ثم ليقل بعد الفراغ من
التشهد اللهم يا هادي الضال ويا راد
الضالة اردد علي ضالتي بعزتك وسلطانك
فانها من فضلك وعطائك وروى سفيان
باسناده عن ابن عباس رضي الله عنه اذا
عسرت على المرأة ولادتها فليكتب بسم الله
الرحمن الرحيم بسم الله الذي لا اله الا هو
الحليم الكريم وسبحان الله رب العرش العظيم
والحمد لله رب العالمين وكأنهم يوم يرونها

ولا قوة الا بالله تو سوائے موت کے کچھ آفت نہ دیکھے گا پھر آپ نے یہ پڑھا ولولا اذ دخلت
جنتک قلت ماشاء الله لا قوة الا بالله یعنی ایک مسلمان نے اپنے بھائی
مشرک کی ناشکری سے کہا کہ جب تو اس باغ میں داخل ہوا تو ماشاء الله لا قوة
الا بالله کیوں نہیں کہا اور مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تجھے
کوئی علامت بدشگونی کی معلوم ہو تو کہہ (ماشاء الله لا قوة الا بالله
لا یاتی بالحسنات الا الله تعالى ولا یقی السیئات الا الله تعالى یعنی جو الله چاہتا ہے
وہ ہوتا ہے اور نہیں قوت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق الله کے نیکیاں نہیں
آتیں مگر الله ہی کی طرف سے اور نہیں کوئی بچاتا برائیوں سے مگر الله
پھر کہہ کر چلا جا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب تو کوئی چیز بدشگونی
کی دیکھے تو کہہ (یا الله نہیں کوئی بدشگونی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی
بھلائی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے اور نہیں بچانا گناہوں سے
اور نہیں طاقت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق الله کے اور ابن عمر رض سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ جسکا چارپایہ گم ہو جاوے تو دو رکعتیں پڑھے اور اسمیں التحیات کے بعد یہ پڑھے
(اللهم الخ) یعنی یا الله راستہ بتلانے والے بھولوں کے اور اے پھیرنے والے گم ہوے
چارپایہ کے پھیر لا میرے چارپایہ کو ساتھ غلبہ اور سلطنت اپنی کے پس تحقیق یہ
تیرا محض فضل اور بخشش ہے اور سفیان ساتھ اسناد اپنی کے ابن عباس رض
سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورت پر ولادت تنگ ہو جاوے تو یہ لکھکر
اسکو دیدیں (بسم الله الرحمن الرحیم بسم الله الذی لا اله الا هو الحلیم الکریم وسبحان
الله رب العرش العظیم والحمد لله رب العالمین وکانهم یوم یرونها

لم يلبثوا الا عشية او ضحاها كانهم يوم يرون
ما يوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار
بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون قال
سفيان يكتب في جام ويغسل وتسقى ماءه
وروى ابان بن عثمان بن ابى العاص عن
ابيه رضى الله عنه عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال من اصبح وقال بسم الله الذى
لا يضر مع اسمه شئ في الارض ولا في السماء
وهو السميع العليم ثلث مرات لم يصبه بلاء
حتى يمسى وان قالها حين يمسى لا يصيبه بلاء حتى
يصبح وعن عثمان بن العاص قال اتانى رسول
الله عليه الصلوة والسلام وبى وجع الضرس
كاد ان يهلكنى فقال صلى الله عليه وسلم امسح
بيمينك سبع مرات وقل اعوذ بعزة الله
وقدرته من شر ما اجد واحاذر ففعلت ذلك
فبرأت وروى ابو هريرة ان رجلا من بنى
اسلم قال ما نمت البارحة فقال النبى عليه الصلوة
والسلام من اى شئ قال لدغتنى عقرب فقال
النبى عليه الصلوة والسلام اما انك لو قلت

لم يلبثوا الا عشية او ضحاها كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثوا الا
ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون سفیان نے کہا
کہ اسکو ایک پیالہ میں لکھکر پانی سے دھو ڈالیں پھر اسکو پلا دیں
اور ابان بن عثمان بن ابی العاص اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلعم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے
بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی
السماء وہو السمیع العلیم تو اسکو شام تک کوئی بلا نہ پہنچیگی
اور شام کے وقت کہے تو صبح تک کوئی بلا نہ پہنچیگی اور عثمان
بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم میرے پاس آئے اور میری ڈاڑھ میں ایسا درد
تھا کہ مجھے ہلاک کر ڈالے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے
ہاتھ کو اسپر سات بار پھیرا اور یہ کہہ قل اعوذ بعزۃ
اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر میں نے ایسا
ہی کیا تو درد جاتا رہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے قبیلہ بنی اسلم
میں سے کہا کہ مجھے آج کی رات نیند نہیں آئی
آپ نے پوچھا کہ کس سبب سے تو اسنے کہا کہ
مجھے بچھونے کاٹا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یاد رکھ

اگر تو

حين امسيت اعوذ بكلمات الله التامات من
من شر ما خلق لم يضره شئ ان شاء الله تعالى
عن بعض الصحابة قال من قال كلما عطس الحمد
لله رب العلمين على كل حال امن من وجع السن
وعن النبي صلى الله عليه وسلم من سبق العاطس
بالحمد لله امن من الشوص واللوص والعلوص
يعني اذا قال غير العاطس بالحمد لله قبل
ان يحمد العاطس امن من وجع السن و
وجع الاذن ووجع البطن قال ابن مسعود
رضي الله عنه من قرأ عشر آيات من سورة البقرة
اربع آيات من اولها وآية الكرسي وآيتين بعدها
وثلث آيات من آخر السورة فان قرأها في اول
النهار لا يدخل الشيطان في ذلك البيت حتى
يمسي وان قرأها بالليل لا يدخل حتى يصبح وان
قرأت على مجنون افاق وقال بعض المتقدمين
من تظاهرت عليه النعم فليكثر الحمد لله رب
العالمين ومن كثر همومه فليكثر الاستغفار
ومن الح عليه الفقر فليكثر من قول لا حول و
لا قوة الا بالله العلي العظيم وروى عن جعفر بن

شام کے وقت یہ پڑھ لیا یعنی اعوذ بکلمات اللہ التامات من
شر ما خلق تو انشاء اللہ تعالی کوئی چیز ضرر نہ دیتی اور بعض صحابہ
سے مروی ہے کہ جو کوئی وقت چھینکنے کے الحمد للہ رب العالمین
علی کل حال کہے تو دانتوں کے ضرر سے بچیگا اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی چھینکنے والی کی الحمد للہ
کہنے سے پہلے الحمد للہ کہے تو دانت اور کان اور پیٹ کے درد سے
بچا رہیگا اور ابن مسعود رض نے کہا جو شخص دس آیتیں سورہ
بقر کی پڑھی جاوے آیتیں اول سورۃ سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں آیۃ الکرسی
کے بعد اور تین آیتیں آخر سورہ کی اگر ان کو صبح کے
وقت پڑھیگا تو شام تک اُس گھر مین شیطان
داخل نہ ہوگا اور اگر ان کو رات کے وقت پڑھیگا
تو صبح تک شیطان داخل نہ ہوگا اور اگر تو انکو
کسی مجنون پر پڑھیگا تو ہوش مین آجائیگا اور
بعض متقدمین نے کہا ہے کہ جسکے پاس اللہ کے
بہت نعمتیں ہوں تو الحمد للہ رب العالمین بہت پڑھا
کرے اور جسکو غم بہت ہوں تو استغفار بہت کرے
اور جسکے پیچھے فقر پڑ جاوے تو لا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم بہت پڑھا کرے
اور جعفر بن

محمد الباقر انه قال عجبت ممن يبتلى باربع فكيف
يغفل عن اربعة عجبت ممن يبتلى بالهم فكيف
لا يقول لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ
الظَّالِمِيْنَ لان الله تعالى يقول فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ
وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ و
عجبت ممن خاف شيئا فكيف لا يقول حَسْبُنَا
اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وعجبت ممن يمكر
الناس كيف لا يقول وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ لان الله تعالى عز وجل
يقول فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا و
عجبت ممن رغب فى الجنة فكيف لا يقول مَا
شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لان الله تعالى
يقول فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ
جَنَّتِكَ

تمت

محمد باقر سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین تعجب کرتا ہون اُس سے
جو مبتلا ہو ساتہ چار چیزونکی پہر کیون غافل رہتا ہے چار چیزون سے یعنے
جو اول چار چیزونکا تدارک کرسکین، اور تعجب کرتا ہون اُسکے حال پر جو
مبتلا ہو ساتہ غم کے پہر یہ آیت نہین پڑہتا (لا اله الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین) کیونکہ الله تعالیٰ فرماتا ہے (پس ہمنے یونس کی دعا قبول کی اور اُسکو
غم سے نجات دی اور ایسا ہی ہم نجات دیتے ہین مومنونکو) یعنی جو مومن اُس دعا کو
پڑہیگا اُسکو غم سے نجات ہو جاویگی اور تعجب کرتا ہون اُسکے حال پر جو کسی چیز سے ڈرتا ہے
اور یہ نہین پڑہتا (حسبنا الله و نعم الوکیل) اسلیے کہ الله تعالیٰ فرماتا ہے (اور کہا
مسلمانون نے کہ الله ہمکو کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے تو الله کے نعمت اور فضل کے ساتہ
واپس آئے اور اُنکو کوئی بُرائی نہ پہونچی) یعنی کفار بدر صغریٰ مین مقابلہ کو نہ آئی اور
مسلمان اپنے اسباب تجارت کو بیچکر نفع کثیر اُٹہا کر صحیح سلامت واپس آئے اور تعجب کرتا ہون
اُسکے حال پر جو لوگ اُسکی بُرائی کے درپے ہین اور یہ نہین کہتا (افوض امری الی الله ان الله
بصیر بالعباد) اسلیے کہ الله تعالیٰ فرماتا ہے (پس بچا لیا اُسکو الله نے بُرے داؤن سے جو
کرتے تہے) اور تعجب کرتا ہون اُس سے جو باغ بہشت کی خواہش کرتا ہی اور یہ نہین کہتا
(ما شاء الله لا قوة الا بالله) کیونکہ الله تعالیٰ فرماتا ہے (تو امید ہے کہ مجہکو میرا رب تیرے
باغ سے بہتر دیوے)

تمت

الکسار حبس عالی جناب نے تا بیدلواب بغیر اظہار نام نامی کے اس کتاب کو ترجمہ کراکے چہپوایا ہے
ناظرین کی خدمت مین التماس ہے کہ جناب ممدوح کے واسطے دعائے سلامتی ایمان
و بہتریں ہر دو جہان فرمادین فقط

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

(عربی) غلطنامہ بُستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی مع ترجمہ (اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	فریصة	فریضة
″	۱۴	یرقان	بُرقان
·	·	·	
۹	۹	یعجزن	یعجزنّ
۱۰	۱۰	خبیو	خیر
۱۱	۱۴	الاخوی	الآخر
۱۴	۱۵	لعلماء	العلماء
۱۷	۱۳	فیلقینہ	فیلقنہ
″	″	بکتابك	بکتابك الذے
۱۹	۱۸	اذ	اذا
۲۰	۱۴	کتبت	کتب
۳۰	۱۲	القسی	القاسی
·	·	·	·
۳۵	۱۲	للمعلم	للمتعلم
۳۹	۸	یودی	یود
″	۱۷	السائح	السابح
″	۱۸	″	″
″	″	یسیح	یسبح
۴۰	۶	لاباس	لاباس بہ
″	۱۷	اعطیها	اعطیتها
″	۱۸	″	″
۴۲	۶	یلتبجوا	یتبعوا
″	″	یخشی	یخشوا
″	۸	تشتروا	یشتروا
۴۷	۸	یجحر	یجحر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	بڑھادین بیٹے	لایا مین
۳	۱۱	نکاح	ونکاح
۳	۱۴	یرقان	بُرقان
″	۱۸	فضل	فضیل
۹	۲	اور	یا
۱۰	۱۹	اُن	اور اُن
۱۱	۷	مزدوز	مزدور
۱۲	۶	لما	لیا
۱۳	۱	شاگرون	شاگردون
۱۵	۱۱	کینے	کسے
″	۱۳	سوا	سو
۱۶	۱۵	عبدالعزیز	عبدالعزیز
۱۷	۱۳	یہ	یہ
۲۰	۹	کیا ہے	کی ہے ابو حمزہ نے
۲۲	۱	روایت کرتے ہیں	×
۲۳	۳	عمر	عمرو
۲۵	۱۸	کرین	کرے
۲۶	۹	اور	پس
۳۶	۴	کے ڈھیر	×
۳۷	۳	بیچ	بیچ
″	۱۷	کتا	گدھا
″	۱۸	تحمل	ضبط
″	″	″	″
۳۸	۱۴	کے	اُسکے
۳۹	۱۶	ملاقات	ملا

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷	۱۳	نصفاية	نصف آية ولا تقربا [illegible]
۵۲	۶	خيرا	خيرله
۵۳	۵	خيرا	خيرله
"	۱۶	الحراب	المحروب
۵۵	۷	وقال	فقال
۵۶	۱۰	الله	الا الله
"	۱۳	بن	بن قيس عن
۵۸	۱۶	يلى	بُلِيَ
۶۰	۱	يكرو	يكره
"	۱۷	تعال	تعالى
۶۲	۲	لأخر	لاٰخر
۶۴	۱۲	انزله	انزل له
۶۵	۱۰	لنصح	لنصح
۶۹	۱۹	فتشكى	اشتكى
۷۲	۹	يالنصب	بالنصب
۷۳	۱۱	تقربومن	تقربوهن
"	۱۷	اجازنا	اجاز
۷۵	۱۲	تقلتي	تقلني
۷۶	۹	فوضها	فوصفها
۸۹	۹	قبل	قال
"	۱۲	بقوم	بقوم
"	۱۴	تريديه	تريد به
"	۱۵	المسلمون	المسلمين
۹۱	۱۷	بك	يك
۹۲	۱۳	باحد	بالمعد
۹۴	۱۱	خير	خيرا
۹۷	۹	لنهى	النهى

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۴	باز	بار
۵۲	۸	علماء	علماء یعنی صحابہؓ
۵۳	۱۹	ے	کے
۵۵	۲	بری	بڑی
۸۴	۸	بیدل	پیدل
۸۸	۱۵	ساتجین	ساکھین
"	۱۶	"	"
۹۱	۲	تو	تو کبھی
۹۳	۸	حضرت رضہ	حضرت عمرؓ
۹۷	۱۲	ے	کے
۹۹	۲	گرث نقش کا کچھہ ڈر نہین	گوشت ریشم کا [illegible] ڈر نہین مگر [illegible] ہے کہ [illegible]
"	۷	اور جیسا	جیسا
۱۰۲	۱۵	یا صاف کیے ہوں	یا بسم اللہ کرکے [illegible] کیے گئے ہوں
۱۰۳	۵	شریح	علی بن ابی [illegible]
"	۸	کہا	کہا ہین
۱۱۸	۱۶	الرحیم	الرحیم
۱۱۹	۳	اور اور	اور
"	۱۰	علیہ	×
۱۳۰	۱۳	پونچی	نہ پونچی
۱۳۴	۱۶	جابر	جائز
۱۳۹	۱۴	تو	×
۱۴۱	۱۱	عمر	ابن عمر
۱۵۲	۱۴	جبشی	حبشی
۱۵۴	۳	بکلیف یتگی	تکلیف [illegible]

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۴	بن	عن
"	۱۸	اباذہ	اجادہ
۱۰۱	۵	هغول	مغول
"	۱۹	وحمه	رحمة
۱۰۲	۱۵	زكيا	ذكيا
"	۱۸	ليس	لبس
"	۱۹	النسأى	انه دالى
۱۰۳	۱۲	وفع	دفع
۱۰۷	۱۴	القرع	القرع
۱۰۸	۷	دولكها	دولكها
"	۱۰	البطيخ	البطيخ
"	۱۵	ولما	لما
۱۰۹	۱	تعقلدون	يقلدون
"	۱۷	قبل	قيل
۱۱۵	۱۱	يستحيي	نستحيي
۱۳۰	۱۳	بمصها	يمصها
۱۳۱	۱۸	فرعوا	فوعوا
۱۳۸	۷	لاتعب	لاتعب
"	۱۷	تكوم	تكرم
۱۳۹	۱	تحبس	تجلس
۱۴۰	۱۳	حالفو	خالفوا
۱۴۲	۷	يدا	يسدد
۱۴۳	۱۴	التزال	النزال
۱۴۶	۹	حلفان	خلفان
۱۵۲	۱۹	رضيلنا	رضينا
۱۵۳	۳	الرعبة	الرعية
۱۵۴	۱۳	الجائزة	الجائزة

(اُردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۵	زبر	زبیر
۱۵۷	۱۷	نے	نے کہا
۱۶۱	۱۴	گیا	آیا
۱۶۵	۱۸	سے	سے
۱۶۷	۵	کچھ فائدہ نہ ہوگا	مقصود فوت ہو جائیگا
"	۱۷	کہو	کہہ
۱۷۳	۱۰	قرطبی	قرطمی
۱۷۴	۴	چار	دس
۱۷۵	۱۷	نہ	×
۱۷۶	۱۰	اس اس	اس
۱۷۷	۱۵	کیا کرتے	لیا کرتے
۱۷۸	۵	آپنی	اپنے
"	۱۱	پوچا	پوچھا
۱۸۳	۴	حسا	حسان
۱۸۵	۱۵	فردوی	فرد
"	۱۶	گہورین	گہیرین
"	۱۶	نہ	×
۱۸۹	۱۸	کے	×
۱۹۳	۷	باب	باپ
۱۹۴	۲	ان	مان
۲۰۳	۲	فرمایا	×
۲۱۳	۱۹	آدمی	آدمی نے
۲۲۰	۱۱	روکہہ	روکنا
"	۱۹	بیٹھہ	بیٹھنا
۲۵۰	۶	دن	آن
۲۵۱	۱۷	نتھا	تھا
۲۵۵	۱۱	لسا	لٹا

اعلان

چونکہ کتاب ہذا بموجب قانون ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع

داخل رجسٹری گورنمنٹ بنام عاجز

ہوگئی ہے لہذا کوئی صاحب بدون

اجازت کمترین قصد طبع نفرماوین

المشتہر

محمد معظم عفی عنہ مالک و مہتمم مطبع فاروقی دہلی